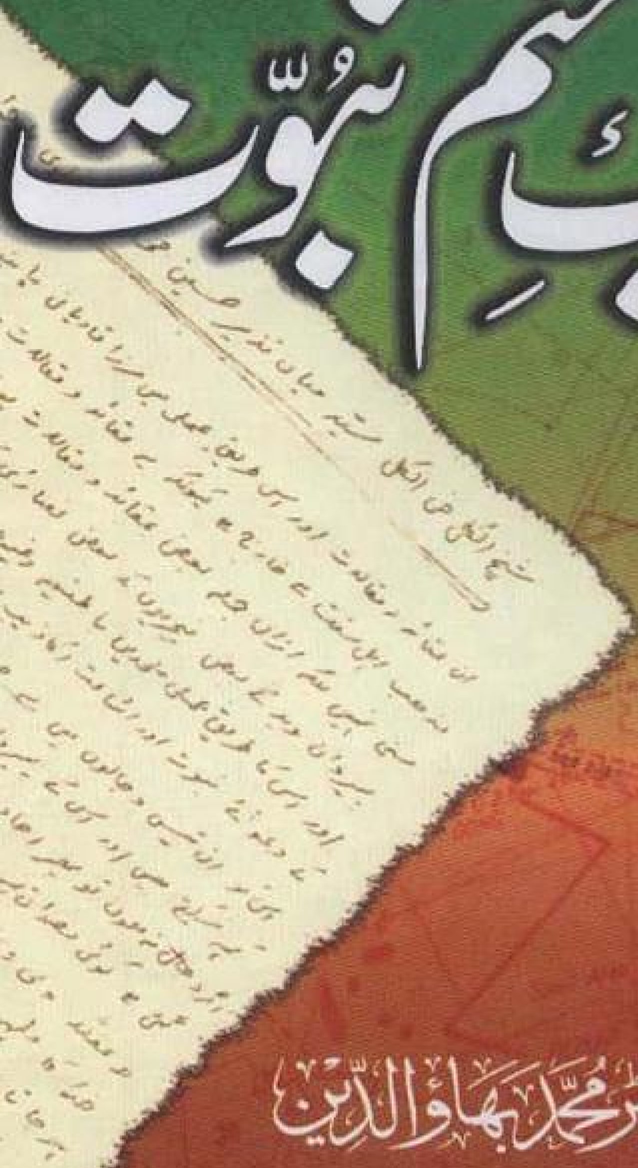
تحریکِ ختمِ نبوت



ڈاکٹر محمد بہاؤ الدین

مکتبہ قدوسیہ

انه من سلیما ن و انه بسم الله الر حمن الر حیم

تحریک ختم نبوت

حصہ بست وہفتم (۲۷)

(۱۸۹۱ء۔۱۹۱۲ء)

منکوحہ آسمانی (۱)

ڈاکٹر محمد بہاء الدین

نام کتاب تحریک ختم نبوت حصہ بست و ہفتم (۲۷)
مولف ڈاکٹر محمد بہاءالدین
صفحات ۴۰۰
سال اشاعت ۲۰۱۳ء

فہرست عنوانات

انه من سلیما ن و انه بسم الله الر حمن الر حیم

مشمولات کتاب کا تعارف

آج اس پیش گوئی کا تذکرہ کیا جارہا ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی چچازاد بہن کی بیٹی (مسماۃ محمدی ہوشیارپوری) سے شادی کی غرض سے کی تھی۔ اس شادی کے لئے مرزا صاحب قادیانی کا کہنا تھا کہ یہ آسمان پر ہو چکی ہے اور زمین پر اس کے وقوع کے لئے انہوں نے سلسلہ جنبانی انیسویں صدی کے نویں عشرے سے شروع کر رکھا تھا۔

اس لڑکی کی شادی اس کے ماں باپ نے کسی اور جگہ کرنے کا فیصلہ کیا، تو مرزا صاحب قادیانی نے فرمایا کہ اس لڑکی (مسماۃ محمدی ہوشیارپوری) کا ہونے والا شوہر روز نکاح سے اڑھائی سال کے اندر اور لڑکی کا باپ تین سال کے اندر مر جائے گا۔ اور یہ لڑکی (مسماۃ محمدی) بیوہ ہو کر ان کے نکاح میں آجائے گی۔

لڑکی کا شوہر (مرزا سلطان محمد آف پٹی ضلع لاہور) اڑھائی سال میں نہ مرا، تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ کوئی بات نہیں، اگر وہ اڑھائی سال میں نہیں مرا تو کیا ہوا، وہ بہرحال مرے گا، اور میری زندگی میں مرے گا، اور یہ لڑکی (مسماۃ محمدی) ان کے نکاح میں ضرور آئے گی۔ اور مخالفین کو للکار للکار کر فرمایا کرتے تھے کہ دیکھو میں بھی زندہ ہوں اور وہ لڑکی بھی ابھی زندہ ہے۔ بس ذرا انتظار کرو۔ میرے جیتے جی وہ لڑکی، قادیانی حرم کی زینت ضرور بنے گی۔ ایسا نہ ہوا تو مجھے جھوٹا سمجھا جائے۔

اس کے بعد مرزا صاحب قادیانی ۱۹۰۸ء میں راہی ملک عدم ہو گئے اور لڑکی (جو مرزا سلطان محمد بیگ سے شادی کے بعد محمدی بیگم کے نام سے معروف ہو چکی تھی) اپنے خاوند کے گھر آباد اور اس کے بچوں کو جنم دیتی رہی۔ اور مرزا

صاحب قادیانی کی الہامی پیش گوئیوں کا منہ چڑاتی، اور الہامی دعاوی کے سر میں خاک ڈالتی رہی۔

اور چونکہ مرزا غلام احمد صاحب نے کہہ رکھا تھا کہ یہ پیش گوئی ان کے صدق و کذب کا معیار ہے، اور اس خاتون سے زمین پر ان کی شادی نہ ہو، تو انہیں دجال سمجھا جائے، اس لئے جو بات بعض علماء، مرزا صاحب کی زندگی میں کہے جا رہے تھے کہ:

یہ شخص دجال و کذاب ہے، اس لئے اس کی کوئی پیش گوئی سچی ہو ہی نہیں ہوسکتی،

اب سبھی نے کہنا شروع کر دیا کہ:

چونکہ اس کی پیش گوئی جھوٹی نکلی ہے، اس لئے یہ اپنے ہی مقرر کردہ معیار سے کذاب و دجال ثابت ہوگیا ہے۔ اس لئے اس کے مہدویت و مسیحیت و نبوت، مجددیت، اور امام الزمان ہونے کے دعاوی جھوٹے ہیں۔

اور اس موضوع پر بہت سی تحریریں منظر عام پر آئیں۔

المختصر، مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی منکوحہ آسمانی والی پیش گوئی نے ۱۸۸۶ء سے لے کر ۱۹۰۸ء تک کئی روپ دھارے ہیں:

ابتداء یہ کہا گیا کہ محمدی سے ان کا نکاح آسمان پر ہوگیا ہے، اور اب زمین پر بھی ہو جائیگا۔

جب ہوشیار پوری بیگوں نے رشتہ دینے سے انکار کیا، تو مرزا قادیانی کوشش کرتے رہے کہ کسی طرح ان کا انکار اقرار میں بدل جائے۔ اور پیش گوئی کے یقینی وقوع پر زور دیتے رہے۔

جب ہوشیار پوری بیگوں نے اپنی لڑکی کی کسی اور جگہ منگنی اور شادی کی باتیں شروع کیں، تو مرزا صاحب قادیانی نے فرمانا شروع کیا کہ: وہ پیش گوئی یہ ہے کہ وہ لڑکی (مساۃ محمدی) باکرہ یا ثیبہ، کسی بھی حالت میں ان کے نکاح میں آئے گی۔

جب محمدی کی شادی مرزا صاحب قادیانی کی بجائے ایک اور شخص سے ہوگئی، تو فرمایا کہ:

میری پیش گوئی میں یہ بات شامل ہے انا رادوها الیك، جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ (محمدی) پہلے کسی اور جگہ جائے گی، وہاں سے واپس تمہارے پاس آئے گی۔

نیز فرمایا کہ اس کا ہونے والا خاوند روز نکاح سے اڑھائی سال بعد مر جائے گا۔

جب محمدی کی مرزا سلطان محمد سے شادی کو اڑھائی سال گذر گئے، اور سلطان محمد نہ مرا، تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے فرمایا کہ:

سلطان محمد آف پٹی ضلع لاہور، دل میں ڈر گیا ہے، اس لئے پیش گوئی موخر ہوگئی ہے، لیکن میری شادی محمدی سے ضرور ہوگی۔ بھلے ذرا دیر سے۔

پھر مرزا صاحب قادیانی چل دیئے، تو پیش گوئی کا باب ہی بند ہوگیا، معتقدین نے تاویلات شروع کر دیں اور مسلمانوں نے اس کے کذب کا یقین کرتے ہوئے اس موضوع پر کھل کر لکھا اور خوب لکھا۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی الہامی پیش گوئی کے یہ مختلف مراحل یا روپ ہیں۔ پہلے مرحلے میں جن لوگوں نے پیش گوئی اور مرزا صاحب قادیانی کی مخالفت کی، وہ اس میدان کے سابقون الاولون ہیں۔ ان کا یقین واعتماد، کہ مرزا قادیانی کی پیش گوئی جھوٹی ہے، بعد والوں کی نسبت زیادہ ہے۔

دوسرے مرحلے میں لکھنے اور تگ ودو کرنے والوں کا یقین واعتقاد اپنے سے بعد والوں (یعنی تیسرے مرحلے میں لکھنے والوں کی) کی نسبت زیادہ ہے۔

اس سے اگلے مرحلے میں لکھنے والوں کا یقین واعتقاد اپنے سے بعد والوں کی نسبت زیادہ ہے۔

پہلے مرحلے میں جن لوگوں نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی اس پیش گوئی کی مخالفت کی، ان میں (عیسائیوں کے علاوہ) مسلمانوں میں سے محمدی بیگم کے ماں باپ اور نانی وغیرہ ہیں، جنہوں یہ رشتہ دینے سے انکار کر کے مرزا صاحب قادیانی کے منہ پر کہہ دیا کہ وہ ان کے الہام اور پیش گوئی کو جھوٹا جانتے ہیں۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی خوش آمد، درآمد کرتے رہے اور تخویف وتہدید سے کام لیتے رہے لیکن وہ لوگ تاعمر اپنے اس موقف پر قائم رہے کہ (مرزا قادیانی) تم جھوٹے ہو۔

ان سابقون میں ہوشیار پوری بیگوں کے علاوہ منشی محمد رمضان کا ذکر خود مرزا صاحب قادیانی کے ایک خط میں ملتا ہے جس نے اس پیش گوئی کے سامنے آتے ہی ایک اخبار کے صفحات میں مرزا صاحب کی اس پیش گوئی پر تنقیدی مضمون لکھا تھا۔ ہمیں منشی محمد رمضان صاحب کی یہ تحریر دیکھنے کو نہیں ملی، لہذا اسے قارئین کی

نذر نہیں کر سکتے، اور نہ ہی ہمیں منشی صاحب کے بارے میں مزید معلومات حاصل ہو سکی ہیں۔

اس دور میں مرزا صاحب قادیانی کی پہلی بیوی، اور ان کے دونوں بڑے بیٹے سلطان احمد اور فضل احمد بھی اس پیش گوئی کے مخالفین میں شامل ہیں۔ فضل احمد مالی طور پر کافی تنگ دست تھا اور اس پر مستزاد یہ کہ دو بیویوں کا شوہر تھا۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنے حواری خاص حکیم نورالدین کے ذریعے اس کی اچھی ملازمت کے لئے کوشش کروا کے اسے ہموار کرنے کی کوشش کی تھی، تا کہ وہ اپنے سسرالی رشتہ داروں میں اپنا اثر ورسوخ استعمال کر کے مسماۃ محمدی سے ان کی شادی کی راہ ہموار کرا دے۔ لیکن مرزا فضل احمد نے اپنے باپ کو جھوٹا الہامی یقین کرتے ہوئے کسی قسم کا تعاون نہیں کیا۔

اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی کی اہلیہ اول نے بھی اس شادی کے لئے کسی قسم کا تعاون نہیں کیا۔ بلکہ مخالفت کر کے ظاہر کر دیا کہ وہ آپ کو الہامی نہیں سمجھتی تھی، اور آپ کی پیش گوئی کو جھوٹا سمجھتی تھی۔

اسی طرح آپ کا بڑا بیٹا سلطان احمد، جو ان دنوں لاہور میں نائب تحصیل دار تھا، نے بھی اپنے باپ اور اس کی الہامی پیش گوئی کی مخالفت کی، اور مسماۃ محمدی کی سلطان محمد آف پٹی ضلع لاہور سے شادی کروانے کی تجویز وتحریک میں وہ پیش پیش رہا۔ نتیجتاً مرزا صاحب قادیانی نے اسے عاق اور محروم الارث کر دیا۔

اس مرحلے پر ردّ قادیانیت میں ایک اور نام سامنے آتا ہے جسے عام طور پر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ وہ ہے مسماۃ محمدی بذات خود۔ اگر محمدی کا ایمان وایقان مرزا صاحب قادیانی اور ان کے الہامی ہونے پر، اور اس پیش گوئی کے الہامی اور سچا ہونے پر ہوتا، تو وہ اپنے والدین سے کہہ سکتی تھی کہ بھلے تمہیں مرزا قادیانی کسی وجہ سے پسند نہ ہو، لیکن میں تو اسی سے شادی کرونگی۔ بہتر ہے کہ تم خود اپنے ہاتھوں یہ کام کر دو، ورنہ میں خود ایسا کرلوں گی۔ لیکن اس خاتون نے نہ تو والدین کے سامنے ایسی کسی خواہش کا اظہار کیا، نہ خود کوئی قدم اٹھایا، بلکہ اپنے خاندان کے بزرگوں کی سرپرستی میں سلطان محمد آف پٹی سے شادی کر کے علی رؤس الاشھاد واضح کر دیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی پیش گوئی کو جھوٹا اور انہیں ان کے دعوی الہام میں کاذب سمجھتی ہیں۔

محمدی بیگم، کا یہ موقف اور یقین وایقان سلطان محمد آف پٹی سے شادی کے بعد بھی قائم ودائم رہا۔ شادی کے چھ ماہ بعد اس کا باپ مرزا احمد بیگ فوت ہوا، جسے مرزا صاحب قادیانی کہتے تھے کہ ان کی پیش گوئی

کے مطابق فوت ہوا، نیز اس کے خاندان پر بقول مرزا قادیانی دیگر مصائب اور تکلیفیں بھی آئیں، جو کسی بھی ڈھلمل یقین کا اعتماد متزلزل کرنے کے لئے کافی ہوسکتی تھیں۔لیکن یہ خاتون پورے خلوص واعتماد اور یقین کے ساتھ اپنے خاوند مرزا سلطان محمد آف پٹی کی وفادار رہی۔مرزا غلام احمد صاحب کے بلند بانگ دعاوی مثل:

میں رئیس قادیان ہوں، اتنی زمینوں کا مالک ہوں، اتنی کتابوں کا مصنف ہوں اور میری کتابیں چھپنے سے بھی پہلے بک جاتی ہیں، لاکھوں مریدوں کی جان و مال اور عزت وآبرو کا مالک ہوں، میرے ایک اشارے پر گھڑی بھر میں میرے مرید لاکھوں روپیہ میرے لئے جمع کر سکتے ہیں، میرے پاس پیسہ ہی پیسہ ہے، میں نے اپنی بیوی نصرت بیگم کو زیورات سے لاد رکھا ہے، کیا ہوا ذرا ضعیف العمر ہوں، لیکن پچاس مردوں کے برابر طاقتور ہوں، مجھے ۸۰ سال بلکہ ۹۵ سال زندگی کی نوید دی گئی ہے، وغیرہ

ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے باہر نکالتی رہی۔اگر محمدی بیگم کے ایمان میں ضعف ہوتا یا وہ مرزا صاحب قادیانی کو سچا الہامی جانتی، تو کسی بھی مرحلے پر اپنے خاوند سلطان محمد سے کنارہ کر کے مرزا قادیانی کے پاس آسکتی تھی۔خلع لے سکتی تھی، مرزائیت قبول کرنے کا اعلان کرسکتی تھی، اور اس بنا پر اس کا نکاح سلطان محمد سے فسخ ہوجاتا، اور مرزا قادیانی کا راستہ صاف ہوجاتا۔لیکن اللہ کی اس بندی کے ایمان میں تزلزل نہیں آیا اور مرزا صاحب قادیانی مدۃ العمر اس کے التفات کے لئے سسکیاں لیتے اور آہیں بھرتے اور دعائیں کرتے رہے۔تا آنکہ مئی ۱۹۰۸ء میں حصول مدعا میں ناکام ونامراد رہ کر اپنے کذاب ودجال ہونے پر اپنی ہی مہر ثبت کر گئے۔

اگلے مرحلے پر حضرت شیخ الاسلام مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالویؒ نظر آتے ہیں۔۱۸۹۳ء کے آغاز میں، جب کہ مرزا قادیانی کی آسمانی منکوحہ کی شادی مرزا سلطان محمد آف پٹی سے ہوچکی تھی، اور مرزا صاحب کا آسمانی سسر یعنی محمدی بیگم کا والد مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری فوت ہو گیا تھا، اور مرزا قادیانی کی پیش گوئی اس مرحلے پر تھی کہ

روز نکاح (یعنی ۷۔اپریل ۱۸۹۲ء) سے ڈھائی سال کے اندر اندر سلطان محمد مرجائے گا اور انا

راد و ھا الیك پرعمل ہوگا کہ محمدی بیوہ ہوکر اس کے نکاح میں آجائے گی،

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابو سعید محمد حسین بٹالوی نے مرزا صاحب قادیانی کو لکھے جانے والے ایک خط میں (جو بعد میں طبع ہو کر پبلک دستاویز بن گیا) مرزا صاحب کی اس پیش گوئی کو چیلنج کیا اور فرمایا کہ:

چونکہ تم جھوٹے ہو، اس لئے تمہاری پیش گوئی بھی جھوٹی ہے۔ اگر تم اس کے الٹ ثابت کرنا چاہتے ہو، تو میرے ۸۵ سوالات مندرجہ مکتوب کا صحیح جواب دو۔

جواب میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ساکت ومبہوت ہو کر رہ گئے، تو عوام اہل اسلام کے ساتھ عام علماء کرام کو بھی اللہ تعالی نے گویا زبان عطا فرما دی اور انہوں نے اس موضوع پر لکھنے کا آغاز کر دیا۔ شاعروں نے مرزا قادیانی اور اس کی پیش گوئی کا شعروں میں تیاپانچا کیا، اور نثر نگاروں نے نثری تحریروں میں مرزا صاحب کو آڑے ہاتھوں لیا۔ اس دور کے کارکنان تحریک میں سے مولوی خدا بخش واعظ، منشی سعد اللہ لدھیانوی، قاضی فضل احمد لدھیانوی، اور شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری نے بسلسلہ مرزا صاحب کی منکوحہ آسمانی لکھا اور خوب لکھا۔

اس کے بعد کے مرحلے میں بسلسلہ منکوحہ آسمانی جو لوگ نثر ونظم کے میدان میں سامنے آئے ان میں پیر مہر علی شاہ گولڑوی، منشی الہی بخش لاہوری، قاضی عبدالاحد خان پوری، مولانا احمد حسن شوکت میرٹھی، مولانا ابو الحسن سیالکوٹی، وغیرھم شامل ہیں۔

اس کے بعد کے مرحلے میں حکیم مظہر حسن، قاضی عبدالاحد خان پوری، ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی، مولانا انوار اللہ خان حیدر آبادی، مولانا سید محمد علی مونگیری، بابو پیر بخش لاہوری وغیرہ شامل ہیں۔

مختلف مراحل میں وجود میں آنے والی جو تحریریں ہمیں ملی ہیں، انہیں یہاں نقل کیا جائے گا اور چونکہ یہ بنیادی طور پر ایک ہی موضوع پر ہیں، اور ایک ہی قسم کی قادیانی تحریروں کے تناظر میں وجود میں آئی ہیں، اس لئے قارئین کو جابجا تکرار بھی نظر آئے گا لیکن: ہر گلے را رنگ وبوئے دیگر است
کا مشاہدہ ہونے کے ساتھ ساتھ قارئین کو اس بات کا اندازہ بھی ہو جائے گا کہ بنیادی کام کن بزرگوں نے کیا ہے، اور کن بزرگوں نے اس بنیاد پر عمارت کھڑی کی ہے، اور کن بزرگوں نے اسے رنگ وروغن اور نقش ونگار

سے آراستہ کیا ہے۔

اس کتاب میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے اشتہارات مثل: اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء، اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء وتتمہ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء، اشتہار اکتوبر ۱۸۹۴ء بابت منکوحہ آسمانی، اشتہار انعامی چار ہزار، اشتہار بابت لیکھرام، اشتہار ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء سے ضروری عبارات نقل ہوئی ہیں۔

نیز مرزا قادیانی کی درج ذیل کتابوں سے ضروری تحریریں نقل کی گئی ہیں: ازالہ اوہام، آسمانی فیصلہ، دافع الوساوس، شہادۃ القرآن، کرامات الصادقین، انوار الاسلام، انجام آتھم، سراج منیر، حجۃ اللہ، کتاب البریہ، ایام الصلح، تریاق القلوب، اربعین نمبر ۲، اربعین نمبر ۴، تحفہ غزنویہ، تحفہ گولڑویہ، نزول المسیح، اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح، تذکرۃ الشہادتین، براہین احمدیہ جلد پنجم، حقیقۃ الوحی، مکتوبات احمدیہ وغیرہ

مسلمانوں کی جن کتب ورسائل سے اخذ ونقل ہوئی ہے ان کے نام درج ذیل ہیں:

ماہنامہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۶، ماہنامہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۷، ماہنامہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۸ (شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالوی)، کلمہ فضل رحمانی (قاضی فضل احمد لدھیانوی)، الہامات مرزا (شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری)، عصائے موسیٰ (منشی الہی بخش لاہوری)، اظہار مخادعت مسیلمہ قادیانی، السیف المسلول (قاضی عبد الاحد خان پوری)، تازیانہ عبرت (مولوی کرم الدین جہلمی)، سیف چشتیائی (پیر مہر علی شاہ گولڑوی)، ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ (مولانا احمد حسن شوکت)، مثنوی معیار الحق المبین (مولوی خدا بخش واعظ)، بجلی آسمانی برسر دجال قادیانی (مولانا ابو الحسن سیالکوٹی)، چودھویں صدی کا مسیح (حکیم مظہر حسن صدیقی)، راست بیانی بر شکست قادیانی، البیان فی حقیقت مرزا غلام احمد وسید احمد خان، (مولوی امام الدین گجراتی) افادۃ الافہام (مولانا انوار اللہ خان حیدر آبادی)، معیار المسیح (حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی)، المسیح الدجال، ذکر الحکیم عرف کانا دجال (ڈاکٹر عبد الحکیم پٹیالوی)، فیصلہ قرآنی تکذیب قادیانی (حکیم حافظ محمد دین)، مرقع قادیانی (شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری) وغیرہ۔

زیر نظر جلد کی پروف ریڈنگ بھی میں خود ہی کی ہے اور چونکہ اپنی کمپوزیشن کی پروف ریڈنگ بہت مشکل کام ہے، اس لئے اس میں غلطیاں بھی کافی ہوں گی جن کے لئے میں معذرت خواہ ہوں۔

والسلام: محمد بہاء الدین

مرزا قادیانی ہوشیار پور میں

چلہ کشی کی غرض سے ۱۸۸۶ء میں کچھ عرصہ کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی ہوشیار پور تشریف لے گئے، جیسا کہ آپ اپنے مخلص مرید منشی رستم علی کو اپنے ۱۳ جنوری ۱۸۸۶ء کے خط میں لکھتے ہیں:

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ تعالیٰ...عنایت نامہ پہنچا۔خداوند کریم آپ کو خوش وخرم رکھے۔حال یہ ہے کہ اس خاکسار نے حسب ایماء خداوند کریم بقیہ کام رسالہ (سراج منیر) کے لئے اس شرط سے سفر کا ارادہ کیا ہے کہ شب وروز تنہا ہی رہے، اور کسی کی ملاقات نہ ہو۔اور خداوند کریم جل شانہ نے اس شہر کا نام بتا دیا ہے کہ جس میں کچھ مدت بطور خلوت رہنا چاہیے۔اور وہ ہوشیار پور ہے۔آپ کسی پر ظاہر نہ کریں کہ بجز چند دوستوں کے اور کسی پر ظاہر نہیں کیا گیا..

.خاکسار غلام احمد (مکتوبات احمد ج ۲ ص ۴۶۸)۔

اور ۱۸ جنوری ۱۸۸۶ء کے خط میں منشی رستم علی صاحب کو لکھتے ہیں:

عنایت نامہ پہنچا اس وقت روانگی براہ راست ہوشیار پور تجویز ہو کر کل انشاء اللہ یہ عاجز روانہ ہو جاوے گا۔ خاکسار غلام احمد۔ (مکتوبات احمد۔جلد ۲ ص ۴۶۹)۔

۲۶ جنوری ۱۸۸۶ء کے خط میں مرزا صاحب، منشی صاحب کو لکھتے ہیں:

یہ عاجز بروز جمعہ بخیر وعافیت ہوشیار پور پہنچ گیا ہے اور طویلہ شیخ مہر علی صاحب میں فروکش ہے۔آپ بھی دعا کرتے رہیں کہ خداوند کریم جل شانہ یہ سفر مبارک کرے..

والسلام۔خاکسار غلام احمد (مکتوبات احمد۔جلد ۲ ص ۴۶۹)

اور ۲۸ جنوری کے خط میں مرزا صاحب، منشی رستم علی صاحب کو لکھتے ہیں:

یہ عاجز ہوشیار پور بخیریت پہنچ گیا ہے۔ یاد نہیں رہا، پہلے بھی اس جگہ آ کر آپ کو اطلاع دی یا نہیں۔ اس لئے مکرر آپ کی خدمت میں لکھا گیا۔ آپ بھی دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے جلد تر اس کام کو انجام تک پہنچاوے۔ اور یہ عاجز شیخ مہر علی صاحب رئیس کے مکان پر اترا ہے۔

.. خاکسار غلام احمد۔ (مکتوبات احمد۔ جلد ۲ ص ۴۷۰)۔

اور ۱۱۔ فروری ۱۸۸۶ء کے خط میں مرزا قادیانی، منشی رستم علی صاحب کو لکھتے ہیں:

ابھی تک مجھ کو کچھ خبر نہیں کہ کب تک اس شہر (ہوشیار پور) میں رہوں۔

اور ۱۱۔ مارچ ۱۸۸۶ء کو مرزا صاحب اپنے مرید منشی رستم علی کو لکھتے ہیں:

اب یہ عاجز قادیان جانے کیلئے تیار ہے اور انشاء اللہ منگل کو روانہ ہوگا۔ خاکسار غلام احمد۔

۱۱ مارچ ۱۸۸۶ء۔ (مکتوبات احمد یہ جلد پنجم نمبر سوم ص ۱۲۔۱۴)۔

اور معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب اس کے بعد جلد ہی قادیان پہنچ گئے تھے کیونکہ آپ کا اشتہار واجب الاظہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء قادیان ہی سے جاری شدہ ہے۔

ہوشیار پور میں اپنے قیام کے دوران دوسرے کاموں کے علاوہ مرزا صاحب قادیانی نے ایک اشتہار بھی شائع فرمایا جس میں لکھتے ہیں:

آج ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں جو مطابق پندرہ جمادی الاول ہے، برعایت ایجاز و اختصار کلمات الہامیہ نمونے کے طور پر لکھی جاتی ہے اور مفصل رسالہ (سراج منیر) میں مندرج ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ پہلی پیش گوئی بالہام اللہ تعالیٰ و اعلامہ عز و جل خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جل شانہ و عزّ اسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایہء قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے (... پہلے پیش گوئی..عنموائیل کی ہے۔ پھر لکھا ہے) پھر خدائے کریم جل شانہ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی

نعمتیں تجھ پر پوری کرونگا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی۔ (قادیانی اشتہار۔۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)(مجموعہ اشتہارات قادیانی جلد ا۔ص۱۰۲)

اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنے آئینہ کمالات اسلام (یعنی دافع الوساوس) میں (فروری ۱۸۹۳ء) میں باردگر بھی نقل کیا تھا، جو یوں ہے۔

مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

آج ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں جو مطابق پندرہ جمادی الاول ہے، برعایت ایجاز و اختصار کلمات الہامیہ نمونے کے طور پر لکھی جاتی ہے(... پہلے پیش گوئی ..عمنوائیل کی ہے۔ پھر لکھا ہے) پھر خدائے کریم جل شانہ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا۔ اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کرونگا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی۔ اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤنگا اور برکت دونگا مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہونگے اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی اور ہر ایک شاخ تیرے جدی بھائیوں کی کاٹی جائے گی اور وہ جلد لا ولد رہ کر ختم ہو جائے گی۔ اگر وہ توبہ نہ کریں تو خدا ان پر بلاء پر بلاء نازل کرے گا یہاں تک کہ وہ نابود ہو جائیں گے ان کے گھر بیواؤں سے بھر جائیں گے اور ان کی دیواروں پر غضب نازل ہوگا۔ لیکن اگر وہ رجوع کریں گے تو خدا رحم کے ساتھ رجوع کرے گا۔ خدا تیری برکتیں اردگرد پھیلائے گا۔ اور ایک اجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد کرے گا (یہ ایک پیش گوئی کی طرف اشارہ ہے جو دہم جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں شائع ہو چکی۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ خدا تعالی نے اس عاجز کے مخالف اور منکر رشتہ داروں کے حق میں نشان کے طور پر یہ پیش گوئی ظاہر کی ہے کہ ان میں سے جو ایک شخص احمد بیگ ہے، اگر وہ اپنی بڑی لڑکی اس عاجز کو نہیں دے گا، تو تین برس کے عرصہ بلکہ اس سے قریب فوت ہو جائے گا، اور وہ جو نکاح کرے گا وہ روز نکاح سے اڑھائی برس کے عرصہ میں فوت ہوگا اور آخر وہ عورت اس عاجز کی بیویوں میں داخل ہوگی۔ سو اس جگہ اجڑے ہوئے گھر سے وہ اجڑا ہوا گھر مراد ہے۔ حاشیہ از مرزا قادیانی) (یاد رہے کہ یہ حاشیہ اس وقت لگایا گیا جب محمدی بیگم کی شادی ۷۔ اپریل ۱۸۹۲ء کے روز مرزا سلطان محمد سے ہو چکی تھی، اور اس کا والد مرزا احمد بیگ ستمبر ۱۸۹۲ء میں فوت ہو چکا تھا۔ بہاء)

(مرزا بشیر احمد قادیانی لکھتے ہیں: محمدی بیگم، مرزا غلام احمد صاحب کی چچازاد بہن عمر النساء بیگم کی لڑکی ہے یعنی مرزا نظام الدین و مرزا امام الدین وغیرہ کی حقیقی بھانجی ہے، ہماری تائی یعنی بیوہ مرزا غلام قادر، محمدی بیگم کی سگی خالہ ہیں، گویا مرزا احمد بیگ جو محمدی بیگم کا والد تھا مرزا امام الدین وغیرہ کا بہنوئی تھا... مرزا غلام احمد کی اپنی حقیقی ہمشیرہ مرزا احمد بیگ کے بڑے بھائی مرزا محمد بیگ کے ساتھ بیاہی گئی تھی مگر وہ جلد فوت ہو گیا۔ سیرۃ المہدی جلد اول روایت نمبر ۲۷) اور ایک ڈراونا گھر برکتوں سے بھر دے گا... اور ایسا ہو گا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں، وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مرینگے۔ لیکن خدا تجھے بکلی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا...

الراقم خاکسار غلام احمد مولف براہین احمدیہ۔ ہوشیار پور طویلہ شیخ مہر علی صاحب رئیس۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء۔ مطبوعہ بار دوم ریاض ہند پریس قادیان ۱۸۹۳ء

(مجموعہ اشتہارات قادیانی۔ ج ا۔ ص ۱۰۰، ۱۰۲) (اس اشتہار میں جو حاشیہ پر جو قادیانی نوٹ ہے، وہ ۱۸۸۶ء کا نہیں بلکہ اشتہار کی طبع دوم کے موقع پر مرزا صاحب قادیانی نے ۱۸۹۳ء میں لگایا ہے۔ بہاء)

نہ تو مرزا صاحب قادیانی کا ایک اور شادی کرنا معیوب تھا، نہ چچازاد بہن کی بیٹی سے شادی کرنا خلاف اسلام تھا، اور نہ ہی ۴۷ سال کی عمر میں ایک حدیثۃ السن لڑکی سے شادی کرنا ہی کوئی عجوبہ بات تھی، لیکن ایسے کاموں کے لئے الہامات کی آڑ لینا لوگوں کی نظروں میں کھٹکنے لگا۔

منشی محمد رمضان کی تنقید

قادیانی اشتہار فروری ۱۸۸۶ء کی طبع دوم ۱۸۹۳ء کو یہیں چھوڑ کر واقعات کے تسلسل کی خاطر ہم ذرا پیچھے چلتے ہیں۔ فروری ۱۸۸۶ء میں جب خواتین مبارکہ سے مرزا صاحب کی شادیوں کی پیش گوئی سامنے آئی اور لوگوں نے دیکھا کہ مرزا صاحب قادیانی، جن کی حال ہی میں دہلی کی نصرت جہان سے دوسری شادی ہوئی تھی، اب مزید شادیوں کیلئے الہامات کی آڑ لے رہے ہیں، تو بعض حلقوں میں ان کی زندگی کے اس پہلو پر تنقید شروع ہو گئی۔ مسلمانوں میں سب سے پہلی تحریر منشی محمد رمضان نامی شخص کی سامنے آئی جیسا کہ مرزا غلام

احمد صاحب قادیانی ۳ مارچ ۱۸۸۶ء کے خط میں اپنے مرید خاص منشی رستم علی صاحب کو لکھتے ہیں:

عنائت نامہ پہنچا۔اب کوئی پہلا اشتہار موجود نہیں اس لئے بھیجنے سے مجبوری ہے۔اور یہ عاجز آپ کے لئے اکثر دعا کرتا ہے جس کے آثار کی بفضلہٖ تعالی دین و دنیا میں امید ہے۔مضمون محمد رمضان کا پنجابی اخبار میں اس عاجز نے دیکھ لیا ہے کہ

ناچار فریاد خیزد از درد

کا مصداق ہے۔خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۳ مارچ ۱۸۸۶ء (مکتوبات احمد۔جلد۲۔ص ۴۷۱)

منشی محمد رمضان کی اس تحریر کے بعض مندرجات مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے ایک اور جگہ نقل کئے ہیں جہاں انہوں نے فرمایا ہے:

.....ایک صاحب محمد رمضان نام نے پنجابی اخبار ۲۰ مارچ ۱۸۸۶ء میں چھپوایا کہ لڑکا پیدا ہونے کی بشارت دینا من جانب اللہ ہونے کا ثبوت نہیں ہوسکتا۔جس نے ارسطو کا ورکس دیکھا ہوگا، حاملہ عورت کا قارورہ دیکھ کر لڑکا یا لڑکی پیدا ہونا ٹھیک ٹھیک بتلا سکتا ہے..

اخیر پر ہم یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ منشی محمد رمضان صاحب نے تہذیب سے گفتگو نہیں کی، بلکہ دینی مخالفوں کی طرح جابجا مشہور افترا پردازوں سے اس عاجز (مرزا قادیانی) کو نسبت دی ہے،اور ایک جگہ پر جہاں اس عاجز نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں یہ پیش گوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے بیان کی تھی کہ

اس نے مجھے بشارت دی ہے کہ بعض بابرکت عورتیں اس اشتہار کے بعد بھی تیرے نکاح میں آئیں گی اوران سے اولاد پیدا ہوگی،

اس پیش گوئی پر منشی صاحب فرماتے ہیں کہ الہام کئی قسم کا ہوتا ہے۔نیکوں کو نیک باتوں کا،اور زانیوں کو عورتوں کا۔ہم اس جگہ کچھ لکھنا نہیں چاہتے۔ناظرین منشی صاحب کی تہذیب کا آپ اندازہ کرلیں۔ (اشتہار محک اخیار و اشرار ستمبر ۱۸۸۶ء۔مجموعہ اشتہارات قادیانی۔ج۔اول۔اشتہار نمبر ۳۵۔ ص ۱۳۰۔منقول از سرمہ چشم آریہ مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر بار اول ستمبر ۱۸۸۶ء)

قادیانی بنام نور الدین

ادھر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جو دوسری شادی سے قبل اپنی حالت مردمی کے کالعدم ہونے کا اقرار کرتے تھے، شادی کے بعد کسی خاص دوا کے استعمال سے پچاس مردوں کے برابر ہو جانے، اور زوجہ ثانی کی موجودگی میں خواتین مبارکہ کے شدت سے آرزومند ہو گئے تھے، اپنے مرید حکیم نور دین صاحب بھیروی قادیانی کو لکھتے ہیں:

مخدومی و مکرمی اخویم مولوی نور الدین صاحب سلمہ تعالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس وقت ایک اشتہار در بارہ ازالہ اوہام مخالفین آپ کی خدمت میں مرسل ہے۔ چونکہ آپ تشبہ فاروقی کے مدعی ہیں اور یہ عاجز بھی بغایت درجہ آپ پر حسن ظن رکھتا ہے، اور اپنا مخلص اور دوست جانتا ہے، اس لئے آپ کی طرف تعلق خاطر رہتا ہے۔ جو عنایات خداوند کریم جل شانہ کی اس عاجز کے شامل حال ہیں ان کے بارے میں ہمیشہ یہی دل چاہتا ہے جو اپنے دوستوں سے کچھ اس میں سے بیان کرتا رہوں۔ اور بحکم وا ما بنعمت ربك فحدث تحدیث نعمت کا ثواب حاصل کروں۔ سو آج آپ سے بھی، جو میرے مخلص دوست ہیں، ایک واقعہ پیش گوئی کا بیان کرتا ہوں۔ شائد چار ماہ کا عرصہ ہوا ہے کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا تھا کہ ایک فرزند قوی الطاقتین، کامل الظاہر و الباطن، تم کو عطا کیا جائے گا۔ اس کا نام بشیر ہوگا۔

سو اب تک میرا قیاسی طور پر خیال تھا کہ شائد وہ فرزند مبارک اسی اہلیہ (نصرت جہان) سے ہوگا۔ اب زیادہ تر الہام اس بات میں ہو رہے ہیں کہ عنقریب ایک اور نکاح تمہیں کرنا پڑے گا۔ اور جناب الٰہی میں یہ بات قرار پا چکی ہے کہ

ایک پارسا طبع اور نیک سیرت اہلیہ تمہیں عطا ہوگی۔ وہ صاحب اولاد ہوگی۔

اس میں تعجب کی بات یہ ہے کہ جب یہ الہام ہوا تو ایک کشفی عالم میں چار پھل مجھ کو دیئے گئے

۔تین ان میں سے تو آم کے پھل تھے۔مگر ایک پھل سبز رنگ بہت بڑا تھا، وہ اس جہان کے پھلوں سے نہیں۔اگر چہ ابھی یہ الہامی بات نہیں مگر میرے دل میں یہ پڑا ہے کہ وہ پھل، جو اس جہان کے پھلوں میں سے نہیں ہے، وہی مبارک لڑکا ہے۔کیونکہ کچھ شک نہیں کہ پھلوں سے مراد اولاد ہے اور جب کہ ایک طرف پارساطبع اہلیہ کی بشارت دی گئی اور ساتھ ہی کشفی طور پر چار پھل دیئے گئے جن میں ایک پھل الگ وضع کا ہے تو یہی سمجھا جاتا ہے و اللہ اعلم بالصواب

ان دنوں میں اتفاقاً نئی شادی کے لیے دو شخصوں نے تحریک کی تھی۔مگر جب ان کی نسبت استخارہ کیا گیا تو ایک عورت کی نسبت جواب ملا کہ اس کی قسمت میں ذلت اور محتاجگی اور بے عزتی ہے۔اور اس لائق نہیں کہ تمہاری اہلیہ ہو۔اور دوسری کی نسبت اشارہ ہوا کہ اس کی شکل اچھی نہیں۔گویا یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ صاحب صورت و صاحب سیرت لڑکا جس کی بشارت دی گئی ہے، وہ برعائت مناسبت ظاہری اہلیہ جمیلہ و پارساطبع سے پیدا ہوسکتا ہے۔ و اللہ اعلم بالصواب

اب مخالفین آنکھوں کے اندھے اعتراض کرتے ہیں کہ کیوں اب کی دفعہ لڑکا پیدا نہیں ہوا؟ ان کے ابطال میں ایک دوست (میر عباس علی لدھیانوی) نے اشتہارات شائع کئے ہیں۔مگر میری دانست میں اس لڑکے کے تولد سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ تیسری شادی ہو جاوے۔کیونکہ اس تیسری شادی میں اولاد ہونے کے اشارات پائے جاتے ہیں۔غالباً اس تیسری شادی کا وقت نزدیک ہے۔اب دیکھیں کہ کس جگہ ارادہ ازلی نے اس کا ظہور مقرر کر رکھا ہے۔الہامات اس بارہ میں کثرت سے ہو رہے ہیں۔اور ربانی ارادہ میں کچھ جوش سا پایا جاتا ہے۔ و اللہ یفعل ما یشاء و ھو علی کل شیء قدیر۔از قادیان ۸۔جون ۱۸۸۶ء۔

خاکسار غلام احمد از قادیان۔

(مکتوبات احمد۔ ج ۲ ص ۱۲۔۱۳) (یہ بھی چیک کرو) (مکتوبات احمدیہ ج ۵ نمبر ۲ ص ۵۔۶، قادیانی تذکرہ ۱۱۲۔۱۱۳)

قادیانی مرتب مکتوبات احمدیہ، اس خط کے بارے میں لکھتا ہے:

یہ خط نہایت اہم ہے، اور بعض عظیم الشان پیش گوئیاں اس کے اندر موجود ہیں۔

سب سے اول یہ کہ خدا تعالیٰ آپ کو چار بیٹے دے گا اور ایک ان میں عظیم الشان ہوگا۔

اس خط سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کسی الہام الٰہی سے نہیں بلکہ خود حضرت (مرزا قادیانی) کا یہ خیال تھا کہ شائد وہ موعود لڑکا تیسری بیوی سے ہو جس کو واقعات نے بتایا کہ وہ دراصل اسی پہلی اہلیہ سے جس کو خدا تعالیٰ نے ام المومنین ہونے کا شرف اور عزت بخشی، پیدا ہونے والا تھا (مرزا کی پہلی بیوی بھی تو ام المومنین (مرزائیین) ہے کہ وہ مرزا قادیانی ۱۸۹۱ء تک بیوی رہی اور اس لحاظ سے وہ مرزائیوں خاص کر سابقین مرزائیوں کی ماں ہے۔ نیز یہاں مسئلہ بشیر عنوائیل کا نہیں ہے کہ وہ نصرت بیگم کے بطن سے ہوگا یا کسی اور خاتون کے بطن سے، بلکہ اس اولاد کا مسئلہ ہے جس کے متعلق مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مسیح آئے گا تو شادی کرے گا اور اس کی اولاد ہوگی۔ نصرت جہان سے مرزا صاحب کی شادی جس وقت ہوئی تھی اس وقت مرزا صاحب پر مسیحیت کا خبط سوار نہیں ہوا تھا، وہ عام مسلمانوں کی طرح یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم آسمان پر زندہ ہیں اور اپنے وقت پر نزول فرمائیں گے۔ ءمرزا صاحب نے مسیح کے مثل یا موعود مسیح ہونے کا دعویٰ ۱۸۹۰ء۔۱۸۹۱ء میں کیا ہے اور اس دعویٰ کے بعد کوئی عورت ان کے نکاح میں نہیں آئی، اور جب ۱۸۹۱ء کے بعد کوئی عورت ہی ان کے نکاح میں نہیں آئی تو اولاد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، کیونکہ بقول مرزا قادیانی آنحضرت ﷺ کا ارشاد یوں ہے کہ نکاح ہوگا اور اولاد ہوگی، یہ نہیں فرمایا کہ نکاح ہو چکا ہوگا جس سے اولاد ہوگی، یا بغیر نکاح کے بن ماں کے معجزانہ طور پر مسیح کے ہاں اولاد ہو جائے گی۔ بہاء)

جہاں تک واقعات نے ثابت کیا ہے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ پھل جو اس جہان کا نہ تھا اس سے مراد دراصل یہ تھی کہ ایک لڑکا تو پیدا ہوگا مگر وہ فوت ہو جائے گا جیسا کہ صاحبزادہ مبارک احمد۔ اس سے سبز اشتہار کی حقیقت بھی ظاہر ہوگئی ہے کہ حضرت مسیح موعود نے اسے سبز رنگ پر کیوں شائع کیا تھا۔ پھر ایک اور امر نہایت صفائی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود فی الحقیقت خدا کی جانب سے مامور ہو کر آئے تھے اور آپ کے الہامات خدا کا کلام ہی تھے آپ کو ان پر کامل یقین تھا اور یہ بھی کہ انبیاء جس طرح الہامات اور پیش گوئیوں کی تعبیر اور تعیین میں قبل از وقت خطاء اجتہادی کر جاتے ہیں حضرت مسیح موعود بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہ تھے۔ آپ کو فرزند موعود کے متعلق اوائل میں اجتہادی غلطی لگ رہی تھی کہ شاید وہ تیسرے نکاح سے پیدا ہوگا مگر واقعات نے بتایا (لیکن تیسرا نکاح ہونا تو اجتہادی غلطی نہیں بلکہ الہامات تھے وہ کیوں غلط ہوئے۔ بہاء) کہ ایسا نہیں مقدر تھا اور اس التباس

کو دور کرنے کے لئے خدا تعالی نے اس پیش گوئی کو ہی منسوخ کر دیا (کہاں اور کب منسوخ کیا۔مرزا صاحب تو ساری عمر اس خاتون کی یاد میں آہیں بھرتے رہے۔اور ان کی موت کے بعد ان کے جانشین حکیم نورالدین نے بھی فرمایا کہ پیش گوئی موجود ہے، اور موجود رہے گی، اور جب بھی کسی آئندہ وقت میں مرزا غلام احمد صاحب کے لڑکے در لڑکے در لڑکے کی شادی، محمدی بیگم کی لڑکی در لڑکی در لڑکی سے ہوگی، پیش گوئی واقعہ ہو جائے گی۔ نیز اگر بفرض محال یہ سمجھ لیا جائے کہ پیش گوئی منسوخ کر دی گئی تو پھر اس حدیث کا کیا بنے گا جسے مرزا صاحب قادیانی نے اپنی صداقت کے نشان کے طور پر بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسیح آئے گا تو یتزوج و یولد له ہو گا۔ اگر پیش گوئی منسوخ ہو گئی تو کیا یہ حدیث بھی منسوخ ہو گئی۔ اگر حدیث کو منسوخ تصور کر لیا جائے تو یہ آنحضرت ﷺ کی تکذیب کرنے کے مترادف ہے کہ آپ ﷺ تو ایک بات فرماتے ہیں کہ مستقبل میں ہو گی، اور قادیانی حضرات فرماتے ہیں کہ ہونی تو تھی لیکن اب نہیں ہو گئی۔ بہاء) اور قضائے معلق کو بھی مبرم بنا دیا۔ پھر اس خط کی بنا پر اور واقعات کی تائید سے حضرت ام المومنین کا مقام شرف ظاہر ہوتا ہے۔ غرض یہ مکتوب گوناگوں امور مہمہ پر مشتمل ہے اور ہمارے ایمانوں کو تازہ کرنے والا۔ عرفانی (مکتوبات احمد ج ۲ ص ۱۴) (مکتوبات احمدیہ۔ جلد ۵ نمبر ۲۔ ص ۷۔۸)

اور دو ہفتے بعد حکیم نورالدین صاحب کو جناب مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

مخدومی مکرمی اخویم مولوی نورالدین صاحب۔

عنایت نامہ پہنچا۔ اس عاجز نے جو آپ کی طرف لکھا تھا وہ صرف دوستانہ طور پر بعض اسرار الہامیہ پر مطلع کرنے کی غرض سے لکھا گیا تھا کیونکہ اس عاجز کی یہ عادت ہے کہ اپنے احباب کو ان کی قوت ایمانی بڑھانے کی غرض سے کچھ کچھ امور غیبیہ بتلا دیتا ہے۔ اور اصل حال اس عاجز کا یہ ہے کہ جب سے اس تیسرے نکاح کے لیے اشارہ غیبی ہوا ہے، تب سے خود طبیعت متفکر و متردد ہے۔ اور حکم الٰہی سے گریز کسی جگہ نہیں۔ مگر بالطبع کارہ ہے۔ اور ہر چند اول اول یہ چاہا کہ یہ امر غیبی موقوف رہے لیکن متواتر الہامات و کشوف اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ یہ تقدیر مبرم ہے۔

بہرحال عاجز نے یہ عہد کر لیا ہے کہ کیسا ہی موقعہ پیش آوے جب تک اللہ تعالی کی طرف سے صریح حکم سے اس کے لئے مجبور نہ کیا جاؤں تب تک کنارہ کش رہوں۔ کیونکہ تعدد ازدواج کے بوجھ اور مکروہات از حد زیادہ ہیں اور اس میں خرابیاں بہت ہیں اور وہی لوگ ان خرابیوں سے بچے رہتے

ہیں جن کو اللہ جل شانہ اپنے ارادہ خاص سے اور اپنی کسی خاص مصلحت سے اپنے خاص اعلام والہام سے اس بارگراں کے اٹھانے کے لئے مامور کرتا ہے۔تب اس میں بجائے مکروہات کے سراسر برکات ہوتے ہیں۔آپ کے نوکری چھوڑنے سے بظاہر دل کو رنج ہے مگر آپ نے کوئی مصلحت سوچ لی ہوگی۔ خاکسار غلام احمد ۲۰ جون ۱۸۸۶ء۔مکتوبات احمد (۲ص ۱۵) (مکتوبات احمدیہ۔ج ۵نمبر۲)

نوٹ از مرتب مکتوبات احمدیہ:

حضرت مسیح موعود (مرزا) کو ایک تیسرے نکاح کے متعلق بعض بشارات ملی تھیں یعنی ان میں پایا جاتا تھا کہ ایک تیسرا نکاح ہوگا۔ چنانچہ اس کے متعلق ایک تحریک بھی ہوئی۔وہ نکاح کی تحریک اور پیش گوئی دراصل ایک نشان تھا جو ایسے خاندان کے لئے مخصوص تھا جو آپ کے ساتھ تعلقات قرابت بھی رکھتے تھے مگر خدا تعالی سے دور ہی نہ تھے، گو نہ منکر تھے۔اس لئے خدا تعالی نے اس ذریعہ سے ان پر اتمام حجت کیا۔

حضرت حکیم الامة کو آپ نے بشارات سے اطلاع دی۔ جہاں تک میرا علم ہے حضرت حکیم الامة اس امر پر آمادہ تھے کہ اپنی لڑکی حضرت کو دے دیں بشرطیکہ وہ قابل نکاح ہوتی۔(اگر اس وقت حکیم صاحب کی کوئی قابل نکاح لڑکی نہ تھی تو مرزا صاحب کو دینے پر آمادگی کے کیا معنی؟ جس چیز کا وجود ہی نہیں اس کے لین دین کا کیا مطلب؟ بہاء) حضرت اقدس (مرزا غلام احمد قادیانی) نے اس خط کے ذریعہ تصریح فرمائی کہ آپ اپنے احباب کو قبل از وقت بعض الہامات سے اطلاع کیوں دیتے تھے اور وہ ایک ہی غرض ہے کہ ان کی ایمانی قوت ترقی کرے۔

دوسرے اس خط سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود ذاتی طور پر تیسرے نکاح کو پسند نہ کرتے تھے بلکہ کارہ ہونا صاف لکھا ہے (لیکن مرزا صاحب ایسی خواتین سے نکاح کرنے سے کارہ تھے جو بدصورت ہوں یا جن کی قسمت میں محتاجی اور ذلت ہو۔اس کے برعکس مرزا صاحب کسی معزز خاندان کی صاحب مال و جمال خاتون کی تلاش میں تھے۔بہاء) اور یہ بھی آپ نے عہد کرلیا تھا کہ اگر خدا تعالی کی طرف سے بذریعہ صریح حکم مجبور نہ کیا جاؤں نکاح نہیں کرونگا۔اس سے ان لوگوں کے تمام اعتراضات دور ہوجاتے

ہیں جونعوذ باللہ آپ پر نفس پرستی کا اسی طرح الزام لگاتے ہیں جس طرح آریہ اور عیسائی آنحضرت ﷺ پر لگاتے ہیں۔عرفانی (مرزا صاحب کا اس وقت، آپ ﷺ سے آقا و غلام کا رشتہ تھا۔اسی لئے ان کا نام غلام احمد تھا۔جب انہوں نے غلامی چھوڑ کر: محمد خود اتر آئے ہیں قادیان میں، کا مظہر و مصداق بننا چاہا تو آقا و غلام کا رشتہ بدل کر آقا اور مفرور غلام کا ہو گیا۔بہاء) (مکتوبات احمدیہ۔ج ۵۔نمبر ۲ ص ۸۔۹)

مرزا صاحب کے مریدین کی ان توجیہات وتشریحات سے صرف نظر کرتے ہوئے ہم آگے چلتے ہیں کیونکہ ان توجیہات کی حیثیت پرکاہ کے برابر بھی نہیں اور تحریک ختم نبوت کے لٹریچر میں علماء اسلام نے جابجا ان کی قلعی کھولی گئی ہے۔

جنوری، فروری ۱۸۸۶ء میں مرزا قادیانی کے مطالبے اور معززین خاندان کے انکار کے بعد مرزا صاحب کا عروسِ نو کا شوق دھیما نہیں پڑا، بلکہ انہوں نے لڑکی کے والد اور دیگر معززین خاندان کو خطوط لکھنے شروع کر دیئے جن کا انہوں نے برا منایا اور مرزا قادیانی کی اس درخواست کو پبلک میں لے آئے۔ بنا بریں مرزا صاحب نے بھی اپنے الہامات اور پیش گوئیوں کا تانتا باندھ دیا کہ یہ ہوگا تو وہ ہوگا، یہ نہیں ہوگا تو وہ ہوگا، وہ نہیں ہوگا تو یہ ہوگا، اور انجام کار چچازاد بہن کی بیٹی کے ساتھ میرا نکاح نہ ہونے سے میرا دجال ہونا علی رؤس الاشہاد ثابت ہو جائے گا۔اس موضوع پر مرزا صاحب کے الہامات، ارشادات، تحریرات کو ان کی طبعی ترتیب پر ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ملاحظہ فرمایئے:

قادیانی اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء

ایک پیشگوئی پیش از وقوع کا اشتہار

پیش گوئی کا جب انجام ہویدا ہو گا
قدرت حق کا عجب ایک تماشہ ہو گا
جھوٹ اور سچ میں جو ہے فرق وہ پیدا ہو گا
کوئی پا جائے گا عزت کوئی رسوا ہو گا

اخبار نور افشاں دس مئی ۱۸۸۸ء میں جو اس راقم کا ایک خط متضمن درخواست نکاح چھاپا گیا ہے اس خط کو صاحب اخبار نے اپنے پرچہ میں درج کر کے عجیب طرح کی زبان درازی کی ہے اور ایک صفحہ اخبار کا سخت گوئی اور دشنام دہی سے سیاہ کیا ہے۔ یہ کیسی بے انصافی ہے کہ جن لوگوں کے مقدس اور پاک نبیوں نے سینکڑوں بیویاں ایک ہی وقت میں رکھی ہیں وہ دو یا تین بیویاں جمع کرنا ایک کبیرہ گناہ سمجھتے ہیں بلکہ اس فعل کو زنا اور حرام کاری خیال کرتے ہیں۔ کسی خاندان کا سلسلہ صرف ایک بیوی سے ہمیشہ کے لئے جاری نہیں رہ سکتا بلکہ کسی نہ کسی جزو سلسلہ میں یہ دقت آ پڑتی ہے کہ ایک جورو عقیمہ اور نا قابل اولاد نکلتی ہے۔ اس تحقیق سے ظاہر ہے کہ دراصل بنی آدم کی نسل ازواج مکرر سے ہی قائم و دائم چلی آتی ہے۔ اگر ایک سے زیادہ بیوی کرنا منع ہوتا تو اب تک نوع انسان قریب قریب خاتمہ کے پہنچ جاتی....

(اس کے بعد قادیانی نے اشتہار کے صفحہ ۲ تک اخبار نور افشان پر لے دے کی جس میں اس پیش گوئی کو شہوت پرستی قرار دیا گیا تھا۔ اس کے بعد صفحہ ۴ میں کہا ہے)

اب یہ جاننا چاہیے کہ جس خط کو ۱۰ مئی ۱۸۸۸ء کے (اخبار) نور افشان میں فریق مخالف نے چھپوایا ہے وہ خط محض ربانی اشارہ سے لکھا گیا تھا۔ ایک مدت دراز سے بعض سرگردہ اور قریبی رشتہ دار مکتوب الیہ کے جن کے حقیقی ہمشیرہ زادہ کی نسبت درخواست کی گئی تھی نشان آسمانی کے طالب تھے اور طریقہ اسلام سے انحراف اور عناد رکھتے تھے، اور اب بھی رکھتے ہیں۔ چنانچہ اگست ۱۸۸۵ء میں جو چشمہ نور امرتسر میں ان کی طرف سے اشتہار چھپا تھا، یہ درخواست ان کی اس اشتہار میں بھی مندرج ہے۔

ان کو نہ محض مجھ سے، بلکہ خدا اور رسول سے بھی دشمنی ہے۔ اور والد اس دختر کا بباعث شدت تعلق قرابت ان لوگوں کی رضا جوئی میں محو اور ان کے نقش قدم پر دل و جان سے فدا، اور اپنے اختیارات سے قاصر و عاجز بلکہ انہیں کا فرمان بردار ہو رہا ہے۔ اور اپنی لڑکیاں انہیں کی لڑکیاں خیال کرتا ہے اور وہ بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ اور ہر باب میں اس کے مدار المہام اور بطور نفس ناطقہ

کے اس کیلئے ہو رہے ہیں۔ تبھی تو نقارہ بجا کر اس کی لڑکی کے بارہ میں آپ ہی شہرت دیدی۔ یہاں تک کہ عیسائیوں کے اخباروں کو اس قصہ سے بھر دیا۔ آفرین بریں عقل و دانش۔ ماموں ہونے کا خوب ہی حق ادا کیا۔ ماموں ہوں تو ایسے ہی ہوں۔

غرض یہ لوگ جو مجھ کو میرے دعوی الہام میں مکار اور دروغ گو خیال کرتے تھے اور اسلام اور قرآن شریف پر طرح طرح کے اعتراض کرتے تھے، اور مجھ سے کوئی نشانی آسمانی مانگتے تھے، تو اس وجہ سے کئی دفعہ ان کیلئے دعا بھی کی گئی تھی۔ سو وہ دعا قبول ہو کر خدا تعالی نے یہ تقریب قائم کی کہ والد اس دختر کا ایک اپنے ضروری کام کیلئے ہماری طرف ملتجی ہوا۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ نامبردہ کی ایک ہمشیرہ ہمارے ایک چچازاد بھائی غلام حسین نام کو بیاہی گئی تھی۔ غلام حسین عرصہ ۲۵ سال سے کہیں چلا گیا اور مفقود الخبر ہے۔ اس کی زمین ملکیت جس کا حق ہمیں پہنچتا ہے، نامبردہ کی ہمشیرہ کے نام سرکاری کاغذات میں درج کرادی گئی تھی۔ اب حال کے بندوبست میں جو ضلع گورداسپور میں جاری ہے، نامبردہ یعنی ہمارے خط کے مکتوب الیہ نے اپنی ہمشیرہ کی اجازت سے یہ چاہا کہ وہ زمین جو چار ہزار یا پانچ ہزار روپیہ قیمت کی ہے، اپنے بیٹے محمد بیگ کے نام بطور ہبہ منتقل کرادیں۔ چنانچہ ان کی ہمشیرہ کی طرف سے یہ ہبہ نامہ لکھا گیا۔ چونکہ وہ ہبہ نامہ بغیر ہماری رضامندی کے بے کار تھا اس لئے مکتوب الیہ نے بتمام تر عجز و انکسار ہماری طرف رجوع کیا، تا ہم اس ہبہ پر راضی ہو کر اس ہبہ نامہ پر دستخط کر دیں۔ اور قریب تھا کہ دستخط کر دیتے لیکن خیال آیا کہ جیسا کہ ایک مدت سے بڑے بڑے کاموں میں ہماری عادت ہے جناب باری میں استخارہ کر لینا چاہیے۔ سو یہی جواب مکتوب الیہ کو دیا گیا۔ پھر مکتوب الیہ کے متواتر اصرار سے استخارہ کیا گیا۔ وہ استخارہ کیا تھا گویا آسمانی نشان کی درخواست کا وقت آ پہنچا، جس کو خدا تعالی نے اس پیرایہ میں ظاہر کر دیا۔

اس خدائے قادر و حکیم مطلق نے مجھے فرمایا کہ

اس شخص کی دختر کلاں کے نکاح کیلئے سلسلہ جنبانی کر اور ان کو کہہ دے کہ تمام سلوک اور مروّت تم

سے اسی شرط سے کیا جائے گا۔اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا ۔اوران تمام برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں درج ہیں۔

لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہائت ہی برا ہوگا۔اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک،اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا (تین سال تک فوت ہونا روز نکاح کے حساب سے ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ کوئی واقعہ اور حادثہ اس سے پہلے نہ آوے بلکہ مکاشفات کی رو سے مکتوب الیہ کا زمانہ حوادث جس کا انجام معلوم نہیں نزدیک پایا جاتا ہے۔حاشیہ از مرزا غلام احمد قادیانی)۔اوران کے گھر پر تفرقہ اور تنگی پڑے گی۔اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کیلئے کئی کراہت اور غم کے امر پیش آئیں گے۔

پھر ان دنوں میں جو زیادہ تصریح اور تفصیل کیلئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالی نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی، ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لاوے گا۔اور بے دینوں کو مسلمان بناویگا۔اور گمراہوں میں ہدایت پھیلاوے گا۔چنانچہ عربی الہام اس بارے میں یہ ہے:

كذّبوا بآياتنا وكانوا بها يستهزئون ۔ فسيكفيكهم الله و يردّها اليك لا تبديل لكلمات الله ۔ انّ الله فعّال لّما يريد ۔ انت معی وانا معك ۔ عسى ان يبعثك ربّك مقاماً محموداً ۔

یعنی انہوں نے ہمارے نشانوں کو جھٹلایا۔اور وہ پہلے سے ہنسی کر رہے تھے۔سو خدا تعالی،ان سب کے تدارک کیلئے جو اس کام کو روک رہے ہیں،تمہارا مددگار ہوگا اور انجام کار اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا۔کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہی ہو جاتا ہے۔تو میرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں اور عنقریب وہ مقام تجھے ملے گا جس میں تیری تعریف کی جائے گی۔یعنی گو اول میں احمق اور نادان لوگ بدباطنی اور بدظنی کی راہ سے بدگوئی کرتے ہیں،اور نالائق باتیں منہ پر لاتے ہیں،لیکن آخر خدا تعالی کی مدد کو دیکھ کر شرمندہ ہوں گے

اور سچائی کے کھلنے سے چاروں طرف سے تعریف ہوگی۔

اس جگہ ایک اور اعتراض نور افشاں کا رفع دفع کرنے کے لائق ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر یہ الہام خدا تعالی کی طرف سے تھا اور اس پر اعتماد کلی تھا تو پھر پوشیدہ کیوں رکھا، اور کیوں اپنے خط میں پوشیدہ رکھنے کی تاکید کی (یہ الہام جو شرطی طور پر مکتوب الیہ کی موت فوت پر دلالت کرتا تھا ہم کو بالطبع اس کی اشاعت سے کراہت تھی بلکہ ہمارا دل یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ اس سے مکتوب الیہ کو مطلع کریں مگر اس کے کمال اصرار سے جو اس نے زبانی اور کئی انکساری خطوں کے بھیجنے سے ہم پر ظاہر کیا ہم نے سراسر سچی خیر خواہی اور نیک نیتی سے اس پر یہ امر سربستہ ظاہر کر دیا۔ پھر اس نے اور اس کے عزیز مرزا نظام الدین نے اس الہام کے مضمون کو آپ شہرت دی۔ حاشیہ از مرزا قادیانی) اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ایک خانگی معاملہ تھا۔ جن کے لئے یہ نشان تھا ان کو تو پہنچا دیا گیا تھا، اور یقین تھا کہ والد اس دختر کا ایسی اشاعت سے رنجیدہ ہوگا، اس لئے ہم نے دل شکنی اور رنج دہی سے گریز کی۔ بلکہ یہ بھی نہ چاہا کہ درحالت ردّ و انکار وہ بھی اس امر کو شائع کریں۔ اور گو ہم شائع کرنے کے لئے مامور تھے مگر ہم نے مصلحتاً دوسرے وقت کی انتظار کی۔ یہاں تک کہ اس لڑکی کے ماموں مرزا نظام الدین نے جو مرزا امام الدین کا حقیقی بھائی ہے، شدت غیظ وغضب میں آ کر اس مضمون کو آپ ہی شائع کر دیا۔ اور شائع بھی ایسا کیا کہ شاید ایک یا دو ہفتہ میں دس ہزار مرد عورت تک ہماری درخواست نکاح اور ہمارے مضمون الہام سے بخوبی اطلاع یاب ہو گئے ہوں گے۔ اور پھر زبانی اشاعت پر اکتفا نہ کر کے اخباروں میں ہمارا خط چھپوایا، اور بازاروں میں ان کے دکھلانے سے وہ خط جابجا پڑھا گیا اور عورتوں اور بچوں تک اس خط کے مضمون کی منادی کی گئی۔

اب جب مرزا نظام الدین کی کوشش سے وہ خط ہمارا نور افشاں میں بھی چھپ گیا اور عیسائیوں نے اپنے مادہ کے موافق بے جا افتراء کرنا شروع کیا، تو ہم پر فرض ہو گیا کہ اپنی قلم سے اصلیت کو ظاہر کریں۔

بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہوسکتا۔ اور نیز یہ پیش گوئی ایسی بھی نہیں کہ جو پہلے پہل اسی وقت میں ہم نے ظاہر

کی ہے، بلکہ مرزا امام الدین و نظام الدین اور اس جگہ کے تمام آریہ اور نیز لیکھرام پشاوری اور صدہا دوسرے لوگ خوب جانتے ہیں کہ کئی سال ہوئے ہم نے اسی کے متعلق مجملاً ایک پیش گوئی کی تھی یعنی یہ کہ ہماری برادری میں سے ایک شخص احمد بیگ نام فوت ہونے والا ہے۔

اب منصف آدمی سمجھ سکتا ہے کہ وہ پیش گوئی اس پیش گوئی کا ایک شعبہ تھی، یا یوں کہو کہ یہ تفصیل اور وہ اجمال تھی اور اس میں تاریخ اور مدت ظاہر کی گئی اور اس میں تاریخ اور مدت کا کچھ ذکر نہ تھا اور اس میں شرائط کی تصریح کی گئی اور وہ ابھی اجمالی حالت میں تھی۔ سمجھدار آدمی کے لئے یہ کافی ہے کہ پہلی پیشگوئی اس زمانہ میں کی ہے جب کہ ہنوز وہ لڑکی نابالغ تھی اور جب کہ یہ پیش گوئی بھی اسی شخص کی نسبت ہے جس کی نسبت اب سے پانچ برس پہلے کی گئی تھی یعنی اس زمانہ میں جب کہ اس کی یہ لڑکی آٹھ یا نو برس کی تھی تو اس پر نفسانی افتراء کا گمان کرنا اگر حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔

والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ خاکسار: غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء

(مرزا صاحب قادیانی بتاتے ہیں کہ انہوں نے ۱۸۸۳ء میں پیش گوئی فرمائی کہ:

ہماری برادری میں سے ایک شخص احمد بیگ نام فوت ہونے والا ہے۔

مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری ستمبر ۱۸۹۲ء میں فوت ہوا۔ ۱۸۸۳ء میں کی جانے والی پیش گوئی کو اس پر چسپاں کرنے کا کیا مطلب ہے۔ نیز یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ جب احمد بیگ کے مرنے کی پیش گوئی کی تھی اس کے الفاظ کیا تھے، برادری میں، یا قریبی خاندان سے، یا اپنے خاندان سے۔ اور احمد بیگ کہا تھا یا صرف احمد وغیرہ۔

جب ہم پنڈت لیکھرام کی تکذیب براہین احمدیہ کے صفحات ۱۵۶ تا ۱۶۳ کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ پنڈت لیکھرام نے مرزا صاحب قادیانی کی اس پیش گوئی کا بایں الفاظ تذکرہ کیا تھا:

ڈھائی سال کا عرصہ گذرا کہ مرزا صاحب (قادیانی) کو الہام ہوا تھا کہ ان کے گھر میں سے عنقریب ایک احمد مر جاوے گا کیونکہ تثلیث قائم ہوتی ہے۔ مرزا صاحب کا نام غلام احمد ہے، بڑے بیٹے کا نام سلطان احمد، چھوٹے کا نام فضل احمد ہے۔ اور سادہ لوحی سے (مرزا صاحب قادیانی نے) یہ بات مشہور بھی کرادی مگر آج تک (یعنی بوقت تحریر تکذیب براہین احمدیہ) باوجود گذرنے ڈھائی سال کے ایک احمد بھی نہ مرا۔ اور (تینوں یعنی مرزا غلام احمد، مرزا سلطان احمد اور مرزا سلطان احمد) بدستور زندہ ہیں

دروغ آدمی را کند شرمسار۔ مگر جس کو ہو روسیاہی سے عار

اس عبارت سے جس کی تردید مرزا صاحب کی طرف سے سامنے نہیں آئی، معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی اس پیش گوئی کا نشانہ آپ کے اپنے گھر قادیان میں کسی کو ہونا تھا، نہ کہ ہوشیار پور میں کسی کو۔ بہاء)

اس اشتہار کے متصل ہی صرف پانچ دن کے فاصلہ سے ایک اور اشتہار دیا جو بعنوان ذیل ہے:

تتمہ اشتہار۔ دہم جولائی ۱۸۸۸ء

۱۔ اشتہار مندرجہ عنوان کے صفحہ ۶ میں جو یہ الہام درج ہے فسیکفیکھم اللّٰہ، اس کی تفصیل مکرر توجہ سے یہ کھلی ہے کہ خدائے تعالیٰ ہمارے کنبے اور قوم میں سے ایسے تمام لوگوں پر جو اپنی بے دینی اور بدعتوں کی حمایت کی وجہ سے پیش گوئی کے مزاحم ہونا چاہیں گے اپنے قہری نشان نازل کرے گا اور ان سے لڑے گا اور انہیں انواع واقسام کے عذابوں میں مبتلا کرے گا۔ اور وہ مصیبتیں ان پر اتارے گا جن کی ہنوز انہیں خبر نہیں۔ ان میں ایک بھی ایسا نہیں ہوگا جو اس کی عقوبت سے خالی رہے کیونکہ انہوں نے نہ کسی اور وجہ سے بلکہ بے دینی کی راہ سے مقابلہ کیا۔

۲۔ ایک عرصہ سے یہ لوگ جو میرے کنبے سے اور میرے اقارب ہیں، کیا مرد اور کیا عورت، مجھے میرے الہامی دعاوی میں مکار اور دکاندار خیال کرتے ہیں اور بعض نشانوں کو دیکھ کر بھی قائل نہیں ہوتے۔ اور ان کا اپنا حال یہ ہے کہ دین اسلام کی ایک ذرہ محبت ان میں باقی نہیں رہی۔ اور قرآنی حکموں کو ایسا ہلکا سمجھ کر ٹال دیتے ہیں جیسا کوئی ایک تنکے کو اٹھا کر پھینک دے۔ وہ اپنی بدعتوں اور رسموں اور ننگ وناموس کو خدا اور رسول کے فرمودہ سے ہزار درجہ بہتر سمجھتے ہیں۔ پس خدائے تعالیٰ نے انہیں کی بھلائی کے لئے انہیں کے تقاضا سے، انہیں کی درخواست سے اس الہامی پیش گوئی کو جو اشتہار میں درج ہے، ظاہر فرمایا ہے، تا وہ سمجھیں کہ وہ درحقیقت موجود ہے اور اسکے سوا سب کچھ ہیچ ہے۔ کاش وہ پہلے نشانوں کو کافی سمجھتے اور یقیناً وہ ایک ساعت بھی مجھ پر بدگمانی نہ کر سکتے، اگر ان میں کچھ نور ایمان اور کانشنس ہوتا۔ ہمیں اس رشتہ کی کچھ ضرورت نہیں تھی (ان کا اس رشتہ سے بشدت انکار بھی درحقیقت اسی اپنی رسم پرستی کی وجہ سے ہے کہ وہ اپنی کسی لڑکی کا اس کے غیر حقیقی ماموں سے نکاح کرنا حرام قطعی سمجھتے

ہیں اور اگر سمجھایا جائے تو بے دھڑک کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں اسلام اور قرآن سے کچھ غرض واسطہ نہیں۔ سو خدا تعالی نے نشان بھی انہیں ایسا دیا جس سے ان کے دین کے ساتھ ہی اصلاح ہو، اور بدعت اور خلاف شرع رسم کی بیخ کنی ہو جائے تا آئندہ اس قسم کے لئے ایسے رشتوں کے بارے میں کچھ تنگی اور حرج نہ رہے۔ حاشیہ از مرزا قادیانی)۔ سب ضرورتوں کو خدا تعالی نے پورا کر دیا تھا، اولاد بھی عطا کی۔ اور ان میں سے وہ لڑکا بھی جو دین کا چراغ ہوگا بلکہ ایک اور لڑکا ہونے کا قریب مدت تک وعدہ دیا جس کا نام محمود احمد ہوگا، اور اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلے گا۔ (مرزا صاحب کن ضرورتوں کے پورا ہونے کی بات کر رہے ہیں۔ ۱۸۸۶ء میں جب محمدی والی پیش گوئی کی گئی، اس وقت مرزا صاحب کی اولاد تو بس وہی تھی جو پہلی بیوی سے تھی، دوسری بیوی سے ایک لڑکی شائد پیدا ہو کر مر چکی تھی، اور کوئی لڑکا نصرت جہان بیگم سے نہ تھا۔ اگر پہلی اولاد کو مرزا صاحب اپنی ضرورتوں کا پورا ہونا اور اولاد کا عطا ہونا قرار دے کر مزید شادی سے استغناء ظاہر کر رہے ہیں تو پھر نصرت جہان بیگم سے شادی کیوں کی۔ بہاء) پس یہ رشتہ جس کی درخواست کی گئی ہے محض بطور نشان کے ہے، تا خدائے تعالی اس کنبہ کے منکرین کو اعجوبہ قدرت دکھلا وے۔ (یہ شادی نہ ہونے کا مطلب یہ ہوا کہ خدا تعالی کا ان منکرین کو اعجوبہ قدرت دکھلانے کا ارادہ نعوذ باللہ پورا نہیں ہوا؟ مرزا صاحب قادیانی یہ کیسی بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں۔ بہاء) اگر وہ قبول کریں تو برکت اور رحمت کے نشان ان پر نازل کرے اور ان بلاؤں کو دفع کر دیوے جو نزدیک چلی آتی ہیں۔ لیکن اگر وہ رد کریں تو ان پر قہری نشان نازل کر کے ان کو متنبہ کرے۔

برکت کا نشان یہ ہے کہ اس پیوند سے ان کا دین درست ہوگا اور دنیا ان کی من کل الوجوہ صلاحیت پذیر ہو جائے گی۔ اور وہ بلائیں جو عنقریب اترنے والی ہیں، نہیں اتریں گی۔ اور قہر کا نشان وہی ہے جو اشتہار میں ذکر ہو چکا اور نیز وہ جو تتمہ ہذا میں درج ہے۔ والسلام علی عباد اللہ المومنین۔ خاکسار غلام احمد۔ از قادیان ضلع گورداسپور۔ پانزدہم جولائی ۱۸۸۸ء

(قہری نشانوں میں سے کسی قدر اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں بھی درج ہے اور جنوری ۱۸۸۶ء میں بمقام ہوشیار پور ایک اور الہام عربی مرزا احمد بیگ کی نسبت ہوا تھا جس کو ایک مجمع میں جس میں بابو الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ و مولوی برہان الدین صاحب جہلمی بھی موجود تھے، سنایا گیا تھا جس کی عبارت یہ ہے۔ رأیت هذه المرأة و اثر البكاء علی وجهها فقلت ايتها المرأة توبی توبی فان البلاء علی عقبك و المصيبة نازلة عليك يموت و يبقى منه

کلا ب متعددۃ ۔ حاشیہ از مرزا قادیانی)(اصل اشتہار مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر علیحدہ شائع ہوا تھا اور اس کی نقل آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۲۸۱ ۔ تا ۲۸۸ پر بھی درج ہے ۔ مرتب اشتہارات قادیانی)

فضل احمد کو رام کرنے کی کوشش

منکوحہ آسمانی (مسماۃ محمدی) کے حصول کے لئے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی چومکھی لڑائی لڑ رہے تھے ۔ ایک طرف عیسائیوں سے لے دے ہو رہی تھی ۔ دوسری طرف مسلمان معترضین کے بھی لتّے لئے جا رہے تھے، ساتھ ہی منکوحہ آسمانی کے عزیز و اقارب سے نامہ و پیام ہو رہے تھے، دھمکیاں بھی چل رہی تھیں، اور لڑکی کے عزیزوں کو ممنون احسان کرنے اور زیر بار لانے کی کوششیں بھی ہو رہی تھیں تاکہ ان کا انکار، اقرار میں بدلا جا سکے ۔

منکوحہ آسمانی سے رشتے کے مخالفین میں مرزا صاحب قادیانی کے اپنے دونوں بڑے بیٹے شامل تھے، ان میں سے مرزا فضل احمد کی بیوی، منکوحہ آسمانی کی قریبی رشتہ دار تھی (مرزا احمد بیگ کی بہن کی بیٹی یعنی محمدی بیگم کی پھوپھی زاد بہن تھی) ۔ درج ذیل خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی اپنے بیٹے کی مخالفت ختم کروانے یا منہ بند کرانے کے لئے اس کی اچھی نوکری کے لئے کوشاں تھے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ فضل احمد ریاست جموں کی طرف ۲۰ روپیہ ماہوار پر ملازم تھا ۔ اسکی دو بیویاں تھیں ۔ ایک مرزا صاحب قادیانی کے ساتھ لدھیانہ (جہاں ۱۸۹۱ء میں بوقت تحریر مکتوب، مرزا غلام احمد صاحب مقیم تھے) میں تھی ۔ دوسری قادیان میں ۔ لدھیانہ میں موجود اپنی بہو (یعنی فضل احمد کی بیوی عزت بی بی سے) مرزا غلام احمد نے اس کی ماں (یعنی اپنی سمدھن) کے نام خط لکھوایا تھا کہ اگر محمدی بیگم سے مرزا کی شادی نہ کرواؤ، تو مجھے طلاق مل رہی ہے اور مجھے لے جاؤ ۔

اور مرزا صاحب نے ایک خط میں جو لکھا ہے کہ میں نے حکیم نورالدین کو لکھ دیا ہے کہ وہ فضل احمد کو کہہ دے کہ بیوی کو طلاق دینا ہوگی، اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کا بیٹا فضل احمد ان دنوں جموں وغیرہ میں ملازم تھا اور حکیم صاحب کے ذریعہ اس پر دباؤ ڈالا جا رہا تھا ۔ اس خط سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رئیس قادیان کی مالی حالت یہ تھی کہ اس کا بیٹا ۲۰ روپے ماہوار پر گھر سے دور ملازمت کر رہا تھا، اور اخراجات

پورے نہ ہونے کا رونا رو رہا تھا۔ مرزا صاحب قادیانی کی جائیداد وغیرہ اس کے کسی کام نہیں آ رہی تھی۔ اور اس خط سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب، اپنے بیٹے فضل احمد کو اچھی نوکری دلوا کر اسے اپنے حق میں ہموار کرنا چاہتے کہ وہ اپنی بیوی سے کہہ کر اس کی ماں کو مجبور کرے کہ محمدی بیگم کی شادی مرزا صاحب سے کر دی جائے۔

......درج ذیل خط پر تاریخ نہیں لکھی گئی، تاہم معلوم ہوتا ہے کہ حکیم صاحب کے نام یہ خط بھی اسی دور کا ہے جب کہ مرزا صاحب محلّہ اقبال گنج لدھیانہ میں مقیم تھے؛ لکھا ہے:

مخدومی مکرمی اخویم السلام علیکم .. معلوم نہیں اب آنمکرم کی طبیعت کیسی ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے جلد تر شفا بخشے۔ اس عاجز کو آنمکرم نے قادیان کی سڑک پر لیکھ رام کے اشعار دیئے تھے، ان کی طرف خیال کرنا ایسا فراموش ہو گیا کہ کبھی یاد نہ آیا۔ آنمکرم نے ایک دو مرتبہ لکھا بھی تھا پھر بھی بھول گیا۔ ان انشاء اللہ القدیر بقیہ مضمون جلد ختم کر کے اس طرف متوجہ ہونگا۔ بباعث علالت طبع و دورہ مرض حافظہ میں بہت قصور ہو گیا ہے۔ دو تین روز سے اس قدر دورہ مرض ہوا کہ ضعف بہت ہو گیا اور کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ مطبع سے بار بار مطالبہ ہے کہ بقیہ مضمون بھیجنا چاہیے مگر طاقت نہیں کہ کچھ لکھ سکوں۔

فضل احمد کا خط نہایت غایت درجہ کی التجا سے آیا تھا کہ مولوی صاحب کی خدمت میں سفارش کریں کہ کوئی نوکری میرے گذارہ کے موافق کرا دیں۔ ۲۰ روپیہ میں اپنے عیال کا گذارہ نہیں کر سکتا۔ سو اگرچہ مصلحت وقت تاحال آنمکرم کو بہتر معلوم ہو گا لیکن اگر کچھ ہرج نہ ہو، اور مصلحت کے برخلاف نہ ہو، اور کچھ جائے اعتراض نہ ہو، اور آنمکرم کچھ اس کی معاش کے لئے اس سے بہتر تجویز کر سکیں تو کر دیں، اگرچہ ابھی تک اس کا چال چلن تاحال قابل اعتراض ہے مگر شائد آئندہ درست ہو جاوے۔ ابرار اخیار جو متخلق باخلاق اللہ ہوتے ہیں کبھی مطابق آیت کریمہ وکان ابوھما صالحاً پر عمل کر لیتے ہیں۔ اس آیت کریمہ کے مفہوم پر نظر غور ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جن دو

لڑکوں کے لئے حضرت خضرؑ نے تکلیف اٹھائی اصل میں وہ اچھے چال چلن کے ہونے والے نہیں تھے بلکہ غالباً وہ بدچلن اور خراب حالت رکھنے والے علم الٰہی میں تھے۔ لہذا خدا تعالیٰ نے بباعث اپنی ستاری کی صفت کے ان کے چال چلن کو پوشیدہ رکھ کر ان کے باپ کی صلاحیت ظاہر کردی اور...ایک خوشی کی وجہ سے دو بیگانوں پر رحم کردیا۔ امید ہے کہ اپنی روانگی کے پہلے اس عاجز کو ضرور مطلع فرماویں گے۔

اس قدر لکھا تھا کہ پھر نہایت عاجزی سے فضل احمد کا خط آیا ہے کہ خدمت میں مولوی صاحب کے میری نسبت ضرور لکھیں۔ آنمکرم اس کو بلا کر اطلاع دیویں کہ تیری نسبت وہاں سے سفارش لکھی ہے۔ اگر مناسب سمجھیں تو کسی کو اس کی نسبت سفارش کردیں کہ وہ سخت حیران ہے اس کی ایک بیوی تو میرے پاس اس جگہ ہے اور ایک قادیان میں ہے۔

خاکسار۔ غلام احمد۔ لودہانہ محلّہ اقبال گنج (اخبار الحکم قادیان ۲۴ مئی ۱۹۰۳ء ص ۷)

اس بیٹے کو ایک دوسرے طریق سے لاچار کرنے کی غرض سے اسی حواری خاص حکیم نورالدین کو، جو جموں میں مقیم وملازم تھے، مرزا صاحب قادیانی نے ایک مرتبہ لکھا:

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا۔ اب بفضلہٖ بشیر احمد بکلّی تندرست ہے۔ میں نے صرف اس حالت میں تشریف آوری کے لئے تکلیف دینا چاہا تھا کہ جب وہ سخت بیمار تھا لیکن اب خدا تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے کامل تندرستی بخش دی۔ سو اب کچھ تردد نہ کریں۔ انشاء اللہ القدیر کسی اور وقت ملاقات ہوجائے گی..(میرے بیٹے) فضل احمد نے جو آنمخدوم کو اپنے رشتہ داروں (یعنی سسرالی عزیزوں۔ بہاء) کو پہنچانے کیلئے روپیہ دیا تھا اب اس جگہ اسکے رشتہ داروں کی ایسی حالت ہے کہ ناگفتہ بہ (یہی وہ لوگ تھے جن سے مرزا قادیانی محمدی بیگم کے رشتے کے طلب گار تھے)۔ ان لوگوں کا مفصل حال انشاء اللہ کسی اور موقعہ پر گذارش خدمت کرونگا۔ وہ نہ صرف مجھ سے ہی عداوت رکھتے ہیں بلکہ علانیہ اللہ ورسول سے برگشتہ

ہیں، اسلئے روپئہ پہنچانے کیلئے آپکا یا میرا واسطہ بننا ہرگز مناسب نہیں۔ بلکہ کسی وقت فضل احمد ملے تو اس کا روپئہ اسکے حوالہ کریں کہ وہ اپنے طور پر جس طرح چاہے پہنچا وے۔ غرض آپ اس روپئہ کواپنی معرفت ہرگز نہ پہنچاویں کسی وقت جب ملے تووہ روپئہ اس کے حوالے کردیں اور عذر ظاہر کردیں۔ والسلام۔

خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ۱۸۔ اگست ۱۸۸۸ء (مکتوبات احمد۔ ج۲۔ص ۶۹)

غلام احمد بیگ بابت مرزا امام الدین

مرزا امام الدین، مرزا غلام احمد قادیانی کے چچازاد بھائی، اور محمدی بیگم کے حقیقی ماموں تھے۔ اور محمدی بچپن میں اپنی والدہ (یعنی مرزا امام دین کی ہمشیرہ) کے ہمراہ ہوشیار پور سے قادیان اپنے ننھیال آ کر اپنے ماموں کے پاس رہا کرتی تھی۔ اس کی شادی کے معاملے میں بھی اس کا کافی عمل دخل تھا، لیکن وہ مرزا غلام احمد کی محمدی سے شادی کے خلاف تھا۔ اسے ہموار کرنے کی غرض سے مرزا غلام احمد اسے ممنون احسان کرنا چاہتے تھے اور معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاس ایک نہایت عمدہ گھوڑا تھا جسے وہ اچھی قیمت پر بیچنا چاہتے تھے۔ ادھر مرزا غلام احمد کے حواری حکیم نورالدین ریاست جموں میں راجہ کے حکیم تھے اور اس حیثیت سے راجہ اور اور اسکے مقرب رئیسوں سے میل ملاپ رکھتے تھے۔ مرزا غلام احمد نے اپنے چچازاد بھائی (یعنی محمدی کے حقیقی ماموں) کے گھوڑے کو حکیم نورالدین صاحب کے ذریعہ اچھی قیمت پر فروخت کے لئے حکیم صاحب کو خطوط لکھے۔ ایک خط یوں ہے:

پرسوں میری طرف سے آپ کے نام گھوڑے کی سفارش کے لئے ایک خط روانہ ہوا تھا۔ وہ خط میرے اقارب میں سے مرزا امام دین میرے چچازاد بھائی نے بالحاح مجھ سے لکھوایا تھا۔ ہر چند میں جانتا تھا کہ اس کا لکھنا غیر موزوں وغیر محل ہے، مگر چونکہ مرزا امام الدین صاحب دراصل میرے قریبی رشتہ داروں میں سے ہیں، اور میں چاہتا ہوں کہ ان کی ایمانی حالت خدا تعالی درست

کر دے اور خیالات فاسدہ سے چھڑا دے، اس لئے ان کی دل جوئی کی غرض سے لکھا گیا ہے۔...

خاکسار غلام احمد از قادیان ۔۵ مارچ ۱۸۸۷ء۔(مکتوبات احمد۔ج۲ص۳۰)

اسی سلسلے کا ایک اور خط یوں ہے:

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب...

اس خط کی تحریر سے مطلب آپ کو ایک تکلیف دینا ہے، اور وہ یہ ہے کہ مرزا امام دین صاحب، جو میرے چچازاد بھائی ہیں، ایک بیش قیمت گھوڑا ان کے پاس ہے جو خوش رفتار اور راجوں رئیسوں کی سواری کے لائق ہے۔اب وہ اس کو فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ چونکہ ایسے گراں قیمت گھوڑوں کو عام لوگ خرید نہیں سکتے اور رئیس خود ایسی چیزوں کی تلاش میں رہتے ہیں، لہٰذا مکلّف ہوں کہ آپ براہ مہربانی رئیس جموں یا اس کے کسی بھائی کے پاس تذکرہ کر کے جدوجہد کریں کہ تا مناسب قیمت سے وہ گھوڑا خرید لیں۔ اگر خریدنے کا ارادہ ان کی طرف سے پختہ ہو جائے تو گھوڑا آپ کی خدمت میں بھیجا جاوے۔ضرور کوشش بلیغ کے بعد اطلاع بخشیں۔

والسلام خاکسار غلام احمد از قادیان ۳۔مارچ ۱۸۸۸۔ (مکتوبات احمد۔ج۲ص۶۴)۔

غلام احمد بیگ بنام احمد بیگ

مرزا غلام احمد بیگ قادیانی اپنی چچازاد بہن کے شوہر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کو لکھتے ہیں:

مشفقی مکرمی اخویم مرزا احمد بیگ

...قادیان میں جب واقعہ ہائلہ محمود فرزند مکرم کی خبر سنی تو بہت درد اور رنج اور غم ہوا۔ بوجہ اس کے کہ یہ عاجز بیمار تھا اور خط نہیں لکھ سکتا تھا اس لئے عزا پرسی سے مجبور رہا۔ صدمہ وفات فرزندان حقیقت میں ایک ایسا صدمہ ہے کہ شائد اس کے برابر دنیا میں اور کوئی صدمہ نہ ہوگا۔ خصوصاً بچوں کی ماؤں کیلئے تو سخت مصیبت ہوتی ہے۔ خداوند تعالی آپ کو صبر بخشے اور اس کا بدل صاحبِ عمر عطا

فرماوے(یہ بھی دیکھنے کی بات ہے کہ کیا مرزا قادیانی کی دعا کہ مرزا احمد بیگ کو ایک اور بیٹا عطا ہو جو صاحب عمر ہو،قبول ہوئی ؟بہاء) اور عزیزی مرزا محمد بیگ کو عمر دراز بخشے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی بات اسکے آگے انہونی نہیں۔

آپ کے دل میں اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہے لیکن خداوند علیم جانتا ہے کہ اس عاجز کا دل بکلی صاف ہے اور خدائے قادر و مطلق سے آپ کے لئے خیر و برکت چاہتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ میں کس طریق اور کن لفظوں میں بیان کروں تا میرے دل کی محبت اور خلوص اور ہمدردی جو آپ کی نسبت مجھ کو ہے آپ پر ظاہر ہو جائے۔ مسلمانوں کے ہر نزاع کا اخیری فیصلہ قسم پر ہوتا ہے جب ایک مسلمان خدا تعالی کی قسم کھا جاتا ہے تو دوسرا مسلمان اس کی نسبت فی الفور دل صاف کر لیتا ہے ۔سو مجھے خدا تعالی قادر مطلق کی قسم ہے کہ میں اس بات میں بالکل سچا ہوں کہ مجھے خدا تعالی کی طرف سے الہام ہوا تھا کہ آپ کی دختر کلاں کا رشتہ اسی عاجز سے ہوگا۔ اگر دوسری جگہ ہوگا تو خدا تعالی کی تنبیہیں وارد ہوں گی اور آخر اسی جگہ ہوگا۔ کیونکہ آپ میرے عزیز اور پیارے تھے اسلئے میں نے عین خیر خواہی سے آپ کو جتلایا کہ دوسری جگہ اس رشتہ کا کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا۔ میں نہایت ظالم طبع ہوتا جو آپ پر ظاہر نہ کرتا۔ میں اب بھی عاجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ اس رشتہ سے آپ انحراف نہ فرمائیں کہ یہ آپ کی لڑکی کے لئے نہایت درجہ موجب برکت ہوگا اور خدا تعالی ان برکتوں کا دروازہ کھول دے گا جو آپ کے خیال میں نہیں۔ کوئی غم اور فکر کی بات نہیں ہوگی جیسا کہ یہ اس کا حکم ہے جس کے ہاتھ میں زمین آسمان کی کنجی ہے تو پھر کیوں اس میں خرابی ہوگی۔

اور شائد آپ کو معلوم ہوگا یا نہیں کہ یہ پیش گوئی اس عاجز کی ہزار ہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا کہ جو اس پیشگوئی پر اطلاع رکھتا ہے، اور ایک جہان کی اس کی طرف نظر لگی ہوئی ہے، اور ہزاروں پادری شرارت سے نہیں بلکہ حماقت سے منتظر ہیں کہ یہ پیش گوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلہ بھاری ہو۔ لیکن یقیناً خدا تعالی ان کو رسوا کرے گا اور

اپنے دین کی مدد کرے گا۔ (دین کا اس پیش گوئی سے تعلق جوڑ کر مرزا صاحب اسلام کی تضحیک کا سبب بن رہے ہیں اور بنے ہیں کیونکہ یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی جب کہ مرزا صاحب کا کہنا یہ ہے کہ خدا تعالی اس پیش گوئی کو پورا کر کے اپنے دین کی مدد کرے گا اور دشمنوں، عیسائیوں کو پیش گوئی پورا کر کے رسوا کرے گا۔ بہاء)

میں نے لاہور میں جا کر معلوم کیا کہ ہزاروں مسلمان مساجد میں نماز کے بعد اس پیش گوئی کے ظہور کے لئے بصدق دل دعا کرتے ہیں۔ سو یہ ان کی ہمدردی اور محبت ایمانی کا تقاضا ہے اور یہ عاجز جیسے لا الہ الّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ پر ایمان لایا ہے، ویسے ہی خدا تعالی کے ان الہامات پر جو تواتر سے اس عاجز پر ہوئے، ایمان لاتا ہے۔ اور آپ سے ملتمس ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیش گوئی کے پورا ہونے کے لئے معاون بنیں تاکہ خدا تعالی کی برکتیں آپ پر نازل ہوں۔ خدا تعالی سے کوئی بندہ لڑائی نہیں کر سکتا اور جو امر آسمان پر ٹھہر چکا ہے زمین پر وہ ہرگز بدل نہیں سکتا۔ (زمین پر یہ شادی نہیں ہوئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمان پر یہ امر نہیں ٹھہرا تھا، اور مرزا صاحب اس امر کا آسمان پر ٹھہر جانا قرار دے کر جھوٹ بول رہے تھے اور افتراء علی اللہ کا ارتکاب کر رہے تھے۔ بہاء)) خدا تعالی آپ کو دین اور دنیا کی برکتیں عطا کرے اور اب آپ کے دل میں وہ بات ڈالے جس کا اس نے آسمان پر سے مجھے الہام کیا ہے (چونکہ یہ شادی نہیں ہوئی اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کو اللہ تعالی نے اس شادی کا الہام ہی نہیں کیا تھا، بصورت دیگر مرزا صاحب کی اس دعا کا ردّ ہونا تسلیم کرنا ہوگا کہ خدا تعالی احمد بیگ کے دل میں وہ بات ڈال دے جس کا الہام اس نے انہیں یعنی مرزا قادیانی کو کیا ہے۔ بہاء)۔ آپ کے سب غم دور ہوں اور دین اور دنیا دونوں آپ کو خدا تعالی عطا فرماوے۔ اگر میرے اس خط میں کوئی نملائم لفظ ہو تو معاف فرمائیں۔ والسلام خاکسار غلام احمد۔ ۱۷ جولائی ۱۸۹۰ء بروز جمعہ

(اس خط میں مرزا صاحب نے کہیں نہیں لکھا کہ اگر کسی دوسری جگہ نکاح کرو گے تو یہ بیوہ ہو کر میرے پاس آئے گی۔ ہاں یہ کہا کہ عیسائی وغیرہ منتظر ہیں کہ یہ پیش گوئی جھوٹی نکلے تو وہ خوش ہوں، لیکن اللہ اپنے دین کی مدد کرے گا اور پیش گوئی چونکہ الہامی ہے، ضرور پوری ہوگی۔۔ اب چونکہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی اس لئے مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ اللہ تعالی اپنے دین کی صداقت کے ثابت کرنے کے لئے اسے سچا کرے گا، جھوٹ اور افتراء علی اللہ نکلا۔ یعنی اللہ تعالی نے کبھی یہ بات مرزا صاحب سے نہیں فرمائی تھی بلکہ وہ مفتری علی اللہ تھے۔ بہاء)

غلام احمد بیگ بابت محمد بیگ

مرزا غلام احمد قادیانی کی منکوحہ آسمانی کے ایک بھائی کا نام محمد بیگ تھا، جو بیمار تھا، اور مرزا غلام احمد صاحب (جوحکیم ابن حکیم تھے) اپنے آسمانی سالے اوراس کے گھر والوں کو زیر بار احسان کرنے کے لئے اسکا علاج کر رہے تھے۔ لیکن وہ ٹھیک ہونے میں نہ آتا تھا۔ دوسری طرف اس کے گھر والے حکیم نورالدین صاحب کی طبی قابلیت وحذاقت کے بڑے معترف تھے جوان دنوں جموں میں راجہ جموں کے ہاں ملازم تھے۔ گھر والوں کی خواہش تھی کہ اس لڑکے کا علاج حکیم صاحب کریں۔ مرزا صاحب قادیانی نے اس موقع کو غنیمت جانا اوراپنے حواری خاص کو لکھا:

مخدومی مکرمی اخویم مولوی نورالدین صاحب سلمہ تعالی۔

دس روپے پہنچ گئے ہیں۔ چونکہ کتاب فتح اسلام کسی قدر بڑھائی گئی ہے اور مطبع امرتسر میں چھپ رہی ہے اس لئے جب تک کل چھپ نہ جائے روانہ نہیں ہوسکتی۔ امید کہ بیس روز تک چھپ کر آجائے گی۔

دوسری ضروری طور پر یہ تکلیف دیتا ہوں کہ مرزا احمد بیگ کا لڑکا جو میرے عزیزوں میں سے ہے، جن کی نسبت وہ الہامی پیش گوئی کا قصہ آپ کو معلوم ہے کچھ عرصہ سے بمرض بحت الصوت مریض ہے.. حنجرہ پر کچھ ایسا مادہ پڑا ہے کہ آواز پورے طور پر نہیں نکلتی۔ یعنی آواز بیٹھ گئی ہے۔ میں نے موافق قاعدہ علاج کیا تھا۔ اب تک کچھ فائدہ نہیں ہو۔ اس کی والدہ کو آپ پر بہت اعتماد ہے اور آپ کے دست شفا پر اسے یقین ہے۔ اس نے بصد منت ولحاح کہلا بھیجا تھا کہ مولوی صاحب کی طرف لکھو کہ وہ کوئی عمدہ دوائی تیار کر کے بھیج دیں۔ بلکہ پہلے یہ چاہا تھا کہ اس لڑکے کو جس کا نام محمد بیگ ہے، آپ کی خدمت میں بھیج دیں، مگر میں نے مناسب سمجھا کہ بالفعل بذریعہ خط آپ کو تکلیف دی جائے۔ حلق میں سے پانی بہت آتا ہے۔ صبح کے وقت ریزش پختہ نکلتی ہے۔ کھانسی بھی ہے۔ معلوم ہوتا ہے دماغ سے نوازل گرتے ہیں۔ آپ ضرور کوئی عمدہ نسخہ ارسال فرمائیں۔ اس

بے چارے کے اچھے ہو جانے سے ان کو آپ کا بہت احسان مند ہونا پڑے گا۔ اور پہلے بھی آپ کے بہت معتقد ہیں۔ اور یقین رکھتے ہیں کہ آپ کے علاج سے لڑکا اچھا ہو جائے گا۔ آپ خاص طور پر مہربانی فرمائیں۔

خاکسار غلام احمد۔ ۲۰ دسمبر ۱۸۹۰ء

(مکتوبات احمدیہ۔ ج ۵ نمبر ۲ ص ۸۳)

بعد کے واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ شائد حکیم نور الدین صاحب نے تجویز کیا ہو گا کہ محمد بیگ کو میرے پاس بھیج دیا جائے تا کہ میں اسے اپنے پاس رکھوں اور علاج کروں۔ (اور شائد یہ بھی خیال ہو گا کہ اس کے میرے پاس رہنے کی وجہ سے مرزا صاحب قادیانی سے اس کی بہن کے نکاح کے لئے راہ بھی ہموار بھی کر سکوں گا۔ بہاء)۔ مرزا غلام احمد نے نتیجتاً اپنے آسمانی سالے محمد بیگ کو جموں بھجوا دیا، جہاں حکیم نور الدین صاحب نے اس کا علاج شروع کر دیا۔ بعد کے ایک قادیانی خط معلوم ہوتا کہ وہاں سے مرزا غلام احمد کو محمد بیگ نے اپنے علاج معالجہ اور طعام وقیام کی کیفیات سے آگاہ کرتے ہوئے شکوہ کیا کہ اسے مناسب خوراک نہیں دی جاتی۔ غالباً اس کا شکوہ اس بنا پر تھا کہ ایک طرف تو پچاس سالہ مرزا قادیانی کے لئے (جو اس وقت دو بیویوں کا شوہر ہے) اس کی حدیثۃ السن کنواری بہن کا رشتہ مانگا جا رہا ہے اور دوسری طرف اپنے آسمانی سالے کا کماحقہ اعزاز واکرام نہیں کیا جا رہا، اور اس کے نخرے اٹھانا تو ایک طرف، اسے کھانا بھی ضرورت کے مطابق نہیں دیا جاتا۔ بنا بریں درج بالا خط کے چند ہفتوں کے بعد ایک مکتوب میں مرزا صاحب قادیانی، اپنے مرید وحواری حکیم نور الدین صاحب کو لکھتے ہیں:

مخدومی مکرمی اخویم مولوی نور الدین صاحب

.......محمد بیگ کی طبیعت شاید ابھی بدستور ہے (یعنی خراب ہے۔ بہاء)۔ وہ لکھتا ہے کہ مولوی (نور الدین) صاحب تو کسی طور سے مجھ سے فرق نہیں کرتے، مگر لنگر خانہ میں بعض وقت بھوک کے وقت مجھ کو روٹی نہیں ملتی۔ شاید آدمیوں کی کثرت کی وجہ سے دیر سے روٹی ملتی ہے۔ چونکہ وہ لڑکا ہے، ایسی عمر میں اکثر لوگوں کو کھانے پینے میں ہی خیال رہتا ہے، اس لئے مکلّف ہوں کہ چند روز کے قیام میں خاص طور پر اس کی خبر رکھیں۔ اور اگر اس کا جموں میں ٹھہرنا چنداں ضروری نہ ہو، تو پھر تسلی اور مدارات کے ساتھ دوا دے کر اس کو اس طرف رخصت کر دیں۔ اس کی نوکری اس حالت میں ہو سکتی

ہے کہ حالت صحت اس کام کے لائق ہو۔آئندہ آپ جیسا مناسب سمجھیں عمل میں لاویں۔میں نے سنا ہے کہ میرے رسالہ کے دیکھنے سے مولوی عبدالجبار (غزنوی) بہت افروختہ ہوئے۔

خاکسار غلام احمد ۳۱ جنوری ۱۸۹۱ء (مکتوبات جلد ۵ نمبر ۲ ص ۸۷۔۸۸)

بعد کے واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد بیگ نے ہی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو کہا کہ اپنے حواری خاص حکیم صاحب سے کہیں کہ وہ اپنے اثر ورسوخ سے کام لے کر جموں میں اسے محکمہ پولیس میں بھرتی کرادیں۔اس لئے حکیم نورالدین کو ایک خط میں مرزا صاحب قادیانی یوں رقم طراز ہیں:

محمد بیگ لڑکا جو آپ کے پاس ہے آنمکرم کو معلوم ہوگا کہ اسکا والد مرزا احمد بیگ بوجہ اپنی بے سمجھی اور حجاب کے اس عاجز سے سخت عداوت اور کینہ رکھتا ہے۔اور ایسا ہی اسکی والدہ بھی۔چونکہ خدا تعالی نے بوجہ اپنے بعض مصالح کے اس لڑکے کی ہمشیرہ کی نسبت وہ الہام ظاہر فرمایا تھا کہ جو بذریعہ اشتہارات شائع ہو چکا ہے (یعنی اس کے ساتھ آسمانی نکاح کا الہام۔ بہاء) اس وجہ سے ان لوگوں کے دلوں میں حد سے زیادہ جوش مخالفت ہے۔اور مجھے معلوم نہیں کہ وہ امر جس کی نسبت مجھے اس شخص کی ہمشیرہ کی نسبت اطلاع دی گئی ہے کیونکر اور کس راہ سے وقوع میں آئے گا۔اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نرمی کارگر نہیں ہوگی۔ویفعل اللہ مایشاء۔لیکن تاہم کچھ مضائقہ نہیں کہ ان لوگوں کی سختی کے عوض میں نرمی اختیار کر کے ادفع بالتی ھی احسن کا ثواب حاصل کیا جائے۔ اس لڑکے محمد بیگ کے کتنے خط اس مضمون کے پہنچے کہ مولوی (نورالدین) صاحب پولیس کے محکمہ میں مجھ کو نوکر کرادیں۔

آپ براہ مہربانی اس کو بلا کر نرمی سے سمجھا دیں کہ تیری نسبت انہوں (مرزا قادیانی) نے بہت کچھ سفارش لکھی ہے،اور تیرے لئے جہاں تک گنجائش اور مناسب وقت ہوا، کچھ فرق نہ ہوگا۔

غرض آن مکرم میری طرف سے اسکے ذہن نشین کردیں کہ وہ تیری نسبت بہت تاکید کرتے ہیں۔

اگر محمد بیگ آپ کے ساتھ (جموں سے لدھیانہ) آنا چاہے،تو ساتھ لے آویں۔

خاکسار غلام احمد از لودیانہ محلّہ اقبال گنج ۲۱ مارچ ۱۸۹۱ء (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر۲ ص ۱۰۱-۱۰۲ء)

(یہ وہی موقع ہے جب اپریل ۱۸۹۱ء میں حکیم صاحب، اپنے پیر مرزا صاحب قادیانی کو ملنے جموں سے لدھیانہ آئے تھے، اور اسی دوران وسط اپریل میں انہوں نے لاہور میں شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالوی ؒ سے مباحثہ بھی کیا تھا جسے وہ نامکمل چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ بہاء)

طلاق وعقوق

قادیان اور جموں میں آسمانی سالے محمد بیگ ہوشیار پوری کا علاج معالجہ مرزا غلام احمد قادیانی کے مرض کا علاج نہ کر سکا، اور منکوحہ آسمانی کے لواحقین نے خود مرزا صاحب قادیانی کے اپنے بیٹوں کے مشورے اور صلاح سے مسماۃ محمدی کی نسبت پٹی کے مرزا سلطان محمد بیگ سے کر دی۔ اس پر مرزا صاحب قادیانی کے صبر وضبط کے تمام بندھن ٹوٹ گئے۔ اور آپ نے درج ذیل اشتہار جاری فرمایا:

لا یحب الجھر با لسوء من القول الّا من ظلم و کا ن اللہ سمیعاً علیماً

اشتہار نصرت دین وقطع تعلق از اقارب مخالف دین

علی ملة ابرا ھیم حنیفاً

چوں بدندان تو کرمے اوفتاد
آں نہ دندانی بکن اے اوستاد

ناظرین کو یاد ہوگا کہ اس عاجز نے ایک دینی خصومت کے پیش آجانے کی وجہ سے ایک نشان کے مطالبہ کے وقت اپنے ایک قریبی عزیز میرزا احمد بیگ ولد میرزا گاماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر کلاں کی نسبت بحکم والہام الٰہی یہ اشتہار دیا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی مقدر اور قرار یافتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے اور یا خدا تعالیٰ بیوہ کر کے اس کو میری طرف لے آوے (یعنی مرزا صاحب، محمدی بیگم سے اپنی شادی کو خدا تعالیٰ طرف سے مقدر اور قرار یافتہ کہتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ کنواری یا بیوہ کوئی بھی صورت ہو، اس کا زیر دام آنا ٹھہر چکا ہے۔ بہا)۔

چنانچہ تفصیل ان کل امور مذکورہ بالا کی اس اشتہار میں درج ہے۔

اب باعث تحریر اشتہار ہذا یہ ہے کہ میرا لڑکا سلطان احمد نام جو نائب تحصیل دار لاہور میں ہے اور اس کی تائی صاحبہ جنہوں نے اس کو بیٹا بنایا ہوا ہے وہی اس مخالفت پر آمادہ ہو گئے ہیں (مرزا سلطان محمد نسبی لحاظ سے مرزا غلام احمد کے بڑے بیٹے تھے۔ مرزا صاحب کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر لا ولد تھے اور انہوں نے سلطان محمد کو اپنا متبنی بنایا ہوا۔ اور مرزا غلام قادر کی وفات پر ان کی جائداد میں حصہ دار ہو کر مرزا غلام احمد کے شریک ہو گئے تھے۔ مرزا غلام قادر کی زندگی سرکاری ملازمت میں گزری تھی اور ان وفات کے موقع پر حکومت نے ان کے وارثوں کو خط لکھا تھا، جسے مرزا غلام احمد نے سنبھال کر رکھا ہوا تھا، کہ ہم مرزا غلام قادر کی خدمات کا اعتراف کرتے ہیں اور اس کا صلہ مناسب موقع اس کے خاندان کے کسی فرد کو دیا جائے گا۔ میرزا سلطان محمد مناسب دینی تعلیم یافتہ تھے اور ان کے ایک دو مضمون اس دور کے اخبار منشور محمدی میں شائع بھی ہوئے تھے جو میرے پاس موجود ہیں۔ میرزا غلام قادر کی موت کے بعد مرزا سلطان محمد نے نائب تحصیل داری کا امتحان دیا تو مرزا غلام احمد سے درخواست کی کہ ان کے امتحان میں پاس ہونے کی دعا فرمائیں۔ مرزا غلام احمد اپنے اس بیٹے کو اپنا شریک سمجھتے تھے اور دونوں میں تعلقات کی نوعیت شریکوں کی طرح تھے جس کا مظاہرہ مرزا غلام احمد کے اس عدالتی بیان سے ہوتا ہے جو انہوں نے ۱۹۰۱ء میں اس مقدمے میں دیا جو قادیانی لٹریچر میں مقدمہ دیوار کے نام سے معروف ہے۔ مرزا غلام احمد نے بتایا ہے کہ مرزا سلطان احمد کے آدمی انہیں اس کنویں سے پانی نہیں لیتے دیتے جو سلطان احمد کے قبضے میں ہے۔ مرزا غلام احمد اور سلطان احمد کے تعلقات میں خرابی کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ مرزا صاحب نے اپنی بیوی، سلطان احمد، کی والدہ کو معلقہ بنا چھوڑا تھا، اس کے نان ونفقہ کا اہتمام بھی سلطان احمد کے ذمہ تھا اور اسی کے مکان میں وہ رہتی تھی، شائد ایسی ہی وجوہات تھیں کہ مرزا غلام احمد نے اپنے بیٹے کی امتحان میں کامیابی کی دعا سے انکار کر دیا۔ دعا نہ کرنے کے واقعہ کو قادیانی لٹریچر میں مرزا غلام احمد کے استغنا وغیرہ کا مظاہرہ قرار دیا گیا ہے، جو اس لئے درست معلوم نہیں ہوتا کہ ان کا دوسرا بیٹا فضل احمد جموں میں آپ کی سفارش سے حکیم نور دین نے ملازم کرایا تھا اور پھر اس کی بہتر ملازمت کے لئے بھی آپ حکیم نور دین سے درخواست کرتے ہیں کہ کوشش کر کے زیادہ تنخواہ والی ملازمت دلوا دیں، اسی طرح اپنے آسمانی سالے محمد بیگ کی ملازمت کیلئے بھی حکیم نور الدین کو نہ صرف لکھتے ہیں بلکہ فرماتے ہیں کہ محمد بیگ کو بتا دیں کہ تمہاری ملازمت کے لئے مرزا صاحب بہت سفارش کر رہے ہیں۔ بہاء) اور یہ سارا کام اپنے ہاتھ میں لے کر اس تجویز میں ہیں کہ عید کے دن یا اس کے بعد اس لڑکی کا کسی سے نکاح کیا جائے۔

اگر یہ اوروں کی طرف سے مخالفانہ کاروائی ہوتی تو ہمیں درمیان میں دخل دینے کی کیا ضرورت اور غرض تھی، امر ربی تھا۔ اور وہی اس کو اپنے فضل وکرم سے ظہور میں لاتا مگر اس کام کے مدار المہام وہ

لوگ ہو گئے جن پر اس عاجز کی اطاعت فرض تھی اور ہر چند سلطان احمد کو سمجھایا اور بہت تاکیدی خط لکھے کہ تو اور تیری والدہ اس کام سے الگ ہو جائیں، ورنہ میں تم سے جدا ہو جاؤنگا، اور تمہارا کوئی حق نہیں رہے گا۔ مگر انہوں نے میرے خط کا جواب تک نہ دیا، اور بکلی مجھ سے بے زاری ظاہر کی۔ اگر ان کی طرف سے ایک تیز تلوار کا بھی مجھے زخم پہنچتا تو بخدا میں اس پر صبر کرتا، لیکن انہوں نے دینی مخالفت کر کے اور دینی مقابلہ سے آزار دے کر مجھے بہت ستایا۔

(محمدی بیگم سے شادی ہونے یا نہ ہونے میں مرزا صاحب نے دین کو کہاں سے ٹپکا دیا۔ بہاء) اور اس حد تک میرے دل کو توڑ دیا کہ میں بیان نہیں کر سکتا اور عمداً چاہا کہ میں سخت ذلیل کیا جاؤں۔ سلطان احمد ان دو بڑے گناہوں کا مرتکب ہوا۔

اول یہ کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے دین کی مخالفت کرنی چاہی (اپنی ماں، جسے اس کے خاوند نے معلقہ بنا رکھا ہے، کو عزت واحترام سے اپنے پاس رکھنا، دین کی مخالفت ہے، یا اپنی بیوی کو معلقہ بنائے رکھنا دین کی مخالفت ہے۔ بہاء) اور یہ چاہا کہ دین اسلام پر تمام مخالفوں کا حملہ ہو اور یہ اپنی طرف سے اس نے ایک بنیاد رکھی ہے اس امید پر کہ یہ جھوٹے ہو جائیں گے اور دین کی ہتک ہوگی اور مخالفوں کی فتح۔ اس نے اپنی طرف سے مخالفانہ تلوار چلانے میں کچھ فرق نہیں کیا۔ اور اس نادان نے نہ سمجھا کہ خداوند قدیر و غیور اس دین کا حامی ہے اور اس عاجز کا بھی حامی۔ وہ اپنے بندہ کو کبھی ضائع نہ کرے گا۔ اگر سارا جہان مجھے برباد کرنا چاہے تو وہ اپنی رحمت سے مجھ کو تھام لے گا کیونکہ میں اس کا ہوں اور وہ میرا۔ (اگر محمدی بیگم سے شادی مرزا قادیانی کی حمایت تھی، تو ظاہر ہے کہ عمر بھر مرزا صاحب اس حمایت کی راہ میں آنکھیں بچھائے بیٹھے رہے، آنکھیں پتھرا گئیں، لیکن حمایت نمودار نہیں ہوئی۔ اس شادی کے نہ ہونے کا مطلب مرزا صاحب کی اس عبارت کی روشنی میں یہی ہوسکتا ہے کہ خدا تعالی، مرزا قادیانی کا حامی نہیں تھا، اور نہ خدا اس کا تھا، نہ مرزا صاحب خدا کے تھے، اور نہ ہی رحمت خداوندی نے مرزا صاحب کا ہاتھ تھاما تھا۔ بہاء)

دوم سلطان احمد نے مجھے جو میں اس کا باپ ہوں سخت ناچیز قرار دیا اور میری مخالفت پر کمر باندھی اور قولی اور فعلی طور پر اس مخالفت کو کمال تک پہنچایا۔ اور میرے دینی مخالفوں کو مدد دی اور اسلام کی ہتک بدل و جان منظور رکھی۔

سو چونکہ اس نے دونوں طور کے گناہوں کو اپنے اندر جمع کیا اپنے خدا کا تعلق بھی توڑ دیا اور اپنے باپ کا بھی اور ایسا ہی اس کی دونوں والدہ نے کیا، سو جب کہ انہوں نے کوئی تعلق مجھ سے باقی نہ رکھا اس لئے میں نہیں چاہتا کہ اب ان کا کسی قسم کا تعلق مجھ سے باقی رہے۔ اور ڈرتا ہوں کہ ایسے دینی دشمنوں سے پیوند رکھنے میں معصیت نہ ہو (اصل مجرم تو محمدی بیگم اور اس کے والدین تھے، جو مرزا صاحب کی الہامی پیش گوئی کی مخالفت کر رہے تھے اور مرزا صاحب کے دشمنوں کو اس پر ہنسا رہے تھے۔ اگر مرزا سلطان احمد سے اس بنا پر رشتہ توڑ نا ضروری تھا، تو محمدی اور اس کے والدین سے کیوں رشتہ جوڑنے کی منتیں کی جا رہی ہیں۔ بہاء) لہذا میں آج کی تاریخ کہ دوسری مئی ۱۸۹۱ء ہے عوام اور خواص پر بذریعہ اشتہار ہذا ظاہر کرتا ہوں کہ اگر یہ لوگ اس ارادہ سے باز نہ آئے اور وہ تجویز جو اس لڑکی کے ناطہ اور نکاح کرنے کی اپنے ہاتھ سے یہ لوگ کر رہے ہیں اس کو موقوف نہ کر دیا اور جس شخص کو انہوں نے نکاح کے لئے تجویز کیا ہے اس کو رد نہ کیا بلکہ اسی شخص کے ساتھ نکاح ہو گیا تو اسی نکاح کے دن سے سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہوگا اور اسی روز سے اس کی والدہ پر میری طرف سے طلاق ہے اور اگر اس کا بھائی فضل احمد جس کے گھر میں مرزا احمد بیگ والد لڑکی کی بھانجی ہے اپنی بیوی کو اسی دن سے جو اس کو نکاح کی خبر ہو اور طلاق نہ دیوے، تو پھر وہ بھی عاق اور محروم الارث ہوگا۔ اور آئندہ ان سب کا کوئی حق میرے پر نہیں رہے گا اور اس نکاح کے بعد تمام تعلقات خویشی و قرابت و ہمدردی دور ہو جائے گی۔ اور کسی نیکی بدی رنج راحت شادی اور ماتم میں ان سے شراکت نہیں رہے گی، کیونکہ انہوں نے آپ تعلق توڑ دیئے اور توڑنے پر راضی ہو گئے۔ سو اب ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام اور ایمانی غیوری کے برخلاف اور ایک دیوثی کا کام ہے اور مومن دیوث نہیں ہوتا۔

چوں نہ بود خویش را دیانت و تقوی
قطع رحم بہ از مودت قربے

والسلام علی من اتبع الهدی ۔ المشتہر۔ مرزا غلام احمد لودیانہ۔ ۲ مئی ۱۸۹۱ء (حقانی پریس لودیانہ) (مجموعہ اشتہارات قادیانی۔ ج ۱۔ ص ۲۱۹۔ ۲۲۱)

بات تو محمدی بیگم سے رشتے کی تھی، اس میں نصرت یا مخالفت دین کا معاملہ کہاں سے نکل آیا کہ اس اشتہار کے عنوان میں نصرت دین لکھ مارا۔ اور غصے میں قرآنی احکام کی خلاف ورزی کے مرتکب ہو گئے کہ قطع رحمی کرتے ہوئے اپنی اولاد کو عاق اور محروم الارث کر دیا۔ باپ کے ترکے میں بیٹوں کا حصہ ایک نص قرآنی کی بنا پر ہے

للرجال نصيب مما ترك الوالدان والاقربين... ...

یاد رہے کہ اس وقت مرزا صاحب قادیانی کو دعوی نبوت بھی نہیں تھا کہ لا نــو رث والی حدیث کے پیچھے چھپ سکتے۔ اور مرزا صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ محمدی بیگم سے مرزا سلطان محمد کے نکاح کے بعد، مرزا فضل احمد اور مرزا سلطان محمد سے کچھ تعلق رکھنا ایمانی غیوری کے برخلاف اور ایک دیوثی کا کام ہے اور مومن دیوث نہیں ہوتا۔ لیکن مرزا صاحب قادیانی نے یہ نہیں سوچا کہ قرآنی احکام کی خلاف وزری کر کے کوئی شخص کیسے مومن رہ سکتا ہے۔

غلام احمد بیگ بنام علی شیر بیگ

تاہم اس اشتہار کے دو روز بعد مرزا غلام احمد بیگ قادیانی نے اپنے ایک اور قریبی عزیز مرزا علی شیر بیگ کو یوں خط لکھا:

مشفقی مرزا علی شیر بیگ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

اللہ تعالی خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح سے فرق نہ تھا اور میں آپ کو ایک غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں۔ لیکن اب جو آپ کو ایک خبر سناتا ہوں آپ کو اس سے بہت رنج پہنچے گا مگر میں محض للہ ان لوگوں سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہوں جو مجھے ناچیز بتاتے ہیں اور دین کی پرواہ نہیں رکھتے۔

آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے بارے میں ان لوگوں کے ساتھ کس قدر میری عداوت ہو رہی ہے۔ اب میں نے سنا ہے کہ عید کے دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح

ہونے والا ہے اور آپ کے گھر کے لوگ اس مشورہ میں ساتھ ہیں۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں۔ بلکہ میرے کیا دین اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ عیسائیوں کو ہنسانا چاہتے ہیں۔ ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور اللہ ورسول کے دین کی کچھ پرواہ نہیں رکھتے۔ اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ اس کو خوار کیا جائے، ذلیل کیا جائے، روسیاہ کیا جائے۔ یہ اپنی طرف سے ایک تلوار چلانے لگے ہیں۔ اب مجھ کو بچا لینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اگر میں اس کا ہونگا تو مجھے ضرور بچائے گا۔ (مسماۃ محمدی کی شادی سلطان محمد سے ہو جانے کا مطلب مرزا صاحب کی اس عبارت کی روشنی میں یہی ہوسکتا ہے کہ وہ خدا کے نہیں تھے، اور خدا نے ان کی مدد نہیں فرمائی۔ بہاء)

اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھتا۔ کیا میں چوہڑا، یا چمار تھا، جو مجھ کو لڑکی دینا عار یا ننگ تھی۔ بلکہ وہ تو اب تک ہاں سے ہاں ملاتے رہے، اور اپنے بھائی کے لئے مجھے چھوڑ دیا۔ اور اب اس لڑکی کے نکاح کے لئے سب ایک ہو گئے۔

یوں تو مجھے کسی کی لڑکی سے کیا غرض، کہیں جائے مگر یہ تو آزمایا گیا کہ جن کو میں خویش سمجھتا تھا اور ان کی لڑکی کے لئے چاہتا تھا کہ اس کی اولاد ہو اور وہ میری وارث ہو، وہی میرے خون کے پیاسے، وہی میری عزت کے پیاسے ہیں اور چاہتے ہیں کہ خوار ہو اور اس کا روسیاہ ہو۔ خدا بے نیاز ہے جس کو چاہے سیاہ کرے مگر اب وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ میں نے خط لکھے کہ پورانہ (پرانا) رشتہ مت توڑو۔ خدا تعالیٰ سے خوف کرو، کسی نے جواب نہ دیا۔ بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آ کر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے صرف عزت بی بی نام کیلئے فضل احمد کے گھر میں ہے ۔ بے شک وہ طلاق دے دیوے، ہم راضی ہیں۔ اور ہم نہیں جانتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے۔ ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہیں کرینگے۔ یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں۔ پھر میں نے رجسٹری کرا کر آپکی بیوی صاحبہ کے نام خط بھیجا۔ مگر کوئی جواب نہ آیا اور بار بار کہا کہ اس سے کیا ہمارا رشتہ باقی رہ گیا ہے۔ جو چاہے کرے۔ ہم اس کے لئے اپنے خویشوں سے اپنے بھائیوں سے جدا نہیں ہو سکتے۔ مرتا مرتا رہ گیا، ابھی مرا بھی ہوتا۔ یہ باتیں آپ کی بیوی صاحب کی مجھے پہونچی ہیں۔ بے شک میں ناچیز

ہوں، ذلیل ہوں اور خوار ہوں مگر خدا تعالی کے ہاتھ میں میری عزت ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اب جب میں ایسا ذلیل ہوں تو میرے بیٹے سے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے۔لہذا میں نے ان کی خدمت میں خط لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اس ارادہ سے باز نہ آویں اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دیں پھر جیسا کہ آپ کی خود منشا ہے میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی کو اپنے نکاح میں رکھ نہیں سکتا۔ بلکہ ایک طرف جب (محمدی) کا کسی شخص سے نکاح ہوگا تو دوسری طرف فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق دے دے گا۔اگر نہیں دے گا تو میں اس کو عاق اور لا وارث کرونگا۔اور اگر میرے لئے احمد بیگ سے مقابلہ کروگے اور یہ ارادہ اس کا بند کرادو گے تو میں بدل و جان حاضر ہوں۔اور فضل احمد کو جو، اب میرے قبضہ میں ہے، ہر طرح سے درست کر کے آپ کی لڑکی کی آبادی کیلئے کوشش کرونگا اور میرا مال ان کا مال ہوگا۔لہذا آپ کو بھی لکھتا ہوں کہ آپ اس وقت کو سنبھال لیں اور احمد بیگ کو پورے زور سے خط لکھیں کہ باز آجائیں اور اپنے گھر کے لوگوں کو تاکید کریں کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روک دیوے۔ ورنہ مجھے خدا کی قسم ہے کہ اب ہمیشہ کیلئے یہ تمام رشتہ ناطے توڑ دونگا ۔اگر فضل احمد میرا فرزند اور وارث بننا چاہتا ہے تو اسی حالت میں آپ کی لڑکی کو گھر میں رکھے گا۔اور جب آپ کی بیوی کی خوشی ثابت ہو۔ ورنہ جہاں میں رخصت ہوا، ایسا ہی سب ناطے رشتے بھی ٹوٹ گئے۔

یہ باتیں خطوں کی معرفت مجھے معلوم ہوئی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ کہاں تک درست ہیں۔ واللہ اعلم

راقم خاکسار غلام احمد از لودہیانہ اقبال گنج۔ ۴ مئی ۱۸۹۱ء

اس خط میں مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

یوں تو مجھے کسی کی لڑکی سے کیا غرض، کہیں جائے مگر یہ تو آزمایا گیا کہ جن کو میں خویش سمجھتا تھا اوران کی لڑکی کے لئے چاہتا تھا کہ اس کی اولاد ہو اور وہ میری وارث ہو، وہی میرے خون کے پیاسے، وہی میری عزت کے پیاسے ہیں اور چاہتے ہیں کہ خوار ہو اور اس کا روسیاہ ہو۔ خدا بے نیاز ہے جس کو چاہے سیاہ کرے مگر اب وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ میں نے خط لکھے کہ پورانہ (

پرانا) رشتہ مت توڑو۔

اورخود پرانے رشتے توڑ رہے ہیں، یعنی عزت بی بی جو فضل احمد سے شادی سے پہلے رشتے میں اس کی بہن تھی، اس کے دونوں رشتے تڑوار ہے ہیں، خود اپنے بیٹوں کو عاق کر کے رشتے توڑ رہے ہیں، اپنی سال خوردہ بیوی (دو جوان بیٹوں کی ماں، اور دو یا تین بہوؤں کی ساس) سے رشتہ توڑ کر طلاق دے رہے ہیں۔

اور پھر مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں کہ

جن کو میں خویش سمجھتا تھا وہ رشتہ نہیں دے رہے،

اس کا مطلب یہ ہے کہ بقول خود آپ دہریوں، مخالفین اسلام، وغیرہ کے خویش ہیں۔ اوران سے رشتہ لے کران دہریوں مخالفین اسلام کو جائیداد دینے کے وعدے کر رہے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ ان کی لڑکی ان کے بچوں کی ماں بنے، اوران کی وراثت حاصل کریں۔

اس خط میں مرزا صاحب خوب خوش آمد درآمد کر رہے ہیں علی شیر بیگ کو، ایک غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتے ہیں۔ لیکن عمومی طور پر مرزا صاحب قادیانی پروپیگنڈہ کیا کرتے تھے کہ مسماۃ محمدی کے عزیز واقارب اور معززین خاندان دہریئے ہیں، اسلام کی مخالفت کرتے ہیں، یہ ہیں اور وہ ہیں۔ وغیرہ۔ مرزا صاحب کی یہ تحریر ان کے ایسے پروپیگنڈے سے نہ صرف ہوا نکال دیتی ہے بلکہ اس بات کو واضح بھی کرتی ہے کہ ان کا اس رشتے سے انکار اس لئے تھا کہ اپنی لڑکی کے لئے مرزا صاحب کے رشتے کو دونوں کی عمروں میں بڑے فرق کی وجہ سے مناسب خیال نہیں کرتے تھے۔ وہ شائد اس لئے بھی اس رشتے کو نامناسب خیال کرتے تھے کہ مرزا صاحب پہلے سے نہ صرف شادی شدہ ہیں، بلکہ ان کا ایک بیٹا محمدی بیگم کی عم زاد کا شوہر ہے۔ اور شائد اس لئے بھی اس رشتے کو نامناسب خیال کرتے تھے کہ مرزا صاحب کے مالی حالات ایسے نہیں تھے کہ وہ دو تین بیویوں اور ان کی اولادوں کے اخراجات برداشت کرسکیں، کیونکہ وہ دیکھتے تھے کہ ان کا بیٹا فضل احمد گھر سے دور جموں میں بیس روپیہ ماہوار کی ملازمت پر مجبور ہے۔ پردیس میں بیس روپے کی ملازمت سے وہ خود کیا کھاتا پیتا ہوگا، کیا بچاتا ہوگا، اور اپنے دور رہنے والی دو بیویوں کی کیا کفالت کرتا ہوگا۔ اگر مرزا صاحب قادیانی ایسے ہی رئیس قادیان ہوتے، تو ان کی لڑکی عزت بی بی اپنے خاوند کے پاس آرام و

آسائش کی زندگی بسر کر رہی ہوتی۔

الغرض مرزا غلام احمد صاحب، اپنے بیٹے فضل احمد کی بیوی یعنی عزت بی بی، جوان دنوں مکمل طور پر مرزا صاحب قادیانی ہی کی دست نگر تھی، اور خود مرزا صاحب قادیان چھوڑ کر لدھیانہ میں قیام پذیر تھے جہاں قیام وطعام کے اخراجات شائدان کے مرید اٹھا رہے تھے، کی والدہ کو خط لکھا کہ تم سلطان محمد سے محمدی کا نکاح رکواؤ، ورنہ عزت بی بی واپس آرہی ہے۔ مرزا صاحب قادیانی نے لکھا:

غلام احمد بیگ بنام والدہ عزت بی بی

...والدہ عزت بی بی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ چند روز تک (مسماۃ محمدی) مرزا احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور میں خدا تعالی کی قسم کھا چکا ہوں کہ اس نکاح سے سارے رشتہ ناطے توڑ دونگا، اور کوئی تعلق نہیں رہے گا۔ اسلئے نصیحت کی راہ سے لکھتا ہوں کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ کو سمجھا کر یہ ارادہ موقوف کراؤ۔ اور جس طرح تم سمجھا سکتے ہو اس کو سمجھا دو۔ اور اگر ایسا نہیں ہوگا تو آج میں نے مولوی نور دین صاحب اور فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو فضل احمد، عزت بی بی کے لئے طلاق نامہ لکھ کر بھیج دے۔ اور اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھنے میں عذر کرے تو اسکو عاق کیا جائے اور اپنے بعد اس کو وارث نہ سمجھا جائے۔ اور ایک پیسہ وراثت کا اس کو نہ ملے سو میں امید رکھتا ہوں کہ شرطی طور پر اس کی طرف سے طلاق نامہ لکھا آجائیگا جس کا یہ مضمون ہوگا کہ اگر مرزا احمد بیگ، محمدی کے غیر کے ساتھ نکاح کرنے سے باز نہ آوے تو پھر اسی روز سے جو محمدی کا کسی اور سے نکاح ہو جائے عزت بی بی کو تین طلاق ہیں۔

سو اس طرح پر لکھنے سے اس طرف تو محمدی کا کسی دوسرے سے نکاح ہوگا اور اس طرف عزت بی بی پر فضل احمد کی طلاق پڑ جائے گی۔ سو یہ شرطی طلاق ہے اور مجھے اللہ تعالی کی قسم ہے کہ اب بجز قبول کرنے کے کوئی راہ نہیں۔ اور اگر فضل احمد نے نہ مانا تو میں فی الفور اس کو عاق کر دونگا۔ اور پھر

وہ میری وراثت سے ایک دانہ نہیں پا سکتا۔اور اگر آپ اس وقت اپنے بھائی کو سمجھا لو تو آپ کے لئے بہتر ہوگا۔(ایک طرف تو مرزا صاحب قادیانی کہتے ہیں کہ محمدی بیگم کا نکاح کسی دوسرے سے ہونا بھی ان کی الہامی پیش گوئی ہے، پھر خود ہی اس الہام کی ایسی تیسی کر رہے ہیں اور اس شادی کو رکوانے یعنی الہام کو غلط کروانے کی سر توڑ کوشش کر رہے ہیں۔گویا انہیں خود بھی یقین تھا کہ انہوں نے جو کچھ محمدی بیگم سے نکاح کے سلسلے میں کہہ رکھا ہے وہ کسی الہام کی بنا پر نہیں ہے۔اور اگر وہ واقعی الہام کی بنا پر ہے تو وہ رحمانی الہام نہیں بلکہ شیطانی الہام ہے۔بہاء)

مجھے افسوس ہے کہ میں نے عزت بی بی کی بہتری کے لئے ہر طرح سے کوشش کرنا چاہا تھا اور میری کوشش سے سب نیک بات ہو جاتی مگر آدمی پر تقدیر غالب ہے۔یاد رہے کہ میں نے کوئی کچی بات نہیں لکھی۔مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں ایسا ہی کرونگا۔اور خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔جس دن نکاح ہوگا اس دن عزت بی بی کا نکاح باقی نہیں رہے گا۔(مرزا صاحب نے یہ کیوں نہیں لکھا کہ جس دن محمدی کا نکاح سلطان محمد سے ہو گیا، اسی روز ثابت ہو جائے گا کہ انا رادوہ الیك والی پیش گوئی جس میں اس کے کسی دوسرے شخص سے نکاح کی بات کی گئی ہے، الہامی نہیں ہے۔بہاء) راقم مرزا غلام احمد از لودیانہ ۴ مئی ۱۸۹۱ء

اس خط کے ساتھ اس بے زبان بے چاری عزت بی بی سے بھی اس کی والدہ کے نام رقعہ لکھوایا کہ مجھ پر رحم کرو، میرا سہاگ بچانا ہے تو مسماۃ محمدی ادھر بھیجو۔اگر تم ایسا نہیں کر سکتیں تو پھر مجھے واپس لے جاؤ۔ رقعہ یوں ہے:

عزت بی بی بنام والدہ

اس وقت میری بربادی اور تباہی کی طرف خیال کرو۔مرزا صاحب کسی طرح مجھ سے فرق نہیں کرتے۔اگر تم اپنے بھائی، میرے ماموں کو، سمجھاؤ تو سمجھا سکتی ہو۔اگر نہیں تو پھر طلاق ہوگی اور ہزار طرح کی رسوائی ہوگی۔اگر منظور نہیں تو خیر جلدی مجھے اس جگہ سے لے جاؤ۔پھر میرا اس جگہ ٹھہرنا مناسب نہیں۔

(نوٹ از مرزا صاحب قادیانی) جیسا کہ عزت بی بی نے تاکید سے کہا ہے اگر نکاح رک نہیں سکتا پھر بلا توقف عزت بی بی کے لئے کوئی قادیان سے آدمی بھیج دو، تا کہ اس کو لے جائے۔

الہامی یقین دہانی در ازالہ اوہام بابت منکوحہ آسمانی

مرزا صاحب قادیانی ازالہ اوہام میں، جو ۱۸۹۱ء کے ربع دوم کی تصنیف ہے، لکھتے ہیں:

ہر یک نبی کو خدا تعالیٰ یہ دن دکھاتا ہے۔ اول وہ کوئی وعدہ بشارت اپنے نبی کو دیتا ہے اور پھر جب وہ نبی اس وعدہ پر خوش ہو جاتا ہے تو ابتلاء کے طور پر چاروں طرف سے ایسے موانع قائم کر دیتا ہے کہ جو نومیدی اور ناکامی پر دلت کرتے ہوں۔ بلکہ قطع اور یقین کی حد تک پہنچ گئے ہوں۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے ایک طرف تو ہمارے سید و مولی نبی ﷺ کو بدر کی لڑائی میں فتح و نصرت کی بشارت دی، اور دوسری طرف جب لڑائی کا وقت آیا تو پھر پتہ لگا کہ مخالفوں کی اس قدر جمعیت ہے کہ بظاہر کامیابی کی امید نہیں۔ تب آنحضرت ﷺ کو سخت کرب و قلق ہوا، اور جناب الٰہی میں رو رو کر دعائیں کیں کہ یا الٰہی اس گروہ کو فتح بخش۔ اور اگر تو فتح نہیں دے گا اور ہلاک کر دے گا تو پھر قیامت تک کوئی تیری پرستش نہیں کرے گا۔

سو یہ الفاظ در حقیقت اس بات پر دلالت نہیں کرتے کہ آنحضرت ﷺ پیش گوئی کی نسبت شک میں پڑ گئے تھے، بلکہ حالات موجودہ کو خلاف مراد دیکھ کر خدا تعالیٰ کے غنائے ذاتی پر نظر تھی۔ اور اس کی جلالی ہیبت سے متاثر ہو گئے تھے۔

اور در حقیقت ہر ایک جگہ جو قرآن شریف میں نبی کریم کو کہا گیا ہے کہ تو ہمارے وعدہ میں شک مت کر، وہ سب مقامات اسی قسم کے ہیں جن میں بظاہر سخت ناکامی کی صورتیں پیدا ہو گئی تھیں، اور اسباب مخالفہ نے ایسا رعب ناک چہرہ دکھلایا تھا جن کو دیکھ کر ہر یک انسان ضعف بشریت کی وجہ سے حیران ہو جاتا ہے۔ سو ان وقتوں میں نبی کریم کو بطور تسلی دہی کے فرمایا گیا کہ اگرچہ حالت نازک ہے مگر بباعث ضعف بشریت شک مت کر یعنی یہ خیال مت کر کہ شائد اس پیش گوئی کے اور

معنے ہوں گے۔ راقم رسالہ ہذا (مرزا غلام احمد قادیانی) اس مقام میں خود صاحب تجربہ ہے۔

عرصہ تین برس کا ہوا ہے کہ بعض تحریکات کی وجہ سے جن کا مفصل ذکر اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے، خدائے تعالیٰ نے پیش گوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا کہ مرزا احمد بیگ ولد مرزا گاماں بیگ ہشیار پوری کی دختر کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی۔ اور وہ لوگ بہت عداوت کریں گے اور بہت مانع آئیں گے اور کوشش کریں گے کہ ایسا نہ ہو، لیکن آخر کار ایسا ہی ہوگا ۔(محمدی سے مرزا غلام احمد کی شادی نہ ہونے کا مطلب اس کے سوا کیا ہے کہ جس نے مرزا قادیانی پر ظاہر کیا تھا کہ محمدی انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی، وہ خدا تعالی نہیں بلکہ کوئی اور تھا۔ اور مرزا صاحب اس یقین دہانی کو اللہ تعالی سے منسوب کر کے افتراء علی اللہ کے مرکب ہو رہے ہیں۔ بہاء)

اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائے گا۔ باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے۔ اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھاوے گا اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔ کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔ (یہ بھی افتراء علی اللہ کے سوا کچھ نہیں کیونکہ اللہ تعالی نے یہ باتیں فرمائی ہوتیں تو ان کے پورا ہونے میں کون رکاوٹ ڈال سکتا تھا۔ اگر یہ کہا جائے کہ فرمائی تو اللہ تعالی ہی نے تھیں لیکن بعد میں بعض وجوہ ایسے پیش آ گئے کہ شادی نہ ہو سکی، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مرزا صاحب کا خدا قادر مطلق، علی کل شیء قدیر نہیں، قادر مطلق اور علی کل شیء قدیر تو وہ ذات ہوئی جس نے ایسے وجوہ پیدا کر دیئے جن سے شادی میں رکاوٹ پڑ گئی۔ یا خدا عالم الغیب نہیں ہے کہ کوئی بات فرماتے وقت اسے معلوم نہیں تھا کہ مستقبل میں اس کا خلاف ہو جائے گا۔ نعوذ باللہ۔ بہاء) چنانچہ اس پیش گوئی کا مفصل بیان مع اس کی میعاد خاص اور اس کے اوقات مقرر شدہ کے اور مع اس کے ان تمام لوازم کے جنہوں نے انسان کی طاقت سے اس کو باہر کر دیا ہے، اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے۔

اب اس جگہ مطلب یہ ہے کہ جب یہ پیش گوئی معلوم ہوئی اور ابھی پوری نہیں ہوئی تھی (جیسا کہ اب تک بھی جو ۱۶۔ اپریل ۱۸۹۱ء ہے پوری نہیں ہوئی) تو اس کے بعد اس عاجز کو ایک سخت بیماری آئی۔ یہاں تک کہ قریب موت کے نوبت پہنچ گئی۔ بلکہ موت کو سامنے دیکھ کر وصیت بھی کر دی گئی۔ اس وقت گویا پیش گوئی آنکھوں کے سامنے آ گئی۔ اور یہ معلوم ہو رہا تھا کہ اب آخری دم ہے، اور کل جنازہ اٹھنے والا ہے۔

تب میں نے اس پیش گوئی کی نسبت خیال کیا کہ شائداس کے معنی اور ہوں، جو میں سمجھ نہیں سکا۔ تب اسی حالت قریب الموت میں مجھے الہام ہوا:

الحق من ربك فلا تكو نن من الممترين

یعنی یہ بات تیرے رب کی طرف سے سچ ہے، تو کیوں شک کرتا ہے۔ سواس وقت مجھ پر یہ بھید کھلا کہ کیوں خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کریم کو قرآن کریم میں کہا کہ تو شک مت کر۔ سو میں نے سمجھ لیا کہ درحقیقت یہ آیت ایسے ہی نازک وقت سے خاص ہے، جیسے یہ وقت تنگی اور نومیدی کا میرے سر پر ہے۔ اور میرے دل میں یقین ہو گیا کہ جب نبیوں پر بھی ایسا ہی وقت آ جاتا ہے جو میرے پر آیا تو خدا تعالیٰ تازہ یقین دلانے کے لیے ان کو کہتا ہے کہ تو کیوں شک کرتا ہے اور مصیبت نے مجھے کیوں ناامید کر دیا تو ناامید مت ہو۔ (ازالہ اوہام حصہ اول، قادیانی خزائن۔ ج ۳۔ ص ۳۰۴۔ ۳۰۶)

مرزا صاحب قادیانی ۱۸۹۱ء میں اس واقعہ کو یاد کر رہے ہیں جس کی طرف میرے خیال کے مطابق ۴ مئی ۱۸۹۱ء والے قادیانی مکتوب میں اشارہ ہے۔ کہ بیگم مرزا علی شیر بیگ نے کہا:

مرتا مرتا رہ گیا ابھی مرا بھی ہوتا۔۔۔،

اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اتنے بیمار ہو گئے تھے کہ موت سامنے نظر آنے پر وصیت بھی کر دی گئی تھی (وہ وصیت کہاں ہے؟ آپ کے ملفوظات خطوط، الہامات اور تذکرہ، وغیرہ میں تو اسکی جھلک نظر نہیں آتی۔ بہاء) مرزا صاحب قادیانی بتاتے ہیں کہ چونکہ موت سامنے نظر آ رہی تھی اس لئے دل میں خیال آیا کہ محمدی بیگم سے شادی والا الہام، اپنے حقیقی معنوں پر نہیں ہے، بلکہ اس کا مطلب کچھ اور ہوگا، جیسا کہ مرزا قادیانی کی موت کے بعد مرزائیوں نے کہا کہ اس سے مراد انگریز قوم کا قادیانی دائرے میں آنا ہے، یا یہ کہ اس کا مطلب مرزا قادیانی کے کسی لڑکے یا پوتے، پڑپوتے وغیرہ کا محمدی بیگم کی لڑکی یا لڑکی در لڑکی وغیرہ سے نکاح ہے۔

لیکن اس مایوسی کے وقت میں الہام ہوا الحق من ر بك فلا تكو نن من الممتر ين ،محمدی بیگم سے نکاح ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی حقیقت ہے، کہ اس کی سوائے اس خاص عورت کے ساتھ تمہارے نکاح کے اور کوئی تاویل وتوجیہہ نہیں ہوسکتی۔ یہ خاتون تمہارے حبالہ عقد میں اپنی اور تمہاری موت

سے پہلے آکر رہے گی۔

شاید اسی یقین دہانی کے باعث مرزا صاحب قادیانی نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ اب انہیں کوئی پرواہ نہیں، اس کا نکاح کہیں بھی کردو، اس نے گھوم پھر کر یہیں آنا ہے۔ اور اس سے شادی کرنے اور کروانے والے اپنی خیر منائیں کیونکہ میرے اور اس خاتون کے درمیان جدائی ڈالنے والی تمام روکیں اٹھ جائیں گی، یعنی نکاح کروانے والا بھی نہیں رہے گا اور نکاح کرنے والا بھی جلد ہی لقمہ اجل بن جائے گا۔ اور یہ روکاوٹیں دور ہونے کے بعد: کچے دھاگے سے بندھی آئے گی سرکار چلی۔

منکوحہ آسمانی در آسمانی فیصلہ

۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء کو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے علماء اسلام کو مخاطب کر کے آسمانی فیصلہ کے نام سے ایک رسالہ لکھا اور اس رسالے کے صفحہ ۴۰ میں اپنی منکوحہ آسمانی کو یوں یاد کیا:

اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۷ء کی پیش گوئی کا انتظار کریں (یاد رہے کہ یہ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء کا ہے اور مرزا صاحب یا ان کے کاتب نے اسے دہم جولائی ۱۸۸۷ء لکھ دیا ۔بہاء) جس کے ساتھ یہ بھی الہام ہے:

و یسئلو نك ا حق هو قل ای و ر بی انه الحق و ما انتم بمعجز ین۔

زو جنا کھا لا مبد ل لکلما تی ۔

و ان یروا آ یا ته یعر ضوا و یقو لوا سحر مستمر۔

اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ بات سچ ہے۔ کہہ ہاں مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ یہ سچ ہے۔ اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے نہیں روک سکتے۔ ہم نے خود اس سے تیرا عقد نکاح باندھ دیا ہے۔ میری باتوں کو کوئی بدلا نہیں سکتا۔ اور نشان دیکھ کر منہ پھیر لیں گے اور قبول نہیں کریں گے اور کہیں کہ یہ کوئی پکا فریب یا پکا جادو ہے۔

(اسکے بعد مرزا صاحب قادیانی نے کچھ ہند سے لکھے ہیں جو یوں ہیں):

۲۸۔۲۷۔۱۴۔۲۔۲۶۔۲۔۳۸۔۱۔۲۳۔۱۵۔۱۱

۱۔۲۔۲۷۔۱۴۔۱۰۔۱۔۲۸۔۲۷۔۴۷۔۱۶۔۱۱۔۳۴۔۱۴۔۱۱۔

۷۔۱۔۵۔۳۴۔۲۳۔۳۴۔۱۱۔۱۴۔۷۔۲۳۔۱۴۔۱۰۔۱۔

۱۴۔۵۔۲۸۔۷۔۳۴۔۱۔۷۔۳۴۔۱۱۔۱۶۔۱۔۱۴۔۷۔۲۔۱۔۷۔۵۔۱۔۱۴۔۲۔

۱۴۔۲۔۲۸۔۱۔۷۔

والسلام علی من فهم اسرا ر نا و اتبع الهدی

اور ۷۔اپریل ۱۸۹۲ء کے روز مرزا احمد بیگ کی بیٹی محمدی کی شادی مرزا سلطان محمد سے ہو گئی اور وہ محمدی سے محمدی بیگم بن گئیں۔

مرزا صاحب قادیانی کی منکوحہ آسمانی کی مرزا سلطان محمد سے شادی کے بعد جن علماء اسلام نے مرزا صاحب کی منکوحہ آسمانی والی پیش گوئی کی تغلیط میں قلم اٹھایا، ان میں سر دفتر شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ کا اسم گرامی نظر آتا ہے۔ (بعد ازاں بہت سے اکابرین نے اس موضوع پر لکھا ہے جیسا کہ ہم بیان کرتے جائیں گے)۔ مولانا بٹالوی کی تحریر ان کے ماہنامہ اشاعت السنہ میں موجود ہے اور اس کا کچھ حصہ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب دافع الوساوس (آئینہ کمالات اسلام) اور مجموعہ اشتہارات قادیانی جلد دوم، اور مکتوبات احمدیہ میں بھی موجود ہے۔ اس تحریر کا باعث مرزا صاحب قادیانی کی وہ مراسلت ہے جو سید نذیر حسین محدث دہلوی کے دستخطوں سے مزین فتویٰ تکفیر قادیانی کے اجراء کے بعد مرزا صاحب قادیانی نے مولانا محمد حسین بٹالوی سے شروع کی تھی کیونکہ اس فتویٰ کے مستفتی شیخ الاسلام مولانا بٹالویؒ تھے، اور اس فتویٰ پر ہندوستان کے طول وعرض کے علماء اسلام کے تائیدی دستخط بھی انہوں نے ہی بھاگ دوڑ کر کے حاصل کئے تھے۔ اس لئے مرزا صاحب قادیانی، شیخ الاسلام مولانا بٹالویؒ ہی کو اس فتویٰ کا ذمہ دار سمجھتے تھے۔

قادیانی بنام بٹالوی

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ۳۱۔ دسمبر ۱۸۹۲ء کو ایک خط بنام شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالوی بایں الفاظ لکھتے ہیں:

نحمدہ و نصلی بخدمت شیخ محمد حسین صاحب ابوسعید بٹالوی

میں افسوس سے کہتا ہوں کہ میں آپکے فتوی تکفیر کی وجہ سے جس کا یقینی نتیجہ احد الفریقین کا کافر ہونا ہے۔ اس خط میں سلام مسنون یعنی السلام علیکم سے ابتداء نہیں کر سکا۔ لیکن چونکہ آپ کی نسبت ایک منذر الہام مجھ کو ہوا، اور چند مسلمان بھائیوں نے بھی مجھ کو آپ کی نسبت ایسی خوابیں سنائیں، جن کی وجہ سے میں آپ کے خطرناک انجام سے بہت ڈر گیا۔ تب بوجہ آپ کے ان حقوق کے جو بنی نوع کو اپنے بنی نوع انسانوں سے ہوتے ہیں اور نیز بوجہ آپ کی ہم وطنی اور قرب و جوار کے بھی میرا رحم آپ کی اس حالت پر بہت جنبش میں آیا۔ اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے آپ کی حالت پر نہایت رحم ہے اور ڈرتا ہوں کہ آپ کو وہ امور پیش نہ آ جائیں جو ہمیشہ صادقوں کے مکذبوں کو پیش آتے رہے ہیں۔ اسی وجہ سے میں آج رات کو سوچتا سوچتا ایک گرداب تفکر میں پڑ گیا کہ آپ کی ہمدردی کے لئے کیا کروں۔ آخر مجھے دل کے فتوی نے یہی صلاح دی کہ پھر دعوت الی الحق کے لئے ایک خط آپ کی خدمت میں لکھوں۔ کیا تعجب ہے کہ اسی تقریب سے خدا تعالی آپ پر فضل کر دیوے اور اس خطرناک حالت سے نجات بخشے۔

سو عزیز من! آپ خدا تعالی کی رحمت سے ناامید نہ ہوں۔ وہ بڑا قادر ہے، جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اگر آپ طالب حق بن کر میری سوانح زندگی پر نظر ڈالیں تو آپ پر قطعی ثبوتوں سے یہ بات کھل سکتی ہے کہ خدا تعالی ہمیشہ کذب کی ناپاکی سے مجھ کو محفوظ رکھتا رہا ہے۔ یہاں تک کہ بعض وقت انگریزی عدالتوں میں میری جان اور عزت ایسے خطر میں پڑ گئی کہ بجز استعمال کذب اور کوئی صلاح کسی وکیل نے مجھ کو نہ دی۔ لیکن اللہ جل شانہ کی توفیق سے میں سچ کے لئے اپنی جان اور عزت سے دست

بردار ہو گیا۔ اور بسا اوقات مالی مقدمات میں محض سچ کے لئے میں نے بڑے بڑے نقصان اٹھائے، اور بسا اوقات محض خدا تعالی کے خوف سے اپنے والد اور بھائی کے برخلاف گواہی دی۔ اور سچ کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ اس گاؤں اور نیز بٹالہ میں بھی میری ایک عمر گذر گئی ہے، مگر کون ثابت کر سکتا ہے کہ کبھی میرے منہ سے جھوٹ نکلا ہے۔ پھر جب میں نے محض للہ انسانوں پر جھوٹ بولنا ابتداء سے متروک رکھا اور بارہا اپنی جان اور مال کو صدق پر قربان کیا، تو پھر میں خدا تعالی پر کیوں جھوٹ بولتا۔ اور اگر آپ کو یہ خیال گذرے کہ یہ دعوی کتاب اللہ اور سنت کے برخلاف ہے، تو اس کے جواب میں باادب عرض کرتا ہوں کہ یہ خیال محض کم فہمی کی وجہ سے آپ کے دل میں ہے۔ اگر آپ مولویانہ جنگ وجدل کو ترک کر کے چند روز طالب حق بن کر میرے پاس رہیں تو میں امید کرتا ہوں کہ خدا تعالی آپ کی تمام غلطیاں نکال دے گا اور مطمئن کر دے گا، اور اگر آپ کو اس بات کی بھی برداشت نہیں تو آپ جانتے ہیں کہ پھر آخر علاج فیصلہ آسمانی ہے۔ مجھے اجمالی طور پر آپ کی نسبت کچھ معلوم ہوا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو میں چند روز توجہ کر کے اور تفصیل پر بفضلہٖ تعالی اطلاع پا کر چند اخباروں میں شائع کر دوں۔ اس شائع کرنے کے لئے آپ کی خاص تحریر سے مجھ کو اجازت ہونی چاہیے۔ میں اس خط کو محض آپ پر رحم کر کے لکھتا ہوں اور بہ ثبت شہادت چند کس آپ کی خدمت میں روانہ کرتا ہوں اور آخر دعا پر ختم کرتا ہوں۔ ربنا افتح بيننا و بين قو منا با لحق و انت خير الفا تحين۔

الراقم مرزا غلام احمد بقلم خود ۳۱ دسمبر ۱۸۹۲ء

بٹالوی بنام قادیانی

جواباً شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد حسین بٹالویؒ تحریر فرماتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی۔ خدا آپ کو ہدایت کرے اور راہ راست پر لائے

سلام علی من اتبع الهدی

آپ کا خط ۳۱ دسمبر ۱۸۹۲ء میں نے تعجب سے پڑھا۔ میں آپ کی گیڈر بھبکیوں سے نہیں ڈرتا، بلکہ اس ڈرنے کو شرک سمجھتا ہوں اور ان کے مقابلہ میں یہ آیات قرآن پیش کرتا ہوں

ا تحا جو نی فی الله و قد هدا ن ۔

ولا اخا ف ما تشر کو ن به الا ان یشاء ر بی شیئا وسع ر بی کل شیء علما ۔ افلا تتذ کرو ن ۔ و کیف اخا ف ما اشر کتم و لا تخا فو ن انکم اشر کتم با لله ما لم ینز ل به سلطا نا ۔ فا ی الفریقین احق با لا من ان کنتم تعلمو ن۔ و الذ ین آ منوا و لم یلبسوا ایمانهم بظلم اولئك لهم ا لا من و هم مهتدو ن

(حضرت ابراہیمؑ نے اپنی قوم سے کہا کیا تم مجھ سے خدا کی بابت جھگڑا کرتے ہو۔ بے شک اس نے مجھے ہدایت کی ہے۔ میں ان سے نہیں ڈرتا جن کو تم نے خدا کا شریک بنا رکھا ہے لیکن میں خدا سے ڈرتا ہوں وہ مجھے کچھ ضرر پہنچانا چاہے تو پہنچا سکتا ہے وہ اپنے علم سے ہر چیز پر وسعت رکھتا ہے کیا تم نہیں سمجھتے۔ میں ان سے کیوں ڈروں جن کو تم نے شریک خدا بنا رکھا ہے جس کی خدا نے کوئی سند نہیں اتاری۔ بتاؤ ہم دونوں فریق میں سے کون امن کا مستحق ہے اگر کچھ جانتے ہو۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے نہیں ملایا وہی امن میں ہیں اور وہی راہ پانے والے)

قادیانی صاحب! میں قرآن اور پہلی کتابوں کو، اور دین اسلام اور پہلے دینوں کو، اور نبی آخر الزمان اور پہلے نبیوں کو، سچا جانتا اور مانتا ہوں۔ اور اس کا یہ لازمہ اور شرط ہے کہ آپ کو جھوٹا جانوں اور آپ کا منکر ہوں کیونکہ آپ کے عقائد، آپ کی تعلیمات، آپ کے اخلاق و عادات، پہلی کتابوں اور پہلے دینوں اور پہلے نبیوں کے مخالف اور متناقض ہیں۔ لہذا ان کتابوں دینوں اور نبیوں کو ماننا تب ہی صحیح اور سچا ہو سکتا ہے جب کہ آپ کے عقائد اور تعلیمات کو جھوٹ اور آپ کو گمراہ سمجھوں، جس پر آیات ذیل دلائل ہیں و من یکفر با لطا غو ت و یئو من با لله فقد استمسك با لعروة الو ثقی (جس نے طاغوت سے انکار کیا اور خدا پر ایمان قائم رکھا، اس نے مضبوط رسی کو ہاتھ میں لیا) و قد امروا ان یکفروا به (ان کو حکم ہوا ہے کہ وہ طاغوت سے کفر کریں)۔ قد کا نت لکم اسوة حسنة فی ابرا هیم و الذ ین معه اذ قا لوا لقو مهم انا برا ء منکم و

مما تعبدو ن من دو ن اللـه كـفـر نـا بكم و بداء بينا و بينكم العدا وة و البغضاء ابداً حتى تو منوا با لله و حده (تم کوابراہیم اوراس کے ساتھ والوں کی پیروی اچھی ہے جب کہ انہوں نے اپنی قوم کو کہا کہ ہم تم سے بیزار ہیں اور تمہارے معبودوں سے جو خدا کے سوا ہیں ...)

عقائد باطلہ مخالفہ دین اسلام وادیان سابقہ کے علاوہ جھوٹ بولنا اور دھوکہ دینا آپ کا ایسا وصف لازم بن گیا ہے کہ گویا وہ آپ کی سرشت کا ایک جزء ہے۔ زمانہ تالیف براہین احمدیہ کے پہلے آپ کی سوانح عمری کا میں تفصیلی علم نہیں رکھتا، مگر زمانہ تصنیف براہین سے جو جھوٹ بولنا، دھوکہ دینا، آپ نے اختیار کیا ہے خصوصاً ۱۸۸۶ء سے جب سے آپ نے الہامی بیٹا تولد ہونے کی پیش گوئی کی، اوراس قسم کی اور پیشگوئیاں مشتہر کی ہیں۔ علی الخصوص ۱۸۹۰ء سے، جب سے آپنے مسیح موعود ہونے کا دعوی مشتہر کیا ہے، اس سے آپ کی کوئی تحریر، کوئی تقریر، کوئی خط، کوئی تصنیف خالی نہیں ہے۔ اس پر قیاس ہوسکتا ہے کہ پہلے زمانہ میں خصوصاً امتحان مختاری میں فیل ہونے اور پھر عدالت میں سال ہا سال اپنے مقدمات کرنے کے وقت آپ کا یہی حال رہا ہوگا۔ اس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جو شخص بندوں پر جھوٹ بولنے اوران کو دھوکہ دینے میں ایسا دلیر ہو، وہ خدا پر یہ افتراء کرنے سے، کہ میں ملہم ہوں اور مجھے الہام ہوا ہے کہ فلاں شخص مجھے بیٹی نہ دے گا تو ہلاک ہو جائیگا اور فلاں شخص مجھے مسیح نہ مانے گا تو وہ عذاب میں مبتلا ہوگا، کس طرح رک سکتا ہے اوراس دعوی الہام میں کیونکر سچا سمجھا جا سکتا ہے۔

آپ اس قسم کے تین ہزار الہامات کے صادق ہونے کے مدعی ہیں (یہ دعوی آپ نے سالانہ میلہ کے جلسہ میں برملا کیا تھا۔ اوران الہامات کے واقعی الہام ہونے کا۔ محمد حسین) میں ان تین ہزار میں سے صرف تین الہاموں کے صادق ٹھہرنے پر آپ کو ملہم مان لوں گا، اور یہ سمجھوں گا کہ میں نے آپ کے عقائد و تعلیمات کو مخالف حق اور آپ کو بداخلاق اور گمراہ سمجھنے میں غلطی کی۔ ان تین ہزار میں سے جن تین الہاموں کو آپ بیّـن الصدق سمجھتے ہیں مثلاً دیانند سرستی کی موت کے متعلق الہام، یا شیخ مہر علی کی رہائی کی نسبت الہام، یا دلیپ سنگھ کی ناکامی سے واپس ہونے کی نسبت الہام، یا آپ کے آئندہ

اور فرضی خسر کے فوت ہو جانے کی نسبت الہام، و امثال ذالك ۔ ان کو آپ کسی ایسی مجلس میں جس میں جانبین کے اشخاص مساوی ہوں اور تین منصف مختلف مذاہب کے یا آزاد مشرب ہوں، ثابت کر دیں اور آسانی سے کامیاب ہوں۔

تین نہ سہی، چلو ایک ہی، اپنے خیالی الہام اخیر کا جس کو آپ نے اپنے جلسہ میلہ سالانہ میں اپنے معتقدوں اور دام افتادگان میں، جو اکثر عوام بے علم تھے، اور خواص خود غرض نیچری اور بعض تماشائی، جن کو تحقیق اصل حال سے کوئی غرض نہ تھی، بڑی شد و مد سے بیان کیا تھا، واقعی الہام ہونا ثابت کر دیں۔ آپ مرد میدان ہیں تو میدان میں نکلیں ورنہ ان لن ترانیوں سے شرم کریں۔

اپنے دریائے رحمت کے جوش و جنبش میں آنے کا جو آپ نے ذکر کیا ہے، اس میں آپ نے اپنی سنت قدیم کذب و دہوکہ دہی سے کام لیا ہے۔ آپ کو رحمت سے کیا نسبت۔ رحمت اور ہم دردی کا تو آپ میں مادہ ہی نہیں۔ آپ کے افعال و حرکات و کلمات صاف شہادت دے رہے ہیں کہ آپ پرلے سرے کے بے رحم، خود غرض، جانی و نفسانی آدمی ہیں۔ آپ کی زبان، اور حجاج بن یوسف کی تلوار، دونوں توام ہیں۔ آپ نے اپنے مسلمان مخالفین اور معترضین کو اس حالت اور اس وقت میں جب کہ آپ ان کو مخدومی، اخوی کے خطاب سے یاد کرتے اور ان کی نیک نیتی کے معترف تھے، بے حیا، بے ایمان، درندہ، منہ سے جھاگ نکالنے والا، کتا۔ کلب یموت علی کلب، سفلہ۔ کمینہ، وحشی وغیرہ وغیرہ الفاظ سے یاد کیا ہے۔ کیا رحمت اور انسانی نوع کی ہم دردی یہی معنی رکھتی ہے؟

آپ مسلمانوں کا دس ہزار سے زیادہ روپئہ کتاب براہین احمدیہ کی قیمت میں اور قبولیت دعاؤں کی طمع دے کر خورد برد کر چکے ہیں اور کتاب براہین احمدیہ ہنوز دربطن شاعر کا مصداق ہے۔ اور قبولیت دعاؤں کے امیدوار آپ کے منہ کو دیکھ رہے ہیں۔ کیا ہم دردی و رحم اسی کا نام ہے؟

جب مجھے آپ سے آپ کے امکانی ولی ہونے کی نظر سے حسن ظنی تھی، تو میں نے آپ سے بارہا التجا کی کہ مجھے آپ اپنے پاس ٹھہرا کر رحمت و برکت کے آثار دکھائیں۔ آپ نے کبھی ہاں نہ کی

۔ایک دفعہ میں نے آپ کو یہ بھی کہا تھا کہ آپ کے مخالف و منکر اچھے رہے کہ آپ ان کو نشان آسمانی دکھانے کے لئے انعام کے وعدہ پر بلاتے ہیں، ہم موافقین کو بلا وعدہ انعام بھی نہیں بلاتے۔تو آپ ہنس کر چپ ہو گئے۔ پھر جب آپ نے مسیح ہونے کا دعوی کیا، تو میں نے اپنا خلاف ظاہر کر کے آپ کے پاس آنا اور دوستانہ پرائیویٹ گفتگو کرنا چاہا، تو آپ بلانے کا وعدہ دیتے دیتے لودہانہ میں جا براجے اور وہاں جا کر مخاصمانہ بحث کا اکھاڑہ جما کرنا جائز اور بحث کو ٹلانے کی شروط سے پناہ گزین ہوئے۔ پھر جب بمقام لودہانہ آپ کے گھر پر پہنچ کر آپ کو گفتگو پر مجبور کیا تو آپ نے اس باامن گفتگو کو ناتمام چھوڑ کر مخاصمانہ اکھاڑہ جمانے کا اہتمام کیا اور دہلی پٹیالہ، لاہور، سیالکوٹ وغیرہ میں مخاصمانہ بحث کا علم بلند کیا اور پھر بحث سے گریز کر کے انواع اتہام وا کاذیب کا اشتہار کیا اور اسی اثنا میں فیصلہ آسمانی لکھ مارا جس میں کوئی دقیقہ بے رحمی و بدگوئی کا فرو گذاشت نہ کیا، اس بے رحمی ونفسانی کاروائیوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کی جماعت میں تفرقہ پڑ گیا۔ بھائی بھائی سے اور دوست دوست سے الگ ہو گیا۔ کیا رحمت وہمدردی کا یہی اثر ہے۔

آپ میں رحمت وہمدردی کا شمہ اثر بھی ہوتا تو جس وقت میں نے اپنا خلاف آپ کے دعوی مسیحائی سے ظاہر کیا تھا، آپ فوراً مجھے اپنی جگہ بلاتے یا غریب خانہ پر قدم رنجہ فرماتے (جیسا کہ پہلے بھی آپ سے وقوع میں آتا رہا اور کم سے کم تین دفعہ آپ نے غریب خانہ میں قدم رنجہ فرما کر رابطہ اتحاد ظاہر کیا تھا)، اور اس صورت سے اپنے دعوے جدیدہ کو ثابت کر دکھاتے۔اب جو آپ نے یہ خط ارسال فرمایا ہے، یہ بھی آپ کی خودغرضی اور نیت فساد سے خالی نہیں۔اس میں خودغرضی یہ ہے کہ آپ کے مرید آپ کو نیک نیت اور اپنے دعوی میں ثابت قدم اور مقابلہ مخالفین کیلئے مستعد سمجھیں۔نیت فساد کی یہ ہے کہ جانب ثانی سے جواب ترکی بہ ترکی ملے تو اس سے بٹالہ کے مسلمانوں میں پھوٹ پڑے۔

یہ آپ کے دعوی الہام وراست بازی وخیر خواہی ورحمت کا جواب ہے۔اب میں آپ کی اس درخواست کا کہ خاکسار آپ کے اور آپ کے تابعین کے الہامات ومنامات سے ڈر کر آپ کے پاس پہنچے اور آپ کا مطیع ہو جاوے یا آپ کو ان ڈرانے والے الہامات ومنامات کی اشاعت کی

اجازت دے، جواب دیتا ہوں۔

آپ کا خاکسار کو اپنے پاس بلانا، اگر اس غرض سے ہے کہ میں آپ کے عقائد باطلہ کی نسبت آپ سے کچھ دریافت کروں، تو اس نظر سے آنا فضول ہے ۔ہم مسلمانوں کو آپ کے عقائد باطلہ کے بطلان میں اب کوئی شک نہیں ہے۔لہذا اس میں کچھ دریافت کرنے کی کوئی ضرورت وحاجت باقی نہیں۔ ہاں آپ کو کچھ شک واشتباہ ہو تو آپ جس وقت چاہیں، حسب عادت قدیم غریب خانہ پر تشریف لاویں۔ دستور قدیم کے موافق آپ کی مدارات ہوگی اور آپکی تسلی کی جاویگی انشاء اللہ

اور اگر خاکسار کو اپنے پاس بلانا اس غرض سے ہے کہ آپ مجھے نشان آسمانی دکھائیں گے، تو اس نظر سے آنا نہ صرف بے فائدہ ہے بلکہ گناہ اور موجب نقصان ہے۔جس شخص کے عقائد اسلام اور سابق ادیان کے مخالف ہوں اس سے نشان آسمانی کا متوقع ہونا، مومن کا کام نہیں۔اور اگر وہ کچھ چالاکی اور شعبدہ بازی سے بذریعہ مسمریزم وغیرہ دکھا بھی دے تو اس پر اعتماد کرنا مخالف اسلام ہے۔اس بات کو آپ بھی اپنے اشتہار میں تسلیم کر چکے ہیں۔ ہاں اس غرض سے میرا وہاں پہنچنا جائز بلکہ موجب ثواب ہے کہ میں وہاں پہنچ کر آپ کا عجز اظہار نشان آسمانی سے لوگوں پر ظاہر کروں اور مسلمانوں پر آپ کا جھوٹ اور فریب کھولوں، کیونکہ میرے خیال میں آپ کو مسمریزم وغیرہ میں بھی دخل نہیں۔اور آپ کے پاس جو ہتھیار اور دام تزویر ہے وہ صرف زبان کی چالاکی اور فقرہ بندی ہے ۔لیکن مجھے اس صورت میں قادیان پہنچنے میں یہ اندیشہ ہے کہ آپ میری جان کو نقصان پہنچانے میں کوشش کریں گے اور اس سے اپنے الہام کو، کہ یہ شخص باون برس کا ہو کر فوت ہو جاوے گا (جس کو آپ کے حواری اور دوست میاں چٹو ریشم فروش اور میاں رجب الدین لاہور وغیرہ آپس میں پھیلا رہے ہیں) سچا کر دکھائیں گے (گو واقع میں کبھی سچا نہیں ہوسکتا کیونکہ میں باون برس کی عمر پوری کر چکا ہوں۔ ۷ محرم ۱۲۵۶ھ میری پیدائش ہے اور اب ۱۳۱۰ھ گذر رہا ہے) اور کم سے کم میری آبروریزی کی تدبیر کریں گے۔پس اگر آپ میری اس غرض کو پیش نظر رکھ کر مجھے اپنے پاس بلانا چاہتے ہیں تو میرے اس اندیشہ کو ایک باضابطہ تحریر سے جو عدالت میں رجسٹرڈ ہو، اٹھا دیں۔

آپ نے اس تحریر ذمہ داری کو منظور کیا تو اس کا مسودہ آپ کے پاس بھیجا جاوے گا۔اس صورت میں یہ خاکسار قادیان میں حاضر ہوگا اور جو کام آپ کی خدمت گزاری کا یہاں کرتا ہے، وہاں بیٹھ کر کرے گا۔ درصورت عدم منظوری شرط مذکور، میں قادیان نہیں آ سکتا۔اس صورت میں جو آپ نے اپنے اور اپنے تابعین کے الہامات ومنامات کے جو میری نسبت ہوئے ہیں، اجازت چاہی ہے اس سے مجھے تعجب آیا اور یقین ہوا کہ آپ دعوی الہام میں کذاب ہیں۔خدا کے الہام کی اشاعت وتبلیغ کے لئے اوروں کی اجازت کے کیا معنی؟ اول تو جو الہام کسی نبی یا ولی کو کسی شخص کے ڈرانے کے لئے ہوتا ہے اس کی اشاعت وتبلیغ اس الہام کا عین مدعا ہوتا ہے۔اور اگر آپ کا ملہم آپ کو ایسے الہام کرتا ہے جس کی اشاعت تا نظر ثانی وحکم ثانی جائز نہیں ہوتی تو آپ اپنے ہی ملہم سے کیوں نہیں پوچھ لیتے کہ میں اس الہام کو شائع کروں یا نہ کروں؟ اور اگر کرونگا تو کسی قانون کے شکنجہ میں تو نہ پھنسایا جاؤں گا؟ آپ کے اس اجازت چاہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ الہام کی آڑ میں مجھے گالیاں دینا چاہتے ہیں اور ایسے الفاظ لکھنے اور مشتہر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں جس سے میری حیثیت عرفی کا ازالہ ہو۔اور میرے اور میرے عزیزوں اور اقارب کی دل شکنی ہو اور ان کو رنج پہنچے۔ چنانچہ پہلے بھی آپ نے اس قسم کے الہام میری نسبت شائع کئے ہیں۔ومعہذا آپ قانونی گرفت کا بھی اندیشہ رکھتے ہیں اور حکام وقت کو اپنے ملہم کی نسبت زبردست سمجھتے ہیں۔لہذا میں ایسے الہام کی اشاعت کی اجازت نہیں دے سکتا۔ہاں اس قسم کی اجازت سے میں روک بھی نہیں سکتا کہ آپ اپنے اور اپنے تابعین کے الہامات کو جہاں تک کہ قانون ان کی اشاعت کی اجازت دیتا ہے شائع کریں۔اور اپنے ملہم کو کمزور اور ڈرپوک (جو حقیقتاً خدا تعالی نہیں بلکہ معلم الملکوت ہے) اور حکام وقت سے مغلوب سمجھ کر اسکے حکم کی تعمیل کو حکام وقت کے قانون کے تابع رکھیں۔اس کا آپ نے خلاف کیا تو آپ کو کورٹ میں پھر کسی اور آرام گاہ میں آنا پڑے گا۔آپ کے پچھلے الہامات والفاظ بھی میری نگاہ میں ہیں اور انکی نسبت تدارک کا ارادہ بھی ہنوز ملتوی نہیں ہوا۔میں یہ کہنا بھی نامناسب نہیں سمجھتا کہ اگر آپ خدا سے ہم کلام ہونے کا شرف رکھتے ہیں اور خدا تعالی سے مجملات کی تفصیل

پوچھ سکتے ہیں اور معہذا اپنی نوع سے ہم دردی رکھتے ہیں (جیسا کہ آپ نے اپنے خط میں دعوی کیا ہے) تو بجائے مجھے دھمکانے اور ڈرانے کے آپ میری نسبت خدا تعالی سے پہلے یہ دریافت کریں کہ جو منذر الہام آپ کو اس شخص کی نسبت ہوا ہے وہ مبرم وقطعی الوقوع ہے یا اس کا وقوع معلق ہے جو ڈر یا عذاب اس میں بیان کیا گیا ہے وہ درصورت اس کے تابع ہو جانے کے اس شخص سے اٹھ سکتا ہے۔ پس اگر خدا تعالی آپ کو یہ بتا دے کہ وہ مبرم نہیں، معلق ہے تو آپ خدا کی جناب میں دعا کریں کہ وہ مجھے آپکی شناخت کی توفیق دے اور آپکا تابع کر دے۔اور مجھ سے وہ عذاب اٹھا لے اور اس امر میں اپنے دریائے رحمت کو جوش میں لاویں اور اس نبی رحیم کی سنت پر عمل کریں جس کو اس کی قوم نے مار کر خون آلودہ کر دیا تھا اور وہ اپنے چہرہ سے خون پونچھتا تھا اور یہ کہتا تھا اللهم اغفر لقو مى فا نهم لا يعلمو ن اور نیز آنحضرتﷺ کی اس سنت پر عمل کریں کہ جب آپکے پاس ملک الجبال نے حاضر ہو کر کہا کہ خدا تعالی نے مجھے اسلئے آپکے پاس بھیجا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپکے منکروں اور مخالفوں کو پہاڑ کے نیچے کچل دوں تو آپﷺ نے فرمایا میں یہ نہیں چاہتا اور میں امید کرتا ہوں کہ ان کی پشتوں سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو خدا کی توحید پکاریں گے۔اور اگر خدا تعالی آپکو یہ خبر دے کہ یہ الہام مبرم وقطعی الوقوع ہے تو پھر آپ میری دعوت سے دست بردار ہوں اور اپنے تابعین کو وہ الہام سنا کر ان پر اپنی نبوت وولایت ثابت کریں اس صورت میں مجھے دعوت کرنا فضول ہے کیونکہ قطعی وعدہ عذاب کے بعد کسی نبی نے دعوت نہیں کی، اور اگر آپ اپنی اس دھمکی پر مصر رہے تو طالب حق اور منصف جان لیں گے کہ آپ اس دعوت وانذار میں فریب کرتے ہیں اور جھوٹے ہیں۔

میں اخیر میں یہ بھی کہتا ہوں اور آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ اگر میں آپ کی مخالفت میں نیک نیت اور حق پر ہوں اور دین اسلام کی حمایت کر رہا ہوں اور نفسانیت کو اس میں دخل نہیں دیتا تو خدا تعالی میری مدد کرے گا اور آپ کو ہدایت کر کے تابع حق ودین اسلام کرے گا ورنہ سخت عذاب میں مبتلا کر کے ہلاک کرے گا۔اور اگر میری نیت میں فساد ہے تو خدا مجھے اس کا بدلہ خود دے گا، آپ کا

ڈرانا دھمکانا عبث وفضول ہے۔خصوصاً ایسی حالت میں کہ میں آپ کو کذاب جانتا ہوں اور اس اعتقاد کو اپنے اسلام کا جزء سمجھتا ہوں۔لہذا بہتر ہے کہ آپ ان گیدڑ بھبکیوں سے باز آئیں اور حق کے تابع ہو جائیں۔آئندہ اختیار ہے۔ و ما علینا الا البلاغ المبین

الراقم ابوسعید محمد حسین۔یکم جنوری ۱۸۹۳ء

قادیانی بنام بٹالوی

مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے جواباً لکھا گیا:

آپ کا رجسٹری شدہ خط ۴ جنوری ۱۸۹۳ء کو مجھ کو ملا اگرچہ آپ کا یہ خط جو کذب اور تہمت اور بے جا افتراؤں کا ایک مجموعہ ہے اس لائق نہیں تھا کہ میں اس کا کچھ جواب لکھتا، فقط اعراض کافی تھا۔لیکن چونکہ آپ نے اپنے خط کے صفحہ ۲و۳ میں اس عاجز کی تین پیش گوئیوں کا ذکر کر کے بالآخر اس تیسری پیش گوئی پر حصر کر دیا ہے جو نور افشاں دہم مئی ۱۸۸۶ء اور نیز میرے اشتہار مشتہرہ دہم جولائی ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے اور آپ نے اقرار کیا ہے کہ اگر اس الہام کا سچا ہونا ثابت ہو جائے تو میں آپ کو ملہم مان لوں گا اور یہ سمجھوں گا کہ میں نے آپ کے عقائد وتعلیمات کو مخالف حق اور آپ کو بد اخلاق اور گمراہ سمجھنے میں غلطی کی، اس لئے اس عاجز نے پھر آپ کی حالت پر رحم کر کے آپ کو اس الہامی پیش گوئی کے ثبوت کی طرف توجہ دلانا مناسب سمجھا۔وہ پیش گوئی، جیسا کہ آپ خود اپنے خط میں بیان کر چکے ہیں، یہی تھی کہ اگر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری اپنی بیٹی اس عاجز کو نہ دیوے اور کسی اور سے نکاح کر دیوے، تو روز نکاح سے تین برس کے عرصہ کے اندر فوت ہو جائے گا۔اس پیشگوئی کی یہ بنیاد نہیں تھی کہ خواہ مخواہ مرزا احمد بیگ کی بیٹی کی درخواست کی گئی تھی، بلکہ یہ بنیاد تھی کہ یہ فریق مخالف جن میں سے مرزا احمد بیگ بھی ایک تھا، اس عاجز کے قریبی رشتہ دار مگر دین کے سخت مخالف تھے۔اور ایک ان میں سے عداوت میں اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ اللہ جل شانہ اور رسول اللہ

ﷺ کو علانیہ گالیاں دیتا تھا۔ اور اپنا مذہب دہریہ رکھتا تھا۔ اور نشانوں کے طلب کے لئے ایک اشتہار بھی جاری کر چکا تھا اور یہ سب مجھ کو مکار خیال کرتے تھے اور نشان مانگتے تھے اور صوم وصلوۃ اور عقائد اسلام پر ٹھٹھا کیا کرتے تھے۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ ان پر اپنی حجت پوری کرے۔ سو اس نے نشان دکھلانے میں وہ پہلو اختیار کیا جس کا ان تمام بے دین قرابتیوں پر اثر پڑتا تھا۔ خدا ترس آدمی سمجھ سکتا ہے کہ موت اور حیات انسان کے اختیار میں نہیں، اور ایسی پیش گوئی جس میں ایک شخص کی موت کو اس کی بیٹی کے نکاح کے ساتھ، جو غیر سے ہو، وابستہ کر دیا گیا، اور موت کی حد مقرر کر دی گئی۔ انسان کا کام نہیں ہے۔ چونکہ یہ الہامی پیش گوئی صاف بیان کر رہی تھی کہ مرزا احمد بیگ کی موت اور حیات اس کی لڑکی کے نکاح سے وابستہ ہے، اس لئے پانچ برس تک، یعنی جب تک اس لڑکی کا کسی دوسری جگہ نکاح نہ کیا گیا، مرزا احمد بیگ زندہ رہا اور پھرے۔ اپریل ۱۸۹۲ء کو احمد بیگ نے اس لڑکی کا ایک جگہ نکاح کر دیا اور بموجب پیش گوئی کے تین برس کے اندر یعنی نکاح سے چوتھے مہینے میں جو ۳۰ ستمبر تھی، فوت ہو گیا۔ اور اسی اشتہار میں یہ بھی لکھا تھا کہ اگرچہ روز نکاح سے موت کی تاریخ تین برس تک بتلائی گئی ہے مگر دوسرے کشف سے معلوم ہوا کہ بہت کچھ عرصہ نہیں گزرے گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ نکاح اور موت میں صرف چار مہینے بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہا۔ جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں کہ ۷۔ اپریل ۱۸۹۲ء کو نکاح ہوا اور ۳۰ ستمبر ۱۸۹۲ء کو میرزا احمد بیگ اس جہان فانی سے رخصت ہو گیا۔ اب ذرا خدا تعالیٰ سے ڈر کر کہیں کہ یہ پیش گوئی پوری ہو گئی یا نہیں؟ اور اگر آپ کے دل کو یہ دھڑکا ہو کہ کیونکر یقین ہو کہ یہ الہامی پیش گوئی ہے، کیوں جائز نہیں کہ دوسرے وسائل نجوم ورمل وجفر وغیرہ سے ہے، تو اس کا یہ جواب ہے کہ منجموں کی اس طور کی پیشگوئی نہیں ہوا کرتی، جس میں اپنے ذاتی فائدہ کے لحاظ سے اس طور کی شرطیں ہوں، کہ اگر فلاں شخص ہمیں بیٹی دے تو زندہ رہے گا، ورنہ نکاح کے بعد تین برس تک بلکہ بہت جلد مر جائے گا۔ اگر دنیا میں کسی منجم یا رمال کی اس قسم کی پیش گوئی ظہور میں آئی ہے تو اس کے ثبوت کے ساتھ پیش کریں۔ علاوہ اس کے اس پیش گوئی کے ساتھ اشتہار میں ایک دعوی پیش کیا گیا، یعنی یہ کہ میں خدا تعالیٰ کی

طرف سے آیا ہوں اور مکالمہ الہیہ سے مشرف ہوں اور ما مور من اللہ ہوں اور میری صداقت کی نشانی یہ پیش گوئی ہے۔اب آپ اگر کچھ بھی اللہ جل شانہ کا خوف رکھتے ہیں تو سمجھ سکتے ہیں کہ ایسی پیش گوئی جو من جانب اللہ ہونے کے لئے بطور ثبوت کے پیش کی گئی ہے،اسی حالت میں سچی ہو سکتی تھی کہ جب درحقیقت یہ عاجز من جانب اللہ ہو کیونکہ خدا تعالی ایک مفتری کی پیش گوئی کو جو ایک جھوٹے دعوے کے لئے بطور شاہد صادق بیان کی گئی، ہرگز سچی نہیں کر سکتا۔ وجہ یہ کہ اس میں خلق اللہ کو دھوکہ لگتا ہے۔جیسا کہ اللہ جل شانہ خود مدعی صادق کے لئے یہ علامت قرار دے کر فرماتا ہے

و ان یك صا دقاً یصبکم بعض الذی یعد کم

(اگر وہ سچا ہے تو تم کو وہ عذاب پہنچے گا جس کا وہ ڈرسناتا ہے)۔

اورفرماتا ہے و لا یظهر علی غیبه احداً الا من ار تضی من رسو ل

(خدا اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا بجز رسول کے جس کو وہ پسند کرتا ہے)۔

رسول کا لفظ عام ہے جس میں رسول اور نبی اور محدث داخل ہیں، پس اس پیش گوئی کے الہامی ہونے کے لئے ایک مسلمان کے لئے یہ دلیل کافی ہے جو من جانب اللہ ہونے کے دعوی کے ساتھ یہ پیش گوئی بیان کی گئی ہے، اور خدا تعالی نے اس کو سچا کر کے دکھلا دیا۔اور اگر آپ کے نزدیک یہ ممکن ہے کہ ایک شخص دراصل مفتری ہو اور سراسر دروغ گوئی سے کہے کہ میں خلیفۃ اللہ اور مامور من اللہ اور مجدد وقت اور مسیح موعود ہوں اور میرے صدق کا نشان یہ ہے کہ اگر فلاں شخص مجھے اپنی بیٹی نہیں دے گا اور کسی دوسرے سے نکاح کر دے گا،تو نکاح کے بعد تین برس تک بلکہ اس سے بھی بہت قریب فوت ہو جائے گا۔اور پھر ایسا ہی واقعہ ہو جائے تو برائے خدا اس کی نظیر پیش کرو، ورنہ یاد رکھو کہ مرنے کے بعد اس انکار اور تکذیب اور تکفیر سے پوچھے جاؤ گے۔خدا تعالی صاف فرماتا ہے

ان الله لا یهدی من هو مسرف کذا ب (خدا حد سے بڑھنے والے، جھوٹے کو راہ نہیں دکھاتا)۔

سوچ کر دیکھو کہ اس کے یہی معنی ہیں کہ جو اپنے دعوی میں کاذب ہو، اس کی پیش گوئی ہرگز پوری نہیں ہوتی۔

شیخ صاحب! اب وقت ہے۔ سمجھ جاؤ اور اس دن سے ڈرو جس دن شیخی پیش نہیں جائے گی، اور اگر کوئی نجومی یا رمال یا جفری اس عاجز کی طرح دعوی کر کے کوئی پیش گوئی دکھلا سکتا ہے تو اس کی نظیر پیش کرو اور چند اخباروں میں چھپوا دو اور یاد رکھو کہ ہرگز پیش نہیں کر سکو گے اور ایسا نجومی ہلاک ہوگا۔ خدا تعالی تو اپنے نبی کو فرماتا ہے کہ اگر وہ ایک قول بھی اپنی طرف سے بناتا تو اس کی رگ جان قطع کی جاتی۔ پھر یہ کیونکر ہو کہ بجائے رگ جان قطع کرنے کے اللہ جل شانہ اس عاجز کو جو آپ کی نظر میں کافر، مفتری، دجال، کذاب ہے دشمنوں کے مقابل پر یہ عزت دے کہ تا دعوی میں پیش گوئی پوری کرے۔ کبھی دنیا میں یہ ہوا ہے کہ کاذب کی خدا تعالی نے ایسی مدد کی ہو کہ وہ گیارہ برس سے خدا تعالی پر یہ افتراء کر رہا ہو کہ اس کی وحی ولایت اور وحی محدثیت میرے پر نازل ہوتی ہے، اور خدا تعالی اس کی رگ جان نہ کاٹے، بلکہ اس کی پیش گوئیوں کو پورا کر کے آپ جیسے دشمنوں کو منفعل اور نادم اور لاجواب کرے۔ اور آپ کی تکفیر کا نتیجہ یہ ہو کہ آپ کی تکفیر سے پہلے تو کل ۷۵۔ آدمی سالانہ جلسہ میں شریک ہوں۔ اور بعد آپ کی تکفیر اور جانکاہی اور لوگوں کے روکنے کے ۳۲۷۔ احباب اور مخلص جلسہ اشاعت حق میں دوڑے آویں۔ اب اس سے زیادہ کیا لکھوں۔ میں اس خط کو انشاء اللہ چھاپ کر شائع کر دوں گا اور مجھے اس بات کی ضرورت نہیں کہ اس الہامی پیش گوئی کی آزمائش کے لئے بٹالہ میں کوئی مجلس مقرر کروں۔ مناسب ہے کہ آپ بھی اشاعۃ السنہ میں میرے اس خط کو شائع کر دیں اور یہ بات بھی ساتھ لکھ دیں کہ آپ کو قبول کرنے میں کیا عذر ہے۔ خود منصف لوگ دیکھ لیں گے کہ وہ عذر صحیح یا غلط ہے۔ الراقم غلام احمد۔

مکرر یہ کہ اللہ جل شانہ خوب جانتا ہے کہ میں اپنے دعوی میں صادق ہوں، نہ مفتری ہوں نہ دجال نہ کذاب۔ اس زمانہ میں کذاب اور دجال اور مفتری پہلے اس سے کچھ تھوڑے نہیں تھے تا خدا تعالی صدی کے سرے پر بھی بجائے ایک مجدد کے، جو اسی کی طرف سے مبعوث ہو، ایک دجال کو قائم کر کے اور بھی فتنہ اور فساد ڈال دیتا۔ مگر جو لوگ سچائی کو نہ سمجھیں اور حقیقت کو دریافت نہ کریں اور تکفیر کی طرف دوڑیں، میں ان کا کیا علاج کروں۔ میں اس بیماردار کی طرح جو اپنے عزیز بیمار کے

غم میں مبتلا ہوتا ہے، اس ناشناس قوم کے لئے سخت اندوہ گین ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ اے قادر، ذوالجلال خدا، اے ہادی ورہنما! ان لوگوں کی آنکھیں کھول اور آپ ان کو بصیرت بخش اور آپ ان کے دلوں کو سچائی اور راستی کا الہام بخش۔ اور یقین رکھتا ہوں کہ میری دعائیں خطا نہیں جائیں گی کیونکہ میں اسی کی طرف سے ہوں اور اسی کی طرف بلاتا ہوں (مولانا بٹالوی وغیرھم نے کبھی یہ نہیں مانا کہ محمدی بیگم سے نکاح کی مرزا کی یہ پیش گوئی درست نکلی، اس کا مطلب ہے کہ مرزا نے جو یقین ظاہر کیا تھا کہ اس کی دعائیں رائیگاں نہیں جائیں گی اور مخالفین اس کی صداقت کے قائل ہوجائیں، وغیرہ غلط نکلا، اللہ تعالی نے اس کی دعائیں قبول نہیں فرمائیں اور اسے اس کے یقین میں جھوٹا ثابت کیا۔ بہاء)۔ یہ سچ ہے کہ اگر میں اسی کی طرف سے نہیں ہوں اور ایک مفتری ہوں تو وہ برے عذاب سے مجھ کو ہلاک کرے گا کیونکہ وہ مفتری کو کبھی وہ عزت نہیں دیتا کہ جو صادق کو دی جاتی ہے۔ میں نے جو ایک پیش گوئی جس پر آپ نے میرے صادق اور کاذب ہونے کا حصر کردیا آپ کی خدمت میں پیش کی ہے۔ یہی میرا صدق اور کذب کی شناخت کے لئے ایک کافی شہادت ہے، کیونکہ ممکن نہیں کہ خدا تعالی کذاب اور مفتری کی مدد کرے، لیکن ساتھ اس کے میں یہ بھی کہتا ہوں کہ اس پیش گوئی کے متعلق دو پیش گوئی اور بھی ہیں، جن کو میں اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء میں شائع کرچکا ہوں، جن کا مضمون یہی ہے کہ خدا تعالی اس عورت کو بیوہ کرکے میری طرف رد کرے گا۔ اب انصاف سے دیکھیں کہ نہ کوئی انسان اپنے حیات پر اعتماد کر سکتا ہے اور نہ کسی دوسرے کی نسبت دعوی کرسکتا ہے کہ وہ فلاں وقت تک زندہ رہے گا اور یا فلاں وقت تک مرجائے گا، میری اس پیش گوئی میں نہ ایک، بلکہ چھ دعوے ہیں۔

۱۔ اول نکاح کے وقت تک میرا زندہ رہنا۔

۲۔ پھر نکاح کے قت تک اس لڑکی کے باپ کا یقیناً زندہ رہنا۔

۳۔ پھر نکاح کے بعد اس لڑکی کے باپ کا جلدی سے مرنا جو تین برس تک نہیں پہنچے گا۔

۴۔ پھر اس لڑکی کے خاوند کا اڑھائی برس کے عرصہ تک مرجانا۔

۵۔ پھر اس وقت تک کہ میں اس لڑکی سے نکاح کروں اس لڑکی کا زندہ رہنا۔

۶۔ پھر آخر یہ کہ بیوہ ہونے کی تمام رسموں کو توڑ کر، باوجود سخت مخالفت اس کے اقارب کے میرے نکاح میں آجانا۔

اب آپ ایماناً کہیں کہ کیا یہ باتیں انسان کے اختیار میں ہیں اور ذرہ اپنے دل کو تھام کر سوچ لیں کہ کیا ایسی پیش گوئی اس کی سچی ہو جانے کی حالت میں انسان کا فعل ہو سکتا ہے۔ پھر اگر اس پیش گوئی پر جولڑکی کے باپ کے متعلق ہے جو ۳۰ ستمبر ۱۸۹۲ء کو پوری ہو گئی، آپ کا دل نہیں ٹھہرتا تو آپ اشاعۃ السنہ میں ایک اشتہار حسب اپنے اقرار کے دیدیں کہ اگر یہ دوسری پیش گوئیاں بھی پوری ہو گئیں، تو میں اپنے ظنون باطلہ سے توبہ کروں گا اور دعوی میں سچا سمجھ لوں گا۔ اور ساتھ اس کے خدا تعالی سے ڈر کر یہ بھی اقرار کر دیں کہ ایک تو ان میں سے پوری ہو گئی۔ اور اگر اس پیش گوئی کے پورا ہو جانے کا آپکے دل پر زیادہ اثر نہ ہو، تو اس قدر تو ضرور چاہیے کہ جب تک اخیر ظاہر نہ ہو، کف لسان اختیار کریں۔ جب ایک پیش گوئی پوری ہو گئی تو اس کی کچھ تو ہیبت آپ کے دل پر چاہیے۔ آپ تو میری ہلاکت کے منتظر اور میری رسوائی کے دنوں کے انتظار میں ہیں، اور خدا تعالی میرے دعوی کی سچائی پر نشان ظاہر کرتا ہے۔ اگر آپ اب بھی نہ مانیں تو میرا آپ پر کیا زور ہے۔ لیکن یاد رکھیں کہ انسان اپنے اوائل ایام انکار میں بباعث کسی اشتباہ کے معذور ٹھہر سکتا ہے، نشان دیکھنے پر ہر گز معذور نہیں ٹھہر سکتا۔ کیا یہ پیش گوئی جو پوری ہو گئی کوئی ایسا اتفاقی امر ہے جس کی خدا تعالی کو کچھ بھی خبر نہیں۔ کیا بغیر اس کے علم اور ارادہ کے ایک دجال کی تائید میں خودبخود یہ پیش گوئی وقوع میں آ گئی۔ کیا یہ سچ نہیں کہ مدعی کاذب کی پیش گوئی ہرگز پوری نہیں ہوتی۔ یہی قرآن کی تعلیم ہے اور یہی توریت کی۔ اگر آپ میں انصاف کا کچھ حصہ ہے اور تقوی کا کچھ ذرہ ہے تو اب زبان بند کر لیں۔ خدا تعالی کا غضب آپ کے غضب سے بہت بڑا ہے۔

ما یفعل الله بعذا بکم ان شکر تم و آ منتم ۔ و السلام علی من اتبع الهدی

الراقم عاجز غلام احمد۔

بٹالوی بنام قادیانی

شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ کی طرف سے اسکا جواب باین الفاظ دیا گیا۔

لاہور ۹ جنوری ۱۸۹۳ء مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

خدا آپ کو ہدایت کرے اور راہ راست پر لاوے۔ سلام علی من اتبع الھدی

آپ کا دوسرا خط بلا تاریخ میں نے ۷ جنوری ۱۸۹۳ء کو بٹالہ میں لاہور روانگی کے وقت وصول پایا۔ اس لئے میں اس کا جواب بٹالہ میں نہیں دے سکا، اب دیتا ہوں۔

اس خط کے مطالعہ سے مجھے مسرت حاصل ہوئی اور امید ہوگئی کہ اب آپ کے الہامات کی حقیقت کھلے گی اور آپ کے ملہم ہونے کی کیفیت جو مدت سے عوام پر مخفی و مشتبہ تھی، کس و ناکس پر جو فہم وتوفیق دیا گیا ہو، ظاہر ہو جاوے گی۔

اس خط میں پھر آپ رحم وغم خواری کے مدعی ہوئے اور اس کے مقابلے میں خاکسار پر افتراء پردازی کا دعوی قلم میں لائے ہیں آپ واقعی ملہم اور غمخوار ہوتے تو میرے خط کے جواب میں صرف اپنی پیش گوئی متعلق موت خسر فرضی کا الہامی ہونا ثابت کرتے۔ ان فضول دعاوی۔ رحم۔ وغم خواری اور بے جا و ناحق تہمت افترا پردازی سے مشغول نہ ہوتے۔ یہ چھیڑ چھاڑ بلا سود آپ کے دعوی رحم و الہام و ہمدردی کی تکذیب کرتی ہے۔ آپ کے دعوی رحم و ہمدردی کا مفصل جواب میں اپنے پہلے خط میں دے چکا ہوں اب آپ کی طرح اس کا اعادہ نہیں کرتا۔

بہتان افتراء پردازی کا جواب یہ ہے کہ آپ میرے خط کی ایک بات کا خلاف واقعہ اور افتراء ہونا ثابت کریں۔ کسی مجلس میں، جس میں جانبین کے مساوی اشخاص ہوں، اور تین منصف غیر جانبدار، اس کا ثبوت پیش کریں ۔ یہ جرأت نہ ہو سکے (اور ہرگز نہ ہو سکے گی۔ یہ پیش گوئی بھی اپنی پیش گوئیوں کے حاشیہ پر لکھ رکھیں۔ محمد حسین) تو بذریعہ تحریر اس کا ثبوت دیں جس کو تین منصف مسلم الفریقین غلبہ

رائے سے مان لیں۔ تو میں صرف اسی ایک امر سے آپ کا حق پر ہونا، اور آپ کے مقابلہ میں اپنا غلطی کرنا مان لونگا اور آئندہ آپ کا مقابلہ چھوڑ دونگا۔

لو ایک ہی بات میں مدت کا جھگڑا طے ہوتا ہے، اور میدان آپ کے ہاتھ آتا ہے۔ یہ نہ ہوسکے تو آئندہ بے جا و ناحق تہمتوں اور دروغ گوئی سے اپنے آپ کو روکیں، جن سے آپ پر سوءظنی زیادہ بڑھتی ہے اور آپ کے دعوی الہام کی تکذیب ہوتی ہے۔

قادیانی صاحب! میں سچ کہتا ہوں اور اس پر خدا تعالی کی قسم، جس مضمون و عنوان کے ساتھ آپ چاہیں، کھانے کو حاضر و مستعد ہوں، کہ مجھے جس قدر آپ سے بدگمانی ہوئی ہے اس کا قوی سبب آپ کی دروغ گوئی وافتراء پردازی و دھوکہ دہی ہے جس سے آپکی کوئی تحریر خالی نہیں۔ آپ اس بدگمانی کو دور کرانا چاہتے ہیں تو آئندہ اس کذب سے کف لسان اختیار کریں، مطلب کی بات کا جواب راستی سے دیا کریں۔

آپ کی پیش گوئی متعلقہ موت خسر فرضی کے الہامی ہونے کی نسبت جو مجھے عذر ہے اس کا اظہار و بیان بحکم اصول مناظرہ و قانون عدالت و دیانت تب ہی مجھ پر واجب ہوتا، جب آپ کی طرف سے اس پیش گوئی کے الہامی ہونے کا بپابندی اصول مناظرہ و قانون عدالت و دیانت، ثبوت گزرتا۔ مگر ہنوز آپ سے یہ امر وقوع میں نہیں آیا تو پھر اس عذر کے پوچھنے کا آپ کو کیا استحقاق ہے۔

آپ نے اس خط میں یہ دعوی کیا ہے کہ میں نے نہ اپنی نفسانی طمع اور نکاح کی ذاتی غرض سے، بلکہ دین اسلام کی حقانیت اس کے منکروں اور مخالفوں پر (جو برادری اور قرابتیوں میں سے تھے اور وہ آسمانی نشان طلب کرتے تھے) ظاہر کرنے کی غرض سے، یہ پیشگوئی کی تھی کہ اگر مرزا (احمد بیگ) ہوشیار پوری اپنی بیٹی اس عاجز کو نہ دے گا، کسی اور سے اس کا نکاح کرے گا تو روز نکاح سے تین برس کے عرصہ میں وہ فوت ہو جائے گا۔ ان تین برس میں گو تاریخ موت نہیں بتائی گئی مگر دوسرے کشف سے معلوم ہوا کہ کچھ بہت عرصہ نہیں گزرے گا۔ اور اڑھائی برس کے عرصہ تک اس کا شوہر فوت ہو جائے گا۔ اور وہ لڑکی بیوہ ہو کر میرے نکاح میں آئے گی۔ اور یہ سب باتیں اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء

میں درج ہوکر مشتہر ہوچکی ہیں،

اور اس پیش گوئی کے الہامی ہونے کا یہ ثبوت دیا ہے کہ اس پیش گوئی کا ایک جزء تو پورا ہو گیا ہے کہ مرزا اندکو رنے ۷۔اپریل ۱۸۹۲ء کو اس لڑکی کا نکاح دوسرے شخص سے کر دیا، تو ۴ مہینے سے کم عرصہ میں ۳۰ ستمبر ۱۸۹۲ء کو وہ فوت ہو گیا ہے۔

ایسے ہی باقی دو جزوں (اس لڑکی کے شوہر کے فوت ہونے اور اس لڑکی کے میرے نکاح میں آنے) کی امید ہے۔

پھر کہا ہے کہ یہ پیش گوئی دوسرے وسائل نجوم رمل و جفر سے نہیں ہوسکتی کیونکہ منجموں کی پیش گوئی ایسی نہیں ہوا کرتی جس میں ذاتی فائدہ کے لحاظ سے شرطیں ہوں (جیسا کہ میں نے شرط نکاح لگا دی ہے) اور نہ وہ اس دعوی کے ساتھ ہوتی ہیں کہ میں ملہم اور خدا کی طرف سے مامور اور بھیجا گیا ہوں، اس دعوی کے ساتھ کوئی منجم یا رمال پیش گوئی کرے تو اس کا سچا ہونا ممکن نہیں ہے۔جس کی عقلی وجہ یہ ہے کہ اگر منجم جھوٹے مدعی الہام کی پیش گوئی سچی نکلے تو اس میں اور سچے نبی میں فرق نہیں رہتا اور لوگوں کو صدق نبوت میں اشتباہ ہو جاتا ہے۔

اور نقلی دلائل میں وہ آیت ہے جن میں مومن آل فرعون کے اس قول کی حکایت ہے

و ان يك صا دقاً يصبكم بعض الذى يعد كم ان الله لا يهدى من هو مسرف كذا ب ۔کہ اگر موسی سچا ہے تو تم کو (اے فرعونیو) ضرور وہ عذاب پہنچے گا جس کی وہ پیش گوئی کر چکا ہے ۔خدا جھوٹے، زیادتی کرنے والے کو راہ نہیں دکھاتا۔یعنی اس کی پیش گوئی کو پورا نہیں کرتا۔

اور وہ آیت جس میں آنحضرت ﷺ کی نسبت فرمایا ہے

و لو تقول علينا بعض الاقا ويل لا خذ نا منه باليمين ثم لقطعنا منه الوتين

کہ اگر وہ ایک قول بھی از خود بنا کر ہماری طرف منسوب کرتا تو ہم اس کی رگ جان کاٹ دیتے۔

اور وہ آیت جس میں ارشاد ہے:

و لا يـظهـر على غيبه احد ا لا من ارتضى من رسو ل ۔کہ خدا تعالی اپنے غیب پر بجز رسول کسی مطلع نہیں کرتا۔رسول کا لفظ عام ہے جس میں رسول اور نبی اور محدث داخل ہیں

ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ جھوٹے مدعی الہام کی پیش گوئی پوری نہیں ہوتی، اوراس کو غیب پر اطلاع نہیں ہوتی، اوراس کی رگ جان کاٹی جاتی ہے۔اور چونکہ میں گیارہ برس سے دعوی وحی والہام کرتا ہوں اوراب تک مارا نہیں گیا، بلکہ دن بدن میری عزت وقبولیت لوگوں میں بڑھتی جاتی ہے، میرے پچھلے جلسہ سالانہ میں صرف ۷۵ آدمی شامل ہوئے تھے اوراس سال ۳۲۷ مخلص و احباب آئے ہیں، اورمیری پیشگوئیاں سچی نکلتی ہیں۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ میں صاحب وحی و الہام ہوں اورمیری پیش گوئی مذکورالہامی ہے۔رمل ونجوم جفر سے وہ نہیں ہوئی۔اب آپ اس پیش گوئی کوالہامی مان لیں اوراپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں یہ اعتراف چھاپ دیں کہ جزء پیش گوئی متعلق موت خسر فرضی قادیانی پوری ہوگئی ہے، باقی دو جزء (موت شوہر دختر خسر مذکورونکاح ثانی آن دختر بہ قادیانی) پوری ہوگئیں تو میں توبہ کروں گا۔اس اعتراف کوآپ نے اپنے رسالہ میں نہ چھاپا تو پھرآپ کیلئے غضب الٰہی جوآپ کے غضب سے بڑھ کر ہے تیار ہے کیونکہ نشان دیکھنے کے بعد انسان معذور نہیں ٹھہر سکتا۔

یہ آپ کے دعوی اوراس کے ثبوت کا جس کوآپ نے پراگندہ طور پرمکرر سہ کرر عبارات میں ادا کیا ہے، ضبط وشائستگی کے ساتھ خلاصہ ہے۔اس باضبط وشائستہ پیرایہ میں اس کواس لئے ادا کیا گیا ہے کہ اس پرضبط اورآسانی سے یک جا گفتگو ہوسکے۔

میرے نزدیک اور ہرایک منصف مزاج، حقیقت شناس، سخن رس، ناظر ومناظر کے نزدیک آپ کا یہ ثبوت غیرمکمل و ناکافی ہے۔کراس ایگزیمینیشن (امتحان جرح)(cross examination) کا محتاج ہے۔لہذا آپ کے دعوی اوراس کے ثبوت مذکور پر چند سوالات جرح کئے جاتے ہیں۔ان کا جواب آپ نے کافی وشافی اورصافی دیا تو آپ کا ثبوت مکمل سمجھا جائے گا۔اوراس وقت آپ کو اپنے دعوی اوراس کے دلائل کی صحت وتسلیم میں عذر پوچھنے کا استحقاق پیدا ہوگا۔وہ سوالات یہ ہیں۔

جرح بر قادیانی

سوال اول: اس پیش گوئی سے جو غرض آپ نے بیان کی ہے اس غرض کا اظہار آپ نے کب کیا تھا۔ درخواست نکاح کے وقت، یا جب درخواست نامنظور ہوئی، تب یہ غرض بنائی گئی۔ اشتہار متضمن پیش گوئی مذکور اور اشتہار متضمن اظہار غرض مذکور ایک تاریخ کے ہیں یا اشتہار پیش گوئی کی تاریخ آگے اور اشتہار متضمن اظہار غرض کی تاریخ پیچھے۔ ایسا ہے تو غرض وعلت غائی کا جس کا وجود ذہن میں پہلے ہوتا ہے، اظہار پیچھے کیوں ہوا؟

سوال دوم: اگر آپ کی کسی تحریر سابق یا لاحق سے یہ ثابت ہو کہ درخواست نکاح کے وقت آپ نے معجزانہ اور مردانہ مقابلہ نہیں کیا۔ بلکہ عاجزانہ وبزدلانہ خوشامد چاپلوسی اور مال کی طمع دہی سے کام لیا ہے۔ اور ۱۸۹۱ء تک (جس میں دوسرے شخص سے اس لڑکی کے نکاح کی تجویز ہوئی تھی) اس طمع دہی کو نہیں چھوڑا، تو پھر آپ اس دعوی کو ودڈرا (withdraw) کریں گے، یعنی واپس لیں گے یا اس میں کوئی عذر پیش کریں گے۔ پیش کرنا ہو تو اس کو پہلے سے بیان کر دیں۔

سوال سوم: اس اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء کو، جس میں آپ نے یہ تینوں پیش گوئیاں درج کی ہیں، آپ نے پبلک (عام لوگوں) میں شائع کیا تھا؟ اور اس کا کیا ثبوت آپ دے سکتے ہیں۔ یا اس کو چھاپ کر اپنے پاس رکھ چھوڑا۔ اور پرائیویٹ طور پر خاص خاص لوگوں میں شائع کیا تھا، جیسا کہ آپ کے بعض اشتہارات کی نسبت یہ امر معلوم ہو چکا ہے۔

سوال چہارم: جو پیش گوئی کسی شخص کی سچی نکلے وہ بذاتہ وبانفرادہ اس شخص کے ملہم ہونے اور پیش گوئی کے الہام ہونے پر دلیل ہو سکتی ہے۔ یا اس کی صداقت کے علاوہ اس شخص میں اور بھی شرائط ہونی ضرور ہیں، جن سے اس کا ملہم اور اس کی پیش گوئی کا الہام ہونا ثابت ہو؟

سوال پنجم: خواص حقیقت شناس لوگوں نے انبیاء علیہم السلام کو جو انبیاء مانا ہے، تو صرف ان کی

کسی پیش گوئی کے سچا ہونے سے مانا ہے، یا ان کو نبی ماننے میں ان کے اخلاق دائمی اور مدت العمری راست بازی، رحم دلی، بے غرضی، عفت، عدالت وغیرہ اوران کی اعتقادات وتعلیمات کا بھی لحاظ کیا ہے۔

سوال ششم: نبیوں کی سبھی پیش گوئی کا سچا ہونا ضروری ہے یا نہیں۔ بلکہ بعض کا جھوٹا ہونا بھی ممکن یا واقعہ ہو چکا ہے؟ ظنی اور خیالی تعبیر سے سوال نہیں، اس واقعہ کی نسبت سوال ہے جس کی نبی نے قطعی طور پر خبر دی ہو۔

☆ جواب میں شق نفی اختیار کریں تو ایسی پیش گوئی غیر صادق کی مثال نبی آخر الزمان کی پیش گوئی سے بحوالہ کتب اسلامی دیں، کیونکہ اہل کتاب کی نقل و بیان پر اہل اسلام کو اعتماد نہیں ہے۔

☆ ہفتم: جس شخص کی کوئی پیش گوئی سچی نکلے اور کوئی جھوٹی، وہ سچی پیش گوئی میں ملہم ہوسکتا ہے؟

☆ ہشتم: ایسا شخص اگر اکثر جھوٹ بھی بولتا ہو، لوگوں کے مال ناجائز ذریعہ سے مارتا ہو، ناجائز مال اجرت زنا وغیرہ کام میں لاتا ہو، ظلم، ایذا رسانی، بے رحمی، بدخلقی و بدگوئی پر مصر ہو، تو پھر بھی اگر اس کی کوئی پیش گوئی سچی نکل آوے، اس سچی پیش گوئی میں ملہم، ولی، محدث ومجدد اور خدا کا مخاطب ہو سکتا ہے؟

☆ سوال نہم: آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں اور اس سے پیشتر ایسے لوگ عرب میں موجود تھے جو کاہن کہلاتے تھے اور غیب دانی کے مدعی تھے۔ اور وہ بعض پیش گوئیوں میں سچے نکلتے تھے یا نہیں؟

☆ جواب بشق نفی ہو، تو جن احادیث سے ایسے کاہنوں کا وجود ثابت ہوتا ہے، وہ موضوع ہیں یا کچھ اور معنے رکھتے ہیں؟

☆ اور اگر جواب بشق اثبات ہو تو وہ لوگ ان سچی پیش گوئیوں میں ملہم اور خدا کے مخاطب کہلا سکتے ہیں؟

☆ سوال دہم: ابن صیاد کاہن نے (جس کو آپ دجال سمجھتے ہیں) آنحضرت ﷺ کے دل میں چھپائی ہوئی بات کسی قدر معلوم کر لی تھی یا نہیں؟

☆ جواب بشق اثبات ہو، تو اس صورت میں وہ ملہم وصاحب وحی متصور ہوگا یا کچھ اور

☆ اور اگر بشق نفی ہو تو ان احادیث کی نسبت جن میں ابن صیاد کا بتایا ہوا لفظ د خ منقول ہے، آپ کا کیا خیال ہے۔ وہ موضوع ہیں یا اور کچھ معنے رکھتی ہیں؟

☆ سوال یازدہم: اکثر زمانوں اور ملکوں میں نجومی، رمال، جفری، پنڈت، جوتشی واقعات آئندہ موت وحیات بعض اشخاص کی نسبت پیش گوئیاں کرتے ہیں۔ پنڈت لوگوں کی جنم پتریاں لکھتے ہیں، نجومی زائچے لکھتے ہیں جن میں سال بھر کے واقعات درج کرتے ہیں۔ اور وہ اخباروں میں چھپتے ہیں۔ جن میں سے بعض واقع کے مطابق اور سچے نکلتے ہیں۔ ان میں وہ ملہم اور ان کی سچی پیش گوئیاں الہامی ہوتی ہیں یا کچھ اور؟

☆ سوال دوازدہم۔ اگر وہ اس کے ساتھ جھوٹا دعوی الہام کرلیں یا کوئی اور جھوٹ بولیں یا کسی ذاتی فائدہ کو ملحوظ رکھیں اور اس کی نسبت پیش گوئی کرنی چاہیں، تو پھر ان کی اس قسم کی پیش گوئیاں بند ہو جاویں؟ اور پھر وہ کسی پیش گوئی میں سچے نہ نکلیں؟ اور اس کی وجہ کیا ہے۔ کیا وہ اپنے علم نجوم، جفر وغیرہ کو بھول جائیں۔ یا اور سبیل سے روکے جاویں۔

☆ سوال سیزدہم: طبعی، فلاسفر، سائنس دان، جو پیش گوئیاں کرتے ہیں ان میں سے بعضی سچی نکلتی ہیں یا نہیں؟ اور اگر نکلتی ہیں تو کیا وہ لوگ بھی ملہم اور وہ پیش گوئیاں الہامی ہیں؟

☆ سوال چہاردہم: روحانیات کی تسخیر وحاضرات سے جو پیش گوئیاں لوگ کرتے ہیں، چنانچہ آج کل کلکتہ کی ایک جماعت تعلیم یافتہ نے آنریبل بابو کرسٹوداس پال کی روح کو بلاکر یہ پیش گوئی کی ہے کہ جیوری سسٹم میں لفٹننٹ گورنر کو ناکامی ہوگی۔ اور حضرت مسیح کی روح سے یہ پیشین گوئی کرائی ہے کہ ملکہ معظّمہ قیصر ہند کی عمر چار برس اور ہوگی اور پرنس آف ویلز ان کے جانشین ہوں گے وغیرہ ۔ جو اکثر اخباروں میں شائع اور مشتہر ہوئی ہیں۔ ان میں سے اگر کوئی پیش گوئی سچی ہوگئی تو کیا وہ جماعت بھی ملہم متصور ہوگی اور پیش گوئیاں الہامی ہوں گی؟

☆ سوال پانزدہم: مسمریزم یا عمل الترب کے ذریعہ سے جس تہ پائے میز یا چوکی کو ہلایا جاتا ہے،

جس کا آپ نے بھی اپنے ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۰۵ میں اعتراف کیا ہے، وہ بھی لوگوں کی حیات و ممات وغیرہ واقعات آئندہ کی نسبت پیش گوئیاں کرتے ہیں، چنانچہ لاہور میں اس کا مدت تک گھر گھر مشغلہ رہا، ہر گلی کوچہ میں چرچا ہوا لاہور کے ایک معزز رئیس اور میرے دوست سید رجب علی شاہ صاحب میونسپل کمشنر اور پروپرائیٹر ایمپیریل پریس کے مکان پر اور کئی اور لوگوں کے مکانات پر ایسی میزیں تھیں جن سے میرے دوستوں اور احباب نے اپنی آنکھ سے اس کاروائی کو مدت تک دیکھا۔ یہ پیش گوئیاں اگر سچی نکلیں تو کیا وہ تہ پائے بھی ملہم ومحدث ومجدد وصاحب وحی کہلائیں گے ۔اوراس تہ پائے سے مسمریزم کے ذریعہ سے یہ کام لینے والے ہندو، مسلمان، عیسائی، ملہم ومحدث کہلائیں گے؟

☆ سوال شانزدہم: بعض مسلمان فاسق فاجر زنا کار شراب خوراس حالت اوراس وقت میں جب کہ وہ بادہ بسر وآشنا ببر کا مصداق ہوتے ہیں اور بعض کافر بعض اوقات ایسے خواب دیکھتے ہیں جن میں واقعات آئندہ کے حالات ان پر کھل جاتے ہیں کہ فلاں شخص فوت ہوگا، یا فلاں شخص کے گھر میں لڑکا یا لڑکی پیدا ہوگی، اور فلاں شخص بیمار ہوگا، فلاں چیز ہاتھ آئے گی۔اوران پیش گوئیوں میں وہ سچے نکلتے ہیں۔کیا ان پیش گوئیوں میں وہ لوگ ملہم محدث وغیرہ کہلا سکتے ہیں۔

☆ سوال ہفدہم: دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو نہ الہامی کہلاتے ہیں، نہ کاہن نہ نجومی نہ جوتشی نہ طبعی نہ سائنس دان نہ مسمریزم، نہ خواب میں کی رؤیت بیان کرتے ہیں، بلکہ صرف قرینہ وقیاس وتجربہ اور ظن سے ایک شخص کی نسبت پیدائش یا موت یا صحت یا بیماری کی خبر دیدیتے ہیں اور وہ سچی نکل آتی ہے۔کیا وہ بھی آپ کے نزدیک الہامی ہیں اوران کی پیش گوئی الہام ہے؟

☆ سوال ہژدہم: بعض ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو قیافہ وتجربہ بھی نہیں رکھتے، صرف سادگی سے بے ساختہ ان کے منہ سے ایک آئندہ کی بات نکل جاتی ہے، اور وہ اتفاقاً سچی ہوجاتی ہے، ان میں بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کو لوگ عاجز وناچیز سمجھتے ہیں اور درحقیقت وہ راست باز ہوتے ہیں۔خداتعالی ان کی عاجزی وسچائی کی برکت سے ان کی بات کو پورا، اوران کو سچا کردیتا ہے، جن

کے حق میں آچکا ہے لو اقسم علی اللہ لا برہ کیا وہ لوگ بھی ایسی باتوں میں خدا کے ملہم و مخاطب ہیں؟

☆ سوال نوزدہم: بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو صفات مذکورہ بالا سے ایک صفت بھی نہیں رکھتے ہیں، بلکہ وہ پرلے درجہ کے جھوٹے، بے حیا اور دلیر ہوتے ہیں، نہ ننگ دنیا رکھتے ہیں اور نہ خوف آخرت۔ اور وہ یوں ہی بغیر کسی یقین وظن کے ایک لاف مار دیتے ہیں کہ تیرے گھر بیٹا ہوگا۔ یا اگر تو ہم کو کچھ نہ دے گا تو تیرا یہ نقصان ہو جائے گا، جیسا کہ بعض ڈاڑھی منڈے بھیک ماننے والے جوگی فقیر کرتے ہیں، اور خدا کے علم و تقدیر میں اس کا وقوع مقدر ہوتا ہے، تو اتفاق سے ان کے کہنے کے موافق ہو جاتا ہے۔ ان کو بھی آپ الہامی اور ان کی ایسی پیش گوئی کو الہام کہیں گے؟

☆ سوال بستم: سیالکوٹ کے ملک شاہ علم نجوم یا رمل میں کچھ دخل رکھتے ہیں اور آپکو ان سے صحبت و ملاقات و استفادہ (شاگردی) کا کوئی تعلق رہا ہے یا نہیں؟

☆ سوال بست و یکم: بٹالہ کے مولوی گل علی شاہ اور ان کے بعض متعلقین علم جفر میں دخل رکھتے تھے اور آپ کو ان سے صحبت و استفادہ کا تعلق تھا یا نہیں؟

☆ سوال بست و دوم:۔ فیصلہ آسمانی کے صفحہ اخیر میں جو آپ نے ہندسہ اور بعض نقوش لکھے ہیں ان سے کیا مراد ہے اور وہ کس علم کی اصطلاح ہے؟

☆ بست و سوم: آپ کو مسمریزم یا عمل الترب میں دخل ہے یا نہیں۔

☆ اور اگر نہیں ہے تو پھر آپ نے اپنے ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۰۹ میں یہ کیوں دعوی کیا اور کہا ہے کہ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالی کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔

☆ بست و چہارم: اس عاجز کی باون سال کی عمر کو پہنچ کر فوت ہونے کی نسبت آپ نے وہ پیش گوئی جو آپ کے مرید اور آپ کے دوست بیان کرتے ہیں، کی ہے یا نہیں؟ کی ہے تو کس عنوان و بیان سے۔

☆ بست وپنجم: جولڑکا بشیر نام آپ کا فوت ہوگیا ہے، اس کی نسبت آپ نے کسی تحریر یا اشتہار میں لکھا تھا یا نہیں، کہ اس میں پسر موعود اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی علامات پائی جاتی ہیں اور یہ وہی لڑکا معلوم ہوتا ہے۔

☆ بست وششم: کسی تحریر میں اس بیان علامات سے آپ نے انکار کیا ہے یا نہیں؟

☆ بست وہفتم: اس لڑکے کی نسبت آپ کے کسی حامی نے یہ بھی مشتہر کیا تھا کہ وہ لڑکا عمر پانے والا ہے یا نہیں؟

☆ کیا تھا تو آپ نے اس پر سکوت کیا، یا اس کو رد کیا تھا؟

☆ بست وہشتم: شیخ مہر علی صاحب رئیس ہوشیار پور کی رہائی کی نسبت آپ نے قطعی پیش گوئی کی تھی؟

☆ اور وہ کس عنوان سے تھی؟

☆ اور اس کی تشہیر کی تھی؟ اور وہ کس ذریعہ سے ہوئی تھی۔

☆ بست ونہم: دلیپ سنگھ کی ناکامی سے واپسی اور دیانند سرستی کی موت کی نسبت جو آپ نے پیشگوئی کی تھی، وہ کس عنوان سے تھی، اور اس کی اشاعت کیونکر ہوئی؟

(ان چار آخری سوالات میں جن پیش گوئیوں کا ذکر ہے، ان میں کوئی مستقل بحث مقصود نہیں، بلکہ اسی پیش گوئی متعلق موت خسر فرضی جناب میں بحث کرنے کے وقت ان سے ضرورت متعلق ہوگی)

☆ سوال سی ام: جس شخص کو کسی امر کے چند ساعات کے بعد واقع ہو جانے کا علم و یقین ہو، وہ اس کے ظاہر و ثابت کرنے اور دوسرے کو اس مقابلہ سے عاجز کرنے کے لئے اس امر کے چند دنوں کے بعد واقع ہونے، اور اگر چند دنوں کے بعد اس کے وقوع کا علم ہو تو چند مہینوں کے بعد اس کے واقع ہونے، اور اگر چند مہینوں کے بعد اس کے وقوع کا علم ہو تو چند برسوں کے بعد اس کے واقع ہونے کی خبر دے۔ تو اس سے اس کا علم و یقین ثابت ہوتا ہے یا یہ شک یا گمان پیدا ہوتا ہے کہ اس کو اس کا علم نہ تھا، بلکہ اس نے صرف ظن سے کام لیا اور احتیاط و پیش بندی کر کے ساعات کی جگہ دنوں کو، اور دنوں کی جگہ مہینوں کو، اور مہینوں کی جگہ برسوں کو اختیار کیا۔ اس کو یقین ہوتا تو جس کمتر وقت

پر اس امر کا وقوع ہوا ہے، اسی کو بیان کرتا۔

☆ جواب میں اگر شق اول اختیار کی جائے تو اس کی نظیر میں کوئی الہامی پیش گوئی پیش کی جائے جس میں خدا تعالی نے ایک واقعہ قریب الوقوع کی ا بـعـد مدت کے بعد واقع ہونے کی خبر دیکر اس سے مخالفین اور منکرین پر حجت قائم کی ہو۔ قرآن میں ایسے نظائر تو موجود و معلوم ہیں کہ بعید الوقوع واقعہ کے وقوع کی ایسے الفاظ سے خبر دی ہو جن سے اس کا قریب الوقوع ہونا خیال میں آ سکے اور اس سے مومنوں کے دل میں تسکین و امید اور مخالفوں کے دل میں دائمی خوف اور غم پیدا ہو، چنانچہ فتح روم کی جو سات یا نو برس کے بعد ہونے والی تھی، لفظ بضع سے، جس سے ادنی تین برس بھی مفہوم ہوتے ہیں، خبر دینا ہے۔ لہذا اس قسم کی نظیر پیش نہ کریں بلکہ ایسی نظیر پیش کریں جس میں قریب الوقوع واقعہ کی ا بعد مدت میں واقع ہونے کی پیش گوئی مقام تعجیز خصم میں کی گئی ہو۔

☆ اور اگر جواب میں شق ثانی اختیار کریں تو یہ بتا دیں کہ آپ کی اس پیش گوئی میں آپ کے ملہم نے یہ احتیاط و پیش بندی کیوں کی کہ جو واقعہ چار مہینے سے کم عرصے میں واقع ہونے والا تھا، اس کا وقوع تین برس کے عرصہ میں بتایا، باوجودیکہ قریب مدت بتانے میں آپ کا غلبہ اور بزعم آپ کے معجزہ ثابت ہوتا تھا۔ اس احتیاط سے آپ کے ملہم پر یہ گمان و اعتراض نہیں ہوتا کہ اس کو چار مہینے کے بعد وقوع اس واقعہ کا علم نہ تھا۔ علم ہوتا تو عین مقابلے اور تحدی اور اعجاز کے مقام میں اسی قریب مدت کے بعد اسکے وقوع کی خبر دیتا، احتیاط اور پیش بندی سے کام لے کر مہینوں کی جگہ تین سال نہ بولتا۔

☆ سوال سی و یکم: دوسرے کشف میں جو آپ کو بتایا گیا تھا کہ بہت عرصہ نہیں گذرے گا کہ آپ کا خسر فرضی مر جائے گا، اس امر کو آپ نے کسی تحریر مطبوع یا قلمی کے ذریعہ سے مشتہر کیا تھا یا نہیں؟

☆ مشتہر کیا تو اس کا کیا ثبوت آپ دے سکتے ہیں؟

☆ وہ تھوڑا عرصہ جو اس کشف میں بتایا گیا تھا، مہینوں کا تھا یا برسوں کا؟

اگر برسوں کا بتایا گیا تو کیا پھر وہ اس اعتراض کا محل نہیں ہو سکتا جو شق ثانی جواب سوال نمبر ۳۰ پر وارد ہوا ہے۔ اور اگر وہ مہینوں کا بتایا تھا تو آپ نے اس کو مقام مقابلہ و تعجیز منکرین میں ظاہر کیوں نہ کیا۔

اور اگر کچھ بھی نہیں بتایا تو اس کشف سے کون سا فائدہ جدید حاصل ہوا، جو پہلے الہام سے نہ ہوا تھا۔ کوئی فائدہ نہیں ہوا تو پھر کیا یہ کشف لغو نہیں ٹھہرتا۔ کیا اس کشف پر یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا کہ آپ نے اس میں ان جوگیوں کا اقتداء کیا جو ایک گھر میں لڑکا پیدا ہونے کی خبر دیتے ہیں اور ہمسایہ کو یہ کہہ جاتے ہیں کہ اس گھر میں لڑکی پیدا ہوگی۔ پھر اگر لڑکا پیدا ہوا تو گھر والوں کو بتائی ہوئی خبر کو پیش کر کے اپنا سچ ثابت کیا اور نذرانہ لیا، اور اگر لڑکی پیدا ہوئی تو کہہ دیا کہ ہم نے ہمسایہ کو کہہ دیا تھا کہ لڑکی ہوگی۔

آپ نے بھی بعینہٖ یہ کام کیا ہے کہ ایک الہام میں تین برس کی میعاد ٹھہرادی، دوسرے کشف میں عنقریب کی خبر دی، پھر جلدی کام ہوگیا تو یہ کہہ دیا کہ ہم نے عنقریب وقوع کی خبر دی تھی، دیر ہوگئی تو تین برس کی مدت کو پیش کیا، جس میں کسی نہ کسی اختیاری تدبیر سے یا اتفاقی تقدیر سے ایک شخص کا کام تمام کرنا ممکن ہے۔

☆ سوال سی و دوم: آپ کی متمسکہ آیات میں سے پہلی آیت میں جو حضرت موسی کی پیش گوئی کا سچا ہونا بیان ہوا ہے، اس سے یہ کیونکر ثابت ہوتا ہے کہ جس شخص کی کوئی پیش گوئی اتفاقی سچ نکلے وہ ملہم ہوتا ہے؟ کیا بعض اوقات جھوٹے کی بات سچ نہیں نکلتی (چنانچہ سوالات سابق میں پوچھا گیا ہے) پھر یہ آیت اس جھوٹے کو کیونکر ملہم بناتی ہے۔ اور جو اس آیت میں بیان ہوا ہے کہ خدا تعالی مسرف کذاب کو راہ نہیں دیتا، اس کے یہ معنی کس دلیل سے متعین ہیں کہ خدا تعالی جھوٹے مدعی الہام کی پیش گوئی کو پورا نہیں کرتا؟ کیونکر جائز نہیں کہ اس کے یہ معنی ہوں کہ جو شخص اپنی اور (دیگر) باتوں میں جھوٹ بولے، گو مدعی الہام نہ ہو۔ اس کو خدا تعالی وحی والہام سے مشرف نہیں کرتا، اور اس کی بعض پیش گوئیاں الہامی نہیں ہوتیں، گو بوجوہ مذکورہ بالا سچی نکلیں۔ یا یہ معنی ہوں کہ خدا تعالی فرعون کو جو مسرف وکذاب ہے، راستی اور نجات کی راہ نہیں دکھائے گا۔ چنانچہ بیضاوی نے اس کے ایک یہ معنے بھی کیے ہیں:

عرض بہ فرعون بانہ مسرف کذاب لا یھدیہ اللہ سبیل للصواب و

طریق النجاۃ (بیضاوی۔ج۲)۔

☆سوال سی وسوم: دوسری آیت میں جوافتراء پر ہلاک کرنے کا ڈرسنایا گیا ہے اس کی کوئی حد مقرر ہے کہ جس دن خدا تعالی پر افتراء ہو، اسی دن ہلاکت ہو، یا اس کی ہلاکت کا وقت وسیع ہے؟ قوم نوح نے جو خدا پر شریک کا افتراء کیا تو وہ کتنی مدت کے بعد ہلاک ہوئے۔ فرعون جو خود معبود بن بیٹھا تھا، وہ اس افتراء کے بعد کتنے دنوں میں ہلاک ہوا؟ آپ (مرزا قادیانی) سے پہلے جن لوگوں نے جھوٹا دعوی نبوت والہام کیا تھا، جیسے مسیلمہ وغیرہ، وہ کتنے عرصہ کے بعد ہلاک ہوئے؟ جس دن سے آپ نے نبوت اور مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا ہے آپ کی صحت اکثر اوقات کیسی رہتی ہے۔ کیا آپ اکثر بیمار نہیں رہتے اور آپ کی ایسی حالت نہیں ہو جاتی جس سے موت نظر آنے لگے۔ کیا ایسے امراض، موت کے وہلاکت کے مقدمات نہیں ہیں۔

☆ اگر مفتری کا جلد ہلاک ہونا ضروری ہے اور آپ مفتری نہیں، بلکہ سچے ملہم اور ولی ہیں، تو جو لوگ آپ کو مفتری وکذاب کہتے ہیں اور آپ کو کافر سمجھتے ہیں، اور رات دن آپ پر لعنتوں کا مینہ برسا رہے ہیں، جو آپ کے خیال میں یقیناً خدا پر افتراء کرتے ہیں، وہ کیوں جلد ہلاک نہیں ہوتے؟ باوجود یکہ حدیث قدسی میں خدا تعالی سے منقول ہے

من عادی لی ولیاً فقد بارز اللہ بالمحاربۃ وفی روایۃ فقد آذنتہ بالحرب۔

یعنی خدا تعالی فرماتا ہے کہ جو شخص میرے ولی سے دشمنی کرتا ہے وہ خدا سے لڑنے کو میدان میں نکلا ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ خدا تعالی اس کو جنگ کی اطلاع دیتا ہے۔ اور وہ لوگ کیوں دن بدن برکات وانعامات الہیہ کے مورد ہوتے ہیں۔ صحت وعافیت اور قوت میں آپ سے بڑھ کر ہیں۔ اولاد میں بہ نسبت سابق زمانہ عدم مخالفت، محل برکت وکثرت ہیں۔ جائز طور پر آمدنی زر میں آپ سے بڑھ کر ہیں؟

ہلاکت کے مقابلے میں دن بدن عزت بڑھنے کا جو آپ نے دعوی کیا ہے اس کا موازنہ ومقابلہ اپنی

روز افزوں ذلت اور اپنے مخالفین ومکفر ین کی روز افزوں عزت سے نہیں کیا۔ لہذا اس پر یہ سوالات وارد ہوتے ہیں۔

☆ ہندوستان و پنجاب کے مسلمانوں میں آپ کو حق پر جاننے والوں کی تعداد زیادہ ہے یا آپ کے مخالفین ومکفر ین کو حق پر جاننے والوں کی؟

☆ ۱۸۹۱ء کی نسبت ۱۸۹۲ء میں آپ کے مکفر ین کی تعداد زیادہ ہوئی ہے یا تابعین کی۔ جس قدر لوگ آپ کے میلہ حال میں آئے ہیں، کیا وہ مخالفین ومکفر ین سے تعداد میں بڑھ کر تھے؟

☆ گذشتہ میلہ سالانہ میں جو لوگ آئے تھے ان میں سے بہت سے لوگ اس سال کیوں نہیں آئے؟

☆ نئے لوگ جو آئے ہیں ان کے مخلص واحباب ہونے پر آپ کی کیا دلیل ہے؟

کیا ان میں ایسے لوگ نہ تھے جو صرف تماشا دیکھنے یا نکتہ چینی کرنے کو آئے تھے؟ کیا ان میں بعض لوگ ایسے نہ تھے جو آپ کے اشتہار اور پرائیویٹ خطوں سے دھوکہ کھا کر آئے اور بعض صرف روٹی کھانے کو آئے؟ آپ ان سب کے مخلص واحباب ہونے کے مدعی ہیں تو ان کی فہرست پیش کر کے ان کے مخلص ہونے کا ثبوت دیں۔ اور پھر دیکھیں کہ ان میں سے کس قدر آپکے مخالف اور غیر معتقد ثابت ہوتے ہیں۔

☆ جن فقیروں، پیرزادوں کو آپ اپنے رسائل میں بدعتی لکھ چکے ہیں، ان کے سالانہ میلوں اور عرسوں میں ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگ جمع ہوتے ہیں۔ کیا وہ لوگ بھی آپ کے اعتقاد میں خدا کے نزدیک عزت رکھتے ہیں؟

☆ دھونگل اور نگاہے کے میلوں میں لوگوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے یا آپکے میلہ میں؟

☆ سوال سی و چہارم: تیسری آیت سے جو آپ نے یہ مطلب نکالا ہے کہ نبی، رسول اور محدث کے سوا کوئی شخص آئندہ کی بات نہیں بتا سکتا، اور جو بتا دے وہ ملہم ہوتا ہے، اس پر یہ سوالات ہیں:

☆ غیب کس کو کہتے ہیں۔ کیا جو بات عادی اسباب علم، حساب، نجوم وغیرہ سے معلوم ہو، اس کو غیب کہا جاتا ہے؟

☆ نجومی اپنے علم نجوم سے جو کچھ بتاتے ہیں اس کی نسبت وہ علم ویقین کا دعوی کرتے ہیں یا صرف ظن کا؟

☆ نبی کے سوا جو کسی کو الہام ہوتا ہے، اس کے دخل شیطان سے اسی پہرہ و چوکی سے حفاظت ہوتی ہے جس سے نبیوں رسولوں کی وحی کی حفاظت ہوتی ہے، چنانچہ اس آیت کریمہ کے آخر میں ارشاد ہے فا نه يسلك من بين يد يه و من خلفه رصدا ليعلم ان قد ابلغوا رسا لا ت ر بهـــم ۔(بے شک خدا، رسول کے آگے اور پیچھے پہرہ رکھتا ہے تا کہ وہ جان لے کہ خدا کے فرشتوں نے ٹھیک خدا کے پیغام ان کو پہنچا دیئے ہیں، ان میں شیطان نے کچھ دخل نہیں دیا)

مسلمانوں سے آج تک اس بات کا کون قائل ہوا ہے کہ اس آیت کا یہ لفظ رسول، محدث کو بھی شامل ہے اور محدث بھی ایک رسول ہوتا ہے؟ اس صورت میں نبی اور غیر نبی کے الہام میں کیا فرق ہے؟

☆ سوال سہ وپنجم: ولی وملہم ہونے کے لئے پابند شریعت ہونا ضروری ہے، یا تارک احکام شرعیہ کا بھی ولی وملہم ہونا جائز ہے؟

☆ سوال سی وششم: آپ اپنی تمام عمر میں دعوی ولایت والہام سے پہلے اور اس کے بعد خصوصاً دعوی مسیحائی کے وقت سے پانچ وقت مسجد الجماعت میں نماز پڑھنے کے ملتزم ہیں، یا اکثر اوقات مسجد چھوڑ کر مکان پر ہی نماز پڑھ لیا کرتے ہیں؟

☆ سوال سی وہفتم: کیا ایسا بھی اتفاق ہوا ہے کہ فجر کی نماز آپ نے ٹھیک وقت نہ پڑھی ہو اور اپنے اتباع وملازمین پر یہ کہکر خفگی ظاہر کی ہو کہ جو لوگ اہل اللہ کے پاس رہتے ہیں وہ ان کو نماز کے لئے جگا دیا کرتے ہیں، تم لوگ کیسے نالائق ہو کہ مجھ کو صبح کے وقت نہیں جگاتے۔

☆ سوال سی وہشتم: آپ نے فریضہ حج ادا کیا ہے یا نہیں؟ نہیں کیا تو اس کی کیا وجہ ہے؟

☆ کیا آپ کے دس ہزار روپیہ جائداد کی آمدنی سے آپ پر حج فرض نہیں ہوا؟

☆ یا دعاؤں کی پیدا والی اور مریدوں کی آمدنی سے ایک وقت میں آپ کے پاس پانچ پانچ سو یا

اس سے زیادہ روپیہ نہیں آیا جس سے حج فرض ہو جاتا؟

☆سوال سی ونہم: آپ ہمیشہ سے، خصوصاً دو تین سال سے، ماہ رمضان کے روزے رکھتے ہیں؟

☆کسی رمضان میں آپ ایسے بیمار ہوئے ہیں جس میں دو چار میل پیادہ پا سیر نہ کرتے ہوں؟

☆سوال چہلم: آپ نے کبھی جھوٹ بولا ہے یا نہیں؟

☆اور اگر کوئی جھوٹ آپ کی کلام میں ثابت ہو، تو پھر آپ کسی پیش گوئی میں، اگر وہ سچی نکلے، ولی و ملہم ہو سکتے ہیں؟

☆سوال چہل ویکم: دس ہزار روپیہ کے قریب آمدنی چندہ وغیرہ کے مصارف میں جو آپ نے ساٹھ ہزار مہمانوں اور بارہ ہزار رجسٹری شدہ خطوں کا ذکر صفحہ ۴۷ و۴۸ رسالہ فتح اسلام میں کیا ہے، اس کا آپ کیا ثبوت پیش کر سکتے ہیں؟

☆کیا مہمانوں کا کوئی رجسٹر ہے جس میں ان کے نام بقید ولدیت و جائے سکونت وغیرہ درج ہوں۔اور رجسٹریوں کی رسیدات موجود ہیں؟

☆ماہواری خطوں کی تعداد تین سو سے سات سو تک اور کل کی تعداد نوّے ہزار سے زیادہ جو آپ نے رسالہ فتح اسلام کے صفحہ ۴۰ و۴۱ میں بتائی ہے، اس کا ثبوت آپ کیا دے سکتے ہیں؟ کوئی رجسٹر ہے یا کچھ اور۔

☆سوال چہل و دوم: آپ نے گورنمنٹ برطانیہ کی نسبت کوئی پیش گوئی ہشت سالہ میعاد کی، کی ہے یا نہیں؟

☆اقبال ہو تو فرمایئے کہ اس کا کیا مضمون وعنوان ہے؟

اور اگر انکار ہو تو اس انکار پر آپ، جس عنوان سے کہا جاوے، قسم کھائیں گے؟

☆سوال چہل وسوم: جن شرائط مندرجہ اشتہار جنوری ۱۸۸۹ء (جو تکمیل تبلیغ کے عنوان سے چھپا ہے) پر آپ لوگوں سے بیعت لیتے ہیں، ان شرائط کے خود پابند ہیں؟ خصوصاً شرط دوم وسوم و چہارم و ہفتم و نہم کے۔

☆اور اگر آپ کا عمل ان کے برخلاف ثابت ہو تو پھر آپ کسی پیش گوئی میں (اگر وہ سچی نکلے)، ولی و ملہم ومحدث ہو سکتے ہیں؟

☆ کیا آپ کے خاص مریدان شرائط کے پابند ہیں؟ کیا ان میں ایسے لوگ نہیں جو علانیہ ان شرائط کا خلاف کرتے ہوں، نماز نہ پڑھتے ہوں، داڑھیاں صفاچٹ یا خش خشی کراتے ہوں، شراب پیتے ہوں، لوگوں کے مال ناجائز طور پر مارتے ہوں، اور ان کو ہاتھ اور زبان سے تکلیف دیتے ہوں، اور آپ کو ان کی ان باتوں کا علم ہو۔

☆ کیا آپ کے بڑے خاص اور بڑے معاون نے خاص آپ کے مکان پر شراب نہیں پی؟ اور آپ نے اس پر مطلع ہو کر اس عذر سے کہ وہ مہمان ہے اس کی دل آزاری نہیں کی جاسکتی، ترک خفگی و نہی عن المنکر نہیں کی؟

☆ان حالات کے ثابت ہونے پر آپ کسی سچی پیش گوئی میں ولی و ملہم ومحدث ہو سکتے ہیں؟

☆ سوال چہل و چہارم: میاں اللہ دیا ساکن انبالہ سے آپ نے اپنے سابق ملازم فتح خان کی معرفت دوسو روپیہ یا کم وبیش منگایا۔ وہ کیسا روپیہ تھا؟

☆اور وہ کس کام میں آپ نے صرف کیا؟

☆سوال چہل و پنجم: براہین احمدیہ کا چندہ آپ کے ذاتی مصارف میں کچھ صرف ہوا ہے یا نہیں؟

☆ سوال چہل و ششم: واپسی قیمت براہین احمدیہ کی بابت جو اشتہار آپ نے سرمہ چشم آریہ میں چھاپا تھا، وہ ان سب خریداروں اور معاونوں کے پاس، جن سے چندہ وصول کیا تھا، روانہ کیا تھا؟

☆اور اس کا کیا ثبوت آپ دے سکتے ہیں؟

☆سوال چہل و ہفتم: جس شخص نے آپ سے براہین احمدیہ کا چندہ واپس طلب کیا، اس کو آپ نے بلا عذر واپس کیا، یا اس میں کچھ حیلہ وحوالہ سے کام لیا؟

☆سوال چہل و ہشتم: آپ کے ذاتی مصارف کا گذارہ اس چندہ سے چلتا ہے جو آپ مریدوں اور خریداران رسائل سے لیتے ہیں یا آپ کی آمدنی زمین سے؟

☆ اوراگر وہ گذارہ آمدنی زمین سے ہے تو اس کی تعداد سالانہ کس قدر ہے؟

☆ سوال چہل ونہم: پیش گوئی زیر بحث کے متعلق جو آپ کو بتایا گیا تھا کہ خدا تعالی اس عورت کو بیوہ کر کے تمہاری طرف رد کرے گا (لوٹائے گا) جس کو آپ نے خط میں یقین سے بیان کیا اور اس میں چھ دعاوی کا پایا جانا بتایا، اگر یہ الہام الٰہی تھا (جو ۱۸۸۸ء میں ہوا تھا) تو پھر آپ نے اس الہام کے برخلاف اس لڑکی کو باکرہ ہونے کی حالت میں اپنے نکاح میں لانے اور دوسرے شخص سے اس کا نکاح نہ ہونے کیلئے مئی ۱۸۹۱ء تک کیوں کوشش کی؟

☆ سوال پنجاہم: کیا اس کوشش کو آپ نے اس حد تک نہیں پہنچایا کہ درصورت موقوف اور ردّ نہ کرنے نکاح شخص مذکور کے، اپنی دوسری بیوی کو طلاق دیدی، اور ایک فرزند کو عاق کر دیا؟

☆ کیا کسی سچے ملہم نے اپنے الہام کو جھوٹا کرنے اور واقع نہ ہونے کے لئے ایسی کوشش کی ہے؟ کی ہو تو اس کی نظیر بتائی جاوے۔

ان جملہ سوالات کے جواب میں آپ اگر اپنی کسی تحریر یا اشتہار مطبوع یا قلمی کا حوالہ دیں تو مطبوع تحریر کو بـــاصلـہ اور قلمی تحریر کی اپنی دستخطی نقل اس جواب کے ساتھ پیش کریں۔ اور کوئی اپنی تحریر مطبوع یا قلمی جس کو آپ دست آویز بنانا چاہتے ہیں، باقی نہ چھوڑیں۔ اور یہ تحریر کر دیں کہ میں نے کوئی اپنی دست آویز تحریری باقی نہیں رکھی۔ اگر موقعہ جواب کے بعد کوئی تحریر ہم پیش کریں گے تو وہ لائق توجہ نہ سمجھی جائے گی۔

ان جوابات اور آپ کی دست آویزات کے بعد میں آپ کے ثبوت کو کافی اور صحیح سمجھونگا تو بسر وچشم اس کو قبول کرونگا، اور آپ کی پیش گوئی کو الہام اور آپ کو ملہم مان لوں گا، ورنہ اس میں جو عذر ہوگا اس کو پیش کرونگا۔ ان شاء اللہ تعالی

آپ نے میرے سوالات کا تاریخ وصول سے ایک مہینے تک کچھ جواب نہ دیا، یا ان کے جواب کو دوسری طرف بحث لے جا کر ٹلانا چاہا، جیسے کہ آپ کی قدیم عادت ہے اور یہی امر (کچھ جواب نہ دینا یا بحث کو دوسری طرف لے جانا) آپ سے وقوع میں آئے گا۔ (یہ پیش گوئی بھی ہماری آپ اپنی پیش گوئیوں کے حاشیہ

میں لکھ لیں۔محمد حسین) تو ناظرین منصفین ومبصرین میرے سوالات ہی سے سمجھ جائیں گے کہ آپ کی یہ پیش گوئی الہامی نہیں۔ ومعہذا خاکسار خود ان سوالات کے صحیح اور واقعی جواب تحریر کر کے ان سے ثابت کرے گا کہ یہ پیش گوئی الہامی نہیں۔

آخر خط میں جو آپ نے لکھا ہے کہ اس پیش گوئی کے ایک جزء کی اپنے رسالہ میں تصدیق کرو۔اور باقی دو جزوں کے پورے ہونے پر آپ کو ملہم ماننے اور توبہ کرنے کا وعدہ چھاپ دو، ورنہ غضب الٰہی تیار ہے۔ یہ بڑی شرمناک گیدڑ بھبکی ہے۔ میں آپ کو لکھ چکا ہوں کہ میں ایسی گیدڑ بھبکیوں سے نہیں ڈرتا۔ بلکہ اس ڈرنے کو شرک جانتا ہوں اور آپ کو کذاب اور گمراہ سمجھتا ہوں، اور اس اعتقاد کو لوازم اسلام وایمان سے سمجھتا ہوں، بایں ہمہ آپ نے پھر ایک گیدڑ بھبکی سنادی اور کچھ شرم نہ کی۔شرم وحیا کی بات یہ ہے کہ آپ اس پیش گوئی کا الہامی ہونا ثابت کرتے۔ پھر اس کے مقابلہ میں میری تسلیم یا ردّ کے منتظر رہتے اور جب یہ بحث ختم ہوتی تب وہ ڈر سنانے ....

اب میں آپ کی اس گیدڑ بھبکی کے مقابلہ میں کہتا ہوں کہ اولاً تو مجھے اس خبر کی تصدیق نہیں ہوئی، کہ آپ کا خسر فرضی فوت ہوگیا ہے۔اور اگر بالفرض وہ فوت ہوگیا ہے اور آئندہ اس کی بے چاری لڑکی کا شوہر بھی فوت ہو جائے، اپنی موت سے مرے یا آپ اس کو زہر دلوادیں (خدا، اس کو آپ کے شر سے بچاوے اور دیر تک عافیت سے زندہ رکھے)، اور پھر وہ بے چاری خود بخود ڈر کر یا آپ کے کسی اور دھوکہ میں آکر آپ کے نکاح میں آجاوے۔تو پھر بھی میں آپ کی اس پیش گوئی کو الہام نہ مانونگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ بلکہ اس کو الہام ماننے والے کو (اگر وہ آپ کے اخلاق، عادات، اعتقادات وحالات جن کی طرف سوالات مذکورہ میں اشارہ ہوا ہے، واقف ہو کر مانے گا) کافر ومشرک وکم سے کم احمق اور دین سے بالکل بے خبر کہوں گا۔

آپ کا اس پیش گوئی کو ایک نشان ظاہر کہنا بھی ایک شرمناک دعوی ہے۔جس پیش گوئی پر اس قدر سوالات جرح وارد ہوں وہ ظاہر نشان کہلاسکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔

اب میں اس خط کو ایک نصیحت پر ختم کرتا ہوں جس کے بغیر میں رہ نہیں سکتا۔ آپ اس لاف زنی اور

گیدڑ بھبکی کو چھوڑ دیں۔ کسی پیش گوئی یا الہام یا نشان کا نام نہ لیں۔ اپنی دین دنیا کی خیر چاہتے ہیں، اور نیکی بدی کے قائل ہیں اور مسلمانوں کی نظروں میں عزیز بننے کے طالب ہیں، تو بٹالہ میں خاکسار کے پاس آویں۔ اور میرے غریب خانہ پر حسب عادت قدیم چند روز قیام کریں، آپ کے مصارف سفر و قیام بٹالہ میرے ذمہ ہیں۔ اور پہلے ان اکاذیب سے جو زمانہ تصنیف براہین احمدیہ سے اب تک آپ سے سرزد ہو چکے ہیں، تائب ہوں یا ان کا صدق ہونا ثابت کریں۔

پھر اپنے اعتقادات کفر و ضلالت و بدعت کا جو فتوی علماء پنجاب و ہندوستان میں آپ کی طرف منسوب ہوئے ہیں اور آپ کی تصانیف سے ثابت کئے گئے ہیں، تائب ہوں یا ان کا موافق اسلام وسنت ہونا ثابت کریں، اسکے بعد الہام یا کشف یا کرامت کا دعوی کریں اور اس کا ثبوت دیں۔

جس شخص کے اخلاق و عادات اور اعتقادات کا یہ حال ہو جو آپ کا ہے، اس کا ولی، ملہم، صاحب کرامت ہونا ممکن ہی نہیں ہے، اگرچہ وہ بظاہر ایسا نظر آوے کہ وہ ہوا میں اڑ جاتا ہے، آگ کھا جاتا ہے، دریا پر سوکھے پاؤں چلتا ہے۔ آپ کو زیادہ خبر نہ ہو تو ایک چھوٹا رسالہ ما لا بد منہ ملاحظہ کریں۔ آئندہ اختیار۔ و ما علینا الا البلاغ المبین ۔

آپ کا ناصح مشفق۔ ابو سعید محمد حسین عفی عنہ

شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ بتاتے ہیں کہ یہ جواب ۹ جنوری ۱۸۹۳ء کو لکھا گیا۔ پھر ۱۳ جنوری ۱۸۹۳ء کی مجلس وعظ میں، جس میں ایک حواری قادیانی میاں کرم الہی معلم اطفال لاہور بھی موجود تھا، پڑھا گیا۔ اس کے بعد امرتسر میں منشی محمد عمر داروغہ نہر کی مسجد میں ایک جماعت علماء کے سامنے پڑھا گیا اور پسند ہوا۔ پھر یہ سنا گیا کہ مرزا قادیانی نے اپنی تحریر کو چھپوا دیا ہے، لہذا مناسب معلوم ہوا کہ اس تحریر کو بھی چھاپ کر اس کے پاس بھیجا جائے۔ مگر اس اثنا میں خاکسار کو محمد احسن امروہی کے تعاقب کے لئے بٹالہ جانا پڑا۔ اور وہاں اس کی لیت ولعل وگریز از مباحثہ کے سبب دس دن ٹھہرنا پڑا۔ آخر جب محمد احسن امروہی نے بٹالہ میں مجھ سے گفتگو کرنے سے گریز ظاہر کیا، تب لاہور آنا ہوا۔ اس وجہ سے اس خط کے طبع ہونے میں توقف ہوا۔ (اور بالآخر عشرہ اول، فروری ۱۸۹۳ء میں اس کو طبع کر کے شائع کیا گیا۔ بہاء)

جواب جرح اور جواب الجواب

شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ (اشاعۃ السنۃ جلد ۱۵ صفحات ۱۹۳ تا ۱۹۹ میں) بتاتے ہیں کہ محمدی بیگم والی پیش گوئی پر ہمارے سوالات جرح میں سے مرزا صاحب قادیانی نے صرف ایک سوال (نمبر ۲۴) کا قطعی جواب دیا ہے جو دافع الوساوس کے صفحہ ۶۰۱ میں درج ہے کہ:

میں (مرزا) نے آپ کی نسبت باون سال کی عمر کو پہونچ کر فوت ہونے کی پیش گوئی ہرگز نہیں کی۔

اس جواب کے ساتھ مرزا صاحب قادیانی نے ہمیں دو گالیاں بھی سنادی ہیں۔گالیوں سے قطع نظر کر کے ہم مرزا صاحب قادیانی سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ لاہور میں ایک مجلس میں آنا منظور کریں۔ اس میں آپ کے ان چھپے حواریوں کے، جو یہ پیش گوئی آپ کی طرف سے ظاہر کر چکے ہیں، اظہار و بیان پر ثقات کی شہادت کو پیش کیا جائے گا۔ وہ شہادت سچی اور شرعاً معتبر ثابت ہوئی تو آپ پر جھوٹ کا الزام قائم ہو جائے گا یا آپکے ان حواریوں پر۔ بہر حال ہمارا جھوٹا کہیں نہ جائے گا۔ آپ بنیں یا آپ کا کوئی حواری۔ بشق دوم آپ کا ان حواریوں سے بے زار ہونا آپ کے دعوی ولایت ومسیحائیت ومجددیت کو بٹہ لگائے گا۔

اس کے بعد شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جن چار سوالات کا غیر صریح جواب دیا ہے ان میں سوال نمبر ۶، اور ۷ شامل ہیں۔

☆ سوال نمبر ۶ کے جواب میں دافع الوساوس کے صفحہ ۶۰۰ میں مرزا صاحب نے کہا ہے کہ اس سوال سے معترض نادان کی یہ غرض معلوم ہوتی ہے کہ گویا اس عاجز کی کوئی پیشگوئی خلاف واقعہ نکلی ہے۔ پس واضح ہو کہ یہ فیصلہ تو آسان ہے، معترض پر واجب ہے کہ ایک جلسہ مقرر کر کے وہ الہام اس عاجز کا پیش کرے جو بقول اسکے نفس الہام میں غلطی ہو۔

☆ سوال نمبر ۷ کے جواب میں مرزا قادیانی نے کہا ہے کہ

اے محجوب نادان (محمد حسین) اس عاجز کی کوئی پیشگوئی آج تک جھوٹی نہیں نکلی بلکہ تین ہزار کے قریب اب تک سچی نکلی ہیں۔

شیخ الاسلام مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالویؒ، مرزا صاحب کو مخاطب کر کے کہتے ہیں:

از یں چہ بہتر؟ آپ جلسہ میں تشریف لانا منظور کریں تو روز کا جھگڑا طے نہ ہو جائے۔

مرزا صاحب! جلسہ میں آنا تو آپ کے لئے موت سے بدتر ہے، کیونکہ اس میں آپ کی قلعی کھلتی ہے۔ جب ادھر سے جلسہ کے لئے بلایا جائے گا تو آپ ایسی شروط پیش کریں گے جن سے انعقاد جلسہ دشوار بلکہ محال ہو جائے۔ یہ بات سچ نہیں تو آپ منظوری حاضری جلسہ سے اطلاع دیں۔ پھر مقام و تاریخ مقرر کر کے آپ کو بلایا جائے گا اور اس جلسہ میں ثابت کیا جائے گا کہ تین ہزار کجا، تین بلکہ ایک بھی پیش گوئی آپ کی الہامی اور سچی نہیں۔ جو پیش گوئی آپ نے اس وقت تک کی ہے اس میں کذب اور فریب اور دھوکہ بازی سے کام لیا ہے۔ اس امر کی تصدیق ہمارے ناظرین کو ہمارے اس کلام سے ہو جاوے گی جو آپ کی چند پیش گوئیوں کی نسبت ہم کر چکے ہیں۔

اس چیلنج کے بعد شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ بتاتے ہیں کہ مرزا صاحب نے ہماری جرح کے سوال نمبر ۸ کا جواب بھی دیا ہے جس کا تعلق سوال نمبر ۴۴ سے ہے، اور صفحہ ۶۰۰ دافع الوساوس میں کہا ہے:

آپ جیسے نابکار مفتریوں نے انبیاء پر بھی الزام لگائے تھے۔ حضرت ابراہیم پر جھوٹ کی تہمت اور حضرت موسےؑ و حضرت عیسےؑ پر مال حرام کی۔

اور اس سے پہلے صفحہ ۵۹۷ دافع الوساوس میں اس کی تشریح یوں کی ہے:

یاد رہے کہ اکثر ایسے اسرار دقیقہ بصورت اقوال یا افعال انبیاء ظہور میں آتے رہے ہیں کہ جو نادانوں کی نظر میں سخت بے ہودہ اور شرم ناک کام تھے۔ جیسا کہ

حضرت موسیٰ کا مصریوں کے برتن اور پارچات مانگ کر لے جانا اور پھر اپنے مصرف میں لانا۔ اور حضرت مسیح کا کسی فاحشہ کے گھر میں چلے جانا اور اس کا عطر پیش کردہ، جو حلال وجہ سے نہیں تھا، استعمال کرنا اور اس کے لگانے سے روک نہ دینا۔ اور حضرت ابراہیم کا تین مرتبہ ایسے طور پر کلام کرنا

جو بظاہر دروغ گوئی میں داخل تھا۔، .

شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ فرماتے ہیں کہ اس تشریح سے مرزا قادیانی نے یہ جتایا ہے کہ اللہ دیانامی تائب طوائف کا مال اس نے لیا تھا تو وہ بھی اسی قسم سے تھا جو بظاہر نادانوں کی نظر میں ناجائز اور برا تھا مگر درحقیقت اس میں دقیق سرّ (بھید) تھا جیسے حضرت عیسے کے عطر مذکور کو استعمال کرنے میں سرّ (بھید) تھا۔ پھر اس سرّ (بھید) کی تشریح میں اپنے دافع الوساوس کے صفحہ ۶۰۱ میں آپ نے ایک اصول بیان کیا اور کہا:

دراصل حقیقت یہ ہے کہ تمام حقوق پر خدا تعالی کا حق غالب ہے اور ہر ایک جسم اور روح اور مال اسی کی ملک ہے۔ پھر جب انسان نافرمان ہو جاتا ہے تو اس کی ملک اصل مالک کی طرف عود کرتی ہے ۔ پھر اس مالک حقیقی کو اختیار ہوتا ہے کہ چاہے تو بلاتوسط رسل نافرمانوں کے مالوں کو تلف کرے اور ان کی جانوں کو معرض عدم میں پہنچا دے۔ اور یا کسی رسول کے واسطہ سے یہ قہری تجلی نازل فرماوے ، بات ایک ہی ہے۔ اسی طرح خضر کے کاموں کے مانند (خضر کا ایک نابالغ لڑکے کو مادینا، یا ایک کشتی کی تختی اکھاڑ دینا۔ محمد حسین) ہزاروں امور ہوتے ہیں جو انبیاء اور محدثین پر ان کی خوبی ظاہر کی جاتی ہے اور وہ ان کاموں کے لئے مامور کئے جاتے ہیں۔ اور ان کے کاموں میں جو لوگ عجلت سے مخالفانہ دخل دیتے ہیں وہی ہیں جو ہلاک ہوتے ہیں۔

شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم وحضرت موسی علیہما السلام کے قول وفعل سے تو مرزا قادیانی کے فعل استعمال مال حرام کو کوئی مناسبت اور مشابہت نہیں۔ قادیانی کے استعمال مال حرام کے جواز کی کوئی وجہ نہیں بنتی ۔ اور حضرت ابراہیم وحضرت موسی کے قول وفعل کے راست ودرست ہونے کے وجوہات ظاہر ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو تین باتیں کہی تھیں ان کے حقائق ومحامل صحیحہ موجود ہیں لہذا وہ حق اور درست ہیں، گو ناواقف کی نظر میں بحسب ظاہر جھوٹ معلوم ہوتے ہیں۔ (حضرت ابراہیم نے فرمایا تھا کہ:۱۔ان بتوں کو ان کے بڑے نے توڑا ہے۔ یعنی وہی اس کا سبب ہوا۔ اس نے مجھے غصہ میں ڈالا تو میں نے اس سبب سے اس کو توڑا۔ یا یہ کہ تمہارے خیال میں یہ کچھ کرسکتا ہے تو اس نے توڑا ہے۔ یا یہ کہ اگر یہ بولتے ہیں تو اس نے توڑا ہے۔ وعلی ہذا القیاس، ۲۔ میں بیمار ہو

جاؤں گا، یعنی تمارے میلے میں جانے سے گناہ کی بیماری میں مبتلا ہو جاؤں گا۔۳۔سارہ میری بہن ہے۔یعنی دین اور ایمان میں بہن ہے ۔محمد حسین)

اور حضرت موسی کا مصریوں کے برتن مستعار لے کر کام میں لانا، اس وجہ سے تھا کہ مصری حضرت موسی کے حربی تھے اور حضرت موسی اور ان کی قوم کو سخت تکلیف پہنچاتے تھے۔ بناءً علیہ ایسے حربیوں اور موذیوں کا مال حضرت موسیٰ اور ان کی قوم کے لئے مباح تھا، جس جائز ذریعہ سے وہ چاہتے ، لے سکتے تھے۔

لہذا ان دونوں حضرات کے ان اقوال وافعال کی دست آویز سے آپ (مرزا قادیانی) کا اپنے فعل کو جائز کرنا اور اس کو اپنی نظیر قرار دینا مسلمانوں کو ایک صاف دھوکہ دینا ہے۔ ہاں حضرت مسیح کے فعل کی وہ صورت جو آپ نے بیان کی ہے وہ صورت آپ کے فعل سے ملتی اور مشابہت رکھتی ہے مگر اس صورت کے بیان میں بھی آپ نے کذب سے کام لیا ہے۔ پھر اس سے استدلال کر کے اپنے فعل کو صحیح کرنے سے ان کو سخت دھوکہ دیا ہے اور درحقیقت نہ وہ صورت، واقعی صورت ہے اور نہ وہ آپ کے فعل کے جواز پر شرعی دلیل ہوسکتی ہے جس کی تفصیل وجوہات ذیل سے کی جاتی ہے۔

اول۔اناجیل اربعہ میں جو قصہ عطر بیان ہوا ہے اس میں یہ تصریح یا اشارہ کہیں پایا نہیں جاتا کہ جس عورت نے وہ عطر حضرت مسیح کو ملا تھا، وہ فاحشہ یعنی رنڈی یا کنچنی تھی۔اور اس کی ساری کمائی حرام کی تھی، یا خاص کر وہ عطر مال حرام سے تھا جیسا کہ مرزا قادیانی نے دعوی کیا اور اس میں افتراء سے کام لیا ہے۔

انجیل متی باب ۲۶ میں ہے کہ جس وقت یسوع، شمعون کوڑھی کے گھر میں تھا ایک عورت سنگ مرمر کے عطردان میں قیمتی عطر اس کے پاس لائی جب وہ کھانے بیٹھا، اس پر ڈالا۔

ایسا ہی انجیل مرقس کے باب ۱۴ میں ہے: اس کو صرف ایک عورت کہا گیا ہے اس کو فاحشہ اور اس کے مال کو حرام نہیں کہا گیا۔

انجیل لوقا کے باب ۷ آیت ۳۶ میں اس کو گناہ گار کہا گیا ہے۔جس کے اطلاق سے انجیل کی رو سے کوئی بشر خالی نہیں، زناکار یا حرام کی کمائی والی اس میں بھی نہیں کہا گیا۔

انجیل یوحنا میں اس عورت کا نام مریم بتایا گیا ہے جو حضرت مسیح کی ایک شاگرد کا نام ہے۔اس سے

معلوم ہوتا ہے کہ وہ فاحشہ نہ تھی (کیونکہ حضرت مسیح کی شاگرد عورت کا فاحشہ ہونا عادۃً ناممکن ہے۔محمد حسین) جس کا پیشہ حرام کاری اور اسکا مال زنا کی کمائی ہو۔

مرزا قادیانی نے اس عورت کو فاحشہ اور اس کے عطر کو حرام کی کمائی لکھنے میں افتراء سے کام نہیں لیا تو پہلے اس بیان کی سند بتاوے، پھر اس صورت کو اپنے فعل کی نظیر بنائے۔

وجہ دوم۔ یہ کہ فرض کیا اور مان لیا کہ کسی انجیل میں (جو شائد قادیان میں نازل ہوئی ہو جیسا کہ قادیان میں قرآن نازل ہوا جس کے حق میں انا انزلناہ قریباً من القادیان وارد ہے)اس عورت کو فاحشہ اور اس کی تمام کمائی یا خاص کر اس عطر کو مال حرام کہا ہو،تو پھر بھی اس انجیل کا ایسا بیان جس کی تصدیق قرآن اور حدیث میں نہ ہوئی ہو، کیونکر لائق اعتماد اور صحیح متصور ہوسکتا ہے۔ممکن ہے کہ وہ قصہ تحریف کا نتیجہ ہو جس پر اس قصہ کے بیان میں اناجیل اربعہ کا اختلاف شاہد ہے۔اور مرزا قادیانی خود اناجیل کو محرف اور کایا پلٹ قرار دے چکا ہے۔اس باب میں جو اہل اسلام کا خیال و مقال ہے اس کی تفصیل تو اشاعۃ السنہ نمبر ۳ جلد ۱۱ میں بخوبی ہو چکی ہے۔اس مقام میں مرزا غلام احمد قادیانی کا اعتقاد و قول براہین احمدیہ جلد ۴ صفحہ ۳۳۲۔۳۳۰ (حاشیہ) سے نقل کیا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں:

> اس بات پر عیسائیوں کو بھی نہایت توجہ سے غور کرنی چاہیے کہ خدائے بے مثل و مانند اور کامل کی کلام میں کن کن نشانیوں کا ہونا ضروری ہے کیونکہ ان کی انجیل بوجہ محرف اور مبدل ہو جانیکے ان نشانیوں سے بالکل بے بہرہ اور بے نصیب ہے، بلکہ الٰہی نشان تو یک طرف رہے معمولی راستی اور صداقت بھی کہ جو ایک منصف اور دانش مند متکلم کے کلام میں ہونے چاہیں، انجیل کو نصیب نہیں۔کم بخت مخلوق پرستوں نے خدا کے کلام کو، خدا کی ہدایت کو، خدا کے نور کو، اپنے ظلماتی خیالات سے ایسا ملا دیا کہ اب وہ کتاب بجائے رہبری کے رہزنی کا ایک پکا ذریعہ ہے۔ایک عالم کو کس نے توحید سے برگشتہ کیا؟ اسی مصنوعی انجیل نے۔ایک دنیا کا کس نے خون کیا؟ انہیں تالیفات اربعہ نے۔جن اعتقادوں کی طرف مخلوق پرست کا نفس امارہ جھکتا گیا اسی طرف ترجمہ کرنے کے وقت ان کے الفاظ بھی جھکتے گئے، کیونکہ انسان کے الفاظ ہمیشہ اس کے خیالات کے تابع ہوتے ہیں۔غرض انجیل کی

ہمیشہ کایا پلٹ کرتے رہنے سے اب وہ کچھ اور ہی چیز ہے، اور خدا بھی اس کی تعلیم موجودہ کی رو سے وہ اصلی خدا نہیں کہ جو ہمیشہ حدوث اور تولد اور تجسم اور موت سے پاک تھا، بلکہ انجیل کی تعلیم کی رو سے عیسائیوں کا خدا ایک نیا خدا ہے، یا وہی خدا ہے کہ جس پر بدقسمتی سے بہت سی مصیبتیں آئیں، اور آخری حال اس کا پہلے حال سے کہ جو ازلی اور قدیم تھا، بالکل بدل گیا اور ہمیشہ قیوم اور غیر متبدل رہ کر آخر کار تمام قیومی اس کی خاک میں مل گئی، ماسوائے اس کے عیسائیوں کے محققین کو خود اقرار ہے کہ ساری انجیل الہامی طور پر نہیں لکھی گئی، بلکہ متی وغیرہ نے بہت سی باتیں اس کی لوگوں سے سن سنا کر لکھی ہیں اور لوکا کی انجیل میں تو خود لوکا اقرار کرتا ہے کہ جن لوگوں نے مسیح کو دیکھا تھا، ان سے دریافت کر کے میں نے لکھا ہے۔ پس اس تقریر میں لوکا اقراری ہے کہ اس کی انجیل الہامی نہیں، کیونکہ الہام کے بعد لوگوں سے پوچھنے کی کیا حاجت تھی؟ اسی طرح مرقس کا مسیح کے شاگردوں میں سے ہونا ثابت نہیں، پھر وہ نبی کیونکر ہوا؟ بہر حال چاروں انجیلیں نہ اپنی صحت پر قائم ہیں اور نہ اپنے سب بیان کی رو سے الہامی ہیں اور اسی وجہ سے انجیلوں کے واقعات میں طرح طرح کی غلطیاں پڑ گئیں اور کچھ کا کچھ لکھا گیا۔ غرض اس بات پر عیسائیوں کے کامل محققین کا اتفاق ہو چکا ہے کہ انجیل خالص خدا کا کلام نہیں ہے بلکہ پتے داری گاؤں کی طرح کچھ خدا کا، کچھ انسان کا ہے۔

شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں کہ اس قول واعتقاد کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی اس صورت قصہ کو اگر وہ انجیل میں پائی بھی جائے، کیونکر دست آویز بنا سکتا ہے اور اپنے فعل کو اسکی نظیر بنا کر اس کو کیونکر جائز کر سکتا ہے؟

وجہ سوم۔ یہ بھی فرض کیا اور بطور محال مان لیا کہ اس صورت واقعہ عطر کے بیان میں اناجیل اربعہ متفق ہیں اور ان کا یہ بیان تحریف وتصرف سے خالی ہے، تو پھر بھی یہ صورت احکام اسلام کے مقابلہ میں لائق دست آویز وتمسک نہیں ہے۔ اسلام میں صاف آ چکا ہے کہ حرام سے بچو اور حلال کھاؤ اور قرآن میں ارشاد ہے ایمان والو طیبات وحلال کھاؤ

یا ایھا الذین آمنوا کلوا من طیبات ما رزقناکم کلوا مما فی الارض

حلا لًا طیباً

اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

الحلال بیّن و الحرا م بیّن و بینهما مشتبها ت لا یعلمهن کثیر من الناس فمن اتقی الشبها ت استبرء لد ینه (متفق علیه) کہ حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر اور ان کے بیچ میں ایسی مشتبہ چیزیں ہیں جن کو بہت لوگ نہیں جانتے، جو ان سے بچ گیا اس نے اپنے دین کو بچا لیا۔

قا ل رسو ل الله ثمن الکلب خبیث مهر البغی خبیث رواه مسلم (مشکوة)

آپ ﷺ نے فرمایا کتے کا دام پلید ہے۔زانیہ کی اجرت خبیث ہے ۔

نهی رسو ل الله عن کسب الا مة حتی یعلم من این هو (ابو دائود)

کہ آپ ﷺ نے کسبی کی کمائی (کام میں لانے) سے منع کیا ہے جب تک کہ معلوم نہ ہو کہ وہ کہاں سے آئی، یعنی یہ معلوم نہ ہو کہ وہ اسکو جائز ذریعہ سے ملی ہے۔

اس حکم اسلام کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کا اپنے فعل کو جائز بنانے کے لئے اس صورت سے (اگر وہ انجیل میں آچکی ہو اور صحیح وثابت بھی ہو) دست آویز کرنا اسلام اور مسلمانوں کے نزدیک کب جائز ہے؟

مرزا قادیانی کو قرآن اور حدیث اور دین اسلام سے اپنے فعل کے جواز کی دلیل نہ ملی تو اس نے حکم اسلام کے مقابلہ میں ایسی کتابوں (جن کو وہ محرف وغیر محفوظ سمجھتا ہے) کی ایک بات اس میں جھوٹ ملا کر اپنی دلیل بنالی۔جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ کسی مذہب کا پابند نہیں ہے۔نہ اسلام کا، نہ عیسائی مذہب کا اور نہ وہ کسی کتاب آسمانی کی قید میں ہے، نہ قرآن وحدیث کی قید میں اور نہ انجیل کی۔اور جس سے کام نکلے، نکال لیتا ہے اور جو داؤ چلے چلا لیتا ہے۔اپنے اس فعل شنیع کی تصحیح اور اس کے سرّ (بھید) عقلی کی تشریح کے لئے جو اس نے اصول بیان کیا ہے کہ:

نافرمان انسان کا مال اور اس کی جان اس کے ملکیت سے خارج ہو کر خدا کے ملک میں ہو جاتے ہیں۔پھر خدا جس کو (رسولوں کو خواہ کسی اور کو) چاہتا ہے ان کی جان و مال کا مالک بنا دیتا ہے اور اس

کے ہاتھ سے اس کوتلف کرا دیتا ہے۔

یہ اصول ریلیجئیس (مذہبی) (religious) نظر کے علاوہ پولیٹکل نگاہ سے بھی غور وتوجہ ناظرین کے لائق ہے۔اس اصول کا ماحصل یہ ہے کہ نافرمان بردار انسان کا مال اور اس کی جان صرف نافرمانی کے سبب غیر معصوم وغیر محفوظ ہو جاتے ہیں۔اور ہر شخص کے لئے اس کی جان کو مار دینا اور اس کے مال کوتلف کر دینا جائز ومباح ہو جاتا ہے۔یہ اصول اسلام کے دیگر اصولوں اور دلائل قرآن حدیث سے بالکل مخالف ہے۔ اسلام نے صرف کفر یا فسق کو کفار یا فساق کے جان و مال کے غیر معصوم اور مباح ہونے کا موجب نہیں ٹھہرایا۔ یہ ہوتا تو عہدی اور ذمی کافروں کا مال اور خون مباح ہو جاتا۔حالانکہ نصوص قرآن وحدیث کے حکم سے ان کے جان اور مال ویسے ہی مسلمانوں پر حرام ہیں جیسے مسلمانوں کے مال و جان۔اس مسئلہ کے تفصیلی دلائل ہمارے رسالہ اقتصاد فی مسائل الجہاد میں ہو چکے ہیں۔

اور کفر سے اتر کر نافرمانی، جوفسق کہلاتی ہے اور وہ اکثر مسلمانوں میں پائی جاتی ہے،تو کسی وجہ سے بھی فاسقوں کے مال اور جان کو مباح نہیں کرتی۔ یہ اباحت کفر سے (جو نافرمان برداری کا اعلی درجہ ہے) نہ ہوئی تو فسق (جو کفر سے کم تر ہے) سے کیونکر ہوسکتی ہے؟ اور فاسقوں کے مال اور جان صرف اس وجہ سے کہ وہ نافرمان ہیں کیونکر مسلمانوں پر مباح ہو سکتے ہیں؟ معلوم نہیں مرزا قادیانی نے یہ طرفہ اصول کس مذہب سے اخذ کیا ہے۔اسلام میں تو اس کا کہیں اثر ونشان نہیں پایا جاتا۔

منکوحہ آسمانی در قادیانی دافع الوساوس

ازالہ اوہام کے بعد اپنی اگلی بڑی کتاب آئینہ کمالات اسلام (جس کا دوسرا نام دافع الوساوس ہے) میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

مبارک وہ لوگ جو صادق ہیں کیونکہ انجام کار فتح انہیں کی ہے

پرچہ نور افشاں دہم مئی ۱۸۸۸ء کے دیکھنے والوں کو معلوم ہوگا کہ اس پرچہ کے اڈیٹر نے اس عاجز

کا ایک خط جو ایک پیش گوئی پر مشتمل ہے اپنے اس پرچہ میں درج کر کے کس قدر بدزبانی کے ساتھ زبان کھولی تھی اور کیا کیا بے جا اور خلاف تہذیب اور گندے لفظ اس عاجز کے حق میں بولے تھے یوں تو ان پادری صاحبوں پر کچھ بھی افسوس نہیں کرنا چاہیے کیونکہ صداقت سے دشمنی کرنا اور انکار اور توہین سے پیش آنا ان کا قدیمی شیوہ ہے لیکن اس وقت ہمیں یہ دکھلانا منظور ہے کہ جس الہامی پیش گوئی کو انہوں نے نفسانی منصوبہ اور انسانی افتراء قرار دے کر اپنی عادت کے موافق زبان درازی کی تھی اس کا انجام کیا نکلا کیا انجام کار وہ انسانی ادفتراء ہی ثابت ہوا یا خدا تعالی نے جو سچ کا حامی ہے۔

سو واضح ہو کہ اس عاجز کا وہ خط جو دہم مئی ۱۸۸۸ء کو پرچہ نور افشان میں چھپا ہے اس کی عبارت جو پیش گوئی کے متعلق ہے اخبار مذکور کے ص ۲، ۳ میں مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی نسبت یہ ہے

خدا تعالی نے اپنے الہام پاک سے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ اگر آپ اپنی دختر کلاں کا رشتہ میرے ساتھ منظور کریں تو وہ تمام نحوستیں آپ کی اس رشتہ سے دور کر دے گا اور آپ کو آفات سے محفوظ رکھ کر برکت پر برکت دے گا اور اگر یہ رشتہ وقوع میں نہ آیا تو آپ کے لئے دوسری جگہ رشتہ کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا اور اس کا انجام درد اور تکلیف اور موت ہو۔ یہ دونوں طرف برکت اور موت کی ایسی ہے جن کو آزمانے سے میرا صدق اور کذب معلوم ہوسکتا ہے (اب جس طرح چاہو آزمالو) میری برادری کے لوگ مجھ سے ناواقف ہیں اور خدا تعالی چاہتا ہے کہ میرے کاموں کو ان پر بھی ظاہر کرے۔

یہ وہ خط ہے جو نور افشان ۱۰ مئی ۱۸۸۸ء میں شائع ہو چکا ہے جس کا ماحصل یہی ہے کہ اگر دوسری جگہ نکاح ہوا تو پھر اس کا نتیجہ تمہارے لئے موت ہوگا نہیں تو بجائے موت کے برکت ہوگی۔ اور ستمبر ۱۸۹۲ء کو یہ پیش گوئی پوری ہوئی یعنی خدا تعالی نے مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کو اس جہان سے اٹھا لیا۔ اب ادیٹر نور افشان کو ذرا صبر کر کے غور کرنی چاہیے کہ پیش گوئی کا پورا ہو جانا بموجب ہدایت توریت (استثنا ۱۸:۱۸) صادق کی نشانی ہے یا کاذب کی۔ طالب حق کے لئے تو اسی قدر خدا تعالی کا

نشان کافی ہے اور باطل پرست کو کوئی نشان فائدہ نہیں دے سکتا جب تک وہ آخری نشان ظاہر نہ ہو جس کا نام جہنم ہے۔ ہر یک طالب حق کو چاہیے کہ دہم مئی ۱۸۸۸ء کے پرچہ نور افشان کو دیکھ کر اس پیش گوئی کے ساتھ پادریوں کو ملزم کرے۔

اب ہم مناسب سمجھ کر اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء اس کے ساتھ شامل کر دیتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ ہمارے بدظن بھائی بھی اس طرف توجہ کریں کہ یہ امور انسان کی طرف سے ہیں یا رب السماوات کی طرف سے۔ اس وقت ابھی موقع ہے کہ ضد سے باز آجائیں جو شخص صادق سے لڑتا ہے وہ اس سے نہیں بلکہ خدا تعالی سے لڑتا ہے۔ و السلام علی من اتبع الھدی

بسم الله الر حمن الرحمن الر حیم ۔ نحمده و نصلی ۔ یا معین بر حمتك نستعین

(خزائن ۵۔ دافع الوساوس۔ ص۲۷۹....)

ایک پیشگوئی پیش از وقوع کا اشتہار

پیش گوئی کا جب انجام ہویدا ہوگا
قدرت حق کا عجب ایک تماشہ ہوگا
جھوٹ اور سچ میں جو ہے فرق وہ پیدا ہوگا
کوئی پا جائے گا عزت کوئی رسوا ہوگا

اخبار نور افشاں دس مئی ۱۸۸۸ء میں جو اس راقم کا ایک خط متضمن درخواست نکاح چھاپا گیا ہے اس خط کو صاحب اخبار نے اپنے پرچہ میں درج کر کے عجیب طرح کی زبان درازی کی ہے اور ایک صفحہ اخبار کا سخت گوئی اور دشنام دہی سے سیاہ کیا ہے۔ یہ کیسی بے انصافی ہے کہ جن لوگوں کے مقدس اور پاک نبیوں نے سینکڑوں بیویاں ایک ہی وقت میں رکھی ہیں وہ دو یا تین بیویاں جمع کرنا ایک کبیرہ گناہ سمجھتے ہیں بلکہ اس فعل کو زنا اور حرام کاری خیال کرتے ہیں۔ کسی خاندان کا سلسلہ صرف ایک ایک بیوی سے ہمیشہ کے لئے جاری نہیں رہ سکتا بلکہ کسی نہ کسی جز و سلسلہ میں یہ دقت

آ پڑتی ہے کہ ایک جورو عقیمہ اور نا قابل اولاد نکلتی ہے۔اس تحقیق سے ظاہر ہے کہ دراصل بنی آدم کی نسل ازواج مکرر سے ہی قائم ودائم چلی آتی ہے۔اگر ایک سے زیادہ بیوی کرنا منع ہوتا تو اب تک نوع انسان قریب قریب خاتمہ کے پہنچ جاتی۔...

تحقیق سے ظاہر ہوگا کہ اس مبارک اور مفید طریق نے انسان کی کہاں تک حفاظت کی ہے اور کیسے اس نے اجڑے ہوئے گھروں کو بیک دفعہ آباد کر دیا ہے اور انسان کے تقوی کے لئے یہ فعل کیسا زبردست ممد و معین ہے خاوندوں کی حاجت براری کے بارے میں جو عورتوں کی فطرت میں ایک نقصان پایا جاتا ہے جیسے ایام حمل اور حیض نفاس میں یہ طریق بابرکت اس نقصان کا تدارک تام کرتا ہے اور جس حق کا مطالبہ مرد اپنی فطرت کی رو سے کرسکتا ہے وہ اسے بخشتا ہے ایسا ہی مرد اور کئی وجوہات اور موجبات سے ایک سے زیادہ بیوی کے لئے مجبور ہوتا ہے مثلاً ایک مرد کی ایک بیوی تغیّر عمر یا کسی بیماری کی وجہ سے بدشکل ہو جائے تو مرد کی قوت فاعلی جس پر سارا مدار عورت کی کارروائی کا ہے بے کار معطل ہو جاتی ہے لیکن اگر مرد بدشکل ہو تو عورت کا کچھ بھی حرج نہیں کیونکہ کارروائی کی کل مرد کو دی گئی ہے اور عورت کی تسکین کرنا مرد کے ہاتھ میں ہے ہاں اگر مرد اپنی قوت مردمی میں قصور یا عجز رکھتا ہے تو قرآنی حکم کی رو سے عورت اس سے طلاق لے سکتی ہے اور اگر پوری پوری تسلی کرنے پر قادر ہو تو عورت یہ عذر نہیں کرسکتی کہ دوسری بیوی کیوں کی ہے کیونکہ مرد کی ہر روزہ حاجتوں کی عورت ذمہ وار اور کاربرار نہیں ہوسکتی اور اس سے مرد کا استحقاق دوسری بیوی کرنے کے لئے قائم رہتا ہے جو لوگ قوی الطاقت اور متقی اور پارسا طبع ہیں ان کے لئے یہ طریق نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے بعض اسلام کے مخالف نفس امارہ کی پیروی سے سب کچھ کرتے ہیں مگر اس پاک طریق سے سخت نفرت رکھتے ہیں کیونکہ بوجہ اندرونی بے قیدی کے جو ان میں پھیل رہی ہے ان کو اس پاک طریق کی کچھ پروا اور حاجت نہیں اس مقام میں عیسائیوں پر سب سے بڑھ کر افسوس ہے کیونکہ وہ اپنے مسلّم النبوت انبیاء کے حالات سے آنکھ بند کر کے مسلمانوں پر ناحق دانت پیسے جاتے ہیں شرم کی بات ہے کہ جن لوگوں کو اقرار ہے کہ حضرت مسیح کے جسم اور وجود کا خمیر اور اصل

جڑھ اپنی ماں کی جہت سے وہی کثرت ازدواج ہے جس کی حضرت داؤد (مسیح کے باپ) نے نہ دو، نہ تین، بلکہ سو بیوی تک نوبت پہنچائی تھی وہ بھی ایک سے زیادہ بیوی کرنا زنا کی مانند سمجھتے ہیں اور پر خبث کلمہ کا نتیجہ جو حضرت مریم صدیقہ کی طرف عائد ہوتا اس سے ذرا پرہیز نہیں کرتے اور باوجود اس تمام بے ادبی کے دعوی محبت مسیح رکھتے ہیں جاننا چاہیے کہ بیبل کے رو سے تعدد نکاح نہ صرف قولاً ثابت ہے بلکہ بنی اسرائیل کے اکثر نبیوں نے جن میں حضرت مسیح کے دادا صاحب بھی شامل ہیں عملاً اس فعل کے جواز بلکہ استحباب پر مہر لگا دی ہے۔اے ناخدا ترس عیسائیو! اگر ملہم کے لئے ایک ہی جورو ہونا ضروری ہے تو پھر کیا تم داؤد جیسے راست باز نبی کو نبی اللہ نہیں مانو گے یا سلیمان جیسے مقبول الٰہی کو ملہم ہونے سے خارج کر دو گے۔کیا بقول تمہارے یہ دائمی فعل ان انبیاء کا جن کے دلوں پر گویا ہر دم الہام الٰہی کی تار لگی ہوئی تھی اور ہر آن خوش نودی یا ناخوش نودی کی تفصیل کے بارے میں احکام وارد ہو رہے تھے ایک دائمی گناہ نہیں ہے جس سے وہ اخیر عمر تک باز نہ آئے اور خدا اور اس کے حکموں کی کچھ پرواہ نہ کی۔وہ غیرت مند اور نہایت درجہ کا غیور خدا جس نے نافرمانی کی وجہ سے ثمود اور عاد کو ہلاک کیا، لوط کی قوم پر پتھر برسائے، فرعون کو معہ تمام شریر جماعت کے ہولناک طوفان میں غرق کر دیا، کیا اس کی شان اور غیرت کے لائق ہے کہ اس نے ابراہیم اور یعقوب اور موسی اور داؤد اور سلیمان اور دوسرے کئی انبیاء کو بہت سی بیویوں کے کرنے کی وجہ سے تمام عمر نافرمان پاکر اور پکے سرکش دیکھ کر پھر ان پر عذاب نازل نہ کیا، بلکہ انہیں سے زیادہ تر دوستی اور محبت کی۔کیا آپ کے خدا کو الہام اتارنے کے لئے کوئی اور آدمی نہیں ملتا تھا۔یا بہت سی جورواں کرنے والے ہی اس کو پسند آ گئے (انجیل کے بعض اشارات سے پایا جاتا ہے کہ حضرت مسیح بھی جورو کرنے کی فکر میں تھے مگر تھوڑی سی عمر میں اٹھائے گئے ورنہ یقین تھا کہ اپنے باپ داؤد کے نقش قدم پر چلتے۔مرزا قادیانی) یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ نبیوں اور تمام برگزیدوں نے بہت سی جورواں کر کے اور پھر روحانی طاقتوں اور قبولیتوں میں سے سب سبقت لے جا کر تمام دنیا پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ دوست الٰہی بننے کے لئے یہ راہ نہیں کہ انسان دنیا میں مخنثوں اور نامردوں کی طرح رہے بلکہ ایمان میں قوی الطاقت

وہ ہے جو بیویوں اور بچوں کا سب سے بڑھ کر بوجھ اٹھا کر پھر باوجود ان سب تعلقات کے بے تعلق ہو خدا تعالیٰ کا بندہ سے محبّ اور محبوب ہونے کا جوڑ ہونا ایک تیسری چیز کے وجود کو چاہتا ہے وہ کیا ہے؟ ایمانی روح جو مومن میں پیدا ہو کر نئے حواس اس کو بخشتی ہے اسی روح کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کا کلام مومن سنتا ہے اور اسی کے ذریعہ سے سچی اور دائمی پاکیزگی حاصل کرتا ہے اور اسی کے ذریعہ سے نئی زندگی کی خارق عادت طاقتیں اس میں پیدا ہوتی ہیں اب ہم پوچھتے ہیں کہ جو لوگ جوگی اور راہب اور سنیاسی کہلاتے ہیں یہ پاک روح ان میں سے کس کو دی گئی ہے کیا کسی پادری میں یہ پاک روح یا یوں کہو کہ روح القدس پائی جاتی ہے۔ ہم تمام دنیا کے پادریوں کو بلاتے بلاتے تھک بھی گئے کسی نے آواز تک نہ دی نور افشاں میں بعض پادریوں نے چھپوایا تھا کہ ہم ایک جلسہ میں ایک لفافہ بند پیش کریں گے اس کا مفہوم الہام کے ذریعے سے ہمیں بتلایا جائے۔ لیکن جب ہماری طرف سے مسلمان ہونے کی شرط سے یہ درخواست منظور ہوئی تو پھر پادریوں نے اس طرف رخ بھی نہ کیا پادری لوگ مدت سے الہام پر مہر لگا بیٹھے تھے اب جب مہر ٹوٹی اور فیض روح القدس مسلمانوں پر ثابت ہوا تو پادریوں کے اعتقاد کی قلعی کھل گئی لہذا ضرور تھا کہ پادریوں کو ہمارے الہام سے دوہرا رنج ہوتا۔ ایک مہر ٹوٹنے کا دوسرے الہام کی نقل مکانی کا۔ سو نور افشاں کی سخت زبانی کا اصل موجب وہی رنج ہے جو ذبولی دق کی طرح لا علاج ہے۔

(اس کے بعد مرزا قادیانی نے اشتہار کے صفحہ ۴ تک اخبار نور افشان پر لے دے کی جس میں اس پیش گوئی کو شہوت پرستی قرار دیا گیا تھا۔ اس کے بعد صفحہ ۴ میں کہا ہے)

اب یہ جاننا چاہیے کہ جس خط کو ۱۰ مئی ۱۸۸۶ء کے نور افشان میں فریق مخالف نے چھپوایا ہے وہ خط محض ربانی اشارہ سے لکھا گیا تھا۔ ایک مدت دراز سے بعض سرگردہ اور قریبی رشتہ دار مکتوب الیہ کے جن کے حقیقی ہمشیرہ زادہ کی نسبت درخواست کی گئی تھی نشان آسمانی کے طالب تھے اور طریقہ اسلام سے انحراف اور عناد رکھتے تھے، اور اب بھی رکھتے ہیں۔ چنانچہ اگست ۱۸۸۵ء میں جو چشمہ نور امرتسر میں ان کی طرف سے اشتہار چھپا تھا، یہ درخواست ان کی اس اشتہار میں بھی مندرج ہے۔

ان کو نہ محض مجھ سے بلکہ خدااور رسول سے بھی دشمنی ہے اور والداس دختر کا بباعث شدت تعلق قرابت ان لوگوں کی رضا جوئی میں محواوران کے نقش قدم پر دل وجان سے فدااور اپنے اختیارات سے قاصر وعاجز بلکہ انہیں کا فرمان بردار ہورہا ہے اور اپنی لڑکیاں انہیں کی لڑکیاں خیال کرتا ہے اور وہ بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں۔اور ہر باب میں اس کے مدارالمہام اور بطور نفس ناطقہ کے اس کیلئے ہورہے ہیں۔تبھی تو نقارہ بجا کر اس کی لڑکی کے بارہ میں آپ ہی شہرت دیدی۔یہاں تک کہ عیسائیوں کے اخباروں کو اس قصہ سے بھر دیا۔آفرین بریں عقل ودانش۔ماموں ہونے کا خوب ہی حق ادا کیا۔ ماموں ہوں تو ایسے ہی ہوں۔غرض یہ لوگ جو مجھ کو میرے دعوی الہام میں مکار اور دروغ گو خیال کرتے تھے اور اسلام اور قرآن شریف پر طرح طرح کے اعتراض کرتے تھے،اور مجھ سے کوئی نشانی آسمانی مانگتے تھے،تو اس وجہ سے کئی دفعہ ان کیلئے دعا بھی کی گئی تھی۔سو وہ دعا قبول ہوکر خدا تعالی نے یہ تقریب قائم کی کہ والداس دختر کا ایک اپنے ضروری کام کیلئے ہماری طرف ملتجی ہوا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ نامبردہ کی ایک ہمشیرہ ہمارے ایک چچازاد بھائی غلام حسین نام کو بیاہی گئی تھی۔غلام حسین عرصہ ۲۵ سال سے کہیں چلا گیا اور مفقود الخبر ہے۔اس کی زمین ملکیت جس کا حق ہمیں پہنچتا ہے،نامبردہ کی ہمشیرہ کے نام سرکاری کاغذات میں درج کرادی گئی تھی۔اب حال کے بندوبست میں جوضلع گورداسپور میں جاری ہے،نامبردہ یعنی ہمارے خط کے مکتوب الیہ نے اپنی ہمشیرہ کی اجازت سے یہ چاہا کہ وہ زمین جو چار ہزار یا پانچ ہزار روپئہ قیمت کی ہے،اپنے بیٹے محمد بیگ کے نام بطور ہبہ منتقل کرادیں۔چنانچہ ان کی ہمشیرہ کی طرف سے یہ ہبہ نامہ لکھا گیا۔چونکہ وہ ہبہ نامہ بغیر ہماری رضامندی کے بے کار تھا اس لئے مکتوب الیہ نے بتمام تر عجز وانکسار ہماری طرف رجوع کیا،تاہم اس ہبہ پر راضی ہوکر اس ہبہ نامہ پر دستخط کردیں۔اور قریب تھا کہ دستخط کر دیتے لیکن خیال آیا کہ جیسا کہ ایک مدت سے بڑے بڑے کاموں میں ہماری عادت ہے جناب باری میں استخارہ کر لینا چاہیے۔سو یہی جواب مکتوب الیہ کو دیا گیا۔پھر مکتوب الیہ کے متواتر اصرار سے استخارہ کیا گیا۔وہ استخارہ کیا تھا گویا آسمانی نشان کی درخواست کا وقت آپہنچا،جس کو خدا تعالی نے

اس پیرایہ میں ظاہر کر دیا۔

اس خدائے قادر و حکیم مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص کی دختر کلاں کے نکاح کیلئے سلسلہ جنبانی کر اور ان کو کہہ دے کہ تمام سلوک اور مروّت تم سے اسی شرط سے کیا جائے گا۔ اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا۔ اور ان تمام برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں درج ہیں لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہائت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا (تین سال تک فوت ہونا روز نکاح کے حساب سے ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ کوئی واقعہ اور حادثہ اس سے پہلے نہ آوے بلکہ مکاشفات کی رو سے مکتوب الیہ کا زمانہ حوادث جس کا انجام معلوم نہیں نزدیک پایا جاتا ہے۔ حاشیہ از مرزا) (والد اس عورت کا نکاح سے چوتھے مہینے مطابق پیش گوئی فوت ہو گیا یعنی نکاح ۷۔ اپریل ۱۸۹۲ء کو ہوا اور وہ ۳۰ ستمبر ۱۸۹۲ء کو بمقام ہوشیار پور گذر گیا۔ مرزا قادیانی)۔ اور ان کے گھر پر تفرقہ اور تنگی پڑے گی۔ اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کے لئے کئی کراہت اور غم کے امر پیش آئیں گے۔

پھر ان دنوں میں جو زیادہ تصریح اور تفصیل کیلئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالی نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی، ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لاوے گا۔ اور بے دینوں کو مسلمان بناویگا۔ اور گمراہوں میں ہدایت پھیلاوے گا۔ چنانچہ عربی الہام اس بارے میں یہ ہے:

كذّبوا بآياتنا وكانوا بها يستهزئون ۔ فسيكفيكهم الله و يردّها اليك لا تبديل لكلمات الله ۔ انّ الله فعّال لّما يريد ۔ انت معي وانا معك ۔ عسى ان يبعثك ربّك مقاماً محموداً ۔

یعنی انہوں نے ہمارے نشانوں کو جھٹلایا۔ اور وہ پہلے سے ہنسی کر رہے تھے۔ سو خدا تعالی، ان سب کے تدارک کیلئے جو اس کام کو روک رہے ہیں، تمہارا مددگار ہوگا اور انجام کار اس لڑکی کو تمہاری طرف

واپس لائے گا۔کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہی ہو جاتا ہے۔تو میرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں اور عنقریب وہ مقام تجھے ملے گا جس میں تیری تعریف کی جائے گی۔یعنی گو اول میں احمق اور نادان لوگ بد باطنی اور بدظنی کی راہ سے بدگوئی کرتے ہیں،اور نالائق باتیں منہ پر لاتے ہیں،لیکن آخر خدا تعالی کی مدد کو دیکھ کر شرمندہ ہوں گے اور سچائی کے کھلنے سے چاروں طرف سے تعریف ہوگی۔

اس جگہ ایک اور اعتراض نور افشاں کا رفع دفع کرنے کے لائق ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر یہ الہام خدا تعالی کی طرف سے تھا اور اس پر اعتماد کلی تھا تو پھر پوشیدہ کیوں رکھا اور کیوں اپنے خط میں پوشیدہ رکھنے کی تاکید کی (یہ الہام جو شرطی طور پر مکتوب الیہ کی موت فوت پر دلالت کرتا تھا ہم کو بالطبع اس کی اشاعت سے کراہت تھی بلکہ ہمارا دل یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ اس سے مکتوب الیہ کو مطلع کریں مگر اس کے کمال اصرار سے جو اس نے زبانی اور کئی انکساری خطوں کے بھیجنے سے ہم پر ظاہر کیا ہم نے سراسر سچی خیرخواہی اور نیک نیتی سے اس پر یہ امر سربستہ ظاہر کر دیا۔پھر اس نے اور اس کے عزیز مرزا نظام الدین نے اس الہام کے مضمون کو آپ شہرت دی۔حاشیہ از مرزا قادیانی) اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ایک خانگی معاملہ تھا جن کے لئے یہ نشان تھا ان کو تو پہنچا دیا گیا تھا اور یقین تھا کہ والد اس دختر کا ایسی اشاعت سے رنجیدہ ہوگا اس لئے ہم نے دل شکنی اور رنج دہی سے گریز کی بلکہ یہ بھی نہ چاہا کہ درحالت رد و انکار وہ بھی اس امر کو شائع کریں۔اور گو ہم شائع کرنے کے لئے مامور تھے مگر ہم نے مصلحتاً دوسرے وقت کی انتظار کی یہاں تک کہ اس لڑکی کے ماموں مرزا نظام الدین نے جو مرزا امام الدین کا حقیقی بھائی ہے شدت غیظ و غضب میں آ کر اس مضمون کو آپ ہی شائع کر دیا اور شائع بھی ایسا کیا کہ شاید ایک یا دو ہفتہ میں دس ہزار مرد عورت تک ہماری درخواست نکاح اور ہمارے مضمون الہام سے بخوبی اطلاع یاب ہو گئے ہوں گے اور پھر زبانی اشاعت پر اکتفا نہ کر کے اخباروں میں ہمارا خط چھپوایا اور بازاروں میں ان کے دکھلانے سے وہ خط جا بجا پڑھا گیا اور عورتوں اور بچوں تک اس خط کے مضمون کی منادی کی گئی۔اب جب مرزا نظام الدین کی کوشش سے وہ خط ہمارا نور افشاں میں بھی چھپ گیا اور عیسائیوں نے

اپنے مادہ کے موافق بے جا افتراء کرنا شروع کیا تو ہم پر فرض ہوگیا کہ اپنی قلم سے اصلیت کو ظاہر کریں۔ بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہوسکتا اور نیز یہ پیش گوئی ایسی بھی نہیں کہ جو پہلے پہل اسی وقت میں ہم نے ظاہر کی ہے بلکہ مرزا امام الدین ونظام الدین اور اس جگہ کے تمام آریہ اور نیز لیکھ رام پشاوری اور صدہا دوسرے لوگ خوب جانتے ہیں کہ کئی سال ہوئے ہم نے اسی کے متعلق مجملاً ایک پیش گوئی کی تھی یعنی یہ کہ ہماری برادری میں سے ایک شخص احمد بیگ نام فوت ہونے والا ہے۔ اب منصف آدمی سمجھ سکتا ہے کہ وہ پیش گوئی اس پیش گوئی کا ایک شعبہ تھی یا یوں کہو کہ یہ تفصیل اور وہ اجمال تھی اور اس میں تاریخ اور مدت ظاہر کی گئی اور اس میں تاریخ اور مدت کا کچھ ذکر نہ تھا اور اس میں شرائط کی تصریح کی گئی اور وہ ابھی اجمالی حالت میں تھی۔ سمجھدار آدمی کے لئے یہ کافی ہے کہ پہلی پیشگوئی اس زمانہ میں کی ہے جب کہ ہنوز وہ لڑکی نابالغ تھی اور جب کہ یہ پیش گوئی بھی اسی شخص کی نسبت ہے جس کی نسبت اب سے پانچ برس پہلے کی گئی تھی یعنی اس زمانہ میں جب کہ اس کی یہ لڑکی آٹھ یا نو برس کی تھی تو اس پر نفسانی افتراء کا گمان کرنا اگر حماقت نہیں تو اور کیا ہے والسلام علی من اتبع الھدی۔

خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء

(آئینہ کمالات اسلام میں اس کے بعد مرزا قادیانی کا خط ۳۱ دسمبر ۱۸۹۲ء والا بنام مولانا بٹالوی مندرج ہے۔ بہاء)

نیز مرزا صاحب قادیانی کہتے ہیں کہ محمدی بیگم والی پیش گوئی میں نہ ایک، بلکہ چھ دعویٰ ہیں:

اول (محمدی بیگم کے کسی اور شخص کے ساتھ) نکاح کے وقت تک میرا زندہ رہنا۔

دوم۔ (کسی اور کے ساتھ) نکاح کے وقت تک اس لڑکی کے باپ کا یقیناً زندہ رہنا۔

سوم۔ پھر نکاح کے بعد اس لڑکی کے باپ کا جلدی سے مرنا، جو تین برس تک نہیں پہنچے گا۔

چہارم۔ اس کے خاوند کا اڑھائی برس کے عرصہ تک مرجانا۔

پنجم۔ اس وقت تک کہ میں اس لڑکی سے نکاح کروں اس لڑکی کا زندہ رہنا۔

ششم۔ پھر آخر بیوہ ہونے کی تمام رسموں کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اس کے اقارب کے میرے نکاح میں آجانا۔ (قادیانی خزائن۔ج۵ص۳۲۵۔آئینہ کمالات اسلام)

آئینہ کمالات اسلام (دافع الوساوس) میں مرزا قادیانی، عربی میں رقم طراز ہیں:

اذ اصطفانی ربی لتجدید دینه و اظهار عظمة نبیه و نشر ریّا یا سمینه (ﷺ) و امرنی لدعوة الخلق الی دین الاسلام و ملة خیر الانام و رزقنی من الالهامات و المکالمات و المخاطبات و المکاشفات رزقاً حسناً و جعلنی من المحدثین فبلغ هزا الخبر و هذه الدعوة و هذه الدعوی ابنا عمی و کانوا اشد کفراً باللہ و رسوله و المنکرین لقضاء الله و قدره و من الدهریین فاشتعل غضبهم حسداً من عند انفسهم فطغوا و بغوا و استدعوا الآیات استهزاءً و قالوا لا نعلم الهً یکلم احداً او یقدر امراً او یوحی الی رجل و ینبیء عن شیء ان هوا الا مکر مستمر ... و کتبوا کتاباً کان فیه سب رسول الله ﷺ وب کلام الله تعالی و انکار وجود الباری عز اسمه۔ و مع ذالك طلبوا فیه آیات صدقی منی و آیات وجود الله تعالی و ارسلوا کتابهم فی الآفاق و الاقطار و اعانوا بها کفرة الهند و عتو عتواً کبیراً ما سمع مثله فی الفراعنة الاولین۔ فلما بلغنی کتابهم الذی کان قد صنفه کبیرهم فی الخبث و العمر .... فغضب اسفا و نظرت فاذا الکلمات کلمات تکاد السماوات یتفطرن منها۔ فتحدرت عبرات من مذارف مآقی۔ و تصعدت زفراتی الی التراقی و غلب علیّ بکاء و انین فغلقت الابواب و دعوت الرب الوهاب و طرحت بین یدیه و کررت امامه ساجداً و قرمت الی نصرته متضرعا و فعلت ما فعلت بلسانی و جنانی و عینای ما لا یعلمها الا رب العالمین۔ و قلت یا رب یا رب انصر عبدك و اخذل اعداءك

استــجبـنــى يــا رب استجبنى ـ ا لا م يستهزء بك و برسولك و حتام يكذ بو ن كتــا بك و يسبــون نبيك بــر حــمتك استغيث يا حى يا قيو م يا معين ـ فر حم ربــى عــلــى تــضــر عــا تــى و زفــراتــى و عبــرا تى و نــا دا نى و قال انى ر أيت عــصيــانهــم و طــغيــا نهــم فسوف اضر بهم بانوا ع ا لآ فا ت ابيد هم من تحت السمــا وا ت و ستــنــظــر ما افعل بهم و كنا على كل شىء قا درين ـ انى ا جعل نســا ء هم ارا مل و ابنا ء هم يتا مى و بيو تهم كر بة ليزوقوا طعم ما قا لوا و ما كسبــوا و لــكــن لا اهــلــكهــم دفــعة وا حــدـة بل قليلاً قليلاً لعلهم ير جعون و يــكــونــون من التوا بين ان لعنتى نــازلة عليهم و على جد را ن بيو تهم و على صــگيــر هــم و كبيــر هم و نسا ئهم و ر جا لهم و نز يلهم الذى د خل ابوا بهم و كلهم كا نوا ملعو نين ـ ا لا الذين آ منوا و عملوا الصا لحا ت و قطعوا تعلقهم منهم و بعدوا من مجا لسهم فا ولئك من المر حو مين ـ

هــذه خــلا صة مــا الهــمنى ر بى فبلغت رسا لات ر بى فما خا فوا و ما صدقوا بــازا دوا طــغيا ناً و كفراً و ا ظلموا يستهز ؤن كاعداء الدين ـ فخا طبنى ر بى و قــا ل انــا ســنر يهم آ يا ت مبكية ـ و ننز ل عليهم همو ماً عجيبة ـ و امرا ضاً غر يبة ـ و نجعل لهم معيشة ضنكا و نصبّ عليهم مسا ئب فلا يكو ن لهم ا حد من النا صرين

فــكــذ لك فــعل الله تعا لى بهم و انقض ظهو ر هم با ثقا ل الهمو م و الد يو ن و الــحــا جا ت و انز ل عليهم من انواع البلايا و ا لآ فا ت ـ و فتح عليهم ابوا ب الــمــو ت و الــوفــات ـ لــعــلهم ير جعون او يكو نون من المتنبهين و لكن قست قلوبهم فما فهموا و ما تنبهوا و ما كا نوا من الخا ئفين ـ و لمّا قرب وقت ظهور الآية اتــفــق فى تلك ا لا يا م ان وا حداً من اعزّا عذتهم الذى كا ن اسمه ا حمد

بیك اراد ان یملك ار ض ا خته التی كان بعلها مفقود الخبر من سنین۔ و كان هـو ابن عمی و كا نت ا لار ض من ملكه فما ل ا حمد بیك ان یخلص ا لار ض مـن ایـدی ا ختـه و یستـخلصها ۔ و ان یستخر جها من قبضتها ثم یقتنصها و ارادت هـی ان تهبها و تـمن عـلـی ا خیهـا و كـنـا لها ور ثاء جمیعاً علی سواء فـرضـی ابـناء عمی لو جه بهذا بما كا نت اختهم تحته و بما كا نوا له اقربین ۔ كـذ لك ۔ نـعـم قـد كان لی حق غا لباً علیهم و لا جل ذ لك ما كا ن لهم ان یهبوا الار ض قبـل ان ار ضـی و اكـو ن مـن الـرا ضیـن ۔ فجا ئت امرأة ا حمد بیك تـطرح بین یدی لا تر ك حقی و ار ضی بهذة الهبة و لا اكون من المنا زعین ۔ فـكـدت ارحـم عـلیهـا و اهـب ا لار ض لهـا تـا لیفاً لقلوبهم لعلهم یتو بو ن و یـكـونـو ن مـن المهتدین ثم خشیت شر ا لا ستعجا ل ۔ فی ما ل الغا ئب الذی هـو مـفـقـود الـخبـر و الـحـا ل ۔ فـخو فنی تبعة اثماره و ما فیه من الو با ل ۔ فـاسـحسـنـت استـفتاء العلیم الحكیم ۔ و ترقب اعلا م الر ب الر حیم لا كو ن بریاً من غصب حق غا ئب و لا اكو ن من ضیمی كقا ئب ۔ و ا خر ج من الذین یـظلمو ن شر كا ء هم و یتركو نهم كخا ئب ۔ و كا نوا فی حقو قهم را غبین ۔ و لا یـخا فو ن ان یا خذو هم مفا جین۔ فار تد عت عن الهبة ار تداع المر تا ب ۔ و طـو یـت ذكـره كـطـی السجل للكتا ب ۔ و كنت لحكم الله من المنتظرین ۔ و كـنـت اظـن ان هـذا یـو شك ان یكو ن و ماكد ت ان ا ظن انها قضیة قد اراد الـلـه بهـا ابتـلاء قـوم كـا نـوا مـن الـمعتدین ۔ الذین غلبت علیهم المجو ن و الـخـلاعة و الا باحة و الد هریة و التحقوا بالكفار بل كا نوا اشد كفرا منهم و كا نوا قو ماً فا سقین ۔ فقلت لا مرأة ا حمد بیك ما كنت قا طعاً امرا حتی اؤامر الـلـه تـعا لی فار جعی الی خد ر ك و بلغی ما سمعتِ ابا عذر ك ۔ و ستجد نی

انشاء الله من المخلصين ۔ فذ هبت و اتی بعلها یسعی فالح علیّ کا لمضطرین ۔ و کا ن یخبط کخبط المصا بین ۔ حتی ابکاه کر بته ۔ و ذوت سکینته ۔ وفاء الی التضرع و الاقشعرار ۔ و کا ن ا حشاء ه قد التهبت بطوی العقا ر ۔ و کا ن یتنفس کا لمخنو قین ۔ و وجد ته بو جده المتها لك کانّ الهم یسجد له الغم یفیح د مه و یصو ل علیه الحز ن کمغتا لین ۔ فلما ر أیت صغوه و حز نه قد بلغ مرا تب کما له ۔ ا خذ نی التحنن علی حا له ۔ و اشفقت علی عینه و مبکاها ۔ و قصدت ان ار یه ید النصرة و جدوا ها ۔و عدوا ها فاسرعت الی تسلیته کالموا سین فقلت له و الله ما زا غ قلبی و ما ما ل ۔ و ما انا من الذین یحبو ن الما ل ۔ بل من الذین یتذ کرون المآ ل و ا لآ جا ل ۔ و لست شحیحاً علی النعم کا لذین کا لنعم ۔ و اننی ار حم علیك و ساحسن الیك و اعلم ان انفس القر با ت تنفیس الکر با ت ۔ و امتن اسبا ب النجاة ۔ موا ساة ذوی الحا جا ت ۔ و کنت لنصرتك من المتأهبین و لکن ایم الله لقد عا هد ت الله علی اننی لا امیل الی امرٍ فیه شبهة ۔ و لا ا ضع قد ماً فی مو ضع فیه زلة و لا اتلو المتشا بها ت حتی اوا مر ر بی فیها فا لآ ن افعل کذ لك و ار جوا من الله خیراً فلا تکو نن من القا نطین ۔ و انی ار ی ان المؤامرة اقرب للتقوی لا ن الوارث مفقود و ما نتیقن انه ما ت او هو حیّ مو جود فلا یجو ز ان یستعجل فی ما له کما ل المیتین گا لاولی ان تقصر عن القیل و القا ل ۔ حتی اوا مر ر بی عا لم الغیب ذا الجلال ۔ واستقری سبل الیقین ۔ قا ل ما منی خلاف فلا یکن لو عدك ا خلاف قلت کل وعدی مشرو ط بامر رب العا لمین ۔ فذ هب و کا ن من و جد ه الذی تیّمه کا لمعتلین ۔ فتیممت حجر تی ۔ و التزمت زاویة بقعتی ۔ اتجشم الی الله تعالی لیظهر علیّ امره ۔ و یفلق حب

الـحـقيـقة من نوا تها و يرى لبأ الا مر و قشره ـ فو الله ما امسكت ريثما يعقد شسع ـ او يشدّ نسع۔ اذا لوسن اسرى الى آ ما قی ـ و الهمت من الله الباقی ـ و انبِـئـت مـن ا خبـار مـا ذهـب و هـلـى قط اليها ما كنت اليها من المستدنين ـ فـاوحـى الـله الىّ ان ا خطب صبيه الكبيرة لنفسك ـ و قل له ليصا هر ك اولاً ثم ليقتبس من قبسك ـ و قل انى امر ت لا هبك ما طلبت من ا لا ر ض و ار ضاً ا خرى معها و احسن اليك باحسا نا ت ا خرى على ان تنكحنى ا حدى بناتك التـى هـى كبير تها و ذ لك بينى و بينك فان قلبت فستجد نى من المتقبلين ـ و ان لـم تـقبـل فا علم ان الله قد ا خبر نى ان انكا حها ر جلاً آ خر لا يبا ر ك لهـا و لا لك فـا ن لـم تز د جر فيصب عليك مصا ئب و آ خر المصا ئب مو تك فتـمـو ت بعد النكا ح الى ثلث سنين ـ بل مو تك قريب و ير د عليك و انت من الـغـا فـلـيـن ـ و كـذ لك يـمـو ت بعلها الذى يصهير زو جها الى حو لين و ستة اشهـر ـ قـضـاءً مـن الـلـه فـا صـنـع ما انت صا نعه و انى لك لمن النا صحين ۔فعبس و تو لى و كان من المعرضين۔ ثم كتبت اليه مكتو باً با يماء منا تى ـ و اشـارـة ر هـمـا نى۔ و نقمت فيه بسم الله الر حمن الر حيم اما بعد فا سمع ايها الـعـزيـز مـا لك اتخذت جدّى عبثاٍ و حسبت تبرى خبثاً ـ و و الله ما ار يد ان اشق عليك و ستجد نى ان شا ء الله من المحسنين ـ و ها انا اكتب بعهد موثق فا نك ان قلبت قو لى على ر غم انف قبيلتى فا فر ض لك حصّة فى ار ضى و خـميـلـتـى ـ و يـر تـفع الخلا ف و النزا ع بهذه الو صلة من بيننا و يصلح الله قـلـوب شـعبـى و عشيـرتـى ـ و فـى كـل مـنيتك اقتفى صغو ك و ازيل قشفك فتكون من الفا ئز ين ، لا من الفائز ين (اى الها لكين)

و الحق و الحق اقو ل انى اكتب هذا المكتو ب بخلو ص قلبى و جنا تى ـ فان

قبلت قولی و بیانی فقد صنعت لطفاً الیّ ۔ و کان لك احساناً علیّ ۔ و معروفاً لدی فاشکرك و ادعوا زیادة عمرك من ارحم الراحمین ، و انی اقیم معك عهدی ۔ انی اعطی بنتك ثلثا من ارضی و من کل ما ملکته یدی ۔ و لا تسئلنی خطة الا اعطیتك ایاها و انی من الصادقین ۔ و لن تجد مثلی فی رعایة الصلة و مودة الاقارب و حقوق الوصلة وتجدنی ناصر نوائبك و حامل اثقالك فلا تضیّع وقتك فی الاباء و لا تستنکر و لا تکونن من الممترین ۔ و ها انا کتبت مکتوبی هذا من امر ربی لا علن امری فاحفظ مکتوبی هذا فی صندوقك فانه من صدوق امین ۔ و الله یعلم اننی فیه صادق و کل ما وعدت فهو من الله تعالی و ما قلت اذ قلت و لکن انطقنی الله تعالی بالهامه ۔ و کانت هذه وصیة من ربی فقبضتها ما کان لی حاجة الیك و الی بنتك و ما ضیق الله علیّ و النساء سواها کثیرة و الله یتولی الصالحین۔ فلا تنظر الی مکتوبی بعین الارتیاب ۔ فانه کتبته بامحاض النصح و التزام الصدق و السواب ۔ و دع الجدال و انتظر الآجال ۔ فام مضی الرجل و ما حصحص الصدق فاجعل هبلاً فی جیدی و سلاسل فی ارجلی و عذبنی بعذاب لم یعذب به احد من العالمین ۔ کنتم قد طلبتم آیة من ربی فهذه آیة لکم انه یاخذ المکرین من مکان قریب و یختار ما کان اقرب التعذیبات فی حقهم و ادنی من افهامهم و اشد اثراً فی اعراضهم .۔ و اجسامهم لیری المحتالین ضعفهم و یکسر کبر الضائمین ۔ هذا ما کتبت الی احمد بیگ فی سنة ١٣٠٤ فاعرض و ابی و سکت و بکت و عاف و صلتی و صلتی و ضاق ذرعاً من نمیقتی و کان من العادین ۔ و معه عادانی قومی و عشیرته الذین کانوا اقربین ۔ و کانوا یعافون ان یزوّجوا بناتهم

اقا رب مثلی او یز وّجوا امرءّ تحته امرأة ا خری و کا نت بنته هذه الخطو بة جـا ریة حد یثة السن عذراء و کنت هینئذ جاوزت الخمسین۔ و کا ن جذوة المعادات متطایرة و نـا ر ها ملتهبة۔ فز ین القدر لنصبه و وصبه هذه الموانع فـی عیـنیـه فـصـار مـن المرتـدعین ۔ و کان یعلم سدقی و عفتی بالله ثقتی و مـقتـی و لـکن غلبت علیه الشقوة و انساه غا هة تباهتی فکان من المنکرین الـمـر ضین و ما عرا نی حزن من ذلك ا لا نکار ۔ بل فر حت فر هة المطلق من الا سـار ۔ و هـزـة المو سر بعد ا لاعسار و کنت کتبت الیه با یماء الله القهار فـعـلـمت ان الله اتم هجته علیه و علی عشیرته و لم یبق له الا عتذار و علمت انـه سیـجـعـل کـلـما تی حسراتٍ علی قلو بهم فسیذ کرو نها با کین ۔ ثم غلب قـلبه ذعر و ضجر و فجعه الها می فمکث کمس سنین لا یزو ج ا هداً بنته و لا یـخـطـب خیـفة مـن وعیـد الله و صا ر کا لمتشحطین ۔ فلما انکحها فما مضی علیه ا لا قر یباً من ستة اشهر ا لا و قد ا خذه الله و سلط علیه دا ءً کا لار ضة و فـو ضه الی قبضته المر ضة و عر که الوعکة الی ان اذ هب حواسه ا لا نف ۔ واستشـفـعـه التـلـف حتـی نـضی عنه قدر الله ثو ب المحیاد سلمه الی ابی یـحـی و مـا ت بـمیتةٍ مـحسرة و نـارٍ تطلع علی افئدةٍ و ر حل بالکر بة و انعم الـغـابر و کم حسرا ت فی بطو ن المقا بر ۔ و ان فی هذا الآ یا ت للمنکرین ۔ و عـرا ا هـلـه و اقا ر به ضجر و مسیبة ۔ کا نوا یضر بو ن و جو ههم من و با ل الـدر خـمیـن و هـم الذین کا نوا یقو لو ن ما نعلم ما الله ۔ ان هی ا لا حیا تنا الدنیا نمو ت و نهیا و ما نـحن بمبعو ثین ۔ فو جدوا و جداً عظیماً لفوت لقیاه ۔ و انـقـطـاع ۔ سـقـیـاه ۔ و بـما رأ و ا ان الالها م قد ار ی سناه ۔ و ترا ئت من کشف سـاقـه سـاقـاه ۔ و ظهـر ت مـن بـد ء امـره مـنتها ه ۔ فکا نوا مع حز نهم

متـخـوفيـن ۔ مـا تـمـضـمـضت مقلتهم بنو مها فى تلك ا لا يا م ۔ و لا تمخضت ليـلتهـم عـن يـو مهـا لـغلبة هذا الظلا م ۔ و ا حلهم نز يل المصا ئب فا حضروه شـوا ـة الكبد و ما ء ا لا نين ۔ فلما بلغهم نـحى الحما م و وعى ا للاطمات على و جـو ههـم و الـحـا طـمـات ها مهم بذ كر الر احل عن المقام ۔ انثالوا الى عقوته مـوجـفيـن ۔ و الـى دو يـرتـه الـخـر يبة موضفين ۔ فاسلوا الغرو ب ۔ و عطوا الجيوب و صكوا الخدود و شجوا الرؤس و كا نت النساء قلن فى نيا هتهم قد ا صبـح اليـو م عـدو نـا الـذى انبـأنـا قبل الوقت من السادقين فتفكروا ايها الـطـلا ب اهـذا ا ضـغـا ث ا حلا م ا هذا افتراء انسا ن ۔ و اسألوا اهل المتو فى الذين يتند مو ن فى انفسهم و يبكو ن على ميتهم و يقو لو ن يا و يلنا انا كنا خـا طـئيـن و هـنّانى ر بى و قا ل انا مهلكو بعلها كما اهلكنا ابا ها و راودو ها اليك ۔ الـحـق من ر ب فلا تكو نن من الممترين ۔ و ما نوخّره ا لا لا جل معدود قـل تـر بصوا ا لا جل و انى معكم من المتر بصين و اذا جا ء وعد الحق ! هذا الـذى كـذ بتـم بـه ام كـنتـم عـميـن ۔ هـذا مـا بشر ت من ر بى فالحمد لله رب العالمين ۔ (دا فع الوساوس ۔ آ ئينه كما لا ت اسلا م۔ ص ٥٦٧۔٥٧٦)

اس طویل عربی تحریر میں مرزا صاحب نے بہت سی دوسری باتوں کے علاوہ یہ بھی لکھا ہے کہ میری عمر پچاس سال سے متجاوز ہے اور جس لڑکی کا رشتہ مانگ رہا ہوں وہ کم سن چھوکری ہے

'و هى حديثة السن و انا متجاوز على الخمسين

(آئینہ کمالات اسلام۔ ص۵۷۴)

منکوحہ آسمانی درقادیانی شہادۃ القرآن

دافع الوساوس کے بعد مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے منکوحہ آسمانی والے معاملے کو اپنی کتاب شہادۃ القرآن مطبوعہ ۱۸۹۳ء میں بھی ذکر کیا۔ چنانچہ اس کے صفحہ نمبر ۷۹۔۸۰ میں کہا ہے:

پھر ماسوا اس کے بعض اور عظیم الشان نشان اس عاجز کی طرف سے معرض امتحان میں ہیں۔ جیسا کہ منشی عبداللہ آتھم صاحب امرتسری کی نسبت پیش گوئی جس کی میعاد ۵ جون ۱۸۹۳ء سے پندرہ مہینے تک اور پنڈت لیکھرام پشاوری کی موت کی نسبت پیش گوئی جس کی میعاد ۱۸۹۳ء سے چھ سال تک ہے اور پھر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی موت کی نسبت پیشگوئی جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے جسکی میعاد آج کی تاریخ سے جو اکیس ستمبر ۱۸۹۳ء ہے قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئی ہے۔ یہ تمام امور جو انسانی طاقتوں سے بالکل بالاتر ہیں، ایک صادق یا کاذب کی شناخت کیلئے کافی ہیں کیونکہ احیا اور اماتت دونوں خدا تعالی کے اختیار میں ہیں اور جب تک کوئی شخص نہایت درجہ کا مقبول نہ ہو، خدا تعالی اس کی خاطر سے اسکے دشمن کو اس کی دعا سے ہلاک نہیں کرسکتا۔

خصوصاً ایسے موقع پر کہ وہ شخص اپنے تئیں منجانب اللہ قرار دیوے اور اپنی اس کرامت کو اپنے صادق ہونے کی دلیل ٹھہراوے۔

سو پیش گوئیاں کوئی معمولی بات نہیں جو انسان کے اختیار میں ہو، بلکہ محض اللہ جل شانہ کے اختیار میں ہیں۔ سو اگر کوئی طالب حق ہے تو ان پیش گوئیوں کے وقتوں کا انتظار کرے۔

یہ تینوں پیش گوئیاں ہندوستان اور پنجاب کی تینوں بڑی قوموں پر حاوی ہیں۔ یعنی ایک مسلمانوں سے تعلق رکھتی ہے اور ایک ہندوؤں سے اور ایک عیسائیوں سے اور ان میں وہ پیشگوئی جو مسلمان کی قوم سے تعلق رکھتی ہے، بہت ہی عظیم الشان ہے کیونکہ اس کے اجزاء یہ ہیں:

۱۔ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو۔

۲۔اور پھر داماد اس کا جو اس کی دختر کلاں کا شوہر ہے اڑھائی سال کے اندر فوت ہو۔

۳۔اور پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تا روز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو۔

۴۔اور پھر وہ دختر کلاں تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی کے فوت نہ ہو۔

۵۔اور پھر یہ کہ یہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو۔

۶۔اور پھر یہ کہ اس عاجز (مرزا غلام احمد قادیانی) سے نکاح ہو جائے۔

اور ظاہر ہے کہ یہ تمام واقعات انسان کے اختیار میں نہیں

(شہادۃ القرآن۔ص ۷۹۔۸۰۔ یہ کتاب ۲۲ستمبر ۱۸۹۳ء کی تصنیف ہے).

قادیانی اشتہار اکتوبر ۱۸۹۴ء بابت منکوحہ آسمانی

۶۔ اکتوبر ۱۸۹۴ء کو مرزا صاحب قادیانی نے منکوحہ آسمانی کے معاملے سے متعلق ایک اشتہار شائع فرمایا (مرزا صاحب نے غلطی سے اس اشتہار پر ۶ستمبر کی تاریخ ڈال دی تھی۔ تاہم بعد کے ایک اشتہار میں اس غلطی کی وضاحت کر دی کہ اشتہار ۶۔اکتوبر کا ہے) جو مجموعہ اشتہارات قادیانی جلد ۲ صفحہ ۳۹ وغیرہ پر موجود ہے۔ اشتہار یوں ہے:

مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری اور اس کے داماد سلطان محمد کی نسبت جو پیش گوئی کی تھی، اس کی حقیقت

چونکہ بہت سے لوگ دریافت کرتے ہیں کہ اس پیش گوئی کی میعاد پوری ہوگئی اور ابھی پیش گوئی کے پورے ہونے کا نام ونشان نہیں اس لئے ان کو اصل حقیقت پر مطلع کرنے کے لئے لکھا جاتا ہے کہ اس پیش گوئی کے دو حصہ تھے پہلا اور بڑا حصہ مرزا احمد بیگ کی وفات اور اس کی دوسری مصیبتوں کے تھی اور دوسرا حصہ اس کے داماد کی وفات کی نسبت تھا جو سلطان محمد ساکن پٹی ہے۔ یہ دونوں حصے ایک ہی پیش گوئی اور ایک ہی الہام میں داخل تھے۔ چنانچہ مدت دو سال گذر چکی جو مرزا احمد بیگ میعاد کے اندر فوت ہوگیا اور جیسا کہ پیش گوئی کا منشاء تھا اس نے اپنی زندگی میں پیش گوئی کے بعد

اپنے بیٹے کی وفات اور دو ہمشیروں کی وفات اور کئی قسم کی ہرج اور تکالیف مالی اور کئی نا کامیاں دیکھ کر آخر مقام ہوشیار پور میں میعاد کے اندر وفات کی اور اس حصہ پیش گوئی کی نسبت میاں شیخ بٹالوی نے اپنی اشاعۃ السنہ میں لکھا کہ اگرچہ یہ پیش گوئی تو پوری ہوگئی مگر یہ الہام سے نہیں بلکہ علم رمل یا نجوم وغیرہ کے ذریعہ سے کی گئی۔ غرض اس بات سے بڑے بڑے دشمن بھی انکار نہ کر سکے کہ اس پیش گوئی کا نصف حصہ بڑی صفائی سے پورا ہو گیا۔ باقی رہا دوسرا حصہ جو احمد بیگ کے داماد کی وفات ہے یہ اگر میعاد مقررہ میں پورا نہ ہوا بلکہ میعاد کے بعد پورا ہوا تو اس پر وہی لوگ اعتراض کریں گے جن کو خدا تعالی کی ان سنتوں اور قانون سے بے خبری ہے جو اس کی پاک کتاب میں پائی جاتی ہیں۔ ہم کئی بار لکھ چکے ہیں جو تخویف اور انذار کی پیش گوئیاں جس قدر ہوتی ہیں جن کے ذریعہ سے ایک بے باک قوم کو سزا دینا منظور ہوتا ہے ان کی تاریخیں اور میعادیں تقدیر مبرم کی طرح نہیں ہوتیں بلکہ تقدیر معلق کی طرح ہوتی ہیں اور اگر وہ لوگ نزول عذاب سے پہلے توبہ اور استغفار اور رجوع الی الحق سے کسی قدر اپنی شوخیوں اور چالاکیوں اور تکبروں کی اصلاح کریں تو وہ عذاب کسی ایسے وقت پر جا پڑتا ہے کہ جب وہ لوگ اپنی پہلی عادات کی طرف پھر رجوع کر لیں۔ یہی سنت اللہ ہے کہ قرآن کریم اور دوسری الٰہی کتابوں سے ثابت ہوتی ہے اور چونکہ یہ سنت مستمرہ اور عادت قدیمہ حضرت باری جل اسمہ کی ہے جس کا ذکر اس کی تمام کتابوں میں پایا جاتا ہے اس لئے انذار اور تخویف کے الہامات میں کچھ ضرور نہیں ہوتا کہ شرط کے طور پر اس سنت اللہ کا الہام میں ذکر بھی کیا جائے۔ کیونکہ کوئی الہام اس سنت اللہ کے خلاف ہو ہی نہیں سکتا جو خدا تعالی کی پاک کتابوں میں دائمی طور پر پائی جاتی ہے (نوٹ: اس عادت اللہ سے تو سارا قرآن اور پہلی سماوی کتب بھری ہوئی ہیں کہ عذاب کی پیش گوئیوں کی میعاد توبہ اور استغفار سے اور حق کی عظمت کا خوف اپنے دل پر ڈالنے سے ٹلتی رہی ہے جیسا کہ یونس نبی کا قصہ اس پر شاہد ہے جن کی قوم کو قطعی طور پر بغیر بیان کسی شرط کے چالیس دن کی میعاد بتلائی گئی تھی لیکن حضرت آدم سے لے کر ہمارے نبی ﷺ تک ایسی کوئی نظیر کسی نبی کے عہد میں نہیں ملے گی اور نہ کسی ربانی کتاب میں اس کا پتہ ملے گا کہ کسی شخص یا کسی قوم نے عذاب کی خبر سن کر اور اس کی میعاد سے مطلع ہو کر قبل نزول عذاب توبہ اور خوف الٰہی کی

طرف رجوع کیا ہو اور پھر بھی ان پر پتھر برسے ہوں یا کسی اور عذاب سے وہ ہلاک کئے گئے ہوں اور اگر کسی کی نظر میں کوئی بھی نظیر ہو تو پیش کرے اور یاد رکھے کہ وہ ہرگز کسی ربانی کتاب سے پیش نہیں کر سکے گا پس ناحق ایک متفق علیہا صداقت سے انکار کر کے اپنے تئیں جہنم کا ایندھن نہ بناویں۔ مرزا قادیانی) وجہ یہ کہ ہر ایک الہام کے لئے کتاب الٰہی بطور امام اور مہیمن کے ہے اور ضرور ہے کہ الہام اپنے امام کی سنن اور حدود سے تجاوز نہ کرے ورنہ وہ الہام الٰہی نہیں ہو سکتا۔

اب اس تمہید کے بعد جاننا چاہیے کہ یہ پیش گوئی بھی بطور انذار اور تخویف کے تھی اور موت کا وعدہ بھی بطور عذاب کے وعدہ تھا کیونکہ اس کی بنیاد یہ تھی کہ جو دختر احمد بیگ مسمی سلطان محمد سے بیاہی گئی، اس کا والد اور اس کے اقارب اور عزیز بہت دے دین تھے اور تکذیب حق میں حد سے بڑھے ہوئے تھے اور ایک ان میں سخت دہریہ تھا جو اسلام سے مرتد ہو کر اسلام کے مکالف اشتہار چھپاتا اور خدا تعالیٰ کے پاک دین کی بے ادبیاں کرتا تھا اور دوسرے سب اس کے موفق اور محبّ تھے سو ایسا اتفاق ہوا کہ ایک مرتبہ اس نے اشتہار چھپایا اور اسلام کی بہت توہین کی اور اس عاجز سے اسلام کی صداقت کے لئے نشان چاہا اور آنحضرت ﷺ کے معجزات پر ٹھٹھا کیا اور دوسرے اس سے الگ نہیں ہوئے بلکہ اس کے ساتھ رہے اس لئے خدا تعالیٰ نے چاہا کہ ان کو وہ نشان دکھلا وے جس سے وہ ذلیل ہوں پس اس نے اس تمام ملحد گروہ کے حق میں مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ

كـذ بـوا بـآ يـا تـنـا و كـا نوا بها يستهزؤن فسيكفيكهم الله و ير د ها اليك لا تبديل لكلمات الله ان ر بك فعا ل لما ين يد

یعنی ان لوگوں نے ہمارے نشانوں کی تکذیب کی اور ان سے ٹھٹھا کیا سو خدا ان کے شر کو دور کرنے کے لئے تیرے لئے کافی ہوگا اور انہیں یہ نشان دکھلائے گا کہ احمد بیگ کی لڑکی ایک جگہ بیاہی جائے گی اور خدا اس کو پھر تیری طرف واپس لائے گا۔ یعنی آخر وہ تیرے نکاح میں آئے گی اور خدا سب روکیں درمیان سے اٹھا دے گا خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں تیرا رب ایسا قادر ہے کہ جس کام کا وہ ارادہ کرے اس کام کو وہ اپنے منشا کے موافق ضرور پورا کرتا ہے۔ سو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ اس

قوم کے لئے نشان تھا جو بے باکی اور نافرمانی اور ٹھٹھے میں حد سے زیادہ بڑھ گئے اور اس الہام کی تفصیل یعنی فقرہ فسیکفیکھم اللہ کی شرح دوسرے الہاموں سے یہ ہوئی تھی کہ خدا تعالیٰ احمد بیگ کو نکاح سے تین سال کے اندر بلکہ بہت قریب موت دے گا اور اس کے داماد کو اڑھائی سال کے اندر روز نکاح سے وفات دے گا اور جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں احمد بیگ میعاد کے اندر یعنی روز نکاح سے چھ ماہ بعد وفات پا گیا اور اس نے اس ڈرانے والے الہام کی کیفیت دیکھ لی جو اس کو سنایا گیا تھا۔ ویسا ہی اس کے بے دین اقارب کو اس کے مرنے کا صدمہ کامل طور پہنچ گیا لیکن اس کا داماد جو اڑھائی سال کے اندر فوت نہ ہوا تو اس کی یہی وجہ تھی جو اس عبرت انگیز واقعہ کے بعد جو احمد بیگ اس کے خسر کی وفات تھی ایک شدید خوف اور حزن اس کے دل پر وارد ہو گیا اور نہ صرف اس کے دل پر بلکہ اس کے تمام متعلقین کو اس خوف اور حزن نے گھیر لیا اور یہ بات ظاہر ہے کہ جب دو آدمی کی موت ایک ہی پیش گوئی میں بیان کی گئی ہو اور ایک ان میں سے میعاد کے اندر مر جائے تو وہ جو دوسرا باقی ہے اس کی بھی کمر ٹوٹ جاتی ہے کیونکہ ایک ہی موت کے دونوں نیچے تھے۔ پس جو زندہ رہ گیا وہ جب ایسی موت کو دیکھتا ہے ایک ایسا جانکاہ غم اس کو پکڑ لیتا ہے کہ اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے یعنی وہ بھی قریب قریب میت ہی کے ہوتا ہے سو ایک دانا سوچ سکتا ہے کہ احمد بیگ کے مرنے کے بعد جس کی موت پیش گوئی کا ایک جز تھی دوسری جز والے کا کیا حال ہوا ہوگا گویا وہ جیتا ہی مر گیا ہوگا۔ چنانچہ اس کے بزرگوں کی طرف سے دو خط ہمیں بھی پہنچے جو ایک حکیم صاحب باشندہ لاہور کے ہاتھ سے لکھے ہوئے تھے جن میں انہوں نے اپنے توبہ اور استغفار کا حال لکھا ہے۔ سو ان تمام قرائن کو دیکھ کر ہمیں یقین ہو گیا تھا کہ تاریخ وفات سلطان محمد قائم نہیں رہ سکتی کیونکہ ایسی تاریخیں جو تخویف اور انذار کے نشانوں میں سے ہوتی ہیں ہمیشہ بطور تقدیر معلق کے ہوتی ہیں اور سلطان محمد اور اس کے اقارب اس لئے مجرم ٹھہر گئے کہ انہوں نے یہ گناہ کیا کہ ان کو ہم نے بار بار بوساطت بعض مخلصوں اور نیز خطوط کے ذریعہ سے بہت کھول کر سنا دیا تھا کہ یہ پیش گوئی ایک قوم سرکش کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے تم ان کے ساتھ مل کر ویسے ہی مستوجب عذاب مت بنو مگر چونکہ وہ بھی

سخت دل اور دنیا پرست تھے اس لئے انہوں نے نہ مانا اور اسی طرح ٹھٹھہ اور ہنسی کی اور اپنی بے باکی سے اس رشتہ سے دست کش نہ ہوئے مگر احمد بیگ کی وفات کے بعد ان کے دلوں پر سخت رعب طاری ہوا اور انہوں نے ربانی پیش گوئی کے خوف وغم کو کسی قدر اپنے دلوں پر غالب کر لیا اور اگرچہ سخت دل بہت تھے لیکن احمد بیگ کے مرنے نے ان کی کمر توڑ دی اور اسی وجہ سے ان کی طرف سے عذر اور پشیمانی کے خط بھی پہنچے اور جب کہ وہ اپنے دلوں میں بہت ڈرے اور سخت ہراساں ہوئے پس ضرور تھا کہ خدا تعالی اپنی سنت قدیمہ کے موافق تاریخ عذاب کو کسی اور موقع پر ڈال دے یعنی ان دنوں پر جب کہ وہ لوگ اپنی حالت بے باکی اور تکبر اور غفلت کی طرف کامل طور سے رجوع کر لیں کیونکہ عذاب کی میعاد ایک تقدیر معلق ہوتی ہے جو خوف اور رجوع سے دوسرے وقت پر جا پڑتی ہے جیسا کہ تمام قرآن اس پر شاہد ہے۔لیکن نفس پیش گوئی یعنی اس عورت کا اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ تقدیر مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی کیونکہ اس کے لئے الہام الٰہی میں یہ فقرہ موجود ہے لا تبدیل لکلمات اللہ یعنی میری یہ بات ہرگز نہیں ٹلے گی۔پس اگر ٹل جائے تو خدا تعالی کا کلام باطل ہوتا ہے۔سو ان دنوں کے بعد جب خدا تعالی ان لوگوں کے دلوں کو دیکھے گا کہ سخت ہو گئے اور انہوں نے اس ڈھیل اور مہلت کا قدر نہ کیا جو چند روز تک ان کو دی گئی تھی تو وہ اپنی پاک کلام کی پیش گوئی پوری کرنے کے لئے متوجہ ہوگا اور اسی طرح کرے گا جیسا کہ اس نے فرمایا کہ میں اس عورت کو اس کے نکاح کے بعد واپس لاؤنگا اور تجھے دونگا اور میری تقدیر کبھی نہیں بدلے گی اور میرے آگے کوئی بات انہونی نہیں اور میں سب روکوں کو اٹھا دونگا جو اس حکم کے نفاذ سے مانع ہوں۔اب اس عظیم الشان پیش گوئی سے ظاہر ہے کہ وہ کیا کیا کرے گا اور کون کون سے قہری قدرت دکھلائے گا اور کس کس شخص کو روک کی طرح سمجھ کر اس دنیا سے اٹھا لے گا۔یہ وہ پیش گوئی ہے جو قریباً سات برس سے شائع ہو چکی ہے اور اس وقت سے بذریعہ اشتہارات شائع ہے جب کہ احمد بیگ کی دختر کا سلطان محمد سے ناطہ بھی نہیں ہوا تھا بلکہ کسی کی خیال میں بھی نہیں تھا کہ اس جگہ ناطہ ہوگا۔سو خدا نے اور روکیں تو اس عورت کے نکاح کے بعد اٹھا لیں یعنی احمد بیگ اور اس کی دو ہمشیرہ کو جو سخت مانع تھے

اس دنیا سے اٹھالیا باقی جو کچھ خدا تعالیٰ کرے گا لوگ دیکھیں گے۔ یہ نشان ہے جو ایسے لوگوں کو دیا جائے گا جو ہماری قوم اور کنبہ سے خدا سے اور خدا کے دین سے منکر اور اس غفلت خانہ سے محبت لگائے بیٹھے ہیں لیکن اب بہتیرے جاہل اس میعاد گذرنے کے بعد ہنسی کریں گے (جاننا چاہیے کہ اسلامی پیش گوئیاں بھی منجملہ سماوی علوم کے ایک عظیم الشان علم ہے جو ربانی کتاب کی سنتوں اور قانون سے باہر نہیں ہو سکتیں اور جو لوگ ان کی نسبت کچھ رائے ظاہر کریں ان پر فرض ہے کہ پہلے ربانی کتاب کا علم ان کو حاصل ہو کیونکہ وہ پیش گوئیاں الٰہی کتاب کے زیر سایہ چلتی ہیں۔ مرزا قادیانی) اور اپنی بدنصیبی سے صادق کا نام کاذب رکھیں گے لیکن وہ دن جلد آتے جاتے ہیں کہ جب یہ لوگ شرمندہ ہوں گے اور حق ظاہر ہو گا اور سچائی کا نور چمکے گا اور خدا تعالیٰ کے غیر متبدل وعدے پورے ہو جائیں گے کیا کوئی زمین پر ہے جو ان کو روک سکے؟ بدبخت انسان بدظنی کی طرف جلدی کرتا ہے اور حلیم طبیعت اور عمیق فکر کے ساتھ نہیں سوچتا۔

اے بدفطرتو! اپنی فطرتیں دکھلاؤ لعنتیں بھیجو۔ ٹھٹھے کرو اور صادقوں کا نام کاذب اور دروغگو رکھو۔ لیکن عنقریب دیکھو گے کہ کیا ہوتا ہے۔ تم ہم پر لعنت کرو تا فرشتے تم پر لعنت کریں۔ میں نے بہت چاہا کہ تمہارے اندر سچائی ڈالوں اور تاریکی سے تمہیں نکالوں اور نور کے فرزند بناؤں لیکن تمہاری بدبختی تم پر غالب آ گئی۔ سو اب جو چاہو لکھو تم مجھے دیکھ نہیں سکتے جب تک وہ دن نہ آوے کہ جو قادر کریم نے میرے دکھانے کے لئے مقرر کر رکھا ہے ضرور تھا کہ تمہیں ابتلاء میں ڈالے اور تمہاری آزمائش کرے تا تمہارے جھوٹے دعوے فہم اور فراست اور تقویٰ اور علم قرآن کے تم پر کھل جائیں یاد رکھو کہ عورت مذکورہ کے نکاح کی پیش گوئی اس قادر مطلق کی طرف سے ہے جس کی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔ لیکن قرآن بتلا رہا ہے کہ ایسی پیش گوئیوں کی میعادیں معلق تقدیر کی قسم سے ہوتی ہیں لہذا ان کی تبدل اور تغیر کی وجوہ پیدا ہونے کے وقت ضرور وہ تاریخیں اور میعادیں ٹل جاتی ہیں یہی سنت اللہ ہے جس سے قرآن بھرا پڑا ہے پس ہر ایک پیش گوئی جو وحی اور الہام کے ذریعہ سے ہو گی ضرور ہے کہ وہ اسی سنت کے موافق ہو جو خدا تعالیٰ کی کتابوں میں قرار پا چکی ہے اور اس زمانہ میں اس

سے یہ فائدہ بھی متصور ہے کہ جو علوم ربانی دنیا سے اٹھ گئے تھے پھر لوگوں کی نظر ان پر پڑے اور معارف قرآنی کی تجدید ہو جائے اور نہ صرف پیش گوئی ظاہر ہو بلکہ ساتھ اس کے معارف بھی تازہ ہو جائیں اور پیش گوئی کے متعلق جو دقیقہ معرفت ہے وہ یہ ہے کہ یہ پیش گوئی اسی قوم کے ڈرانے کے لئے ہے جن کی طبیعتوں میں الحاد اور ارتداد غلبہ کر گیا تھا اسی وجہ سے خدا تعالی نے اس پیش گوئی کے پہلے کلمات میں ہی فرمایا کہ یہ لوگ میری آیتوں کی تکذیب کرتے اور میرے نشانوں سے ٹھٹھا کرتے ہیں پس جب کہ یہ پیش گوئی انذار اور تخویف پر مشتمل تھی اور موت کے وعدے محض عذاب کے طور پر تھے اس لئے ضرور تھا کہ خدا تعالی عذاب اور تاخیر عذاب میں اپنی اس سنت اور عادت کا اس جگہ بھی پابند ہو جس کا ذکر قرآن کریم میں بتصریح موجود ہے کیونکہ اللہ تعالی نے اس مہیمن اور امام کتاب میں یہ دائمی قاعدہ باندھ دیا ہے کہ فاسقوں اور کافروں کے رجوع اور توبہ سے میعاد عذاب میں تاخیر واقع ہو جاتی ہے اور پھر جب وہ فسق اور کفر اور سرکشی اور شوخی اور تکبر کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اپنے ہاتھ سے اسباب ہلاکت پیدا کر لیتے ہیں تو وہ لا زوال وعدہ ظہور پذیر ہو جاتا ہے اور جب کتاب انذار اور تخویف پر مشتمل تھی اور موت کے وعدے محض عذاب کے طور پر تھے اس لئے ضرور تھا کہ خدا تعالی عذاب اور تاخیر عذاب میں اپنی اس سنت اور عادت کا اس جگہ بھی پابند ہو جس کا ذکر قرآن کریم میں بتصریح موجود ہے کیونکہ اللہ تعالی نے اس مہیمن اور امام کتاب میں یہ دائمی قاعدہ باندھ دیا ہے کہ فاسقوں اور کافروں کی رجوع اور توبہ سے میعاد عذاب میں تاخیر واقع ہو جاتی ہے اور پھر جب وہ فسق اور کفر اور سرکشی اور شوخی اور تکبر کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اپنے ہاتھ سے اسباب ہلاکت پیدا کر لیتے ہیں تو وہ لا زوال وعدہ ظہور پذیر ہو جاتا ہے اور جب کتاب الٰہی میں ایک صریح سنت موجود ہو جس کی رعایت بہر حال ضروری ہے تو الہام میں یہ ضروری نہیں ہوگا کہ شرط کے طور پر اس سنت ک ذکر کیا جائے کیونکہ الہام ہمیشہ کتاب الٰہی کا تابع اور اس کی شرائط کا پابند ہے اور ممکن نہیں کہ صحیح اور حق الہام اس کے برخلاف ہو پس اگر الہام میں ایک بات کا شرط کے طور پر صریح ذکر موجود ہو یا نہ ہو لیکن اگر اس بات کا کلام الٰہی میں صریح ذکر

موجود ہے اور وہ سنت اللہ ہے تو بموجب آیت کریمہ و لن تجد لسنة الله تبد یلاً وہ سنت اللہ اگر اس کا موقعہ الہامی پیش گوئی میں پیدا ہو جائے تو ضرور پوری ہو گی اور ممکن نہ ہو گا کہ اس کے برخلاف الہام ظاہر ہو سکے (یہ بالکل سچ اور سراسر سچ ہے کہ سنت اللہ کے مخالف یعنی اس عادت اللہ کے مخالف جو ربانی کتابوں میں قرار پا چکی ہے کوئی الہام ظاہر نہیں کر سکتا چاہیے کہ رائے لگانے سے پہلے اس بات پر خوب زور سے بحث کر لو پھر رائے لگاؤ ورنہ وہ رائے سراسر ملحدانہ ہو گی۔مرزا قادیانی) مثلاً اگر کسی الہام میں عذاب کے طور پر کسی سرکش انسان کے لئے وعدہ ہے کہ وہ فلاں تاریخ تک مرے گا اور اس کا مرنا عذاب کے طور پر ہو گا اور الہام میں کوئی اور شرط بصراحت موجود نہیں یعنی یہ نہیں بیان کیا گیا کہ اگر وہ سرکشی کے طریق کو چھوڑ دے گا تو عذاب ملتوی ہو جائے گا۔سو اگر ایسے الہام کی میعاد میں وہ شخص جس کی نسبت الہام ہے توبہ اور استغفار کرے اور اپنے دل پر اس الہام الٰہی کی عظمت ڈال لے تو سنت اللہ اسی طرح پر ہے کہ وہ عذاب کا وقت ٹل جاتا ہے اور دوسرے وقت پر عذاب جا پڑتا ہے۔یعنی جب پھر سرکشی کی طرف رجوع کرے تو عذاب نازل ہو جاتا ہے اور یہ تاخیر عذاب ایک مہلت دہی کے طور پر ہوتی ہے۔پس اگر وہ شخص اس تاخیر عذاب کی وجوہ بکلی اپنے سر سے اٹھا لیوے مثلاً اگر کافر ہے تو سچ مچ مسلمان ہو جائے اور اگر ایک جرم کا مرتکب ہے تو سچ مچ اس جرم سے دست بردار ہو جائے تو خدا تعالیٰ کے ظل امان میں آ جاتا ہے۔پھر اگر کبھی مرتا بھی ہے تو عذاب سے نہیں بلکہ موت مقدر کی ضرورت کے باعث سے مرتا ہے لیکن اگر سرکشی کو اور ان تمام امور کو جو اس کی سرکشی پر شاہد اور خدا تعالیٰ کے ارادہ کے مخالف ہوں چھوڑنا نہ چاہے اور سچی اطاعت سے دور رہے تو پھر اس عذاب سے بچ نہیں سکتا جو اس کے لئے مقدر ہے۔یہ تعلیم قرآن اور خدا تعالیٰ کی ساری کتابوں کی ہے اور اسی کے نیچے وہ تمام الہامات ہیں جو اولیاء اللہ کو ہوتے ہیں اور کوئی الہام اس سنت اللہ کے مخالف نہیں ہوتا۔اور اگر چہ بظاہر مخالف ہو تو اس کے صحیح معنی وہی ہوں گے جو اس سنت اللہ کے موافق ہوں۔پس یہی ربانی الہامات کی اصل حقیقت اور سچی فلاسفی ہے جس کے ماننے بغیر انسان کو کچھ بن نہیں پڑتا لیکن دنیا میں بہتیرے ایسے یاوہ گو اور احمق ہیں جو اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتے

کہ اگر کسی الہام میں خدا تعالیٰ کی طرف سے میعاد مقرر ہو تو ضرور وہ میعاد اپنے وقت مقررہ پر پوری ہونی چاہیے مگر ایسے لوگ اپنی بے وقوفی اور حماقت کی وجہ سے نہایت ہی قابل رحم ہیں۔ وہ نہیں سمجھے کہ پیش گوئیوں کا خدا تعالیٰ کی کامل صفات اور ربانی کتاب کے موافق ظاہر ہونا ضروری ہے جب کہ وہ نہایت ہی رحیم وکریم وحلیم ہے اور ڈرنے والے کو ایسے طور سے نہیں پکڑتا جیسا کہ سخت دل اور بے باک کو پکڑتا ہے اور سچی توبہ اور صدقہ اور خیرات سے عذاب میں تاخیر ڈال دیتا ہے تو یہ بات نہایت ضروری ہے کہ اس کے وعدے اور اس کی پیش گوئیاں اس کی صفات کے مخالف نہ ہوں۔ اور یہ بات تو عام لوگوں کے لئے ہے جو خدا تعالیٰ کی کتابوں کو غور سے نہیں دیکھتے لیکن جو لوگ خدا تعالیٰ کی پاک کتاب قرآن کریم میں تدبر کر سکتے ہیں اور ان الٰہی سنتوں کے واقف سے نہیں ڈرتے اس لئے ان کی پردہ دری کے لئے ایک اور انتظام کی ضرورت ہے (اس انتظام کی اس لئے ضرورت ہے کہ بعض ملحدین جن کے سیاہ دل ہیں ضرور یہ کہیں گے کہ اب اپنے بچاؤ کے لئے یہ باتیں بنالی ہیں، لہٰذا واجب ہے کہ یہ فیصلہ قرآن کریم اور آثار نبویہ کی رو سے کیا جائے اور مومن کو چاہیے کہ ہر یک مقدمہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف رد کرے۔ اور ہر ایک امر میں خدا کی کتاب کو معیار بناوے اور جو شخص قرآن اور رسول کے فیصلہ پر راضی نہ ہو اور کوئی اور راہ ڈھونڈھے تو وہ وہی ہے جو بے ایمان اور حیلہ ساز ہے۔ مرزا قادیانی) اور وہ یہ ہے کہ اگر وہ کسی طرح اپنی بے ایمانی اور یاوہ گوئی سے باز نہ آویں تو ہم ان میں سے شیخ محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبدالجبار غزنوی ثم امرتسری اور مولوی رشید احمد گنگوہی کو اس فیصلہ کے لئے منتخب کرتے ہیں کہ اگر وہ تینوں یا ان میں سے کوئی ایک ہمارے اس بیان کا منکر ہو، اور اس کا یہ دعویٰ ہو کہ کوئی ایسی الہامی پیش گوئی جس میں عذاب موت کے لئے کوئی تاریخ مقرر کی گئی ہو، اس تاریخ کے بارے میں خدا تعالیٰ کا یہ قانون قدرت اور سنت قدیمہ نہیں ہے کہ وہ ایسے شخص یا ایسی قوم کی توبہ یا خائف اور ہراساں ہونے سے جن کی نسبت وہ وعدہ عذاب ہے، دوسرے وقت پر جا پڑے تو طریق فیصلہ یہ ہے کہ وہ ایک تاریخ مقرر کر کے جلسہ عام میں اس بارہ میں نصوص صریحہ کتاب اللہ اور احادیث نبویہ اور کتب سابقہ کی ہم سے سنیں، اور صرف دو گھنٹہ تک ہمیں مہلت دیں، تا ہم کتاب اور سنت اور پہلی

سماوی کتابوں کے دلائل شافیہ اپنی تائید دعوی میں ان کے سامنے پیش کر دیں، پھر اگر وہ قبول کر لیں تو چاہیے کہ حیا اور شرم کر کے آئندہ ایسی پیش گوئیوں کی تکذیب نہ کریں بلکہ خود مؤید اور مصدق ہو کر دوسرے منکروں کو سمجھاتے رہیں، اور خدا تعالی سے ڈریں اور تقوی کا طریق اختیار کریں۔ اور اگر ان نصوص اور دلائل سے منکر ہوں اور ان کا یہ خیال ہو کہ یہ دعوی نصوص صریحہ سے ثابت نہیں ہو سکا اور جو دلائل بیان کئے گئے ہیں وہ باطل ہیں، تو ہم ان کے لئے دو سو روپیہ نقد کا انعام مقرر کرتے ہیں کہ وہ اسی جلسہ میں تین مرتبہ بدیں الفاظ قسم کھائیں کہ:

اے خدا قادر ذوالجلال جو جھوٹوں کو سزا دیتا اور سچوں کی حمایت کرتا ہے، میں تیری ذات کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں کہ جو کچھ دلائل پیش کئے گئے وہ سب باطل ہیں، اور تیری ہرگز یہ عادت نہیں کہ عذاب کے وعدوں اور میعادوں میں کسی کی توبہ یا خائف اور ہراساں ہونے سے تاخیر کر دے، بلکہ ایسی پیش گوئی سراسر جھوٹ ہے یا شیطانی ہے اور ہرگز تیری طرف سے نہیں۔ اور اے قادر خدا، اگر تو جانتا ہے کہ میں نے جھوٹ بولا ہے اور حق کے برخلاف کہا ہے تو مجھے ذلت اور دکھ کے عذاب سے ہلاک کر اور جس کی میں نے تکذیب کی ہے اس کو میری ذلت اور میری تباہی اور میری موت دکھا دے۔

اور اس دعا کے ساتھ ہر یک دفعہ ہم آمین کہیں گے۔ اور تین مرتبہ دعا ہو گی اور تین مرتبہ ہی آمین۔ اور بعد اس کے بلا توقف اس قسم کھانے والے کو دو سو روپیہ نقد دیا جائے گا۔ اور ہم واپسی کی شرط نہیں کرتے۔ ہمارے لئے یہ کافی ہے کہ ان لوگوں میں سے کوئی سخت موذی عذاب الہی میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو، اور لوگ عبرت پکڑیں اور راہ راست پر آویں، اور شیاطین کے پنجہ سے مخلصی پاویں۔ لیکن اگر کوئی اب بھی باز نہ آوے اور بے جا تکذیب سے زبان بند نہ کرے، تو وہ صریح ظالم اور خدا تعالی کی کتاب سے منہ پھیرنے والا ہے۔

پس حق کے طالبوں کو چاہیے کہ ایسے دروغ گو اور مفسد کی کسی بات پر اعتماد نہ کریں، کیونکہ اس نے سچائی کی طرف رخ نہیں کیا اور دانستہ جھوٹ کی پیروی کی۔

اس سے زیادہ ہم کیا لکھیں اور کیا کہیں اور کس طور سے ایسے دلوں کو سمجھا دیں جو دانستہ حق سے منہ پھیر رہے ہیں۔ اگر ہمارے مخالف سچے ہیں تو اس طریق فیصلہ کو قبول کریں، ورنہ جو لوگ صاف اور سچے فیصلہ سے انکار کریں اور تکذیب سے باز نہ آویں تو ان پر نہ انسان بلکہ فرشتے لعنت کرتے ہیں۔ والسلام علی من اتبع الہدی۔ راقم غلام احمد از قادیان۔ ۶ ستمبر ۱۸۹۴ء مطبوعہ ریاض ہند پریس

(یاد رہے کہ اس اشتہار کی صحیح تاریخ ۶۔ اکتوبر ۱۸۹۴ء ہے۔ بہاء)

اشتہار انعامی چار ہزار میں منکوحہ آسمانی

مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ اشتہار ڈپٹی عبداللہ آتھم عیسائی کے مقابل ۲۷۔ اکتوبر ۱۸۹۴ء کو شائع کیا تھا اور مجموعہ اشتہارات قادیانی۔ جلد ۲ کے صفحات ۹۰ تا ۱۱۶ پر منقول ہے۔ اس اشتہار میں مرزا قادیانی نے لکھا:

انہیں (آتھم کو) اس پیش گوئی سے پہلے جوان کی نسبت کی گئی تھی (۱۵ ماہ میں موت کی) خوب معلوم تھا کہ احمد بیگ کی نسبت جو موت کی پیش گوئی کی گئی تھی جس کو اڈیٹر نور افشان نے چھاپ بھی دیا تھا اور جس کے بہت سے اشتہار بھی شائع ہو چکے تھے وہ کیسی صفائی سے پوری ہوئی۔ ان کو خوب یاد ہوگا کہ انہیں ایام انعقاد مباحثہ (امرتسر ۱۸۹۳ء) میں اس پیش گوئی کا پورا ہونا بذریعہ ایک خط کے ان پر ظاہر کر دیا گیا تھا۔ پس اسی سبب سے اس پیش گوئی (۱۵ ماہہ) کا غم ان (آتھم) کے دل پر بہت ہی غالب ہوا کیونکہ وہ نمونہ کے طور پر ایک پیش گوئی کا پورا ہونا ملاحظہ کر چکے تھے ...پیش گوئی (۱۵ ماہہ) کے پورے ہونے کا احتمال آتھم صاحب کی نظر میں کئی وجوہ سے قوی تھا کیونکہ وہ احمد بیگ کی موت کی پیش گوئی کا پورا ہونا مجھ سے سن چکے تھے (مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری اور اس کے داماد کی نسبت ایک ہی پیش گوئی تھی اور احمد بیگ کی نسبت جو ایک حصہ پیش گوئی کا تھا وہ نور افشاں میں بھی شائع ہو چکا تھا غرض احمد بیگ میعاد کے اندر فوت ہو گیا اور اس کا فوت ہونا اس کے داماد اور تمام عزیزوں کے لئے سخت ہم وغم کا موجب ہوا چنانچہ ان لوگوں کی طرف سے توبہ اور رجوع کے خط اور پیغام بھی آئے جیسا کہ ہم نے اشتہار ۶۔ اکتوبر ۱۸۹۴ء میں جو غلطی سے ۶ ستمبر ۱۸۹۴ء لکھا گیا ہے مفصل ذکر کر دیا ہے۔ پس اس دوسرے حصہ یعنی احمد بیگ کے داماد کی وفات

کے بارے میں سنت اللہ کے موافق تاخیر ڈالی گئی۔مرزا قادیانی) (نوٹ: احمد بیگ کے داماد کا قصور یہ تھا کہ اس نے تخویف کا اشتہار دیکھ کر اس کی پرواہ نہ کی۔خط پر خط بھیجے گئے ان سے کچھ نہ ڈرا۔پیغام بھیج کر سمجھایا گیا کسی نے اس طرف ذرا التفات نہ کی۔اور احمد بیگ سے ترک تعلق نہ چاہا بلکہ وہ سب گستاخی اور استہزاء میں شریک ہوئے۔ سو یہی قصور تھا کہ پیش گوئی کو سن کر پھر ناطہ کرنے پر راضی ہوئے اور شیخ بٹالوی کا یہ کہنا کہ نکاح کے بعد طلاق کے لئے ان کو فہمائش کی گئی تھی یہ سراسر افتراء ہے بلکہ ابھی تو ناطہ بھی نہیں ہو چکا تھا جب کہ ان کو حقیقت سے اطلاع دی گئی تھی اور اشتہار تو کئی برس پہلے شائع ہو چکے تھے۔مرزا قادیانی) جیسا کہ ہم بار بار بیان کر چکے ہیں کہ انذار اور تخویف کی پیش گوئیوں میں یہی سنت اللہ ہے کیونکہ خدا کریم ہے اور وعید کی تاریخ کو توبہ اور رجوع کو دیکھ کر کسی دوسرے وقت پر ٹال دینا کرم ہے اور چونکہ اس ازلی وعدہ کے رو سے یہ تاخیر خدا کریم کی ایک سنت ٹھہر گئی ہے جو اس کی تمام پاک کتابوں میں موجود ہے اس لئے اس کا نام تخلف وعدہ نہیں بلکہ ایفائے وعدہ ہے کیونکہ سنت اللہ کا وعدہ اس سے پورا ہوتا ہے بلکہ تخلف وعدہ اس صورت میں ہوتا کہ جب سنت اللہ کا عظیم الشان وعدہ ٹال دیا جاتا مگر ایسا ہونا ممکن نہیں کیونکہ اس صورت میں خدا تعالی کی تمام کتابوں کا باطل ہونا لازم آتا ہے۔مرزا قادیانی) اور اس پیش گوئی کی کیفیت میرے اشتہارات اور پرچہ نور افشان میں پڑھ چکے تھے.......

اگر ہم سچے ہیں تو خدا تعالی ان پیش گوئیوں کو پورا کر دے گا اور اگر یہ باتیں خدا تعالی طرف سے نہیں ہیں تو ہمارا انجام نہایت بد ہوگا اور ہرگز یہ پیش گوئیاں پوری نہیں ہوں گی۔

ر بنا افتح بيننا و بين قو منا بالحق و انت خير الفا تحين

اور میں بالآخر دعا کرتا ہوں کہ اے خدائے قادر وعلیم اگر آتھم کا عذاب مہلک میں گرفتار ہونا اور احمد بیگ کی دختر کلاں کا آخر اس عاجز (مرزا) کے نکاح میں آنا، یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے ہیں تو ان کو ایسے طور سے ظاہر فرما جو خلق اللہ پر حجت ہو اور کور باطن حاسدوں کا منہ بند ہو جائے اور اگر اے خداوند یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے نہیں ہیں، تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر۔ اگر میں تیری نظر میں مردود اور ملعون اور دجال ہی ہوں جیسا کہ مخالفوں نے سمجھا ہے اور تیری وہ رحمت میرے ساتھ نہیں جو تیرے بندے ابراہیم کے ساتھ اور اسحاق کے ساتھ اور اسماعیل کے ساتھ اور یعقوب کے ساتھ اور موسی کے ساتھ اور داؤد کے ساتھ اور مسیح ابن مریم کے ساتھ اور خیر

الانبیاء محمد ﷺ کے ساتھ اور اس امت کے اولیاء کرام کے ساتھ تھی تو مجھے فنا کر ڈال اور ذلتوں کے ساتھ مجھے ہلاک کر دے اور ہمیشہ کی لعنتوں کا نشانہ بنا اور تمام دشمنوں کو خوش کر اور ان کی دعائیں قبول فرما۔

لیکن اگر تیری رحمت میرے ساتھ ہے اور تو ہی ہے جس نے مجھ کو مخاطب کر کے کہا

انت و جیه فی حضر تی اختر تك لنفسی؛

اور تو وہی ہے جس نے مجھ کو مخاطب کر کے کہا یحمد ك الله من عر شه؛

اور تو ہی ہے جس نے مجھ کو مخاطب کر کے کہا یا عیسی الذی لا یضاع وقته؛

اور تو ہی ہے جس نے مجھ کو مخاطب کر کے کہا الیس الله بکا فٍ عبده؛

اور تو ہی ہے جس نے مجھ کو مخاطب کر کے کہا قل انی امر ت و انا او ل المو منین؛

اور تو ہی ہے جو غالباً مجھے ہر روز کہتا رہتا ہے انت معی و انا معك

تو میری مدد کر اور میری حمایت کے لئے کھڑا ہو جا۔ و انی مغلو ب فا نتصر ۔راقم خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ۲۷۔اکتوبر ۱۸۹۴ء۔ریاض ہند امرتسر (مجموعہ اشتہارات قادیانی جلد ۲)

یہ بڑی جامع دعا ہے۔مرزائی بتائیں کہ یہ دعا قبول ہوئی کہ نہیں؟ اس میں بتایا گیا ہے کہ اگر محمدی بیگم سے میری (مرزا قادیانی) شادی نہ ہو تو میں مردود ملعون دجال جھوٹا ہوں اور پیش گوئی خدا کی طرف سے نہیں ہے اور درج بالا الہامات بھی خدا کی طرف سے نہیں ہیں۔گویا میں مفتری علی اللہ ہوں۔

نیز مرزا صاحب نے کہا انی مغلوب فا نتصر۔کہ محمدی بیگم سے میری شادی نہیں ہو رہی، اس لئے میں مغلوب ہو گیا ہوں۔تو میری مدد فرما، یہ شادی میری کروا دے، تاکہ مجھے فتح اور غلبہ نصیب ہو۔

محمدی بیگم سے شادی نہ ہو سکنا اس بات کی دلیل ہے کہ مرزا صاحب قادیانی تا عمر مغلوب رہے، وہ فتح یاب نہیں ہوئے، اور خدا تعالی نے کی ان کی فتح و نصرت کی دعاء قبول نہیں فرمائی۔

اس پس منظر میں مرزائی حضرات غور فرمائیں کہ جب وہ کہا کرتے ہیں کہ مرزا صاحب قادیانی اپنے تمام مخالفوں پر غالب رہا کرتے تھے اور غالب رہے، وغیرہ، ان کے یہ دعاوی کس قدر خلاف واقعہ ہیں۔

کرامات الصادقین میں منکوحہ آسمانی

مرزا صاحب قادیانی نے اپنے رسالہ کرامات الصادقین میں لکھا ہے:

و بشر نی بفتو حا ت و آ یا ت و کرا ما ت و منّ علیّ بتأییده المبین ۔ فمنها ما وعدنی ر بی فی عشیر تی ا لا قربین انهم کا نوا یکذ بو ن بآ یا ت الله و کا نوا بها یستهزؤون و یکفرون بالله و رسو له و قا لوا لا حا جة لنا الی الله و لا الی کتا به و لا الی رسو له خا تم النبیین و قالوا لا نتقبل آ یة حتی یرینا الله آ یة فی انفسنا و انّا لا نو من بالفرقا ن و لا نعلم ما الرسا لة و ما الا یما ن و انّا من الکا فر ین ۔ فدعوت ر بی بالتضرع و ا لا بتها ل و مددت الیه ایدی السؤا ل فا لهمنی ر بی و قا ل سأریهم آ یة من انفسهم و ا خبر نی و قا ل انی سأجعل بنتاً من بنا تهم آ یة لهم فسمّا ها و قا ل انها ستجعل ثیبة و یمو ت بعلها و ابو ها الی ثلا ث سنة

قا ل انّها (عبارت اسی طرح ہے۔نوٹ از مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ) سیجعل ثیبة و یموت بعلها و ابوها الی ثلاث سنة من یوم النکا ح ثمّ نرد ها الیك بعد مو تهما و لا یکون ا حد هما من العا صمین ۔ و قا ل انّا را دأو ها الیك لا تبد یل لکلمات الله ان ربك فعال لما یر ید ۔ فقد ظهر ا حد وعدیه و ما ت ابو ها فی وقت موعود فکو نوا لوعده ا لآ خر من المنتظرین ۔ فتا ملوا فی هذا تا مل المنتقد و انظروا بالمصبا ح المتّقد هل هو فعل الله تعا لی او کید المفترین ۔ و هل یجوز ان ان یستجیب الله دعاء ملحد کا فر کما یستجیب دعا المقبو لین و

کیف یخفی امر ر جل یمیت الله لا جل اعزا زه و اجلا له ر جلین و یجعله فی انبائه الغیبیة من الصادقین ۔ ان الله لا یظهر علی غیبه ا حداً ا لا من ار تضی من رسو ل الذی ار سله لا صلا ح الخلق فی زیّ ا لا نبیاء و المحد ثین ۔

(حا شیه : و اسم بعلها سلطان محمد ابن محمد بیك و محمد بیك ابن نظا م الدین و اسم عم بعلها محمود بیك و هم سکا ن قر یة منحو سة المسماة فتّی فی ضلع لا هور ۔ و اسم ابیها مرزا ا حمد بیك و توفی بعد الها می هذا فی میعاد ا لا لها م ۔ و اما بعلها سلطان محمد فحیّ و بقی من میعاد مو ته قر یباً من السنة ۔ ر بنا افتح بیننا و بین قو منا بالحق و انت خیر الفا تحین ۔ مرزا قادیانی۔ اصفر۱۳۱۰ھ)

(اخیر صفحہ سرورق کرامات الصادقین ۔قادیانی خزائن ج ۷ص ۱۶۲۔۱۶۳)۔

یعنی خدا تعالی نے کہا کہ وہ عورت یعنی مرزا احمد بیگ کی لڑکی مسماۃ محمدی (جس کے نکاح میں آنے کے مرزا صاحب قادیانی کو الہام ہوتے تھے اور وہ دوسری جگہ بیاہی گئی) بیوہ ہو جائے گی ۔اس کا خاوند اور اس کا باپ روز نکاح سے تین سال کے اندر اندر مر جائینگے ۔پھر ہم (خدا تعالی) اس کو تیرے (مرزا قادیانی کے) پاس (نکاح میں) لے آئینگے اور ان دونوں میں سے اس کی حفاظت کرنیوالا کوئی نہ ہوگا۔

ظاہر ہے کہ واقعات آئندہ نے ثابت کر دیا کہ مرزا صاحب قادیانی مفتری علی اللہ تھے ۔ایسی باتیں اللہ تعالی سے منسوب کر رہے تھے جو جو خدائی الہام سے نہیں تھیں کیونکہ مرزا صاحب قادیانی تا عمر اس عورت کے آرزومند رہے اور دعائیں بھی کرتے رہے ہوں گے ۔محمدی بیگم سے شادی کا الہام مرزا صاحب قادیانی کو اولاً ۱۸۸۶ء میں ہوا ۔اور جب آپ نے یہ رشتہ اپنے لیے طلب کیا اس وقت لڑکی نابالغ چھوکری تھی ۔اس کے بعد کئی مرتبہ اس الہام کی توثیق کے الہامات ہوئے ۔لیکن جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا لوگوں کے اعتراضات بڑھتے جا رہے تھے ۔لوگ کہتے تھے کہ ایک کم عمر لڑکی کا بڑی عمر کے آدمی سے نکاح نہیں ہوگا ۔اور مرزا صاحب کی عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ اس نکاح کے امکانات مزید کم ہوتے جا رہے تھے ۔دوسری طرف مرزا صاحب نے اپنے الہامات اور دعاوی کی صداقت کو اس شادی سے وابستہ کر رکھا تھا ۔اس ماحول میں جب

لوگوں کا طعن و تمسخر مرزا صاحب کے لیے نا قابل برداشت ہوتا ہوگا تو کیا وہ اللہ تعالی سے دعا نہیں کرتے ہوں گے کہ اے اللہ تو نے اس شادی کا الہام کر کے مجھے جس مصیبت میں ڈال دیا ہے اس سے نکالنے کا بھی انتظام فرما۔ اور اس شادی کے موانع دور فرما دے۔ وغیرہ۔ بعد کے واقعات نے تاہم ثابت کر دیا کہ مرزا صاحب کی ایسی دعائیں بھی شرف قبولیت سے محروم رہی ہیں۔

منکوحہ آسمانی در انوارالاسلام قادیانی

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنے ۲۷۔ اکتوبر ۱۸۹۴ء والے اشتہار انعامی چار ہزار کی عبارت اپنے رسالہ انوارالاسلام میں بھی درج فرمائی تھی اور دعوی کیا کہ یہ منکوحہ آسمانی ان کے نکاح میں ضرور آئے گی ۔ اگر ایسا نہ ہوا تو انہیں دجال و کذاب سمجھا جائے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

اگر ہم سچے ہیں تو خدا تعالیٰ ان پیش گوئیوں کو پورا کر دے گا۔ اور اگر یہ باتیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں تو ہمارا انجام نہایت بد ہوگا۔ اور ہرگز یہ پیش گوئیاں پوری نہیں ہوں گی۔

ربنا افتح بیننا و بین قو منا بالحق و انت خیر الفا تحین۔

اور میں بالآخر دعا کرتا ہوں کہ اے خدا قادر و علیم اگر آتھم کا عذاب مہلک میں گرفتار ہونا اور احمد بیگ کی دختر کا اس عاجز کے نکاح میں آنا، یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے ہیں، تو ان کو ایسے طور پر ظاہر فرما جو خلق اللہ پر حجت ہو، اور کور باطن حاسدوں کا منہ بند ہو جائے۔ اور اگر اے خداوند یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے نہیں ہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر۔ اگر میں تیری نظر میں مردود اور ملعون اور دجال ہی ہوں جیسا کہ مخالفوں نے سمجھا ہے، اور تیری وہ رحمت میرے ساتھ نہیں جو تیرے بندہ ابراہیم کے ساتھ اور اسحاق کے ساتھ اور اسماعیل کے ساتھ اور یعقوب کے ساتھ اور موسیٰ کے ساتھ اور داؤد کے ساتھ اور مسیح ابن مریم کے ساتھ اور خیر الانبیاء محمد ﷺ کے ساتھ اور اس امت کے اولیاء کرام کے ساتھ تھی، تو مجھے فنا کر ڈال۔ اور ذلتوں کے ساتھ مجھے ہلاک کر، اور ہمیشہ کی لعنتوں کا نشانہ بنا، اور تمام دشمنوں کو خوش کر، اور ان کی دعائیں قبول فرما۔ لیکن اگر

تیری رحمت میرے ساتھ ہے اور تو ہی ہے جس نے مجھ کو مخاطب کر کے کہا انت وجیہ فی حضرتی اختر تك لنفسی اور تو ہی ہے جس نے مجھ کو مخاطب کر کے کہا یحمدك الله من عرشه اور تو ہی ہے جس نے مجھ کو مخاطب کر کے کہا یا عیسیٰ الذی لا یضاع وقته اور تو ہی ہے جس نے مجھ کو مخاطب کر کے کہا الیس الله بکاف عبده اور تو ہی ہے جس نے مجھ کو مخاطب کر کے کہا قل انی امرت وانا اول المئومنین اور تو ہی ہے جو غالباً مجھے ہر روز کہتا رہتا ہے انت معی وانا معك تو میری مدد کر اور میری حمایت کے لیے کھڑا ہو جا۔ و انی مغلوب فانتصر۔ راقم خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ۲۷ اکتوبر ۱۸۹۴ء۔

(انوار الاسلام۔ قادیانی خزائن۔ ج ۹ ص ۱۲۴۔ ۱۲۵)۔

منکوحہ آسمانی در انجام آتھم

۱۸۹۶ء میں لکھی جانے والی کتاب انجام آتھم کے ایک حاشیے میں مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں:

پرچہ شحنہ ہند میرٹھ یکم ستمبر ۱۸۹۶ء کے پہلے صفحہ میں ہی ایک نامہ نگار صاحب نے اس عاجز کی پیشگوئی آتھم وغیرہ کی نسبت کچھ نکتہ چینی کر کے اخیر پر اپنا نام انصاف طلب لکھا ہے۔ یہ تو خوشی کی بات ہے کہ کوئی شخص انصاف طلب یا انصاف کا خواہاں ہو۔ لیکن افسوس تو یہ ہے کہ اکثر لوگ حق پسند اور انصاف طلب کہلا کر پھر جلدی سے انصاف کا خون کر دیتے ہیں اور قبل اس کے جو کسی بات کی تہ تک پہنچیں اور کسی اصل حقیقت کو دریافت کریں رائے ظاہر کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں ۔ پھر ایسی رائے جو صرف سرسری اور سطحی خیال سے پیدا ہوئی ہو کیونکر غلطی سے محفوظ رہ سکتی ہے۔ ناچار وہ اپنی شتاب کاریوں کی وجہ سے قابل شرم غلطیوں میں پڑتے ہیں اور پھر اپنی غلطی کی پچ میں ایسا تعصب پیدا ہو جاتا ہے کہ کیا ممکن ہے کہ اس سے رجوع کر سکیں اگرچہ سچائی روز روشن کی طرح کھل جائے۔ بہرحال صاحب انصاف طلب کی خدمت میں ان کے بعض کلمات کا جواب دیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے:

قولہ (انصاف طلب) میرزا صاحب کے موافقین اور مخالفین نے پرلے درجہ کی افراط اور تفریط کی ہے۔ جوشخص یہ کہتا ہے کہ میں قرآن شریف کو مانتا ہوں نماز پڑھتا ہوں روزے رکھتا ہوں اور لوگوں کو اسلام سکھاتا ہوں اس کو کافر کہنا زیبا نہیں۔ مگر ایک عالم کے رتبہ سے بڑھا کر پیغمبری تک پہچانا بھی نہیں۔

اقول: صاحب انصاف طلب کے بیان میں یعنی ان کے پہلے ہی قول شریف میں تناقض پایا جاتا ہے کیونکہ ایک طرف تو وہ بہت ہی حق پسند بن کر نہایت مہربانی فرماتے ہیں کہ مسلمان کو کافر کہنا زیبا نہیں، اور پھر دوسری طرف اسی منہ سے میری نسبت یہ رائے ظاہر کرتے ہیں کہ گویا میری جماعت درحقیقت مجھے رسول اللہ جانتی ہے۔ اور گویا میں نے درحقیقت نبوت کا دعوی کیا ہے۔ اگر راقم صاحب کی پہلی رائے صحیح ہے کہ میں مسلمان ہوں اور قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہوں تو پھر یہ دووسری رائے غلط ہے جس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ میں خود نبوت کا مدعی ہوں اور اگر دوسری رائے صحیح ہے تو پھر وہ پہلی رائے غلط ہے جس میں ظاہر کیا گیا کہ میں مسلمان ہوں...

قولہ (یعنی انصاف پسند نامہ نگار شحنہ ہند): حضرت اقدس میرزا صاحب نے اپنے صادق یا کاذب ہونے کا معیار اپنی بیش بہا اور لاثانی کتاب شھادۃ القرآن میں درج فرمایا ہے (یعنی آتھم اور احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی موت کی پیش گوئی اور لیکھ رام پشاوری کی موت کی نسبت پیش خبری)۔ اب ناظرین خود بخود سمجھ لیں گے کہ وہ سچا دعوی ہے یا دروغ بےفروغ،

اقول (یعنی مرزا قادیانی)۔ میں کہتا ہوں کی لیکھ رام کی پیش گوئی کی میعاد تو ابھی بہت باقی ہے، سو اس کا ذکر پیش از وقت ہے، ہاں آتھم اور احمد بیگ اور داماد احمد بیگ کی نسبت جو پیش گوئی تھی اس کی میعاد گزر چکی ہے۔ درحقیقت یہ دو پیش گوئیاں تھیں۔ ایک آتھم کی موت کی نسبت دوسری احمد بیگ اور اس کے داماد کی موت کی نسبت۔ سو آتھم ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو بروز شنبہ فوت ہو گیا۔ اور ایک آنکھیں رکھنے والا سمجھ سکتا ہے کہ پیش گوئی کے مطابق اس کی موت ہوئی...

باقی رہی احمد بیگ کی موت اور اس کے داماد کی موت کی نسبت پیش گوئی سو احمد بیگ تو پیش گوئی کی

میعاد کے اندر فوت ہو گیا جس سے ہمارے کسی مخالف کو انکار نہیں۔ گویا پیش گوئی کی دو ٹانگوں میں سے ایک ٹانگ توٹ گئی۔ رہا داماد اس کا، سو وہ اپنے رفیق اور خسر کی موت کے حادثہ سے اس قدر خوف سے بھر گیا تھا کہ گویا قبل از وقت مر گیا۔ اور اس بات کو کون نہیں سمجھ سکتا کہ جب ایک ہی پیش گوئی دو شخص کی موت کی خبر دیوے اور ایک ان میں سے مر جائے تو دوسرے پر اس موت کا طبعاً و فطرتاً اثر پڑ جاتا ہے۔ سو اس جگہ ایسا ہی ہوا لہذا سنت اللہ کے موافق جس کا ذکر ہم بار بار لکھ چکے ہیں اس وعید کی میعاد میں تخلف ہو گیا۔....

میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آ جائے گی (اب کیا شک باقی رہ گیا، کہ مرزا صاحب ۱۹۰۸ء میں چل بسے اور سلطان محمد زندہ تھا۔ بہاء) اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالی ضرور اس کو بھی ایسا ہی پوری کر دے گا جیسا کہ احمد بیگ اور آتھم کی پیش گوئی پوری ہو گئی۔ اصل مدعا تو نفس مفہوم ہے۔ اور وقتوں میں تو کبھی استعارات کا بھی دخل ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بائیبل کی بعض پیش گوئیوں میں دنوں کے سال بنائے گئے ہیں (لیکن یہاں تو اب مرزا صاحب کی موت معیار ٹھہر گئی، دن یا سال نہیں۔ اور صاف کہہ دیا گیا کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو میری موت آ جائے گی اور سلطان محمد زندہ ہوگا۔ وغیرہ۔ بہاء) جو بات خدا کی طرف سے ٹھہر چکی ہے کوئی اس کو نہیں روک سکتا۔ ذرا شرم کرنی چاہیے کہ جس حالت میں خود احمد بیگ اسی پیش گوئی کے مطابق میعاد کے اندر فوت ہو گیا اور وہ پیش گوئی کے اول نمبر پر تھا تو پھر اگر خدا کا خوف ہو تو اس پیش گوئی کے نفس مفہوم میں شک نہ کیا جائے، کیونکہ ایک وقوع یافتہ امر کی یہ دوسری جزء ہے... فیصلہ تو آسان ہے احمد بیگ کے داماد سلطان محمد کو کہو کہ تکذیب کا اشتہار دے۔ پھر اس کے بعد جو میعاد خدا تعالی مقرر کرے اگر اس سے اس کی موت تجاوز کرے تو میں جھوٹا ہوں (کیوں اشتہار دے؟ منکوحہ آسمانی کو اپنے بدستور قبضے میں رکھنا، کیا اس بات کا اظہار نہیں ہے کہ میں تمہیں جھوٹا سمجھتا ہوں اور تمہاری پیش گوئی کو بھی جھوٹا سمجھتا ہوں۔ کیا ہر سال اس منکوحہ آسمانی کے بطن سے ایک بچہ حاصل کر لینا اس بات کا اشتہار نہیں ہے کہ میں تمہیں اور تمہاری پیش گوئی کو جھوٹا سمجھتا ہوں۔ اگر سچے ہو تو اس خاتون کو

میرے نکاح سے نکال لے جاؤ۔

اور پھر اشتہار کی صورت میں مرزا صاحب یہ نہیں کہتے کہ ایک ماہ، دو ماہ، یا سال، دو سال میں، سلطان محمد مر جائے گا ، بلکہ فرماتے ہیں کہ اشتہار آ جائے تو پھر ہم دیکھیں گے کہ اس کی موت کے لئے کتنی میعاد مقرر کرتے ہیں۔ جو ایک ، دو، تین، چار عشرے بھی ہو سکتی ہے۔ واہ مرزا جی واہ۔ بہاء)... اس پیش گوئی میں تین شخصوں کی موت کی خبر دی گئی تھی، سو ان میں سے دو تو فوت ہو چکے۔ صرف ایک باقی ہے، سو اس ایک کا انتظار کرو۔ اور ضرور ہے کہ یہ وعید کی موت اس سے تھمی رہے جب تک کہ وہ گھڑی نہ آ جائے کہ اس کو بے باک کر دیوے۔ سو اگر جلدی کرنا ہے تو اٹھو اور اس کو بے باک اور مکذب بناؤ اور اس سے اشتہار دلاؤ اور خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھو اور اس پیش گوئی میں عربی کے الفاظ یہ ہیں:

کـذ بـوا بـآ یـا تـنـا و کـا نوا بها یستهزؤن فسیکفیکهم الله و یر د ها الیك لا تبدیل لکلما ت الله ۔ ان ر بك فعا ل لما یر ید۔

اگر کوئی اسی بات میں خوش ہے کہ مجھ سے ٹھٹھا کرے تو میں اس میں بھی ناخوش نہیں کیونکہ صادقوں اور راست بازوں کے ساتھ مجھ سے پہلے بھی ٹھٹھا کیا گیا ہے۔ پھر بہت جلد ٹھٹھا کرنے والے نابود ہو گئے اور کوئی نہ بتلا سکا کہ کہاں گئے۔

و انـی بـا عیـن الـلـه هو یرا نی و من یکذ بنی و اعلم منه انه لا یضیعنی و لا یـخـز یـنی فو یل للذ ین کفّرو نی و لعنو نی و سبّو نی و شتمو نی و کذ بوا کـلـمـا تـی و لـم یـحیـطـوا بهـا علماً فا لمو ت کا ن خیرا لهم من هذا لو کا نوا یعلمون ۔ مرزا قا دیا نی ۔(انجام آتھم حاشیہ ص ۔۲۵۔۳۲)

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے عربی میں علماء کے نام ایک طویل مکتوب لکھا اور اس کا فارسی میں ترجمہ بھی خود ہی فرمایا۔ اس مکتوب میں اپنی منکوحہ آسمانی والی پیش گوئی کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ یہ مکتوب ان کی کتاب انجام آتھم میں شامل ہے۔ فرماتے ہیں:

ثـم الـعـلـماء اوسعو نی سبّاً ۔ و او جعو نی عتباً۔ فی ختن ا حمد و قا لوا انه ما

ما ت فی المیعا د کما وعِد فی ا لا لہا م و اکِّد۔ بل نجد ہ ببخت اسعد ۔ و عیش ار غد ۔ و ما نری ا ثراً فیہ من ضعف المر یرۃ۔ و لا عسراً فی افتراء المیرۃ ۔ و انہ حیّ سا لم الی ھذا الحین ۔

اما الجوا ب : فا علم ان ھذا ا لا لہا م کا ن مشتملاً علی الشعبتین ۔ شعبۃ فی مو ت ا حمد و شعبۃ فی ختنہ الذی جعلہ کقرۃ العین ۔ فا تم اللہ شعبۃ او لی فی المیعا د۔ و ما ت ا حمد کما اخبر نی فی الہا م رب العباد۔ و تلظّی اقا ر بہ من ھمّ مو تہ ۔ و قد لا حت لک تفا صیل فو تہ ۔ فلا بدّ لک ان تقرّ بصدق ھذہ الشعبۃ بالیقین۔

و اما لاشعبۃ الثا نیۃ التی تتعلق بختنہ و فو تہ ۔ فلا یختلج فی صدر ک تاخیر مو تہ ۔ فا نہ امر لا تفھمہ ا لا بعد ا لا حا طۃ علی الواقعا ت ۔ فا ذا فھمت فیظھر علیک خطا ء ک کا لبد یہا ت ۔ و تقرّ بانّ الشیطا ن انسا ک طریق الحق و الحقیقۃ ۔ و بعّد ک عن الصرا ط و الطر یقۃ ۔ و ارا د ان تلحقک بالغاوین ۔

فا لآ ن نقص علیک القصہ لتطلع علی الحقیقۃ و تجد منہا الحصّۃ۔ و لتکو ن من المستبصرین ۔ فا علم انّ زو جۃ ا حمد و اقر بہا من عشیر تی و کا نوا لا یتخدو ن فی سبیل الدین و تیر تی۔بل کا نوا یجترؤن علی السیئا ت و انواع البد عا ت ۔ و کا نوا فیہا مفر طین ۔ فا لھمت من الر حمن انہ معذ بھم لو لم یکو نوا تا ئبین ۔ و قا ل لی ر بی انہم لم یتو بوا و لم یر جعوا فننز ل علیھم ر جساً من السما وا ت ۔ و نجعل دار ھم مملوۃ من ا لا را مل و الثیّبا ت (فارسی میں ارامل کا ترجمہ نہیں کیا) و نتو فیہم ابا تر مخذو لین (اس کا تر جمہ بھی نہیں) ۔ و ان تا بوا و ا صلحوا فنتو ب علیہم با لر حمۃ ۔ و نغیر ما ار د نا من العقوبۃ ۔

فیظفرو ن بما یبتغو ن فر حین ۔ فنصحت لهم اما ماً للحجة ۔ و قلت استغفروا ر بکم ذی المغفرة ۔ فما سمعوا کلما تی و زا دوا فی معا دا تی ۔ فبدء لی ان اشیع ا لا شتهار فی هذا ا لبا ب ۔ لعلهم یتقون و یر جعو ن الی طرق الصوا ب ۔ و لعلهم یکو نو ن من المستغفر ین۔

فا شعت ا لا شتهار ۔ و انا فی هشیار ۔ فنبذوه وراء ظهور هم غیر مبا لین ۔ و کا ن ذ لك او ل ا لا شتها را ت فی هذه المقدمة و البوا قی التی اشعت بعد ها فهی لها کا لا نباء المفصلة المسرحة و کا لتفصیل للعبارا ت المجملة السا بقة ۔ و انت تعلم انّ وعید ذ لك ا لا شتهار کا ن مشرو طاً بشر ط التو بة ۔ لا کالعقوبة القطعیة الوا جبة النا زلة ۔ من غیر المهلة ۔ و ان شئت فاقرء اشتهاراً منی طبع فی غو صفٍ من السنوا ت المسیحیة ۔ لغضف کبر هذه الفئة البا غیة ۔ فلما لم ینتهوا بهذا ا لا شتهار ، و لم یتر کوا طر یق التبار ۔ فکشف الله علیّ اموراً لتلك الفئة ۔ و انا بین النو م و الیقظة ۔ و کا ن هذا الکشف تفصیل ذ لك الا لها م فی المرّه الثا نیة

و بیا نه انی کنت ار ید ان ار قد ۔ فاذا تمثلت لی ام زو جة ا حمد۔ و ر ئیتها فی شا نٍ احز ننی و ار جد ۔ و هوا نی و جد تها فی فز ع شد ید عند التلا قی و عبرا تها یتحدّر ن من المآ قی ۔ فقلت ایتها المر ء ة تو بی تو بی فانأ البلاء علی عقبك ۔ ای علی بنتك و بنت بنتك ۔ ثم تنز لت من هذا المقا م ۔ ففّهمت من ر بی انه تفصیل ا لا لها م السا بق من الله العلام۔ و القی فی قلبی فی معنی العقب من الدّیا ن۔ ان المراد ههنا بنتها و بنت بنتها لا ا حد من الصبیا ن ۔ و نفث فی رو عی انّ البلا ء بلا ء ا ن ۔ بلا ء علی بنتها و بلا ء علی بنت البنت من الر حمن ۔ ا نهما متشا بها ن من الله ا حکم الحا کمین (قد سمع منی هذا

الکشف بمقا م هشیار پور قبل ،وت ا حمد بل قبل اشاعة واقعات کلها ر جل من و لد شیخ سا لح غز نوی ۔ و کما تعلم کا ن هذا الر جل ابن تقی ۔ و نسیت الیو م اسمه ۔ و اعرف و جهه ۔ لعلّ اسمه عبد الر حیم او عبد الوا حد علی ا ختلا ف الخیا ل ۔ و ا ظن انه لا ینکره عند السوا ل ۔ و الله یعلم ما فی البا ل ۔ و هو اعلم ما فی صدور العا لمین ۔ و معه اشهاد آ خرو ن کا نوا هنا ك حاضر ین ۔ و اظنّ ان ا حداً منهم کا ن با بو الهی بخش اکو نٹنٹ الملتا نی ۔ و محمد یعقوب اخ الحا فظ محمد یو سف و معه محمد یو سف و کثیر من المسلمین ۔ و عفا الله عنی ان کنت اخطاء ت فی ذکر ا حد منهم ۔ فا نی لست ا حصیهم بالیقین و قد مضی علی هذا ا حدی عشرة من سنین۔ (این کشف را بمقام ہوشیار پور پیش از مردن میرزا احمد بیگ بلکہ پیش از اشاعت ایں ہمہ واقعات شخصے از من شنیدہ بود کہ از پسران مولوی عبداللہ غزنوی مرحوم است و چنانکہ میدانی ایں شخص پسر پرہیز گارے بود۔ وامروز نام او فراموش کردم ۔ وروئے اومی شناسم شاید نام او عبدالرحیم یا عبدالواحد بود کہ ذہن بسوئے ایں ہر دو خیال انتقال میکند ۔ وگمان میدارم کہ او پرسیدن عندالسوال انکار نخواہد کرد۔ آئندہ اوراتعالی حال دل بہتر می داند، وبا اوگواہانے دیگر نیز ہستند کہ درآنجا حاضر بودند۔ وگمانم چنیں است کہ یکے از ایشاں بابوالٰہی بخش اکاؤنٹنٹ ملتانی است ۔ ودوم محمد یعقوب اخ الحافظ محمد یوسف وخود محمد یوسف نیز ہست ودیگر اکثرے از مسلمانان نیز ہستند ۔ واگر من در ذکر نام احدے خطا کردم پس خدا تعالی مرا معاف دارد ۔ چرا کہ من بالیقین این نام ہا نشمردم ۔ وبرین واقعہ یازدہ سال گزشتہ اند) و اذا ر جعت لتفتیش لفظ العقب الی اللغا ت العر بیة فا ذا فرا ستی صحیحة مطا بقة بالمعا نی المر ویأة ۔ فشکر ت الله مو یّد الملهمین۔

فا لحا صل ان الله صرّح فی هذا الکشف ما اراد من نوع التخو یف و الانذار ۔ و اشار الی انّ ا لآ فة علی زو ج ا حمد و بنتها من الله القهار ۔ و مع ذ لك حثّ علی التو بة و ا لا ستغفار ۔ و او می به انّ العذا ب یو خّر بالتضر ع و الرجو ع الی الغفار ۔ و لا یحل الغضب ا لا عند ا لا با ء و ا لا جتراء و الاعتداء ۔ و من تا ب و استغفر فله حظ من ر حمة حضرة الکبر یا ء ۔ و لا یأخذه عذا ب مهین ، ا لا بعد العود الی سیر الفا سقین فاشعت هذا الکشف با لا شتهار کما اشعت الها می قبله لهدا یة ا لا حرار ۔ ثم ا زا مضی علیه ملّی

من الز ما ن الهِمت فیهم مرة ثا لثة من الله الدّیا ن ۔ و تجلی ھذا ا لھا م کا لنور فی الظهور ۔ و رفع الحجب کلها من السر المستور ۔ و کا ن هزا شر حاٍ مبسو طاً لـلا لھا ما ت السا بقة ۔ و تفصیلاً للکلم المجملة الکشفیة و بیا ناً وا ضحاً للسا معین

و بیا نه انّ الله خا طبنی فی عشیر تی المعتدین ۔ و قا ل کذّبوا بآ یا تی و کانوا بها مستهز ئین ۔ فسیکفیکهم الله و یر د ها الیك ۔ لا تبد یل لکلما ت الله ۔ ان ر بك فعا ل لما یر ید ۔ فا شا ر فی لفظ فسیکفیکهم الله الی انه یردّ بنت احمد الیّ بعد ا هلا ك الما نعین و کا ن ا صل المقصود ا لا هلا ك و تعلم انه هو الملا ك ۔ و اما تز و یجها ایأا ی بعد ا هلا ك الها لکین و الها لکا ت فهو لاعظا م ا لآ یة فی عین المخلوقا ت ۔ بادرا ج المشکلا ت المعضلا ت ۔ او لحکم اخری من عا لم المغیبا ت۔ او لر حمٍ علی المصابین و المسا با ت ۔ فا نه یضع المر هم بعد الجر ح ۔ و یعطی الفر ح بعد التر ح ۔ و لا یر ید ان یجیح عباده المستضعفین ۔ و من از ید منه جو داً و ر هماً و هو ار حم الرا حمین

و انی اجد اشارةً فی ا لا شتهار ا لا و ل فی هذا البا ب ۔ من الله الرا حم الوهاب ۔ فا نه قفی بذ کر ر حمته بعد ذکر عقو با ت نا ز لة علی هذه الفئة و بعد ذکر ارا ملهم و مسا ئبهم المتفرقة ۔ فخا طبنی بنهج کانّه یشیر الی الر حم علیهم فی ا لا یا م ا لآ تیة ۔ فقا ل یبا ر کك الله ببر کا ت مستکثرة ۔ و یعمر بك بیت مخر أب و یملأ بل من بر کا ت دار مخو فة ۔ فهذه اشارة الی زما ن یأتی علیهم بعد زما ن ا لآ فا ت ۔ عند وصلة مقدرة مو عودة فی ا لا شتهارات ۔ و تتم یو مئذ کلمة ر بنا ۔ و تسود و جو ہ عدا نا ۔ و یظهر امر الله و لو کانوا کا ر هین ۔ و ان الله گا لب علی امره و ان الله یخزی قو ماً فا سقین ۔ فا هلك

كـمـا وعـد نـى فسيـكـفيـكهـم ار بـعة منهم بعد تز و يجها۔ و عا ث فيهم ذئب الآفات عقب تز ليحها۔ كما لا يخفى على المطلعين ۔و انه ا هلك ابا ها و عمأتها و جدّتها و كا ن كل ا حد من الغا لين المعتدين ۔ و الآ ن ما بقى ا لّا وا حد من الهـا لكين ۔ فا نظروا الى حكم الله كيف اتى ا لا ر ض من اطرا فها و انتظروا سا عة يو فى فيها شظا فها انه لا يبطل قو له و انه لا يخزى قو ماً ملهمين

و اعـلـم ان حـر ف الـفـا ء عـلـى لـفـظ فسيـكفيكهم الله من الر حمن بعد ذكر تكذيب اهل الطغيا ن ۔كا ن اشارة الى انّ العذا ب لا ينز ل ا لا عند التكذ يب و الـعـدوا ن ۔ فلما كذ كوا بعد التز ويج و قا موا با لا ستهزا ء و آ ذو نى با نوا ع ا لا يذا ء ۔ فا ما ت الله ابا ها ا حمد و بدّل ضحكهم بالبكاء و غشيهم من الغم مـا غشـى قـو م يـو نـس عند ايتاء آ ثار العذا ب ۔ و القا هم مو ت الما ئت و كوف نفس الكتن فى انوا ع ا لا ضطرا ب ۔ و لمّا بلغ نسا ء هم نعى موت احمد ۔ و كـنّ من قبل كر جل اكفر و اكند ۔ عططن جيو بهن ۔ و اسلن غرو بهن۔ و صككن خدود هن ۔ و تذ كّرن عنو د هن ۔ و ها جت البلا بل ۔ و انقضّ عليهن مـن الـمـصـا ئـب الـوا بـل ۔ و اهتزت ا لا ر ض تحت اقدا مهن ثم تمثيل مو ت الـكتـن فـى او هـا مهـن ۔ و طفقن يقلن و الد موع تجرى من العيو ن ۔ هذا ما وعد الر حمن و صدق المر سلو ن

فـا لـحـا صـل ان هؤلاء او جسوا فى انفسهم كيفة ۔ و ظنّوا انّ كتنهم سيمو ت كما ما ت صهره عقوبة ۔ فا نهما كا نا غر ضين مقصو دين فى الهام وا حد ۔ و كـا ن مـو ت ا حد هما للآ خر كشا هد ۔ و من المقتضى الفطرة ا لا نسا نية انها تـقيـس با لا حوا ل المو جو دة للا شياء على ا حوا ل اشياء ا خرى تضا هيها بـنـحـوٍ مـن الا نـحـا ء ۔ فتـفهـم ان واقـعا ت آ تية ۔ ليست ا لا كمثل نظا ئر ها

المشهو دة ۔ و تستنبط ا لا حکا م المنتظرة من ا لا حکا م الوا ر دة۔ و کذ لك جر ت عا دة المتو سمین۔ فلما انکشف علی عشیر تی بمو ت ا حمد النظیر و بدء المثل الکبیر ۔ فخا فوا خو فاً کثیراً مع اکثار البکا ء ۔ و نسوا طر یق التمسخر و ا لا ستهزا ء ۔ و ز مت السنهم و صا روا کا لمبهو تین ۔ و تنصّلوا من هفو تهم ۔ و تندّموا علی فو هتهم ۔ و خضعت اعنا قهم کا لمصا بین ۔

وقد علمت انّ هذا ا لا لها م کا ن لا نذار هذه العشیرة ۔ و کا ن الوعید و شرطه لتلك الفئة ۔ و ما کا ن لکتنهم د خل فی هذه القصه ۔ ثم لیس من المعقول ان یظن ان قلب کتنهم بقی علی الجر أة السا بقة مع معا ئنة مو ت صهره الذی کا ن شر یکه فی نباء الهلا کة بل شهد الشا هدو ن انه خا ف خوفاً شد یداً بعد هذه الواقعة و کا د ان تز هق نفسه بعد سما ع هذه المصیبة ۔ و خشی علی نفسه و حسب النکا ح آ فة من ا لآ فا ت السما ویة ۔ و ان کنت فی شك فا سئل العا ر فین النا ظرین

فا لحا صل انهم لمّا تخوّفوا بعد مو ت ا حمد ۔ و خوّف هلا کة کل ا حد ارجد ۔ فکا ن حقّهم ان ینتفعوا بشر ط ا لا لها م ۔ فا ن العذا ب کا ن مشرو طاً لا حکماً قطعیاً کما هو و هم العوا م ۔ فا سئل اهل ا حمد ما جر ی علی زو جه الار ملة بعد مو ته فی المیعاد۔ و کیف صبت علیها مصا ئب و هجم الهمو م علی الفوا د ۔ و ما بقی لها ثما ل و لا نویّ و لا متکفل ا لاو لا د ۔ و قعدت کالمسا کین بعد کو نها کا لفیأا د ۔ و کیف سمعت نعیه بعین عبری ۔ و قلب علی جمر الغضا ۔ و کیف جر ی علیها ما جر ی ۔ ثم ا کلها خو ف مو ت الختن بعد هذا النآ د ۔ و انفد ت ایا م المیعا د با لار تعاد ۔ و کذ لك فز عت امها و اخوا تها و ذبن فی فکر مو ت الکتن ۔ و شر بن کا سا ت الحز ن ۔ و جعلن

عـمـر ن اوقـا تهـن بالصلوة و الدعوا ت ، و الصيا م و الصدقا ت ۔ و ما ر قا ء لهـن مـن الهمّ دمعة۔ و تمثل لهن لختنهن فی کل وقت منيأة ۔ فا سئل اهل هذه القر ية ان كنت من المرتا بين ۔

فـا لـحـا صـل انهم لمّا تا بوا تا ب الله عليهم با لر حمة و المغفرة کما هی سنة قديمة من السنن ا لا لهية ۔ فا نه لا يلخی شر ط وعيده و ير ك طر يق المعدلة و لا يـظـلـم كـا لـمعتدين ۔ و عليك ان تقرء اشتها را تی السا بقة ۔ و تجمع فی نـظـر ك الـمـقا ما ت المتفرقة ۔ فا ذا فعلت ذ لك فتصل الی نتيجة صحيحة ۔ و تـطّـلع علی شرو ط صريحة ۔ و تنجوا من طر يق الخطاء و الخا طئين ۔ و قد علمت ان اشعت فی هذا ا لا مر اشتها را ت ثلاث فی ا لاوقا ت المتفر قة ۔ و ما کا ن الها م فی هذه المقدمة ، ا لا کا ن معه شر ط کما قرئت عليك فی التذكرة السـا بـقة ۔ الـم تـنبـأوا بـمـا اشـعت فی السنوا ت الما ضية ۔ فا ين تذ هبو ن كالطاغية او الرا غية ۔ و لا تفكرو ن کا لعاقلين۔

ثـم مـا قـلـت لكم ان القضية علی هذا القدر تمت ۔ و النتيجة ا لآ خرة هی التی ظهـر ت ۔ و حـقيقة النبأ عليها ختمت ۔ بل ا لا مر قا ئم علی حا له ۔ و لا يردّه احـد بـا حتيـا لـه ۔ و الـقدر قدر مبر م من عند الر ب العظيم ۔ و سيا تی وقته بـفضل الله الكر يم فو الذی بعث لنا محمد ن المصطفی ۔ و جعله خير الرسل و خيـر الـوری ان هـذا حـق فسـوف تـری ۔ و انـی ا جـعـل هذا النبـأ معيـار الـصـدقـی او كـذ بـی ۔ و مـا قـلـت ا لا بعد ما انبئت من ر بی ۔ و ان عشير تی سيـرجـعـون مـرـة ا خـر ی الـی الفساد ۔ و يتزا ئدو ن فی الخبث و العنا د ۔ فيـنـزل يـو مـئذ ا لا مر المقدر من رب العبا د ۔ لا را د لما قضی۔ و لا ما نع لما اعـطـی ۔ و انی ارا هم انهم قد ما لوا الی سير هم ا لا ولی ۔ و قست قلو بهم کما

هی عادة النوکی۔ و نسوا ایام الفزع و عادوا الی التکذیب و الطغوی فسینزل امر الله اذا رأی انهم یتزائدون۔ و ما کان الله ان یعذب قوماً و هم یخافون۔

فاعلموا ایها المکذبون الغالون ان صدقنا سیشرق کذکاء فی الضیاء۔ و زورکم یفشوا الی ضواحی الزوراء۔ اتمنعون ما اراد الله ذو العزة و العلاء ۔ ایبلغ مکرکم الی زری السماء۔ فکیدوا کلّ کید کان عندکم و لا تمهلون فی الایذاء۔ ثم انظروا الی نصرة رب العالمین۔ یا حسرةً علی علماء هذا الزمان۔ ما بقی فیهم نور فراسةٍ و غاض درّ الامعان۔ سمّعنا هم فلا یسمعون۔ و قرینا هم فلا یقبلون۔ و لا یقرؤن کتبی الّا کارهین۔ و یفرّون منا مستنفرین۔.....

ان قصّه یونس فی کلام الله القدیر دلیل علی انه قد یؤخر عذاب الله من غیر شرط یوجب حکم التاخیر۔ کما اخِّر فی نبأ یونس بعد التشهیر۔ فکیف فی نبأ یوجد فیه شرط الرجوع۔ ففکر بالخضوع و الخشوع۔ و لا تنس حظك من التقوی و الدین۔ و ان قصّه یونس موجودة فی القرآن و الکتب السابقة و الاحادیث النبویة و لیس هناك ذکر شرط مع ذکر العقوبة۔ و ان لم تقبل فعلیك ان ترینا شرطاً فی تلك القصة۔ فلا تکن کالاعمی مع وجود البصارة۔ و اعلم ان الشرط لمن یکن اصلاً فی القصة المزکورة۔ و لاجل زلك ابتلی یونس و صار من المومین۔ و نزلت علیه الهموم۔ و اخذه الضجر المزموم۔ هتی استشرف به التلف۔ و نسی کل بلاء سلف۔ و ظنأ انه من المفتنین۔ فما کان سبب افتنانه الا انه استیقن انّ العذاب قطعیّ لا یردّ۔ و انه سیقع فی المیعاد کما یودّ۔ فانقضی

الـميـعـا د و مـا استـنـشـى مـن الـعذا ب ر يحاً ۔ و ما استغشى لبا ساً مر يحاً۔ فـاضجره هذا ا لا د كا ر و استهو ته ا لا فكا ر ۔ و كا ن ر أى القو م غا لين فى المرا ء متسا رعين با لا بـا ء فحسب انه من المغلو بين ۔ فقا ل لن ار جع اليهم كـذا بـا ۔ و لـن اسمع لعن ا لا شرار و ما ر أى طر يقاً يختا ره فا لقى نفسه فى البـحـر الـذ خـا ر ۔ فتداركه ر حم ر به و التقمه الحو ت بحكم الله الجبار ۔ و رأى ما ر أى بقلبٍ حز ين ۔ فمن المعلو م انه لو كا ن شر ط فى نزو ل العذا ب لـمـا ا ضطر يو نس الى هذا ا لا ضطرا ب ۔ و ما فرّ كا لمتند مين۔ ا ماتقرء كتب الا ولـيـن ۔ وقـول خـا تـم الـنـبيين ۔ اتجد فيها ا ثراً من الشرط فا خر ج لنا ان كنت من الصا دقين

فا لآ ن ما ر أيك فى انباء قيّد ت بشر ط الر جو ع و التو بة ۔

بازعلماء مرادر بارہ داماد میرزا احمد بیگ ہوشیار پوری بسیار بدگوئی کردند۔ وئمبرزنش؟ ہادل مراایذاء دادند۔ وگفتند کہ دامادِ احمد بیگ در میعاد پیش گوئی نمردہ است۔ وایں برخلاف آں وعدہ تاکیدی است کہ درالہام بود۔ بلکہ اورا بہ بخت نیکتر وعیش فراخ ترمی یابیم۔ وہیچ اثرے ازضعف طبیعت وتنگی تحصیل رزق نمی بینم۔ واوتاایں وقت زندہ سلامت موجوداست۔

اماالجواب: پس بداں کہ ایں الہام بردوشاخ مشتمل بود۔ شاخ اول آں در بارہ موت میرزا احمد بیگ ہوشیار پوری بود۔ وشاخ دوم در بارہ مرگ داماد کہ ہم چوقرۃ العین اورابود۔ پس شاخ اول را کہ موت احمد بیگ است در میعاد پیش گوئی باتمام رسانید وصدق آں ظاہر کرد۔ واحمد بیگ مطابق الہام خدا تعالی وفات یافت۔ ودل اقارب اوازموت اوبسوخت۔ وتفصیل وفات یافتن او برتو ظاہراست۔ پس تراایں امرضروری افتاداست کہ بصدق شاخ اول اقرارکنی

واماشاخ دوم کہ متعلق بداماد احمد ومردن اوست پس سینہ تراایں نگیرد کہ چرادرموت اوتاخیرشد۔ زیر آنکہ ایں امرے است کہ ایں رابجزاحاطہ برواقعات نتوانی فہمید۔ وچوں فہمیدی پس برتو خطائے تو

ظاہر خواہد شد۔ واقرار خواہی کرد کہ شیطان ترا راہ حق وحقیقت فراموش کنانیدہ است واز راہ حق دور انداختہ است۔ وارادہ کردہ است کہ ترا بگمراہاں آمیزد۔

پس اکنوں ایں قصہ برتو میخوانیم۔ تا برحقیقت مطلع شدی وازاں حصہ یابی۔ وتا از جملہ صاحبان بصیرت شوی۔ پس بداں کہ زنِ احمد بیگ ودیگر اقارب اواز قبیلہ من بودند وعادت شان بود کہ او شاں درراہ ہائے دین طریقہ من اختیار نمی کردند بلکہ بربدی ہا وگوناگوں بدعت ہا دلیری می کردند۔ واز حد درگزشتہ بودند۔ پس خدا تعالی الہام یافتم کہ اگر اوشاں تائب نشدند واو آنانرا درعذاب گرفتار خواہد کرد۔ ومرا پروردگار من گفت کہ اگر ایں مردم توبہ نکردند ونہ از بدروشنی؟ (روشی) ہا باز آمدند۔ پس ما برایشاں از آسمان عذاب نازل خواہیم کرد۔ وخانہ اوشان راز بیوگان پر خواہیم کرد، واگر توبہ کردند واصلاح خود نمودند پس ما برحمت سوئے شان رجوع خواہیم نمود، وارادہ عقوبت راتبدیل خواہیم کرد۔ پس آنچہ میخواہند بخوشی خاطر خوہند دید۔ وایشاں را برائے اتمام حجت نصیحت کردم وگفتم کہ از خدائے بخشندہ مغفرت بخواہید۔ پس سخن من نشنیدند ودردشمنی افزودند۔ پس دردلم آمد کہ دریں بارہ اشتہارے شائع کنم۔ شائدایں مردم بترسند وبسوئے راہ صواب رجوع کنند۔ وشاید از خدا تعالی آمرزش بخواہند۔

پس اشتہار را شائع کردم۔ ومن دراں وقت درشہر ہوشیار پور بودم۔ مگر اوشاں آن اشتہار را بہ لا پروائی پس پشت خود انداختند۔ وآں اول اشتہار بود کہ دریں مقدمہ شائع کردم۔ وباقی ہمہ اشتہارات کہ بعدزاں شائع کردم تفصیل آن اجمال بود۔

وتو میدانی کہ وعدہ عذاب آں اشتہار مشروط بشرط توبہ بود۔ نہ مثل آں سزائے کہ قطعی باشد وبغیر توقفے ومہلتے فرود آید۔ واگر بخواہی آن اشتہار من بخواں کہ در۱۸۸۶ء یک ہزار وہشت صد وہشتاد وشش مسیحی برائے شکستن کبر آں گروہ باغی جاری کردہ بودم۔ پس ہرگاہ اوشان بدیں اشتہار از بدی ہائے خود باز نیامدند وطریق ہلاکت را نگذاشتند۔ پس خدا تعالی برائے ایں گروہ چند امور دیگر مبرھن ظاہر کرد۔ ومن دراں وقت درحالتے بودم کہ بین بین خواب وبیداری می باشد۔ وایں کشف تفصیل

آن الہام بمرتبہ دوم بود۔

وبیان آں این است کہ من ارادہ خفتن می داشتم کہ ناگاہ مادر زن احمد بیگ درحالت کشفی برمن متمثل شد۔ واورادرحالے دیدم کہ مرغم گین کردوبدن من بلرزانید۔ وآن ایں است کہ وقت ملاقات اورا درخوف شدید یافتم۔ ودیدم کہ اشک ہائے او ازچشمان او رواں ہستند۔ پس گفتم کہ اے زن توبہ کن توبہ کن کہ بلابرعقب تو نازل شدنی است۔ یعنی بلا بر دخترِ تو ودختر دختر تو فرود آمدنی است۔ باز ازیں مقام کشفی فرود آمدم۔ واز خدائے خود فہمانیدہ شدم کہ ایں تفصیل الہام سابق است

ودربارہ معنی عقب دردل من انداختند کہ مراد ازاں ایں جا دختر آن زن کہ زوجہ احمد بیگ است ودختر آں دختر است نہ احدے از پسران۔ ودر ضمیر من دمیدند کہ بلائے کہ درعبارت کشف مذکور است آں دو بلا ہستند بلائے بر دختر مذکور یعنی زوجہ احمد بیگ است وبلائے دیگر بر دختر دختر است۔ وآں ہر دو بلا باہم مشابہت میدارند (زن احمد بیگ کا خاوند تو مرا، لیکن زن احمد کی دختر کا خاوند تو نہیں مرا۔ بہاء) وچوں برائے تفتیش لفظ عقب سوئے لغت عرب رجوع کردم۔ پس آں الہام خود مطابق بیان کتب لغت عرب یافتم۔ پس خدائے ملہم را شکر کردم

پس حاصل کلام ایں است کہ خدا تعالی دریں کشف تصریح آں انذار وتخویف کرد کہ درارادہ او بود و اشارت فرمود کہ آفت برزنِ احمد بیگ ودختر احمد بیگ است۔ وباوجود ایں انذار سوئے توبہ و استغفار رغبت داد۔ واشارت کرد کہ درصورت توبہ واستغفار درعذاب تاخیر خواہد شد۔ وغضب الٰہی صرف دروقت بے باکی ونافرمانی نازل خواہد شد۔ وہر کہ توبہ کند حصہ از رحمت خواہد یافت۔ و در عذاب مبتلا نخواہند شد۔ مگر دراں صورتے کہ باز سوئے سیرت ہائے فاسقاں عود کنند ۔

پس این کشف را با شتہار شائع کردم۔ ہم چناں کہ الہام پیشین را برائے ہدایت آزاد منشاں شائع کردہ بودم پس چوں بر شائع کردن ایں اشتہار مدتے از زمانہ گذشت دربارہ آں مردم بمرتبہ سوم مرا الہام شد۔ وایں الہام درظہور مانند نور تجلی کرد وہمہ حجاب ہا کہ برراز پوشیدہ بود از میان برداشت۔ و این الہام برائے الہامات سابقہ بطور شرحے بود مبسوط، وبرائے کشوف مجملہ تفصیلے بود واضح

وبیاں آں این است کہ خداتعالی مرادر بارہ قبیلہ من مخاطب کرد وگفت کہ ایں مردم مکذب آیات من ہستند و بدانہا استہزاء می کنند۔ پس من ایشاں را نشانے خواہم نمود۔ وبرائے تو ایں ہمہ را کفایت خواہم شد، وآن زن را کہ زن احمد بیگ را دختر است باز بسوئے تو واپس خواہم آورد (اصل عربی میں اس لڑکی کا ذکر نہیں۔ بہاء) یعنی چونکہ او از قبیلہ بباعث نکاح اجنبی بیرون شدہ باز بتقریب نکاح تو بسوئے قبیلہ رد کردہ خواہد شد (اصل عربی میں نہین) در کلمات خداوند وعدہ ہائے او ہیچ کس تبدیل نتواند کرد۔ وخدائے تو ہر چہ خواہد آن امر بہر حالت شدنی است ممکن نیست کہ در معرض التواء بماند پس خداتعالی بلفظ فسیکفیکھم اللہ سوئے ایں امر اشارہ کرد کہ او دختر احمد بیگ را بعد از میرانیدن مانعان بسوئے من واپس خواہد کرد۔ واصل مقصود میرانیدن بود۔ وتو میدانی کہ ملاک ایں امر میرانید ن است وبس۔ واما تزویج آن زن با من بعد ہلاک کردن ہلاک شوندگان۔ پس آں مشکل الوقوع مشکلات اند کہ برائے بزرگ کردن نشان در چشم مردم داخل نشان کردہ شدہ۔ یا برائے حکمت ہائے دیگر کہ خدا میداند یا بطور رحم بر مصیبت زدگان چرا کہ او بعد از زخم رسانیدن مرہم می نہد وبعد از غمگین کردن فرحت بخشد ونمی خواہد کہ بکلی استیصال بندگان کمزور کند واز ورحیم تر وکریم تر کیست۔

ومن در اشتہار اول در بارہ رحم الہی کہ خدائے کہ رحم کنندہ وتوبہ پذیرندہ است اشارتے مے یابم۔ چرا کہ او بعد ترسانیدن ایں مردم وذکر بیوگان ایشان ومصیبت ہائے ایشاں ذکر رحمت خود آوردہ است۔ پس مرا بطرز مخاطب کرد کہ گویا او بسوئے این امر اشارہ میفرمائد کہ در آخر ایام بران مردم رحم خواہد کرد۔ پس گفت کہ خداتعالی ترا ابرکتہائے بسیار برکت یافتہ خواہد کرد وتبو یک خانہ ویران آباد کردہ خواہد شد وتبو یک خانہ ویراں از برکت ہا پر کردہ خواہد شد کہ خانہ ترسانندہ وخوفناک است یعنی از غایت وحشت وویرانی کہ در دست از دیدن آن مردمان را خوف می آید۔ پس اشارت بسوئے آن زمانہ است کہ بر ایشاں بعد زمانہ آفات کواہد آمد۔ نزد آن پیوندے کہ مقدر و در اشتہارات وعدہ دادہ شہ است۔ وآن روز کلمہ پروردگار ما با تمام خواہد رسید وروئے دشمنان سیاہ خواہد شد وامر خدا ظاہر شد اگر چہ اوشاں کراہت کنندگان باشند وخدا بر امر خود غالب است۔ وخدا قوم فاسقاں را رسوامی

کند۔ پس خدا تعالی چنانکہ در آیت فسیکفیکھم اللہ وعدہ کردہ بود چار کس را از ایشاں بمیرانید۔ و براوشاں بعد ایں پیوند اجنبی گرگ آفات بتاخت چنانچہ بر واقفان پوشیدہ نیست چرا کہ خدا تعالی پدر آں زن موعود را وہر دو عمہ اورا و مادر مادر اورا کہ بیخ فساد بودند بمیرانید و از آناں صرف شخصے واحد ماند کہ بروحکم ہلاکت است۔ پس بسوئے حکمت ہائے خدا تعالی نظر کنید کہ چگونہ دریں پیشگوئی از اطراف شروع کرد۔ پس انتظار آں روز کنید کہ در آں سختی آن بکمال خواہد رسید۔ چرا کہ اوقول خود را باطل نمی کند وملہمان خود را رسوانمی گرداند۔

وبدانکہ حرف فاء کہ برلفظ فسیکفیکھم اللہ واقع است ایں سوئے ایں امر اشارہ بود کہ عذاب در صورت تکذیب وغلو در تکذیب واقع خواہد شد۔، پس چوں آں مردم بعد نکاح کردن دختر خود بر تکذیب کمر بستند وبگونہ گوں گفتار ہا مرا ایذا دادند۔ پس خدا تعالی پدر آن زن موعود فیہ را یعنی احمد بیگ را حسب وعدہ در میعاد پیش گوئی بمیرانید۔ ووقت مردن احمد بیگ آں غم واندوہ قوم او را رسید کہ قوم یونس را بعد دیدن نشان ہائے عذاب رسیدہ بود۔ واوشاں را موت احمد بیگ وبعد زاں اندیشہ موت داماد خود در گونا گوں بیقراری ہا انداخت۔ وچوں زنان اقارب احمد بیگ را خبر موت احمد بیگ رسید۔ وقبل از اں مثل شخصے بودند کہ سخت منکر وناشکر گزار باشد۔ گریبان خود را دریدند۔ و اشک ہا ئیجو دریختند۔ ورخسار ہائے خود را مجروح کردند۔ وگمراہی خود را یاد کردند۔ واندوہ ہا در دلہا جوشیدند۔ واز مصیبت ہا باران عظیم برایشاں فرو افتاد۔ وزمین زیر قدم ہائے ایشان بلرزید۔ باز موت داماد در وہم ہائے ایشان متمثل شد۔ وشروع کردند کہ میگفتند بحالتیکہ اشک از چشمہاء رواں بود ۔ کہ ایں ہماں وعدہ است کہ خدا تعالی کردہ بود وفرستادہ خدا راست گو برآمد۔

پس حاصل کلام این است کہ ایں مردم در دل خود خوف را بطور پنہاں نشانیدند وگمان کردند کہ داماد اوشاں نیز خواہد مرد چنانکہ خسر او بمرد۔ چرا کہ آں ہر دو نشانہ الہام واحد بودند۔ وموت یکے از ایشاں برائے موت دیگر بطور گواہ بود۔ وایں تقاضائے فطرت انسانی است کہ آں براحوال اشیاء موجودہ احوال آں اشیاء را قیاس می کند کہ بداں اشیاء مشابہت می دارند

پس می فہمد کہ واقعات آئندہ بالضرور مثل آں واقعات ظاہر خواہند شد کہ بظہور پیوستند ۔ چرا کہ دراں ہر دو مشابہت درمیان است ۔ واحکام منتظرہ راازاحکام واردہ استنباط می کند وعادت صاحبان فراست برہمیں رفتہ ۔ پس ہر گاہ برقبیلہ من ازموت میرزا احمد بیگ نظیرے ظاہر شد ۔ ومثالے بزرگ پیداگشت ۔ پس بسیار ترسیدند وگریہ ہا کردند ۔ وطریقہ تمسخر وخندیدن را فراموش نمودند ۔ وبر زبان شان لگام دادہ شدہ ومثل مبہوتاں شدند ۔ وازلغزش گناہ خود بیزاری جستند وازگفتہ خود پشیمان شدند ۔ وگردن شان ہم چو مصیبت زدگان بخمید ۔ وتو دانستہ ٔ کہ ایں الہام برائے ترسانیدن ہمیں قبیلہ بود ۔ وایں وعید وشرط ایں وعید برائے ہمیں گروہ بود ۔ ودرین مقدمہ داماد اوشاں راہیچ دخلے نبود ۔ بازاین امر ہم معقول نیست کہ دل داماد اوشاں بعد مشاہدہ موت خسر خود بر دلیری سابقہ قائم ماندہ باشد حالانکہ آن ہر دو شریک یک پیش گوئی بودند ۔ بلکہ گواہان گواہی دادہ اند کہ او بعد از واقعہ موتِ خسر خود بغایت درجہ ترسید ۔ ونزدیک بود کہ جان او بعدازشنیدن این حادثہ برآید ۔ وبرجان خود بترسید ونکاح را آفتے ازآفات آسمانی انگاشت ۔ واگر تو دریں شک داری پس ازآناں پرس کہ شناسندگان حقیقت وبینندگان حال اند

پس حاصل کلام ایں است کہ چوں اوشاں ازموت میرزا احمد بیگ بترسیدند ۔ وموت او ہر یکے را از ایشاں بترسانید ۔ ولرزانید ۔ پس ایں حق اوشاں بود کہ ازشرط الہام منتفع شوند ۔ چرا کہ عذاب مشروط بود نہ حکمی قطعی ۔ چنانکہ وہم عوام است ۔ پس خویشان احمد بیگ متوفی را پرس کہ بعد ازمردن او در میعاد برزوجہ بیوہ او چہ ماجرا گذشت ۔ وچگونہ مصیبت ہا بروریختند وغمہا بردل ہجوم کردند ۔ وہیچ پناہ و رفیق ومہتمم کار ومتکفل اولاد اوراں نماند ۔ وہم چو عاجزان ومسکینان بعدزانکہ بخوشی خراماں می رفت فرونشت ۔ وچگونہ خبر موتِ اوراں بچشم گریاں ودل بریاں شنید ۔ وچگونہ برو گذشت آنچہ گزشت بازاو را خوف مردن داماد بعدازیں سکتی بخورد ۔ وایام میعاد مردن داماد را بلرزہ بدن گزرانید ۔ وہم چنیں مادر او وہمشیرگان او درفکر موتِ داماد بگداختند وجامہائے اندوہ بنوشیدند ۔ وشروع کردند کہ اوقات خود رابنماز ودعا وروزہ ہا وصدقہ ہا معمور ساختند ۔ واشک شاں ازغم بازنہ ایستاد ۔ وبرائے داماد شان ہر

دم موت نصب العین شان بود۔ پس مرد مان ایں دہ راا ز حال شان پرس اگر ترا در بیان ماشکے است۔

پس حاصل کلام ایں است کہ چوں آں مردم سوئے خدا تعالی رجوع کردند خدا تعالی بہ رحمت و مغفرت رجوع کرد۔ چنانکہ آن سنت قدیمہ کدا تعالی است۔ چرا کہ اوشرط وعید خودرا باطل نمی کندو طریق عدالت را فرونمی گذارد۔ وہم چو ظالمان از حد تجاوزنمی کند۔ و بر تو لازم است کہ تو آں اشتہارات من بخوانی کہ سابق شائع کردل شدہ اند۔ ولازم است کہ ہمہ؟ مقامات متفرقہ رادر نظر خود جمع کنی۔ پس ہرگاہ کہ چنیں کنی پس بالضرور تا نتیجہ صیحہ خواہی رسید۔ و برشروط صیحہ اطلاع خواہی یافت واز طریق خطا وخطا کاران نجات خواہی یافت۔ وترا معلوم است کہ دریں امر سہ متفرق اشتہارات شائع کردہ ام۔ ودریں مقدمہ ہیچ الہامے نبود کہ با آں شرطے نبود۔ چنانکہ در تذکرہ سابقہ نزدتو بیان نمودم۔ آیا آنچہ دراشتہارات سابقہ شائع کردم ازاں شمارا اطلاعے نشد۔ پس ہم چو گوسپندان یا شتران کجامی روید۔ وہم چو عاقلان فکرنمی کنید

باز شما این نگفتہ ام کہ ایں مقدمہ برہمیں قدر با تمام رسید۔ ونتیجہ آخری ہماں است کہ بظہور آمد۔ و حقیقت پیش گوئی بر ہماں ختم شد۔ بلکہ اصل امر برحال خود قائم است۔ وہیچ کس با حیلہ خود اورارد نتواند کرد۔ وایں از خدائے بزرگ تقدیر مبرم است۔ وعنقریب وقت آں خواہد آمد

پس قسم آں خدائے کہ حضرت محمد ﷺ را برائے ما مبعوث فرمود۔ واورا بہترین مخلوقات گردانید۔ کہ ایں حق است وعنقریب خواہی دید۔ ومن ایں را برائے صدق خود یا کذب خود معیار می گردانم۔ و من نگفتم الاّ بعد ز انکہ از رب خود خبر دادہ شدم۔ و بہ تحقیق قبیلہ من عنقریب باردوم سوئے فساد رجوع خواہند کرد۔ ودر خبث وعناد ترقی خواہند نمود۔ پس آں روز امر مقدار از خدا تعالی نازل خواہد شد۔ ہیچ کس قضاء اورارد نتواند کرد۔ وعطائے اورا منع نتواند نمود۔ ومن می بینم کہ اوشاں سوئے عادت ہائے پیش میل کردم اند۔ ودل ہائے شان سخت شد شنانکہ عادت جاہلاں است۔ وایام خوف را فراموش کردند۔ وسوئے زیادتی وتکذیب عود نمودند۔ پس عنقریب امر خدا برایشاں نازل خواہد شد چوں خواہد

دید کہ ایشاں درغلوخودزیادت کردند۔ وخداقومے راعذاب نمی کند چوں می بیند کہ ایشاں می ترسند
پس بدانید اے مکذبان وغلوکنندکان کہ صدق من ہم چوآفتاب روشن خواہد شد۔ ودروغ شما تا کنار
ہائے بغداد منتشر خواہد شد۔ آیا شما آنچہ خدا خواستہ است آں رامنع می کنید۔ آیا مکر شما تا بلندی آسمان
خواہد رسید۔ پس ہر مکرے کہ میدارید بمن کنید۔ ومرا مہلت ندہید۔ باز نصرت خدا تعالی را بہ بینید۔
اے حسرت بر علماء ایں زمانہ ہیچ نور فراست در ایشاں نماند وشیر فکر کردن ایشاں فرورفت
ما ایشاں راشنوانیدیم پس نشنیدند۔ ودعوت کردیم پس قبول نکردند۔ وکتاب ہائے مرانمی کوانند۔ مگر از
روئے کراہت۔ واز مابنفرت می رمند......

پس حاصل کلام ایں است کہ قصہ یونس بریں امر دلیل است کہ گاہے عذاب الٰہی بغیر شرطے کہ در
پیش گوئی مذکور باشد تاخیری پذیرد۔ چنانچہ در پیش گوئی یونس کہ ہیچ شرطے نمی داشت تاخیر عذاب شد
۔ پس چگونہ تاخیر عذاب در چنیں پیش گوئی کہ در وشرط رجوع مندرج است قابل اعتراض متصور
تواند شد، پس از روئے خضوع وخشوع فکر کن وحصہ خودرا کہ در تقوی ودیں میباید فراموش مکن۔ وقصہ
یونس در قرآن شریف وکتب سابقہ وواحادیث نبویہ موجود است۔ ودر آنجا باذکر عقوبت ذکر ہیچ
شرطے موجود نیست۔ واگر قبول نکنی پس برتو واجب است کہ دراں قصہ مارا شرطے بنمائی۔ پس
باوجود بصارت ہم چونابینا مشو۔ وبدانکہ در قصہ مذکور ہرگز شرطے نبود۔

وبرائے ہمیں یونس علیہ السلام راابتلاء پیش آمد ومورد ملامت گردید۔ وبروغمہا وارد شدند۔ وتنگی دل او
را گرفت۔ حتی کہ حالت او تا بموت رسید وہر بلاء گزشتہ را خاموش کرد۔ وگمان کرد کہ در فتنہ عظیم افتادہ
است وسبب بلائے او بجز این ہیچ نبود کہ او یقین کرد کہ عذاب قطعی است کہ ردنخواہد شد۔ وبالضرور
چنانکہ خواہش اوست در میعاد واقع خواہد شد۔ پس میعاد گزشت۔ واز عذاب ہیچ بوئے نشمید۔ ونہ
لباس راحت رسانندہ را پوشید۔ پس یاد ایں واقعہ دل اورا تنگ کرد۔ وفکر ہا او را فرو افگند۔ وقوم را
دیدہ بود کہ در خصومت غلو می کنند۔ ودر انکار پیش قدمی ہا می نمایند۔ پس دانست کہ من مغلوبہ شدم۔
پس گفت کہ من ہرگز در حالت کذاب قرار دادہ شدن سوئے اوشاں نخواہم رفت۔ ولعن طعن شریراں

نخواہم شنید۔ وہیچ راہے ندید کہ آں را اختیار کند۔ نا چار خویشتن را بدریا در انداخت۔ پس رحمت الٰہی تدارک او فرمود و بحکم او خدا تعالیٰ ماہی او را در اندرون کو دفرو برد۔ و بدل غم ناک دید آنچہ دید۔ پس این معلوم است کہ اگر در نزول عذاب شرطے بودے۔ پس یونس تا بدیں بے قراری حالت خود را نہ رسانیدی۔ وہم چو شرمندگان نگریختے، آیا کتب پیشینیاں نمی خوانی وقول خاتم الانبیاء ﷺ را نشنیدہ۔ آیا دراں کتابہا نشانے از شرط می بینی۔ پس اگر صادق ہستی برائے ما آن شرط را برون آرد ما را بنما۔ پس اکنوں رائے تو دراں پیش گوئی ہا چیست کہ بشرط رجوع وتوبہ مقید اند۔

(انجام آتھم۔ ص ۲۱۰۔ ۲۲۸۔)

۱۸۹۶ء میں مرزا صاحب قادیانی نے علماء اسلام کے مواخذات سے تنگ آ کر انہیں مباہلے کا چیلنج دیا اور اس چیلنج پر مشتمل ایک طویل اشتہار شائع کیا جو قادیانی مجموعہ اشتہارات جلد دوم میں موجود ہے۔ یہ اشتہار مرزا صاحب کی مشہور تصنیف انجام آتھم (قادیانی خزائن جلد ۱۱) میں بھی شامل ہے۔ اس اشتہار میں مرزا صاحب اپنی منکوحہ آسمانی کو یاد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

كذ بوا بآ يا تي و كا نوا بها يستهزؤن ۔ فسيكفيكهم الله و ير د ها اليك

(شیخ محمد حسین بٹالوی کا یہ اعتراض ہے کہ الہام کا یہ فقرہ کہ یـر د هـا اليك خلاف محاورہ ہے کیونکہ رد کا لفظ اس صورت میں آتا ہے کہ ایک چیز اپنے پاس ہو پھر چلی جائے اور پھر واپس آوے۔ لیکن افسوس کہ اس کو باعث کمی واقفیت علم زبان کے معلوم نہیں کہ یہ لفظ ادنیٰ تعلق کے ساتھ بھی استعمال ہو جاتا ہے اس کی کلام عرب میں ہزاروں مثالیں ہیں جن کے لکھنے کا اس مقام میں موقعہ نہیں چونکہ اس جگہ قرابت قریبہ تھی اور نزدیک کے رشتہ کے تعلقات نے اپنے پاس کے حکم میں اس کو کیا ہوا تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے ایسا لفظ استعمال کیا جو ان چیزوں کے لئے مستعمل ہوتا ہے جو اپنے پاس سے چلی جائیں اور پھر واپس آویں۔ ہاں اس جگہ یہ نہایت لطیف اشارہ تھا کہ خدا تعالیٰ نے یر دھا کا لفظ استعمال کیا تا معلوم ہو کہ اول اس کا اپنے پاس سے بے تعلق لوگوں میں جانا ضروری ہے پھر واپس آنا تقدیر میں ہے۔ فقط۔ مرزا قادیانی)

(محمدی پہلے کب پاس تھی؟ وہ تو ہوشیار پوری تھی۔ اور قادیان اپنے ماموں امام الدین کے پاس اپنی والدہ کے ہمراہ کبھی آجاتی تھی جب اس کا باپ احمد بیگ بسلسلہ پولیس ملازمت گھر سے دور ہوتا تھا۔ امام الدین اور غلام احمد

آپس میں عم زاد تھے لیکن ایک دوسرے کے سخت مخالف، اور دونوں ایک دوسرے کو دشمن اسلام سمجھتے تھے۔ آپس میں مقدمہ بازی بھی تھی۔ آپس میں ہمسائیگی کے باوجود باہم مقدمہ مقدمہ بازی تھی۔ بنا بریں محمدی کا بچپن میں کبھی کبھار قادیان آ کر اپنے حقیقی ماموں امام الدین کے گھر میں رہنے کا مطلب یہ لینا کہ وہ مرزا غلام احمد کے پاس تھی، پھر سلطان محمد سے شادی کی وجہ سے دور چلی گئی، کس طرح درست ہوسکتا ہے، وہ تو امام الدین کے پاس تھی۔ اور اگر راد وھا کے معنی اس کی واپسی سلطان محمد سے کرنا ہے تو پھر اس کی واپسی مرزا غلام احمد کے پاس کیوں کر سمجھی جاسکتی ہے، وہ امام الدین کے پاس واپسی ہوگی، اس کی بہن والدی محمدی کے پاس، یا ان لوگوں کی مرضی کے کسی شخص سے اس کی شادی کی صورت ہو جائے گی۔ پاس ہونے، پھر چلے جانے، پھر نکاح کے ذریعہ پاس آجانے کا یہ الہام کسی طرح بامعنی نہیں بنتا ہے۔ بہاء)

امر من لدنا انا کنا فاعلین ۔ زوجنا کھا ۔ الحق من ربك فلا تكونن من الممترين لا تبديل لكلمات الله ۔ ان ربك فعال لما يريد۔ انا رادوها اليك۔ يوم تبدل الارض غير الارض ۔

اذا نفخ فى الصور فلا انساب بينهم انما يؤخرهم الى اجل مسمى اجلٍ قريب ۔ ياتى قمر الانبياء و امرك يتاتّى ۔ هذا يوم عصيب ۔

توجهت لفصل الخطاب ۔ انا رادوها اليك ۔ ان استجارتك فاجرها و لا تخف سنعيدها سيرتها الاولى۔ انا فتحنا لك فتحاً مبيناً

يانوح اسر رؤياك ۔ و قالوا متى هذا الوعد۔ قل انّ وعد الله حق ۔ انت معنى و انا معك ۔ و لا يعلمون الّا المسترشدون ۔ لا تيئس من روح الله ۔ انظر الى يوسف و اقباله ۔

انھوں نے میرے نشانوں کی تکذیب کی اور ٹھٹھہ کیا۔ سو خدا ان کے لئے کفایت کرے گا اور اس عورت کو تیری طرف واپس لائے گا۔ یہ امر ہماری طرف سے ہے اور ہم ہی کرنے والے ہیں۔ بعد واپسی کے ہم نے نکاح کر دیا۔ تیرے رب کی طرف سے سچ ہے پس تو شک کرنے والا مت ہو خدا کے کلمے بدلا نہیں کرتے۔ تیرا رب جس بات کو چاہتا ہے وہ بالضرور اس کو کر دیتا ہے کوئی نہیں جو اس

کوروک سکے ہم اس کو واپس لانے والے ہیں۔اس دن زمین دوسری زمین سے بدلائی جائے گی۔ جب سور میں پھونکا گیا تو کوئی رشتہ ان میں باقی نہیں رہے گا۔خدا ان کو ایک مقررہ وقت تک مہلت دے رہا ہے جو نزدیک وقت ہے۔نبیوں کا چاند آئے گا اور تیرا سارا کام ہو جائے گا۔ یہ سخت دن ہے۔آج میں فیصلہ کرنے کے لئے متوجہ ہوا۔ہم اس کو تیری طرف واپس لائیں گے۔اگر تیری طرف پناہ ڈھونڈھے تو پناہ دے دے اور مت خوف کر ہم اس کی پہلی خصلت پھر اس میں ڈال دیں گے۔ہم نے تجھ کو کھلی کھلی فتح دی۔اے نوح اپنے خواب کو پوشیدہ رکھ۔اور کہا لوگوں نے کہ یہ وعدہ کب ہوگا۔ کہہ خدا کا وعدہ سچا وعدہ ہے۔تو میرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں۔اور اس حقیقت کو کوئی نہیں جانتا مگر وہی جو رشد رکھتے ہیں۔خدا کے فضل سے نومید مت ہو۔ یوسف کو دیکھ اور اس کے اقبال کو۔

اشتہار مباہلہ مندرجہ انجام آتھم ص ۴۵ تا ۲۷ (مجموعہ اشتہارات قادیانی ج ۲ ص ۲۷۶۔۲۷۸)۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک الہام ہے:

شاتان تذبحان یعنی دو بکریاں ذبح کی جائیں گی۔

جب مسماۃ محمدی کے والد مرزا احمد بیگ مر گئے، تو مرزا صاحب نے اپنے رسالہ ضمیمہ انجام آتھم میں اس الہام کے معنی اور تفسیر اور تشریح خود یوں کی:

دو بکریاں ذبح کی جائیں۔پہلی بکری سے مراد مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری ہے اور دوسری بکری سے مراد اس کا داماد (جس سے کرشن جی کی آسمانی منکوحہ بیاہی ہوئی ہے) ہے۔(ضمیمہ انجام آتھم۔صفحہ ۵۷)

اسی کتاب میں مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

براہین احمدیہ میں بھی اس وقت سے کئی سال پہلے اس پیش گوئی کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے جو اس وقت میرے پر کھولا گیا ہے۔اور وہ الہام یہ ہے جو براہین کے صفحہ ۴۹۶ میں مذکور ہے یا آدم اسکن انت و زوجك الجنة۔ یا مریم اسکن انت و زوجك الجنة۔ یا احمد اسکن انت و زوجك الجنة ۔اس جگہ تین جگہ زوج کا لفظ آیا ہے۔اور تین نام اس عاجز کے

رکھے گئے۔ پہلا نام آدم۔ یہ وہ ابتدائی نام ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اس عاجز کو روحانی وجود بخشا۔اس وقت پہلی زوجہ کا ذکر فرمایا (یعنی مرزا صاحب قادیانی کی پہلی زوجہ جنت میں جائے گی،مرزا قادیانی کی نبوت کے انکار کے باوجود۔تو پھر مرزا صاحب اورانہیں نبی ماننے والے کہاں ہوں گے؟ بہاء)۔ پھر دوسری زوجہ کے وقت نام مریم رکھا کیونکہ اس وقت مبارک اولاد دی گئی۔جس کو مسیح سے مشابہت ملی (کیا مرزا صاحب کے بیٹے مثیل مسیح ہیں یا خود مرزا صاحب اس مریم نامی زوجہ کے فرزند ہیں؟) اور نیز اس وقت مریم کی طرح کئی ابتلاء پیش آئے جیسا کہ مریم کو حضرت عیسیٰ کی پیدائش کے وقت یہودیوں کی بدظنیوں کا ابتلاء پیش آیا (کیا نصرت بیگم پر بھی بدظنیاں کی گئی تھیں اور ان کی نوعیت کیا تھی؟ بہاء)۔اور تیسری زوجہ جس کی انتظار ہے اس کے ساتھ احمد کا لفظ استعمال کیا گیا۔اور یہ لفظ احمد اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس وقت حمد اور تعریف ہوگی۔(کیا اس کا مطلب یہ نہیں ہوسکتا کہ زوجہ کسی احمد نام کے فرد سے متعلق ہوگی،جیسا کہ اس کے باپ کا نام احمد تھا)۔ یہ ایک چھپی ہوئی پیش گوئی ہے جس کا سرّ (بھید) اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھ پر کھول دیا۔غرض یہ تین مرتبہ زوج کا لفظ تین مختلف نام سے جو بیان کیا گیا ہے وہ اسی پیش گوئی کی طرف اشارہ تھا۔

(انجام آتھم۔ص ۳۳۸۔قادیانی خزائن ج ۱۱)

نیز مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

اس پیشگوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ یتزوّج و یولد له ۔یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیشگوئی موجود ہے۔گویا اس جگہ رسول اللہ ﷺ ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔ (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ۵۳؛ قادیانی خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷)

اور ضمیمہ انجام آتھم (صفحہ ۵۴) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

اور تیسری زوجہ جس کی انتظار ہے اس کے ساتھ احمد کا لفظ شامل کیا گیا۔ اور یہ لفظ احمد اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس وقت ایک حمد اور تعریف ہوگی۔

مرزا صاحب نے اس تیسری زوجہ کے ساتھ اپنی تعریف و حمد کو منسلک کر دیا تھا۔ اور جب یہ زوجہ ہی نہ ملی تبھی تو آپ عمر بھر حمد و تعریف سے محروم رہے، اور موت کے بعد سے مسلسل مضحکہ اطفال بنے ہوئے ہیں۔

تھوڑا آگے چل کر مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

و ان لم یعصمك الناس فیعصمك الله من عنده و یعصمك الله من عنده و ان لم یعصمك الناس۔ و اذ یمکر بل الذی کفتر۔ اوقد لی یا ھا ما ن۔ لعلی اطلع الی الہ موسی و انی لا ظنه من الکا ذ بین۔ تبت یدا ابی لھب و تب۔ ما کا ن ان ید خل فیھا ا لا خا ئفاً۔ و ما اصا بك فمن الله۔ الفتنة ھھنا فا صبر کما صبر او لو العزم۔ ا لا انھا فتنة من الله لیحبّ حبا جماً۔

حبّا من الله العزیزا لا کر م۔ عطاءً غیر مجذوذ۔ شا تا ن تذ بحا ن۔ و کل من علیھا فا ن...

ترجمہ از مرزا قادیانی۔ یعنی خدا تجھے بچائے گا اگرچہ لوگ نہ بچائیں۔ میں پھر کہتا ہوں کہ خدا تجھے بچائے گا اگرچہ لوگ نہ بچائیں۔ وہ زمانہ یاد کر کہ جب ایک شخص تجھ سے مکر کرے گا اور اپنے رفیق ہامان کو کہے گا کہ فتنہ انگیزی کی آگ بھڑکا۔ اس جگہ فرعون سے مراد شیخ محمد حسین بٹالوی ہے اور ہامان سے مراد نو مسلم سعد اللہ ہے۔ اور پھر فرمایا کہ وہ کہے گا کہ میں اس کے خدا کی حقیقت معلوم کرنا چاہتا ہوں اور میں اس کو جھوٹا سمجھتا ہوں۔ یعنی با خدا ہونے کا دعوی سراسر کذب ہے، کوئی تعلق خدا تعالی سے نہیں۔ اور پھر فرمایا کہ یہ فرعون ہلاک ہوگیا اور دونوں ہاتھ اس کے ہلاک ہو گئے یعنی یہ شخص ذلیل کیا جائے گا اور ہاتھ جو کسب معاش کا ذریعہ ہیں نکمے ہو جائیں گے یعنی اس پر فقر و فاقہ کی مصیبت نازل ہوگی اور اپنے مقاصد میں ناکام رہے گا اور رسوا ہو جائے گا۔ اور پھر فرمایا کہ اس شخص

کے دعوی اسلام اور مولویت کے لائق نہ تھا کہ تکفیر اور تکذیب پر جرأت کرتا اور اس نازک مقدمہ میں چالاکی کے ساتھ دخل دیتا۔ ہاں یہ چاہیے تھا کہ صحت نیت اور خوف دل کے ساتھ اپنے شکوک رفع کراتا۔ اور پھر فرمایا کہ اس شخص کے منصوبوں سے جو کچھ تجھ کو ضرر پہنچے وہ خدا تعالی کی طرف سے ہے اور جب یہ تکفیر اور تکذیب کرے گا تو اس وقت ملک میں ایک بڑا فتنہ برپا ہوگا۔ وہ فتنہ انسان کی طرف سے نہیں بلکہ تیرے خدا نے یہی چاہا تا وہ تجھ سے نہایت درجہ کی محبت کرے کیونکہ ہر ایک اصطفاء ابتلاء کے بعد ہوتا ہے۔ خدا کی محبت بڑے قدر کے لائق ہے کیونکہ وہ سب پر غالب اور سب سے زیادہ کریم ہے۔ پس جس سے وہ محبت کرے گا اس کی تمام امیدیں کامیابی کا انجام رکھتی ہیں اور اس کی یہ عطا غیر منقطع ہے۔ اس کے بعد یوں ہوگا کہ دو بکریاں ذبح کی جائیں گی۔ پہلی بکری سے مراد میرزا احمد بیگ ہوشیار پوری ہے اور دوسری بکری سے مراد اس کا داماد ہے۔ اور پھر فرمایا کہ تم سست مت ہو اور غم مت کرو کیونکہ ایسا ہی ظہور میں آئے گا۔ کیا تو نہیں جانتا کہ خدا ہر یک چیز پر قادر ہے اور پھر فرمایا کہ ہم نے تجھے جھلی کھلی فتح دی ہے یعنی کھلی کھلی فتح دیں گے تاکہ تیرا خدا تیرے اگلے پچھلے گناہ بخش دے یعنی کامل عزت اور قبولیت عطا کرے کیونکہ خدا تعالی کا تمام گناہ کا بخش دینا اس محاورہ پر استعمال کیا جاتا ہے کہ وہ اعلی درجہ پر راضی ہو جائے اور پھر فرمایا کہ خدا اپنے بندے کے لئے کافی ہے۔ وہ اس کو ان تمام الزاموں سے بری کرے گا جو اس پر لگائے جاتے ہیں اور وہ بندہ خدا کے نزدیک وجیہہ ہے۔

ان پیش گوئیوں میں علاوہ اور پیش گوئیوں کے جو ان کے ضمن میں بیان کی گئیں دو بکریوں کے ذبح ہونے کی پیش گوئی احمد بیگ اور اس کے داماد کی طرف اشارہ ہے۔ الخ (انجام آتھم ضمیمہ۔ ص۵۵۔۵۷)

(احمد بیگ تو چلو مر گیا، اور یوں مرزا صاحب کی ایک بکری ذبح ہوگئی، لیکن دوسری بکری یعنی اس کا داماد سلطان محمد تو تقسیم ہند تک زندہ رہا اور مرزا صاحب اور ان کے مریدوں کے سینوں پر مونگ دلتا ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ تقسیم ہند ہی بعد سہی، مر تو گیا، اور یوں پیش گوئی پوری ہو گئی۔ تو ظاہر ہے کہ ایسی جاہلانہ باتوں کا کوئی جواب نہیں ہوسکتا؟ بہاء)

اشتہار بابت لیکھرام میں منکوحہ آسمانی کا ذکر

انجام آتھم کے کچھ عرصہ بعد مرزا صاحب قادیانی نے ایک اشتہار شائع فرمایا جس کا عنوان ہے:

لیکھرام کی موت کے متعلق آریوں کے خیالات

یہ طویل اشتہار ۱۲۔ مارچ ۱۸۹۷ء کے بعد کا اشتہار ہے اور قادیانی مجموعہ اشتہارات جلد دوم کے صفحہ ۳۴۲ سے شروع ہوتا ہے۔ اس اشتہار میں مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں:.....

احمد بیگ ہوشیار پوری کی موت کی پیش گوئی جس کی نسبت لکھا گیا تھا کہ وہ تین برس کی میعاد میں فوت ہو جائے گا اور ضرور ہے کہ اپنے مرنے سے پہلے اور مصیبتیں بھی دیکھے۔ چنانچہ اس نے اس اشتہار کے بعد اپنے پسر کے فوت ہونے کی مصیبت دیکھی اور پھر اس کی ہمشیرہ عزیزہ کی وفات کا ناگہانی واقعہ اس کی نظر کے سامنے وقوع میں آیا اور بعد اس کے وہ تین سال کی میعاد کے اندر خود بمقام ہوشیار پور فوت ہو گیا (حاشیہ: اس پیش گوئی کے دو حصے تھے ایک احمد بیگ کی نسبت اور ایک اس کے داماد کی نسبت اور پیش گوئی کے بعض الہامات میں جو پہلے سے شائع ہو چکے تھے یہ شرط تھی کہ توبہ اور خوف کے وقت موت میں تاخیر ڈال دی جائے گی سو افسوس کہ احمد بیگ کو اس شرط سے فائدہ اٹھانا نصیب نہ ہوا کیونکہ اس وقت اس کی بدقسمتی سے اس نے اور اس کے تمام عزیزوں نے پیش گوئی کو انسانی مکر اور فریب پر حمل کیا اور ٹھٹھا اور ہنسی شروع کر دی اور وہ ہمیشہ ٹھٹھا اور ہنسی کرتے تھے کہ پیش گوئی کے وقت نے اپنا منہ دکھلایا اور احمد بیگ ایک محرقہ تپ کے ایک دو دن کے حملہ سے ہی اس جہان سے رخصت ہو گیا تب تو ان کی آنکھیں کھل گئیں اور داماد کی بھی فکر پڑی اور خوف اور توبہ اور نماز روزہ میں عورتیں لگ گئیں اور مارے ڈر کے ان کے کلیجے کانپ اٹھے پس ضرور تھا کہ اس درجہ کے خوف کے وقت خدا اپنی شرط کے موافق عمل کرتا۔ سو وہ لوگ سخت احمق اور کاذب اور ظالم ہیں جو کہتے ہیں کہ داماد کی نسبت پیش گوئی پوری نہیں ہوئی بلکہ وہ بدیہی طور پر حالت موجودہ کے موافق پوری ہو گئی اور دوسرے پہلو کی انتظار ہے۔ مرزا قادیانی) (قادیانی مجموعہ اشتہارات۔ جلد دوم۔ ص ۳۶۰)

منکوحہ آسمانی در قادیانی سراج منیر

اسی سال مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے سراج منیر کے نام سے اپنا ایک رسالہ شائع کیا جس میں میں لکھا تھا:

احمد بیگ ہوشیار پوری کی موت کی پیش گوئی

جس کی نسبت لکھا گیا تھا کہ وہ تین برس کی میعاد میں فوت ہو جائے گا اور ضرور ہے کہ اپنے مرنے سے پہلے اور مصیبتیں بھی دیکھے چنانچہ اس اشتہار کے بعد اپنے پسر کے فوت ہونے کی مصیبت دیکھی اور پھر اس کی ہمشیرہ عزیزہ کی وفات کا ناگہانی واقعہ اس کی نظر کے سامنے وقوع میں آیا اور بعد اس کے وہ تین سال کی میعاد کے اندر بمقام ہوشیار پور فوت ہو گیا۔ (حاشیہ: اس پیش گوئی کے دو حصے تھے ایک احمد بیگ کی نسبت اور ایک اس کے داماد کی نسبت۔ اور پیش گوئی کے بعض الہامات میں جو پہلے سے شائع ہو چکے تھے کہ یہ شرط تھی توبہ اور خوف کے وقت موت میں تاخیر ڈال دی جائے گی۔ سو افسوس کہ احمد بیگ کو اس شرط سے فائدہ اٹھانا نصیب نہ ہوا کیونکہ اس وقت اس کی بدقسمتی سے اس نے اور اس کے تمام عزیزوں نے پیش گوئی کو انسانی مکر اور فریب پر حمل کیا اور ٹھٹھا اور ہنسی شروع کر دی اور وہ ہمیشہ ٹھٹھا اور ہنسی کرتے تھے کہ پیش گوئی کے وقت نے اپنا منہ دکھلایا اور احمد بیگ ایک محرقہ تپ کے ایک دو دن کے حملے سے ہی اس جہان سے رخصت ہو گیا۔ تب تو ان کی آنکھیں کھل گئیں اور داماد کی بھی فکر پڑی اور خوف اور توبہ اور نماز اور روزہ میں عورتیں لگ گئیں اور مارے ڈر کے ان کے کلیجے کانپ اٹھے۔ پس ضرور تھا کہ اس درجہ کے خوف کے وقت خدا اپنی شرط کے موافق عمل کرتا۔ سو وہ لوگ سخت احمق اور کاذب اور ظالم ہیں جو کہتے ہیں کہ داماد کی نسبت پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔ بلکہ وہ بدیہی طور پر حالت موجود کے موافق پوری ہو گئی اور دوسرے پہلو کی انتظار ہے)۔

(سراج منیر۔ ص ۳۴۔ قادیانی خزائن جلد ۱۲۔ ص ۳۵)

منکوحہ آسمانی در قادیانی حجۃ اللہ

مئی ۱۸۹۷ء میں مرزا صاحب قادیانی نے حجۃ اللہ کے نام سے ایک رسالہ شائع کیا ۔اس رسالے میں اپنے مباہل مولوی عبدالحق غزنوی ؒ کومخاطب کر کے مرزا صاحب قادیانی کہتے ہیں:

پھر تمہارا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ احمد بیگ کا داماد (سلطان محمد) اب تک زندہ ہے۔ سو میں کہتا ہوں اے نابکار قوم کب تک تو اندھی اور گونگی اور بہری رہے گی؟ اور کب تک تیری آنکھیں اس نور کو نہیں دیکھیں گی جو اتارا گیا؟ سن اور سمجھ کہ اس الہام کے دو ٹکڑے تھے۔ ایک احمد بیگ کے متعلق اور ایک اس کے داماد کے متعلق۔ سو تم سن چکے ہو کہ احمد بیگ میعاد کے اندر فوت ہو گیا۔ اور وہ دن آتا ہے کہ تم سن لو گے کہ اس کے داماد کی نسبت بھی پیش گوئی پوری ہو گئی۔ خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتی۔ اور یہ اعتراض جو تم کرتے ہو نئے نہیں۔ نوشتوں کو پڑھو کہ پہلے بدفہم لوگوں نے بھی ایسے ہی اعتراض نبیوں پر کئے ہیں۔ تمہارے دل ان سے مشابہ ہو گئے اور تمہارا یہ کہنا:

میعاد کے اندر وہ کیوں فوت نہیں ہوا؟،

یہ تمہاری بے ایمانی یا نا سمجھی ہے۔ الہام تو بی تو بی فان البلاء علی عقبك میں صاف توبہ کی شرط تھی۔ اور یہ الہام احمد بیگ اور اس کے داماد دونوں کے لئے تھا کیونکہ عقب لڑکی اور لڑکی کی اولاد کو کہتے ہیں اور یہ احمد بیگ کی بیوی کی والدہ کو خطاب تھا کہ تیری لڑکی اور لڑکی کی لڑکی پر خاوند مرنے کی بلا ہے۔ اگر توبہ کرو گی تو تاخیر موت کی جائے گی پس احمد بیگ کی زندگی کے وقت کسی نے اس الہام کی پرواہ نہ کی اور جب احمد بیگ فوت ہو گیا تو اس کی بیوہ عورت اور دیگر پسماندوں کی کمر ٹوٹ گئی وہ دعا اور تضرع کی طرف بدل متوجہ ہو گئی جیسا کہ سنا گیا ہے کہ اب تک احمد بیگ کے داماد کی والدہ کا کلیجہ اپنے حال پر نہیں آیا۔ سو خدا دیکھتا ہے کہ وہ شوخیوں میں کب آگے قدم رکھتے ہیں پس اس وقت وعدہ اس کا پورا ہو گا جب یہ سب کچھ پورا ہو گا تب نہ میں بلکہ ہر ایک دانا تم پر لعنت بھیجے گا کیونکہ تم نے خدا کا مقابلہ کیا۔ (حجۃ اللہ۔ قادیانی خزائن، جلد ۱۲ص ۱۵۹)

منکوحہ آسمانی در قادیانی کتاب البریہ

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی پر عیسائیوں نے ایک مقدمہ قائم کیا جس کے بعد مرزا صاحب نے کتاب البریہ تصنیف فرمائی تھی۔ اس کتاب میں کئی جگہ حیلوں بہانوں سے آپ نے منکوحہ آسمانی کو یاد فرمایا۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

اور محمد حسین (بٹالوی) کا میری پیش گوئیوں پر یہ جرح کہ کوئی الہامی پیش گوئی اس صورت میں سچی ہوسکتی ہے جب کہ اس کے ساتھ کی تمام اور پیش گوئیاں سچی ثابت ہوئی ہوں۔ یہ فی الواقع سچ ہے۔ مگر محمد حسین کا یہ خیال کہ گویا بعض پیش گوئیاں میری جھوٹی نکلی ہیں یہ سراسر جھوٹ ہے۔ میں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں کہ میری کوئی پیش گوئی جھوٹی نہیں نکلی۔ آتھم کی نسبت جو پیش گوئی تھی اس میں صاف ایک شرط تھی، اور احمد بیگ کے داماد کی نسبت بھی تـو بـی تو بی کے الہام کی شرط تھی، اور میں ثابت کر چکا ہوں کہ ان دونوں شرطوں کے موافق وہ دونوں پیش گوئیاں پوری ہوئیں...

احمد بیگ کے سامنے کوئی خوفناک نمونہ نہ تھا، اس لئے وہ نہ ڈرا، اور شرط سے فائدہ نہ اٹھایا، اور پیش گوئی کے موافق جلد فوت ہوگیا۔ مگر اس کے بعد اس کے عزیزوں نے احمد بیگ کی موت کا نمونہ دیکھ لیا اور بہت ڈرے۔ لہذا شرط سے فائدہ اٹھالیا ان الله لا يخلف الميعاد۔

اور اگر کوئی شرط بھی نہ ہوتی اور جس کی نسبت پیش گوئی کی گئی ہے رجوع کرتا اور ڈرتا یا اس کے عزیز جو اصل مخاطب پیش گوئی کے تھے رجوع کرتے اور ڈرتے، تب بھی خدا تعالی عذاب میں مہلت دے دیتا، جس طرح یونس نبی کی امت کو مہلت دی حالانکہ اس کی پیش گوئی میں کوئی شرط نہ تھی۔

خدا نے ابتداء سے وعید کے ساتھ یہ شرط لگا رکھی ہے کہ اگر چاہوں تو وعید موقوف کروں اسلئے قرآن میں یہ تو آیا ہے کہ: ان الله لا يخلف الميعاد،

اور یہ نہیں آیا کہ :ان اللہ لا یخلف الوعید ۔

(قادیانی خزائن ۱۳۔ کتاب البریہ۔ص ۱۴۱)

نیز مرزا صاحب قادیانی اس کتاب میں ایک حاشیہ میں لکھتے ہیں:

یہ پیش گوئی (احمد بیگ کے داماد والی) بھی شرطی تھی ،جس کا ایک حصہ پورا ہو گیا۔ یعنی احمد بیگ (والد مسماۃ محمدی) میعاد کے اندر فوت ہو گیا، اور اس کے مرنے پر اس کے عزیزوں نے نہایت درجہ خائف اور ترساں ہو کر شرط کو پورا کیا۔ اور ضرور تھا کہ شرط کے موافق ظہور میں آتا۔ مگر یہ بھی ضرور ہے کہ دلوں کے سخت ہونے پر خدا کے اصل ارادہ کی پیشگوئی کے مطابق تکمیل ہو جائے جیسا کہ آتھم کی پیش گوئی میں بھی شرط بھی پوری ہوئی اور آخر موت کی سزا بھی ملی۔ غرض ساری کی ساری پیش گوئی پوری ہوئی

(کتاب البریہ حاشیہ۔ص ۱۷۴)

ایک اور حاشیہ میں مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں:

میں ابھی لکھ چکا ہوں کہ یہ دونوں پیش گوئیاں بڑی صفائی سے پوری ہو گئیں سلطان محمد یعنی احمد بیگ (والد محمدی) کا جو داماد ہے اس کی نسبت جو پیش گوئی تھی اس میں احمد بیگ اس کا خسر بھی شامل تھا اور پیش گوئی میں شرط توبہ تھی۔ چنانچہ احمد بیگ نے شوخی اور تکذیب پر اصرار کیا اس لئے میعاد کے اندر فوت ہو گیا۔ دیکھو یہ پیش گوئی کیسی صفائی سے پوری ہوئی رہا اس کا داماد سو احمد بیگ کی موت نے ان سب پر لرزہ ڈال دیا اور لرزاں اور ترساں ہو گئے اس لئے خدا نے اس کے داماد سلطان محمد کو کسی اور وقت تک مہلت دے دی۔ اور آتھم بھی الہامی شرط کی وجہ سے اور اخفائے شہادت سے بموجب ہمارے الہام کے مر گیا۔ (کتاب البریہ ص ۱۸۸۔ حاشیہ)

ایک اور حاشیہ میں مرزا صاحب فرماتے ہیں:

یہ بھی کس قدر جھوٹ ہے کہ احمد بیگ (والد مسماۃ محمدی) کی نسبت پیش گوئی پوری نہیں ہوئی بلکہ سب لوگ جانتے ہیں کہ احمد بیگ پیش گوئی کی میعاد میں فوت ہو گیا اور بڑی صفائی سے پیش گوئی پوری ہوئی۔ (کتاب البریہ حاشیہ ۲۸۶)

منکوحہ آسمانی در قادیانی ایام الصلح

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری... جس کے عزیز اور لواحقین اسلام سے ٹھٹھا کرتے تھے اور بعض سخت مرتد ان میں سے قرآن شریف کی سخت تکذیب کر کے اور اسلام پر زبان بد کھول کر مجھ سے تصدیق اسلام کا نشان مانگتے تھے اور اشتہار چھپواتے تھے، سو خدا نے انہیں یہ نشان دیا کہ احمد بیگ عزیز ان کا چند موتوں اور مصیبتوں کے دیکھنے کے بعد تین برس کے اندر فوت ہو جائے گا۔ سو ایسا ہی ہوا اور وہ میعاد کے اندر فوت ہو گیا تا معلوم کریں کہ ہر ایک شوخی کی سزا ہے (حاشیہ: یہ پیش گوئی بھی مشروط بہ شرائط تھی اور ضرور ہے کہ اس وقت تک اس کا دوسرا حصہ معرض توقف میں رہے جب تک خدا تعالیٰ کی نظر میں اسباب نقض شرائط کے جمع ہوں۔ مرزا قادیانی)۔ (ایام الصلح۔ ص ۱۰۱)

منکوحہ آسمانی در قادیانی تریاق القلوب

۱۸۹۹ء میں مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب تریاق القلوب میں لکھتے ہیں:

تخمیناً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گذرا کہ مجھے کسی تقریب سے مولوی محمد حسین بٹالوی اڈیٹر رسالہ اشاعۃ السنہ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آج کل کوئی الہام ہوا ہے؟ میں نے اس کو یہ الہام سنایا جس کو میں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سنا چکا تھا اور وہ یہ ہے کہ

بکر و ثیب

جس کے یہ معنی ان کے آگے، اور نیز ہر ایک کے آگے، میں نے ظاہر کئے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر ہو گی اور دوسری بیوہ۔

چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا پورا ہو گیا (نصرت بیگم سے شادی کے ساتھ۔ بہاء) اور اس وقت بفضلہ تعالیٰ چار پسر اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے۔ (تریاق القلوب۔ ص ۷۵)

منکوحہ آسمانی اور اس کی ممکنہ سوتن

مرزا غلام احمد صاحب کے امام الصلوۃ مولوی کریم بخش عرف عبدالکریم سیالکوٹی کا کہنا ہے:

حضرت (مرزا قادیانی) کی اس پیش گوئی کے پورا ہونے کے لئے جو ایک نکاح کے متعلق ہے اور جس کا ایک حصہ خدا کے فضل سے پورا ہو چکا ہے اور دوسرا دور نہیں کہ خدا کے بندوں کو خوش کرے (یعنی نصرت سے شادی کے بعد بکر، کنواری، والا حصہ پورا ہو چکا اور عنقریب سلطان محمد فوت ہوگا اور پھر محمدی سے شادی ہو کر ثیب، بیوہ، والا حصہ پورا ہوگا۔ اور یوں مرزائیوں کی خوشی کا سامان ہوگا۔ بہاء)، حضرت بیوی صاحبہ مکرمہ (نصرت بیگم) نے بار بار رو رو کر دعائیں کی ہیں۔ اور بار ہا خدا تعالی کی قسم کھا کر کہا ہے کہ گو میری زنانہ فطرت کراہت کرتی ہے (کراہت کرتی ہے تو خود مرزا صاحب کی زوجہ اول کی سوتن کیوں بنیں۔ بہاء)، مگر صدق دل اور شرح صدر سے چاہتی ہوں کہ خدا کے منہ کی باتیں پوری ہوں اور ان سے اسلام اور مسلمانوں کی عزت اور جھوٹ کا زوال و ابطال ہو۔

ایک روز دعا مانگ رہی تھیں حضرت (مرزا قادیانی) نے پوچھا آپ کیا دعا مانگتی ہیں۔ آپ نے بات سنائی کہ یہ مانگ رہی ہوں۔ حضرت نے فرمایا سوت کا آنا تمہیں کیونکر پسند ہے۔ آپ نے فرمایا کچھ ہی کیوں نہ ہو مجھے اس کا پاس ہے کہ آپکے منہ سے نکلی ہوئی باتیں پوری ہو جائیں، خواہ میں ہلاک ہی کیوں نہ ہو جاؤں۔ (الحکم قادیان ۱۹۰۰ء ۱۷ جنوری۔ ص ۹)

منکوحہ آسمانی در الحکم ۱۷۔ اکتوبر ۱۹۰۰ء

مرزا غلام احمد قادیانی کے امام الصلوۃ مولوی عبدالکریم سیالکوٹی کہتے ہیں:

رات اس فضول مضمون کا تذکرہ ہوا جو کسی امام دین لاہوری نے اخبار عام میں ابھی شائع کیا ہے کہ اس نے احمد بیگ (والد مسماۃ محمدی) والی پیش گوئی پر اعتراض کیا ہے۔

فرمایا (مرزا قادیانی نے) اگر کوئی شخص خدا تعالی کے خوف سے غور کرے کہ چار شخصوں کی موت کی نسبت ہماری پیش گوئی تھی جن میں سے تین ہلاک ہو چکے ہیں اور ایک (داماد مرزا احمد بیگ) باقی ہے تو اس کی روح کانپ جائے گی کہ کس دلیری سے اور کیوں وہ اعتراض کرسکتا ہے۔ اسے سمجھ لینا چاہیے کہ خدا تعالی کے مصالح اس میں ہیں۔

پھر فرمایا (مرزا قادیانی نے کہ) خدا تعالی کی عادت ہے کہ راست بازوں کے مخالفوں کی عمریں بھی ان کے کارخانہ کی رونق کے لئے لمبی کر دیتا ہے۔ خدا تعالی قادر تھا کہ ابوجہل اور اس کے امثال پر مکہ معظّمہ میں یک جا اور ناگہاں بجلی پڑ جاتی اور بہت بڑی ایذاء پہنچانے سے قبل ان کا استیصال ہو جاتا۔ مگر ان کا تارو پود درہم برہم نہ ہوا جب تک بدر کا یوم نہ آیا۔ اگر ایسی ایسی کاروائیاں جلد جلد پوری ہو جائیں تو نبی بہت جلد ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائے، اور وہ گرمی ہنگامہ کیونکر رنگ آرائے چہرہ ہستی ہو جس کے قیام کے بغیر طرح طرح کے علوم و حکمتیں بروئے کار نہیں آ سکتیں۔

فرمایا (مرزا قادیانی نے کہ) خدا تعالی صادق کو نہیں اٹھاتا جب تک اس کا صادق ہونا آشکارا نہ کر دے اور ان الزاموں سے اس کی تطہیر نہ کر دے جو ناعاقبت اندیش اس پر لگاتے ہیں۔

اس پر پھر آپ نے کل کی اپنی رؤیا سنائی۔ فرمایا کیا دیکھتا ہوں کہ محمود کی والدہ آئی ہیں اور ان کے ہاتھ میں ایک جوتی ہے۔ اور مجھ سے کہتی ہیں یہ نئی جوتی آپ پہن لیں۔ اور پھر میرے ہاتھ میں دیکر کہا یہ جوتی آپ کے لئے ہے، پہن لیجئے، دشمن زیر ہے (یعنی سلطان محمد ابھی مرجائے گا، محمدی بیگم تمہیں مل جائے گی کیونکہ معاشرے کے ایک طبقے میں بیوی کو پاؤں کی جوتی بھی سمجھا جاتا تھا)

(الحکم قادیان ۱۷۔ اکتوبر ۱۹۰۰ء ص ۱۔۲)

مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ پیش گوئی چار افراد کے مرنے کی تھی، جن میں سے تین مر چکے ہیں۔ اور حال یہ ہے، کہ سبھی جانتے ہیں کہ آتھم پیش گوئی کی مدت میں نہیں مرا۔ کیونکہ مرزا صاحب نے اس کا مرنا ستمبر ۱۸۹۴ء میں قرار دیا تھا، اور وہ ستمبر ۱۸۹۴ء کے بعد مرا جیسا کہ ہر ایک انسان کو کبھی نہ کبھی مرنا ہی ہے۔ اور یوں اس کے متعلق قادیانی پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔

لیکھ رام کے خارق عادت عذاب کی پیش گوئی تھی، وہ چھری سے قتل ہوا۔ چھری سے قتل ہونا کوئی خارق عادت بات نہیں ہے، اور عذاب تو وہ ہے جو زندہ رہتا اور بھگتتا۔ موت کو تکالیف سے چھٹکارا سمجھا جاتا ہے، ویسے بھی شیخ الاسلام مولانا محمد حسین نے اسے چیلنج کر رکھا تھا کہ آؤ کسی میدان میں ثابت کرو کہ وہ تمہاری پیش گوئی کے مطابق مرا ہے لیکن مرزا صاحب چیلنج قبول کرنے سے نے انکار کر دیا تھا۔

تیسرا فرد احمد بیگ تھا جس نے پیش گوئی کے مطابق روز نکاح محمدی بیگم و سلطان محمد سے تین سال میں مرنا تھا۔ اس پیش گوئی کا مفہوم یہ تھا کہ روز نکاح سے سلطان محمد ڈھائی سال میں مرے گا۔ احمد بیگ تین سال میں ۔ یعنی پہلے باری سلطان محمد کی تھی جس نے ڈھائی سال میں مرنا تھا، اور پیش گوئی سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی موت کے بعد، اور پیش گوئی کی تین سال کی مدت میں سے جو وقت بچتا، سال یا دو سال یا چھ مہینے، ان میں احمد بیگ نے مرنا تھا۔ اگر یوں نہیں تھا تو پیش گوئی یوں ہونا چاہیے تھی کہ سلطان محمد اور احمد بیگ تین سال کے اندر مر جائیں گے ۔ پھر جو کوئی بھی پہلے مرتا ٹھیک ہوتا، جو بعد میں مرتا ٹھیک ہوتا۔ لیکن پیش گوئی میں دی ہوئی ترتیب جو کچھ بتا رہی ہے مرزا صاحب ملحوظ نہیں رکھ رہے ہے۔ یوں احمد بیگ کی موت بھی پیشگوئی کے مطابق نہیں ہوئی کیونکہ سلطان محمد تو ابھی زندہ تھا۔

پھر مرزا صاحب قادیانی کا یہ کہنا کہ صادق اس وقت تک نہیں مرتا جب تک ثبوت نہ مل جائے، تو اس کا مطلب یہی ہے کہ سلطان محمد کے مرنے اور محمدی بیگم سے شادی تک مرزا صاحب نہیں مریں گے۔ اگر ایسا ہوا تو وہ صادق نہیں ہوں گے۔

اب دیکھئے کہ مرزا صاحب قادیانی کی زندگی میں نہ سلطان محمد مرا، نہ محمدی بیگم بیوہ ہو کر مرزا صاحب کے ہاں بیوی بن کر آئی ۔ اور مرزا صاحب چل بسے۔ اس کا کیا مطلب ہے؟

ویسے کسی قادیانی نے اس مرزائی خواب کی کیا عمدہ تعبیر فرمائی ہے جس نے نصرت جہان، سیدزادی ، جو مرزائیوں کے نزدیک ام المرزائیین ہے، یعنی اپنی ماں کو بھی مرزا صاحب قادیانی کے پاؤں کی پرانی جوتی بنا دیا ہے۔ وہ بے چاری اس تعبیر کو سن کر یہ مصرعے گنگناتی ہوگی:

یہ جانتی اگر تو لٹاتی نہ گھر کو میں، اور، اس مرزائیت میں عزت سادات بھی گئی۔

منکوحہ آسمانی در قادیانی اربعین نمبر۲

مرزا صاحب قادیانی اپنی اربعین نمبر۲ میں منکوحہ آسمانی اور اس پیش گوئی کے ناقدین کی بابت اپنے چند الہامات یوں نقل کرتے ہیں:

كذ بوا بآ يا تنا و كا نوا بها يستهز ؤن ۔ فسيكفيكهم الله و ير د ها اليك۔

لا مبـد ل لكلما ت الله ۔ و ان وعد الله حق و ان ر بك فعا ل لما ير يد ۔ قل اى و ر بى انه لحق و لا تكن من الممتر ين ۔ انا زو جنا كها۔

انما امر نا اذا ار د نا شيئاً ان نقو ل له كن فيكو ن ۔

اور حاشیہ میں مرزا صاحب فرماتے ہیں: یہ پیش گوئی اس نکاح کی نسبت ہے جس پر نادان مخالف جہالت اور تعصب سے اعتراض کرتے ہیں کہ زو جنا ك کے کیا معنی ہوئے؟

حالانکہ فقرہ یر دّھا الیك سے صاف ظاہر ہے کہ ایک مرتبہ اس عورت (مسماۃ محمدی) کا جانا اور پھر واپس آنا شرط ہے۔ اور بعد اس کے مرتبہ زو جنا ك ہے کیونکہ اول وہ صورت قرابت قریبہ کی وجہ سے قریب تھی پھر وہ دور چلی گئی (وہ قرابت قریبہ کیا تھی؟ یہی نا کہ وہ چچازاد بہن کی بیٹی، یعنی رشتے میں آپ کی بھانجی تھی۔ کیا سلطان محمد سے اس کی شادی کے بعد یہ قرابت قریبہ ٹوٹ گئی اور یہ رشتے کی بھانجی والا رشتہ ختم ہو گیا تھا؟ بہاء) پھر دور چلی گئی اور پھر واپس آئے گی۔ اور یہی معنی ردّ کے ہیں۔ (اربعین نمبر۲ ص ۳۴)

منکوحہ آسمانی در اشتہار ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء و قادیانی اربعین نمبر۴

مولوی الٰہی بخش لاہوری کے ذکر میں ایک جگہ مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

منشی الٰہی بخش اکاؤنٹنٹ کی کتاب عصائے موسیٰ مجھ کو ملی، جس میں میری ذاتیات کی نسبت

محض سوءظن سے اور خدا کی بعض سچی اور پاک پیش گوئیوں پر سراسر شتاب کاری سے حملے کئے گئے ہیں۔وہ کتاب جب میں نے ہاتھ سے چھوڑی،تو تھوڑی دیر کے بعد منشی الٰہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہوا

یـریـدون ان یـروا طـمثك و الـله یرید ان یریك انعا مه ا لانعا مات المتوا تره انت منی بمنزلة اولادی و الله وکیل و ربك فقلنا یا نار کو نی بردا ان الله مع الذین اتقوا و الذین هم یحسنون الحسنی۔

ترجمہ۔ یہ لوگ خون حیض تجھ میں دیکھنا چاہتے ہیں یعنی ناپاکی اور پلیدی اور خباثت کی تلاش میں ہیں،اور خدا چاہتا ہے کہ اپنی متواتر نعمتیں جو تیرے پر ہیں،دکھلائے۔اور خون حیض سے تجھے کیوں کر مشابہت ہو وہ کہاں تجھ میں باقی ہے۔پاک تغیرات نے اس خون کو خوبصورت لڑکا بنا دیا،اور وہ لڑکا جو اس خون سے بنا میرے ہاتھ سے پیدا ہوا۔اس لیے تو مجھ سے بمنزلہ اولاد کے ہے۔

یعنی بچوں کا گوشت پوست خون حیض سے ہی پیدا ہوتا ہے،مگر وہ خون حیض کی طرح ناپاک نہیں کہلا سکتے۔اس طرح تو بھی انسان کی فطرتی ناپاکی سے جو لازم بشریت ہے اور خون حیض سے مشابہ ہے،ترقی کر گیا ہے۔اب اس پاک لڑکے میں خون حیض کی تلاش کرنا حمق ہے وہ تو خدا کے ہاتھ سے غلام ذکی بن گیا اور اس کے لیے بمنزلہ اولاد کے ہے،اور خدا تیرا متولی اور پرورندہ ہے۔جس آگ کو اس کتاب عصائے موسیٰ نے بھڑکانا چاہا ہے ہم نے اس کو بجھا دیا ہے۔

اہانت کیلیے منشی (الٰہی بخش) صاحب کو دو ہی راہیں سوجھی ہیں۔ایک یہ کہ جس قدر کتابوں کا (میں یعنی مرزا قادیانی نے) وعدہ کیا تھا وہ سب شائع نہیں کیں۔(منشی صاحب نے) یہ خیال نہ کیا کہ اگر کچھ دیر ہو گئی تو قرآن شریف بھی تو ۲۳ برس میں ختم ہوا۔آپ کو بدنیتی پر کیونکر علم ہو گیا (مرزائی کتابوں کی قرآن شریف سے کیا نسبت؟ اور قرآن شریف تو ۲۳ برس مکمل ہو ہی گیا تھا،مرزا صاحب کی براہین احمدیہ کی بقیہ ۴۵ جلدوں میں سے ایک جلد بھی سوا صدی گزر جانے کے باوجود کہیں نظر نہیں آئی۔جب کہ مرزا صاحب ان لاموجود جلدوں کی قیمت کے پیسے بھی کھا کر ہضم کر چکے ہیں جب کہ قرآن شریف کی ایک آیت کو بھی آنحضرت ﷺ نے فروخت نہیں کیا تھا۔

براہین احمدیہ اور قرآن کریم کا معاملہ تو: چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک، والا ہے۔ بہا)

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ پیش گوئیاں پوری نہیں ہوئیں۔ اس کا جواب تو یہی ہے لعنة الله علی الکاذبین ۔

اسی طرح احمد بیگ کے داماد کے متعلق شرطی پیش گوئی ہے۔ اگر کچھ ایمان باقی ہے تو کیوں شرط کی انتظار نہیں کرتے۔ (یعنی ۱۹۰۰ء تک مرزا صاحب اس نکاح کے وقوع ہونے کا یقین دلا رہے ہیں، اور مخالفوں سے کہہ رہے ہیں کہ ایمان ہے تو انتظار کیوں نہیں کرتے۔ اب اس تحریر کو ایک سو بارہ سال گذر چکے ہیں، مرزا صاحب تو ہیں نہیں جن سے پوچھا جائے کہ اور کتنا انتظار کرنا ہوگا۔ بہاء)

منشی الٰہی بخش صاحب نے جھوٹے الزاموں اور بہتانوں اور خلاف واقعہ کی نجاست سے اپنی کتاب عصائے موسیٰ کو ایسا بھر دیا ہے جیسا کہ ایک نالی اور بدرو گندے پانی سے بھر جاتی ہے۔ یا جیسا کہ سنڈاس پاخانہ سے۔ اور خدا سے بےخوف ہوکر میری عزت پر افتراء کے طور پر سخت دشمنوں کی طرح حملہ کیا۔ وہ یقیناً سمجھ لیں کہ یہ کام انہوں نے اچھا نہیں کیا اور جو کچھ انہوں نے لکھا ہے ان گالیوں سے زیادہ نہیں جو حضرت موسیٰ کو دی گئیں اور حضرت مسیح کو دی گئیں اور ہمارے سید محمد ﷺ کو دی گئیں۔ افسوس انہوں نے آیت ویل لکل همزة لمزة کے ویل کے وعید سے کچھ بھی اندیشہ نہیں کیا اور نہ انہوں نے آیت لا تقف ما لیس لك به علم کی بھی کچھ بھی پرواہ کی۔ وہ بار بار میری نسبت لکھتے ہیں کہ میں نے ان کو تسلی دے دی کہ میں آپ کے افتراء کی وجہ سے کسی انسانی عدالت میں آپ پر نالش نہیں کرونگا۔ سو میں کہتا ہوں کہ میں نہ صرف انسانی عدالت میں نالش نہ کروں گا بلکہ میں خدا کی عدالت میں بھی نالش نہیں کرتا۔ لیکن چونکہ آپ نے محض جھوٹے اور قابل شرم الزام میرے پر لگائے ہیں اور مجھے ناکردہ گناہ کا دکھ دیا ہے اس لیے میں ہرگز یقین نہیں رکھتا کہ میں اس وقت سے پہلے مروں جب تک کہ میرا قادر خدا ان جھوٹے الزاموں سے مجھے بری کر کے آپ کا کاذب ہونا ثابت نہ کر دے۔ الا لعنت الله علی الکاذبین ۔ (تو کیا مرزا صاحب کی موت سے پہلے سلطان محمد مر گیا تھا، اور کیا محمدی بیگم سے مرزا صاحب کی شادی ہوگئی تھی۔ بہاء) اس کے متعلق قطعی اور

یقینی طور پر مجھ کو ۶ دسمبر ۱۹۰۰ء روز پنج شنبہ یہ الہام ہوا:

برمقام فلک شدہ یارب۔ گر امیدے دہم مدار عجب۔ بعد ۱۱ انشاء اللہ۔

میں نہیں جانتا کہ گیارہ دن ہیں (اربعین نمبر ۴ میں یہ اشتہار منقول ہے اور وہاں، گیارہ دن کے بعد گیارہ ہفتے، بھی لکھا ہے۔ بہا۔) یا گیارہ مہینے یا گیارہ سال۔ مگر بہرحال ایک نشان میری بریت کے لیے اس مدت میں ظاہر ہوگا، جو آپ کو سخت شرمندہ کرے گا۔ خدا کے کلام پر ہنسی نہ کرو۔ پہاڑ ٹل جاتے ہیں دریا خشک ہو سکتے ہیں۔ موسم بدل جاتے ہیں مگر خدا کا کلام نہیں بدلتا جب تک کہ پورا نہ ہو لے۔ (۱۹۰۰ء کے بعد گیارہ برسوں میں مرزا صاحب کی بریت کا کون سا نشان ظاہر ہوا؟ کیا سلطان محمد مر گیا اور محمدی بیوہ ہو کر مرزا صاحب کے نکاح میں آ گئی، یا کیا سلطان محمد نے محمدی کو طلاق دے دی اور وہ مطلقہ ہو مرزا صاحب کے پہلو میں جا بیٹھی۔ کوئی مرزائی بتائے تو سہی کہ آخر کیا ہوا؟ کیونکہ ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے گیارہ سال کی مدت بھی پوری نہیں کرنے دی اور مرزا صاحب اس اشتہار کے صرف ساڑھے سات سال بعد ہی دنیا سے کنارہ کش ہو گئے تھے۔

ویسے اس الہام سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا صاحب کے ابھی مرنے کے ارادے نہیں تھے، وہ ۹۵ سال عمر والے الہام و کشف پر پورا یقین رکھتے تھے، اس لئے ان کی منصوبہ بندی طویل مدت کو محیط تھی۔ تاہم اس سیانے کوّے سے ایک غلطی ہو ہی گئی کہ لفظ گیارہ کو گول مول کرنے کی غرض سے گیارہ دن یا گیارہ ہفتے یا گیارہ مہینے یا گیارہ سال کے الفاظ تو فرما دیئے، لیکن گیارہ صدیوں کے الفاظ کو اس الہام کے جال میں پھنسانے سے چوک گئے، کیوں کہ بایں صورت کم از کم اگلے ایک ہزار سال تک مرزائی کہہ سکتے تھے کہ ایمان ہے تو انتظار کرو کیوں کہ مرزا صاحب نے ۱۹۰۰ء میں گیارہ صدیاں اپنی بریت کے نشان کے انتظار کا کہا تھا۔ بہاء)

اور منکر کہتا ہے کہ فلاں پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔ اے سخت دل! خدا سے شرم کر۔ وہ تمام پیش گوئیاں پوری ہو گئیں اور یہ زمانہ نہیں گزرے گا جب تک باقی ماندہ حصہ پورا نہ ہو جائے۔ (معلوم نہیں یہاں لفظ، زمانے، سے مرزا صاحب کی کیا مراد ہے۔ کیونکہ اس تحریر کو ایک سو بارہ سال گذر چکے لیکن پیش گوئی متعلقہ محمدی بیگم کا باقی ماندہ حصہ، یعنی محمدی کی مرزا صاحب سے شادی کا ہونا، پورا نہیں ہوا؟ بظاہر تو یہی محسوس ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی زمانے کے لفظ سے اپنی زندگی کا دورانیہ مراد لیتے ہیں، کہ میری زندگی میں اس پیش گوئی کا بقیہ حصہ پورا ہو جائے گا یعنی یہ شادی ہو جائے گی خواہ اس وقت منکوحہ کے منہ میں نہ دانت ہوں نہ پیٹ میں آنت)

(مجموعہ اشتہارات قادیانی۔ ج ۳ ص ۳۷۵۔ ۳۸۰ حاشیہ۔ اشتہار قادیانی ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء)

یہاں مرزا صاحب قادیانی کہہ رہے ہیں کہ جو پیش گوئیاں پوری نہیں ہوئیں ان کی وجہ سے مجھ پر اعتراض کیوں کرتے ہو۔ بلکہ چپ کر کے دیکھتے رہو کہ آخر کار یہ پوری ہو کر رہیں گی۔

اب کوئی پوچھے کہ جس شخص کے بارے میں پیش گوئی ہو کہ وہ اڑھائی سال میں مر جائے گا، اور وہ شخص اڑھائی سال میں نہ مرے، تو اس پیش گوئی کے پورا ہونے کا انتظار کرنے کا اب کیا مطلب رہ گیا؟ وقت تو گزر گیا۔ مدت ختم ہو گئی۔ کھیل ختم ہو گیا اور پیسہ ہضم۔ پیش گوئی جھوٹی ہو گئی۔

ویسے مرزا صاحب قادیانی انتظار کا کہہ رہے تھے، تو کوئی پوچھے کی انتظار سے بھی کیا ملا؟

احمد بیگ کا داماد سلطان محمد تو مرزا صاحب قادیانی کی زندگی میں مرا ہی نہیں۔ بلکہ تقسیم ہند کے بعد لاہور میں مرا۔ یعنی انتظار کے باوجود مرزا صاحب قادیانی کی پیش گوئی جھوٹی ہی نکلی۔

اور مرزا صاحب قادیانی کہتے کہ ہیں مجھے یقین ہے کہ میری موت اس وقت تک نہیں ہو گی جب تک منشی الہی بخش لاہوری صاحب کے لگائے ہوئے اعتراضات دور نہیں ہو جاتے۔

منشی الہی بخش صاحب نے مرزا صاحب قادیانی کی جن پیش گوئیوں کے پورا نہ ہونے پر اعتراض کیا تھا وہ کبھی بھی پوری نہیں ہوئیں۔ نہ سلطان محمد، مرزا صاحب کی زندگی میں مرا، اور نہ محمدی بیگم مرزا صاحب کے نکاح میں آئی۔

اب مرزائی بتائیں کہ کیا مرزا صاحب قادیانی ابھی تک زندہ ہیں؟ اگر زندہ ہیں تو حکیم نور الدین کس کی خلافت کرتے رہے ہیں؟

ویسے اگر مرزا صاحب قادیانی ابھی زندہ بھی ہوں، تو محمدی بیگم سے ان کی شادی تب بھی نہیں ہو سکتی، کیونکہ اب تو محمدی بیگم مر چکی ہے۔

اور اگر بفرض محال اس شادی کا ہونا ٹھہر ہی جائے، تو سوال یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کی بارات کہاں جائے گی؟ محمدی بیگم اور اس کے والدین تو منکرین مرزا ہونے کے باعث مرزائیوں کے عقیدے کے مطابق دوزخ میں ہیں۔

(یہ بھی معلوم رہے کہ محولہ بالا اربعین میں مرزا صاحب قادیانی نے یہ بھی لکھا تھا:

(میں نے اپنا ارادہ یہ ظاہر کیا تھا کہ اس رسالہ اربعین کے چالیس اشتہار جدا جدا شائع کروں۔ اور میرا خیال تھا کہ میں صرف ایک ایک صفحہ کا اشتہار یا کبھی ڈیڑھ صفحہ یا غائت کار دو صفحہ کا اشتہار شائع کرونگا اور یا کبھی شائد تین یا چار صفحہ کا اتفاق ہو جائے گا۔ لیکن ایسے اتفاقات پیش آ گئے کہ اس کے برخلاف ظہور میں آیا اور نمبر، دو، اور تین اور چار رسالوں کی طرح ہو گئے۔ چنانچہ اس رسالہ کی قریباً ستر صفحہ تک نوبت پہنچ گئی اور درحقیقت وہ امر پورا ہو چکا جس کا میں نے ارادہ کیا تھا اس لئے میں نے ان رسائل کو صرف چار نمبر تک ختم کر دیا اور آئندہ شائع نہیں ہوگا۔ جس طرح ہمارے خدائے عزوجل نے اول پچاس نمازیں فرض کیں پھر تخفیف کر کے پانچ کو بجائے پچاس کے قرار دے دیا۔ اسی طرح میں بھی اپنے رب کریم کی سنت پر ناظرین کے لئے تخفیف تصدیع کر کے چار کو بجائے چالیس کے قرار دیتا ہوں۔..اربعین نمبر ۴ص ۱۲)۔ نیز یاد رہے کہ چار اور چالیس کو برابر قرار دینے والے اسی کلیے کے تحت مرزا صاحب نے براہین احمدیہ کی پانچ جلدوں کو موعودہ پچاس جلدیں قرار دے کر مکمل براہین (پچاس جلدوں پر مشتمل) کی پیشگی قیمت ہضم کی تھی۔

یہ بھی یاد رہے کہ مرزا غلام احمد صاحب ان احادیث کا مضحکہ اڑاتے ہیں جن میں پہلے پچاس اور پھر حضرت موسی علیہ السلام کی درخواست سے بار بار بارگاہ خداوندی میں حاضری دے کر پانچ کروانے کا ذکر ہے۔ اور یہاں اپنی نااہلی، ناکامی، ارادوں کی ناتمامی پر پردہ ڈالنے کے لئے اسی حدیث کا سہارا لیتے ہیں کہ اللہ تعالی کی سنت پر عمل کرتے ہوئے میں چار کو چالیس کے برابر قرار دیتا ہوں۔ بہاء)

قادیانی کے عدالتی بیان میں منکوحہ آسمانی

جولائی ۱۹۰۱ء میں مرزا صاحب قادیانی کو ایک مقدمہ کے سلسلہ میں عدالت میں حاضری دینا پڑی۔ دوران مقدمہ اپنے عدالتی بیان میں مرزا صاحب لکھاتے ہیں:

اللہ تعالی حاضر ہے میں سچ کہوں گا۔ میری عمر ساٹھ سال کے قریب ہے (یعنی ساٹھ سال سے کم ہے۔ بہاء)...ایک چاہ پرانا ہے جو سلطان احمد پسرم کے مکان کے دروازہ کے آگے ہے چھ سات سال سے میں نے ایک چاہ اپنے زنان خانہ میں سہولت زنان خانہ کیلئے بنایا ہے۔ سقہ بہت سا پانی نہیں دے سکتا۔ اس وقت بھی زنان خانہ میں پچاس ساٹھ عورتیں ہیں۔ جو چاہ متصل دروازہ مکان

سلطان احمد (بن مرزا غلام احمد قادیانی) کے ہے عرصہ سے ہمارے مصرف میں نہیں آ تا۔ ہمارے آدمی پانی لینے جاویں تو سلطان احمد کے آدمی روکتے ہیں۔

سلطان احمد کا خاص کوئی آدمی نہیں ہے اس کی پہلی بیوی مرگئی ہے،اب امام الدین مدعا علیہ کی بیٹی اس کی بیوی ہے،اورامام الدین کی بہن سلطان احمد کی تائی ہے جومیرے بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی بیوی ہے۔ روکنے والی وہی امام الدین کی بہن سلطان احمد کی تائی ہے، وبسازش امام الدین روکتی ہے۔ میں نے اپنے کانوں سے ممانعت سنی ہے۔ میں نے خود امام الدین کی ہمشیرہ کی زبانی سنا ہے کہ یہ لوگ میرے بھائی امام الدین ونظام الدین کے دشمن ہیں اور میرا رشتہ بھائیوں سے ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ یہ اس چاہ سے پانی بھریں ان کو روک دو۔ میں نے اس کو بہت دفعہ کہتے سنا ہے۔ سلطان احمد مجھ سے مخالفت رکھتا ہے۔ ایک وجہ مخالفت کی یہ ہے کہ وہ مرزا غلام قادر کا متبنی بنایا گیا تھا،اور میری نصف جائداد کا شریک کیا گیا تھا۔ اب وہ اسی میں مصلحت دیکھتا ہے کہ تائی کے ساتھ موافقت رکھے ...(اخبار الحکم قادیان ۳۱ جولائی ۱۹۰۱ء ص ۷)۔

کبھی سیر کو جاتا ہوں اور کبھی نہیں جاتا۔ عموماً صبح کے وقت ہی جاتا ہوں،شام کو کبھی شاذ ونادر ہی جاتا ہوں۔ میری بیوی کو مراق کی بیماری ہے۔ کبھی کبھی وہ بھی میرے ساتھ ہوتی ہے کیونکہ طبی اصولوں کے مطابق اس کیلئے چہل قدمی مفید ہے۔ ان کے ساتھ چند خادم عورتیں بھی ہوتی ہیں اور پردہ کا پورا التزام ہوتا ہے۔ خادم عورتوں سے مراد خدمت گار عورتیں ہیں۔ پندرہ سولہ عورتیں ہیں۔ چند فارغ خدمت گاروں کو ساتھ لے لیتی ہیں۔ یہ بات عام نہیں ہے بلکہ علاج کے لئے ہے ...

احمد بیگ کی دختر کی نسبت جو پیش گوئی ہے وہ اشتہار میں درج ہے اور ایک مشہور امر ہے۔ وہ مرزا امام الدین کی ہمشیرہ زادی ہے (یعنی وہ امام الدین کی قریبی یعنی اس کی ہمشیرہ زادی ہے، غلام احمد کی چچازاد ہمشیرہ کی بیٹی ہے اور امام دین کی سگی ہمشیرہ کی۔ بایں صورت کس کا رشتہ محمدی سے قریب کا ہے، مرزا امام دین کا یا مرزا غلام احمد کا۔ اور جب امام دین، غلام احمد کا دشمن ہے اسے کافر کہتا ہے تو شادی کے معاملے میں محمدی بیگم امام دین کے پاس ہوگی نہ کہ غلام احمد کے پاس۔ غلام احمد کا رشتہ تو ایسا ہے کہ دونوں کی شادی باہم جائز ہے جب کہ امام دین کیلئے وہ محرمات میں شامل

ہے۔قریبی کس کی ہوئی؟ انــا راد وهـا اليك کا ترجمہ مرزا غلام احمد یہ کیا کرتے کہ وہ تمہاری پاس تھی، پھر تمہارے پاس سے لے جائے گی، پھر وہ تمہارے پاس لوٹائی جائے گی۔رشتہ داری کی مندرجہ بالا صورت میں وہ شادی سے پہلے مرزا غلام احمد کے پاس کیسے ہوئی، جب کہ امام الدین سے اس کا رشتہ بھی زیادہ قریبی تھا اور جب وہ شادی سے پہلے قادیان میں آ کر رہا کرتی تھی تو اپنے اسی حقیقی ماموں مرزا امام دین کے پاس رہا کرتی تھی، اور امام دین اور غلام احمد کی تو آپس میں دشمنی تھی۔ اس لئے محمدی کی مرزا غلام احمد سے قربت کا سوال نہیں اٹھتا، جو محمدی کی سلطان محمد سے شادی کے بعد اس کا غلام احمد سے دور ہو جانا قرار دیا جائے۔ بہاء)

جو خط بنام مرزا احمد بیگ کلمہ فضل رحمانی میں ہے وہ میرا ہے اور سچ ہے۔ وہ عورت (مسماۃ محمدی) میرے ساتھ بیاہی نہیں گئی مگر میرے ساتھ اس کا بیاہ ضرور ہوگا، جیسا کہ پیش گوئی میں درج ہے۔ وہ سلطان محمد سے بیاہی گئی جیسا کہ پیشگوئی میں تھا۔

میں سچ کہتا ہوں کہ اسی عدالت میں جہاں ان باتوں پر جو میری طرف سے نہیں ہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہیں ہنسی کی گئی ہے ایک وقت آتا ہے کہ عجیب اثر پڑیگا اور سب کے ندامت سے سر نیچے ہوں گے۔

پیش گوئی سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہی پیش گوئی تھی کہ وہ دوسرے کے ساتھ بیاہی جاوے گی۔ اس لڑکی کے باپ کے مرنے اور خاوند کے مرنے کی پیش گوئی شرطی تھی اور شرط توبہ اور رجوع الی اللہ کی تھی۔لڑکی کے باپ نے توبہ نہ کی، اس لئے وہ بیاہ کے بعد چند مہینوں کے اندر مر گیا اور پیش گوئی کی دوسری جزو پوری ہوگئی۔ اس کا خوف اس کے خاندان پر پڑا، اور خصوصاً شوہر پر پڑا۔ جو پیشگوئی کا ایک جزء تھا۔انہوں نے توبہ کی (کیا سلطان محمد وہ مرزائی ہوا؟ کیا اس نے محمدی کو طلاق دی؟ اگر نہیں تو، توبہ کا کیا مطلب؟ بہاء) چنانچہ اس کے رشتہ داروں اور عزیزوں کے خط بھی آئے۔ اس لئے خدا تعالی نے اس کو مہلت دی۔

عورت اب تک زندہ ہے میرے نکاح میں وہ عورت ضرور آئے گی۔

امید کیسی؟ یقین کامل ہے۔ یہ خدا کی باتیں ہیں ٹلتی نہیں ہو کر رہیں گی۔

اشخاص ذیل کی نسبت موت کا الہام تھا: عبداللہ آتھم، لیکھ رام، احمد بیگ، سلطان محمد۔

ان میں سے صرف سلطان محمد زندہ ہے۔ عبداللہ آتھم اگر چہ ظاہری نگاہ میں میعاد کے اندر نہیں مرا، مگر اسکی نسبت شرطیہ الہام تھا چونکہ اس نے ظاہری میعاد کے اندر توبہ کر لی اس کو مہلت دی گئی۔ اسکے بعد اس نے اخفاء حق کیا، پھر میرے اشتہار کے بعد وہ بہت جلد مر گیا۔ اب آتھم کہاں ہے اسے لاؤ۔ احمد بیگ اپنی میعاد کے اندر مر گیا۔ لیکھرام بھی میعاد کے اندر مر گیا...

بعض علماء نے میری نسبت کفر کا فتوی دیا ہے اور بہتوں نے مجھے قبول کیا ہے اور ان میں سے بھی جنہوں نے کفر کا فتوی دیا تھا بعض توبہ کر کے میرے پاس آتے جاتے ہیں۔ تم کلامہ

اس قادیانی بیان کی بابت اڈیٹر الحکم شیخ یعقوب علی نے اپنے اخبار میں لکھا ہے:

مرزا صاحب کے بیان میں وہ زور اور جوش تھا کہ ہم الفاظ میں اس کو ادا نہیں کر سکتے۔ الفاظ کے ادا سے ایک خاص قسم کا رعب اور ہیبت ٹپکتی تھی۔ چنانچہ جس وقت آپ نے یہ فرمایا:

اسی عدالت میں جہاں ان باتوں پر ہنسی کی جاتی ہے..الخ،

تو خصوصیت کے ساتھ ناظرین میں سے ہمارے اکسٹرا اسسٹنٹوں پر بہت بڑا اثر پڑا۔ وہ بڑی حیرت کے ساتھ آپ کے چہرہ کی طرف دیکھتے تھے۔ ایسا ہی جب ڈسٹرکٹ جج نے یہ سوال کیا کہ کیا امید ہے کہ وہ (محمدی) پھر آپ کے نکاح میں آئے گی۔ اسکے جواب میں حضرت اقدس (مرزا قادیانی) نے جس لب ولہجہ میں یہ فرمایا کہ:

امید کیا ہوتی ہے یقین کامل ہے کہ وہ میرے نکاح میں آئے گی،

تو اس کا بھی ایک خاص اثر پڑا۔ غرض اس انداز کو ہم بیان نہیں کر سکتے اور اس اثر اور جوش کی تصویر نہیں دکھا سکتے جو اس وقت ظاہر ہو رہا تھا... مرزا صاحب (بعد بیان) ایک مجمع کثیر کے ساتھ عدالت کے کمرہ سے باہر آئے۔ آپ اس قدر خوش تھے جس کی کوئی حدو پایان نہیں۔

فرماتے تھے کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا زمانہ آ گیا ہے اگر ہم ہزار روپیہ بھی خرچ کرتے اور آرزو رکھتے کہ عدالت کے کاغذات میں درج ہو جائے اور اس طرح پر تین ڈپٹی

گواہ ہو جاویں تو کبھی بھی نہ ہوتا۔ یہ خدا کا کام ہے اوراس کی باتیں عجیب ہوتی ہیں۔اب عدالت کے کاغذات سے کون اس کو مٹا سکے گا۔

جب یہ پیشگوئی پوری ہوگی، کیا ان ڈپٹیوں پر اس کا اثر نہ پڑے گا۔ضرور ہی پڑیگا۔جیسے لیکھ رام کی پیش گوئی کی بہت شہرت ہوئی تھی اسی طرح اسکی شہرت ہوگئی۔اور یہ بہت ہی اچھا ہوا کہ عدالت کے کاغذات میں درج ہوگئی۔

اس کے بعد ظہر اور عصر کی نماز جمع کر کے پڑھی گئی اور اس خوشی کے متعلق بار بار حضرت (مرزا قادیانی) ذکر کرتے رہے ..(نوٹ: عدالت میں ڈپٹی گنگا رام،مرزا ظفر اللہ خان صاحب اور منشی عبدالشکور صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنران بھی موجود تھے)۔ (اخبار الحکم قادیان ۱۰۔اگست ۱۹۰۱ء ص ۱۴۔۱۵)

اسی عدالتی بیان کے متعلق اڈیٹر الحکم نے تین ہفتے بعد لکھا کہ گورداسپور میں بعد از مقدمہ، مرزا صاحب نے فرمایا:

آج عدالت میں سلطان محمد کے معاملہ کو پیش کیا گیا کہ وہ زندہ ہے۔میں کیا کروں، کہاں سے ایسے الفاظ لاؤں،اور کون سا طریق اختیار کروں، جو ان کو سمجھا سکوں۔ یہ لوگ نہ میرے پاس آتے ہیں ،نہ میری باتوں کو سنتے ہیں،اور نہ ان کو خدا تعالی کے قوانین پر اطلاع ہے،اور نہ علم ہے۔

وہ نہیں دیکھتے کہ چار شخصوں کے متعلق پیش گوئیاں تھیں جن میں سے تین مر گئے اور اب صرف ایک باقی ہے،اور وہ بھی پیش گوئی ہی کے موافق اب تک زندہ ہے۔

اس پیش گوئی کے غلط ہونے کا اعتراض اس وقت ہوسکتا ہے جب سلطان محمد سے پہلے میں مر جاؤں یا وہ عورت مر جائے (اور پھر یہی ہوا کہ مرزا قادیانی،سلطان محمد اور محمدی سے عشروں پہلے مر گئے۔ بہا)۔لیکن جب خدا تعالی نے اسی طرح پر مقدر کیا ہے کہ وہ عورت بیوہ ہو کر میرے نکاح میں آئے اور یہ کبھی نہیں ٹلے گا، کیونکہ خدا کی باتیں پوری ہو کر رہتی ہیں پھر کیوں یہ لوگ صبر سے انتظار نہیں کرتے۔میں آپ سے سچ کہتا ہوں جیسا کہ آج میں نے خان بہادر خدا بخش صاحب کے سامنے عدالت میں کہا کہ آج مجھ پر ہنسی کی جاتی ہے لیکن ایک وقت آئے گا کہ اس کا اثر پڑے گا اور وہ وقت ہنسی والوں کے

لئے شرمندگی کا ہوگا۔ (اخبار الحکم قادیان۔۳۱۔اگست ۱۹۰۱ء ص ۱۱)

حاصل یہ کہ اس مقدمہ میں جو مرزا صاحب قادیانی کے اپنے شریکوں کے ساتھ تھا، مرزا صاحب کے کذب کا ایک نشان ظاہر ہوا۔ وہ یہ کہ اس مقدمہ میں بیان دیتے ہوئے مرزا غلام احمد صاحب نے بڑی تحدی سے فرمایا کہ محمدی بیگم سے شادی کی انہیں امید ہی نہیں بلکہ یہ اٹل بات ہے۔ یہ شادی ہوکر رہے گی، کوئی اسے ٹال نہیں ہوسکتا۔ یعنی مرزا سلطان محمد آف پٹی ضلع لاہوران کی زندگی میں مرے گا۔ مسماۃ محمدی بیگم بیوہ ہوگی، اور پھر میرے نکاح میں آئے گی۔

اور مرزا صاحب قادیانی کے کہنے کے مطابق اب یہ پیش گوئی عدالتی کاغذات میں درج ہوگئی ہے جہاں سے کوئی مخالف اسے ختم نہیں کراسکتا، اور بڑے بڑے سرکاری افسران اس پیش گوئی کے گواہ بن گئے ہیں، اور یہ کہ جب یہ پیش گوئی پوری ہوگی، تو مخالف شرمندہ ہوں گے۔ وغیرہ۔

نیز مرزا صاحب قادیانی نے فرمایا تھا کہ ابھی تک (۱۹۰۱ء تک) میں بھی زندہ ہوں، وہ عورت بھی زندہ ہے، اس لئے مجھ پر کوئی اعتراض نہ کرو، اور انتظار کرو۔

پھر لوگوں نے انتظار کیا، گواہ سرکاری افسروں نے انتظار کیا، عدالتی کاغذات میں وہ پیش گوئی مرزا صاحب قادیانی کو للکارتی رہی، ان کی منکوحہ آسمانی، مرزا سلطان محمد کے بچے جنتی رہی۔ مئی ۱۹۰۸ء میں مرزا صاحب راہی ملک عدم ہوگئے، نہ مرزا قادیانی کی زندگی میں مرزا سلطان محمد مرا، نہ محمدی بیگم، مرزا قادیانی کی زندگی میں بیوہ ہوئی، نہ مرزا صاحب قادیانی کو ثیب (بیوہ) سے ہم کنار ہونا نصیب ہوا۔

منکوحہ آسمانی در قادیانی تحفہ غزنویہ

اکتوبر ۱۹۰۲ء میں لکھی جانے والی کتاب تحفہ غزنویہ میں (جو غزنوی علماء امرتسر کے خلاف لکھی گئی تھی) ایک جگہ مرزا صاحب قادیانی نے لکھا ہے:

میاں عبدالحق صاحب غزنوی نے ایک اشتہار نکالا ہے جو درحقیقت مولوی عبدالجبار اوران

کے بھائیوں کی طرف سے معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ اس اشتہار میں جس قدر سخت بیانی اور ٹھٹھا اور ہنسی ہے جو قدیم سے طریق سفہاء کا ہے اس کو ہم خدا تعالی کے عدل کے سپرد کر کے اصل باتوں کا جواب دیتے ہیں و باللہ التو فیق

یہ اشتہار دو رنگ کے حملوں پر مشتمل ہے۔ اول میاں عبدالحق نے بعض گزشتہ نشانوں اور پیش گوئیوں کو جو فی الواقع پوری ہو چکیں یا وہ جو عنقریب پوری ہونے کو ہیں، پیش کر کے عوام کو یہ دھوکہ دینا چاہا ہے کہ گویا پوری نہیں ہوئیں۔

مثلاً وہ اپنے اشتہار میں لکھتا ہے کہ ڈپٹی آتھم اور احمد بیگ ہوشیار پوری اور اس کے داماد (سلطان محمد) والی پیش گوئی پوری نہیں ہوئیں۔ مگر ہمیں تعجب ہے کہ مولوی کہلا کر پھر ایسا گندہ جھوٹ بولنا ان لوگوں کی طبیعت کیونکر گوارا کر لیتی ہے۔ کس کو معلوم نہیں کہ یہ دونوں پیش گوئیاں رجوع الی الحق اور توبہ کی شرط کے ساتھ مشروط تھیں۔ مگر احمد بیگ بباعث اس کے کہ اس کی نظر کے سامنے کوئی ہیبت ناک نمونہ موجود نہیں تھا اس شرط سے فائدہ اٹھا نہ سکا اور پیش گوئی کی منشاء کے موافق عین میعاد کے اندر فوت ہو گیا اور اس کی موت نے صفائی سے پیش گوئی کی ایک ٹانگ کو پورا کر کے دکھلا دیا۔ احمد بیگ وہ شخص تھا جس کی موت نے مخالف مولویوں میں برا ماتم پیدا کیا اور محمد حسین نے لکھا کہ یقیناً اس شخص کو علم نجوم آتا ہے جس کی پیش گوئی ایسی صفائی سے پوری ہو گئی۔،

مگر احمد بیگ کے داماد اور اس کے والدین اور اقارب نے جب یہ ہولناک نمونہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تو ایسا خوف طاری ہوا کہ قبل از مردن، مردہ سمجھ لیا گیا اس لئے جیسا کہ انسان کی فطرت میں داخل ہے اس مشاہدہ سے بہت رجوع الی اللہ ان کے دلوں میں پیدا ہوا اور بعض نے مجھ کو خط لکھے کہ تقصیر معاف کریں ان کے گھروں میں دن رات ماتم شروع ہوا اور صدقہ خیرات اور نماز روزہ میں لگ گئے اور اس گاؤں کے لوگ عورتوں کا رونا اور چیخنا سنتے رہے۔ غرض وہ تمام زن و مرد خوف سے بھر گئے اور یونس کی قوم کی طرح اس عذاب کو دیکھ کر توبہ اور صدقہ اور خیرات میں مشغول ہو گئے پھر سوچ لو کہ ایسی حالت میں ان کے ساتھ خدا تعالی کا کیا معاملہ ہونا چاہیے تھا۔

ایسا ہی ڈپٹی آتھم بھی احمد بیگ والے نشان کو سن چکا تھا اور بذریعہ اخبارات اور اشتہارات کے یہ نشان لاکھوں انسانوں میں مشہور ہو چکا تھا اس لئے اس نے بھی پیش گوئی کے سننے کے بعد خوف اور ہراس کے آثار ظاہر کئے لہذا پیش گوئی کی شرط کے موافق خدا نے تاخیر ڈال دی کیونکہ شرط خدا کا وعدہ تھا اور وہ اپنے وعدہ کے برخلاف نہیں کرتا۔ یہ تمام دنیا کا مانا ہوا مسئلہ اور اہل اسلام اور نصاری اور یہود کا متفق علیہ عقیدہ ہے کہ وعید یعنی عذاب کی پیش گوئی بغیر شرط توبہ اور استغفار اور خوف کے بھی ٹل سکتی ہے جیسا کہ یونس نبی کی چالیس دن کی پیش گوئی جس کے ساتھ کوئی شرط نہ تھی ٹل گئی اور نینوا کے رہنے والے جو ایک لاکھ سے بھی زیادہ تھے ان میں سے ایک بچہ بھی نہ مرا اور یونس نبی اس خیال اور اس ندامت سے کہ میری پیش گوئی جھوٹی نکلی اپنے ملک سے بھاگ گیا۔ اب سوچو کیا یہ ایمان داری ہے کہ اس اعتراض کرتے وقت اس قصہ کو یاد نہیں کرتے اور اس جگہ حدیث کے لفظ یہ ہیں کہ قال لن ارجع الیهم کذابا یعنی یونس نے کہا کہ اب میں جھوٹا کہلا کر پھر اس قوم کی طرف ہرگز نہیں جاؤں گا۔ اگر حدیث پر اعتبار ہے تو درمنثور میں اس موقع کی تفسیر میں حدیثیں دیکھ لو اور اگر عیسائیوں کی بائبل پر اعتبار ہے تو یونہ نبی کی کتاب کو دیکھو آخر کسی وقت تو شرم چاہیے بے حیائی اور ایمان جمع نہیں ہو سکتے اس ناانصافی اور ظلم کا خدا تعالی کے پاس کیا جواب دو گے کہ تم لوگوں نے سو پیش گوئی صفائی سے پوری ہوتے دیکھی اس سے کچھ فائدہ نہ اٹھایا اور ایک دو پیش گوئیاں جن کو تم لوگ اپنی جہالت سے سمجھ نہ سکے جو مشروط بشرائط تھیں ان پر شور مچا دیا۔ مگر یہ شور مجھ سے اور میری پیش گوئیوں سے خاص نہیں ہے بھلا کسی ایسے نبی کا نام تو لو جس کی بعض پیش گوئیوں کی نسبت جاہلوں نے شور نہ مچایا ہو کہ وہ پوری نہیں ہوئیں۔

میں ابھی لکھ چکا ہوں کہ وعید یعنی عذاب کی پیش گوئیوں کی نسبت خدا تعالی کی یہی سنت ہے کہ خواہ پیش گوئی میں شرط ہو یا نہ ہو تضرع اور توبہ اور خوف کی وجہ سے ٹال دیتا ہے اس پر صرف یونس کا قصہ ہی گواہ نہیں بلکہ قرآن اور حدیث اور تمام نبیوں کی کتابوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ خدا تعالی جب کسی کو عذاب دینے کا ارادہ فرماتا ہے اور اس پر کوئی بلا نازل کرنا چاہتا ہے تو وہ بلاء دعا اور توبہ

اورصدقات سے ٹل سکتی ہے۔اب ظاہر ہے کہ خدا تعالی جو عذاب دینے کا ارادہ کرتا ہے اگر اپنے اس ارادہ پر کسی نبی یا رسول یا محدث کو مطلع کر دے تو اس صورت میں وہی ارادہ پیش گوئی کہلاتا ہے ۔پس جب کہ مانا گیا ہے کہ وہ ارادہ دعا اور صدقہ اور خیرات سے ٹل سکتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ محض اس سبب سے کہ اس ارادہ کی کسی ملہم کو اطلاع بھی دی گئی نہیں ٹل سکتا۔...

افسوس کہ نادان لوگ خدا تعالی کے وعدہ اور اس کی وعید میں کچھ فرق نہیں سمجھتے ۔ وعید میں دراصل کوئی وعدہ نہیں ہوتا صرف اس قدر ہوتا ہے کہ خدا تعالی اپنی قدوسیت کی وجہ سے تقاضا فرماتا ہے کہ شخص مجرم کو سزا دے اور بسا اوقات اس تقاضا سے اپنے ملہمین کو اطلاع بھی دے دیتا ہے ۔ پھر جب شخص مجرم توبہ اور استغفار اور تضرع اور زاریہ سے اس تقاضا کا حق پورا کر دیتا ہے تو رحمت الہی کا تقاضا غضب کے تقاضا پر سبقت لے جاتا ہے اور اس غضب کو اپنے اندر مجوب و مستور کر دیتا ہے یہی معنی ہیں اس آیت کے کہ عذا بی ا صیب به من اشاء و ر حمتی وسعت کل شیء ۔ (اعراف ۱۵۷)یعنی ر حمتی سبقت غضبی ۔اگر یہ اصول نہ مانا جائے تو تمام شریعتیں با طل ہو جاتی ہیں۔ (تحفہ غزنویہ۔قادیانی خزائن ۔ج ۱۵صفحہ۔۵۔۶۔۷)

اسی کتاب میں آگے چل کر مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

احمد بیگ کے داماد کی نسبت ہم بار بار بیان کر چکے ہیں کہ اس پیش گوئی کی دو ٹانگیں تھیں ایک احمد بیگ کی موت کے متعلق اور ایک اس کے داماد کے متعلق ۔سو تم سن چکے ہو کہ احمد بیگ مدت ہوئی کہ پیش گوئی کی منشاء کے موافق فوت ہو چکا ہے اور اس کی قبر ہوشیار پور میں موجود ہے۔

رہا اس کا داماد سو پیش گوئی کی شرط کی وجہ سے اس کی موت میں تاخیر ڈال دی گئی اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ پیش گوئی شرطی تھی پھر جب احمد بیگ شرط سے لا پرواہ رہ کر مر گیا تو اس کی موت نے اس کے داماد اور دوسرے اقارب کو یہ موقع دیا کہ وہ ڈریں اور شرط سے فائدہ اٹھائیں ۔سو ایسا ہی ہوا اور احمد بیگ اور اس کے داماد کے متعلق جو شرطی الہام تھا اس کی یہ عبارت تھی:

ایها المر اۃ تو بی تو بی فان البلاء علی عقبك

چنانچہ مجھے یاد ہے کہ یہ الہام قبل از وقت بمقام ہوشیار پور شیخ مہر علی کے مکان پر بحاضری حافظ محمد یوسف یا منشی محمد یعقوب و نیز بحاضری منشی الٰہی بخش صاحب آپ کی جماعت میں سے ایک شخص کو جس کا نام عبدالرحیم (غزنوی) تھا یا عبدالواحد (غزنوی) تھا سنایا گیا تھا اور بعد میں یہ الہام چھپ بھی گیا تھا۔ غرض یہ پیش گوئی شرطی تھی جیسا کہ آتھم کی پیش گوئی شرطی تھی اور اگر وہ شرطی نہ بھی ہوتی تاہم بوجہ وعید ہونے کے یونس نبی کی پیش گوئی سے مشابہ ہوتی اور خدا کی باتوں کا صبر سے انجام دیکھنا چاہیے نہ شرارت سے اعتراض۔ (تحفہ غزنویہ۔ص۲۳۔۲۴)

نیز مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

پھر میاں عبدالحق (غزنوی) نے یہ کاروائی کی ہے کہ یہ عذر کر کے جس کا ابھی ہم نے جواب دیا ہے اپنی طرف سے ٹھٹھے اور ہنسی سے ایک نشان مانگا ہے، اور اس ٹھٹھے میں گذشتہ منکرین سے کم نہیں رہے کیونکہ عرب کے لوگوں نے اس قسم کے ہنسی اور ٹھٹھے سے کبھی نشان نہیں مانگا کہ فلاں صحابی کی ٹانگ کمزور ہے وہ درست ہو جائے، یا اس کی کسی آنکھ میں بصارت نہیں وہ ٹھیک ہو جائے۔ ہاں مکہ کے لوگوں نے یہ نشان مانگا تھا کہ: آنحضرت ﷺ کا گھر سونے کا ہو جائے، اور اس کے اردگرد نہریں بھی جاری ہوں، اور نیز یہ کہ آپ ان کے دیکھتے ہوئے آسمان پر چڑھ جائیں، اور دیکھتے دیکھتے آسمان پر سے اتر آئیں، اور خدا کی کتاب ساتھ لاویں، اور وہ اس کو ہاتھ میں لے کر ٹٹول بھی لیں تب ایمان لائیں گے۔

اس درخواست میں اگرچہ جہالت تھی لیکن میاں عبدالحق کی طرح ایذا دینے والی شرارت نہ تھی۔...
میاں عبدالحق کا ایسے اقتراحی نشان مانگنے میں کچھ قصور نہیں بلکہ حسب منشاء آیت تشابھت قلوبھم ان کی طبیعت ہی ان بدبخت کفار کے مشابہ واقع ہوئی ہے جو خدا تعالیٰ کے نشانوں کو قبول نہیں کرتے تھے، اور اپنی طرف سے اختراع کر کے درخواستیں کرتے تھے کہ ایسے ایسے نشان دکھاؤ۔

لیکن اگر افسوس ہے تو صرف یہ ہے کہ ان لوگوں نے مولوی کہلا کر ہنسی ٹھٹھا اپنا شیوہ بنا لیا ہے۔ جو شخص عبدالحق (غزنوی) کے اشتہار کو غور سے پڑھے گا اس کو قبول کرنا پڑے گا کہ انہوں نے اخویم مولوی عبدالکریم (سیالکوٹی) کا

شرارت اور بے ادبی سے ذکر کر کے ان کی ٹانگ کی درستی یا آنکھ کی نظر کی نسبت جونشان مانگا ہے، یہ ایک اوباشانہ طریق پرٹھٹھا کیا ہے، جوکسی پرہیز گار اور نیک بخت کا کام نہیں ہے۔ پلید دل سے پلید باتیں نکلتی ہیں اور پاک دل سے پاک باتیں۔ انسان اپنی باتوں سے ایسا ہی پہچانا جاتا ہے جیسا کہ درخت اپنے پھلوں سے۔ جس حالت میں اللہ تعالی نے قرآن شریف میں صاف فرمادیا کہ لا تنا بزوا بالالقاب

یعنی ایسے نام مت رکھو جوان کو برے معلوم ہوں تو پھر برخلاف اس آیت کے کرنا کن لوگوں کا کام ہے۔ لیکن اب تو نہ ہم عبدالحق پر افسوس کرتے ہیں، نہ اس کے دوسرے رفیقوں پر، کیونکہ ان لوگوں کا ظلم اور ناانصافی اور دروغ گوئی اور افتراء حد سے گذر گیا ہے۔

اسی اشتہار کو دیکھ لو کہ کس قدر جھوٹ سے کام لیا ہے۔ کیا کسی جگہ بھی خدا تعالی سے حیا کی ہے۔ چنانچہ ہم بطور نمونہ بطرز قولہ واقول اس ظالم شخص کے جھوٹوں کا ذخیرہ لکھ دیتے ہیں جو اسی اشتہار میں اس نے استعمال کئے ہیں اور وہ یہ ہیں:

مرزا بارہا متفرق مواضع کے مباحثات میں شرمندہ اور لاجواب ہوا اور ہر مجمع میں خائب اور خاسر اور نامراد رہا...

مباہلہ میں کما حقہ علی رؤس الاشہاد رسوا اور ذلیل ہو کر قابل خطاب اور لائق جواب علماء عظام اور صوفیہ کرام نہیں رہا....

کیا آتھم اور داماد احمد بیگ اور آپ کے فرزند موعود کا کوئی نتیجہ ظہور میں آیا...

اے نئے عیسائیو اور نیا گرجا بنانے والو ہم ایک سہل اور نہایت آسان طریق بتلاتے ہیں۔

اقول (یعنی مرزا): اے حد سے بڑھنے والے کیا ان مسلمانوں کا نام عیسائی رکھتا ہے جو اسلام کے حامی اور زمین پر حجت اللہ ہیں۔ اگر مسلمان تیرے جیسے ہی ہوتے تو اسلام کا خاتمہ تھا۔ پھر اس کے بعد آپ نے تمسخر اور ٹھٹھے سے مولوی عبدالکریم صاحب کا ذکر کیا ہے، اور نشان یہ مانگا کہ:

مولوی صاحب موصوف کو جو ایک ٹانگ میں کچھ کمزوری ہے

اور ایک آنکھ کی بصارت میں خلل ہے یہ دونوں عارضے جاتے رہیں۔

اوراس ذکر سے اصل غرض آپ کی صرف ٹھٹھااورہنسی ہےاور یہ مقولہ محض ان کافروں کی طرح ہے جونعوذ باللہ آنحضرتﷺ کوابتر کہتے تھےاور یہ نشان مانگتے تھے کہ اگر یہ سچا نبی ہےتو اس کےلڑکے جس قدر مر گئے ہیں ان کوزندہ کردے۔

ہم اس ٹھٹھے کا ابھی جواب دے چکے ہیں۔ظاہر ہے کہ انسان بوجہ اپنی انسانیت کےکسی نہ کسی نقص سے خالی نہیں ہوتا،اور ہمیشہ امراض آفات بھی لاحق رہتے ہیں۔عزیز واقارب بھی مرتے ہیں۔ لیکن کوئی شریف نشان مانگنے کے بہانہ سے اس طرح پر دل نہیں دکھاتا۔یہ قدیم سے رذیلوں اور سفیہوں کا کام ہے۔اور ہمارے ملک میں اس قسم کا ٹھٹھاہنسی اکثر مراسی کیا کرتے ہیں۔ہمیں نہیں معلوم کہ میاں عبدالحق نے کیوں یہ طریق اختیار کیا ہے۔بھلا اگر ابھی کوئی میاں عبداللہ غزنوی پر چند ایسے اعتراض کردے کہ اگر وہ ملہم تھا تو اس کو چاہیے تھا کہ اپنے فلاں فلاں ذاتی نقص دور کرتا، اورلوگوں کو یہ نشان دکھلاتا،تو مجھے معلوم نہیں کہ غزنوی صاحبان کیا جواب دیں گے۔

اے عزیز اگرتم دوسرے کواس طرح پر دکھ دوگےتو وہ تمہارے باپ اورمرشد تک پہنچے گا۔پس ان فتنہ انگیز باتوں سے فائدہ کیا ہو۔ (تحفہ غزنویہ۔ص ۲۷)

منکوحہ آسمانی در تحفہ گولڑویہ

مرزاغلام احمد صاحب قادیانی نے پیرمہرعلی شاہ صاحب گولڑوی کے خطاب میں ستمبر۱۹۰۲ء میں تحفہ گولڑویہ لکھی۔چونکہ پیرصاحب نے بھی اپنی سیف چشتیائی میں مرزاصاحب کی منکوحہ آسمانی والی پیشین گوئی کا ذکراور ردّ کیا تھااس لئے اپنی جوابی کتاب میں مرزاصاحب قادیانی نے بھی اپنی منکوحہ آسمانی کوفراموش نہیں کیا۔چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

بار بار احمد بیگ کے داماد (سلطان محمد) یا آتھم کا ذکر کرتے رہنا کس قدر مخلوق کودھوکا دینا ہے۔اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ مثلاً کوئی شریرالنفس ان تین ہزار معجزات کا کبھی ذکر نہ کرے جو ہمارے نبیﷺ سے ظہور میں آئے اورحدیبیہ کی پیشگوئی کو بار بار ذکر کرے کہ وہ وقت اندازہ کردہ پر پوری نہیں ہوئی

یا مثلاً حضرت مسیح کی صاف اور صریح پیش گوئیوں کا کبھی کسی کے پاس نام تک نہ لے اور بار بار ہنسی ٹھٹھے کے طور پر لوگوں کو یہ کہے کہ کیوں صاحب کیا وہ وعدہ پورا ہو گیا جو حضرت مسیح نے فرمایا تھا کہ ابھی تم میں سے کئی لوگ زندہ ہوں گے جو میں پھر واپس آؤنگا۔
یا مثلاً شرارت کے طور پر داؤد کا تخت دوبارہ قائم کرنے کی پیش گوئی کو بیان کر کے پھر ٹھٹھے سے کہے کہ کیوں صاحب کیا یہ سچ ہے کہ حضرت مسیح بادشاہ بھی ہو گئے تھے اور داؤد کا تخت ان کو مل گیا تھا۔
شیخ سعدی بخیل کی نسبت سچ فرماتے ہیں

ندارد بصد نکتہء نغز گوش
چو زحفت بہ بیند بر آرد خروش

یہ نادان نہیں جانتے کہ پیش گوئی ایک علم ہے اور خدا کی وحی ہے۔ اس میں بعض وقت متشابہات بھی ہوتے ہیں، اور بعض وقت ملہم تعبیر کرنے میں خطا کرتا ہے جیسا کہ حدیث ذھب و ھلی اس پر شاہد ہے۔ پھر احمد بیگ کے داماد (سلطان محمد) کا اعتراض کرنا اور احمد بیگ کی وفات کو بھول جانا ، کیا یہی ایمان داری ہے۔ اس جگہ تو پیش گوئی کی دو ٹانگوں میں سے ایک ٹوٹ گئی اور ایک حصہ پیش گوئی کا یعنی احمد بیگ کا میعاد کے اندر فوت ہو جانا حسب منشائے پیش گوئی صفائی سے پورا ہو گیا اور دوسرے کی انتظار ہے مگر یونس نبی کی قطعی پیش گوئی میں کون سا حصہ پورا ہو گیا؟ اگر شرم ہے تو اس کا کچھ جواب دو۔ (تحفہ گولڑویہ۔ص ۶۷۔۶۸)

پیش گوئی کی ایک ٹانگ ٹوٹنے کی بات مرزا صاحب قادیانی کرتے ہیں جس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ باقی ماندہ پیش گوئی اب لنگڑی ہو گئی ہے۔ اور قابل غور بات یہ ہے کہ مرزا صاحب جو کن فیکون کے مالک تھے اور کہا کرتے تھے کہ جدھر تیرا (یعنی مرزا) کا منہ ادھر میرا (یعنی خدا کا)۔ اور جو کہا کرتے تھے کہ وہ خدا سے اگر دن میں سو بار بات کریں، تب بھی خدا ان کی بات کا جواب دیتا ہے، ایسے طاقت ور، مقتدر اور محبوب و مقبول ربانی، مرزا صاحب قادیانی ایک لنگڑی لولی پیش گوئی کے مقابلے میں ڈھیر ہو گئے۔

منکوحہ آسمانی در نزول المسیح

اپنی کتاب نزول المسیح میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

اشتہار مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء میں بذریعہ الہام مشتہر کیا گیا تھا کہ احمد بیگ ہوشیار پوری اگر اپنی لڑکی (محمدی) کا نکاح کسی اور کے ساتھ کرے گا، تو تین سال کے اندر فوت ہو جائے گا۔ اور اس سے پہلے اس کے کئی اور عزیز فوت ہوں گے۔ چنانچہ اس لڑکی (محمدی) کے دوسری جگہ نکاح کے بعد ایسا ہی ہوا کہ احمد بیگ جلد میعاد کے اندر فوت ہو گیا اور اس سے پہلے کئی ایک اور اس کے عزیز فوت ہوئے۔ ہاں اس پیش گوئی کے تین حصوں سے ابھی ایک باقی ہے اور قابل انتظار ہے مگر چونکہ تینوں حصے پیش گوئی کے ایک ہی الہام میں تھے اس لئے دو کے پورا ہونے نے پیش گوئی کی سچائی ظاہر کر دی۔ (پیش گوئی نمبر ۵۹۔ نزول المسیح۔ قادیانی خزائن جلد ۱۸ ص ۵۷۴)۔

(یاد رہے نزول المسیح نامی کتاب مرزا صاحب قادیانی نے اپنی زندگی میں چھپوائی لیکن تقسیم نہیں ہوئی، ویسے ہی پڑی رہی۔ پھر حکیم نور الدین نے ٹائٹل پیج چھپوا کر موت مرزا کے بعد ۲۵۔ اگست ۱۹۰۹ء کو پہلی بار شائع کی تھی۔ بہاء)۔

مرزا صاحب قادیانی بھی کیسے فن کار ہیں کہ محمدی ابھی ان کے نکاح میں نہیں آئی، اور کہے جا رہے ہیں کہ پیش گوئی سچی ہو گئی۔ بھلے آدمی! اگر احمد بیگ مر جائے، اس کا سارا کنبہ دریا برد ہو جائے، بلکہ سارا ملک برباد ہو جائے، پیش گوئی کی صحت پر اس کا کیا اثر ہو سکتا ہے جب تک مطلوب و مقصود (مسماۃ محمدی) حاصل نہ ہو۔ احمد بیگ وغیرہ کے مرنے کے باوجود محمدی کا مرزا صاحب قادیانی کے نکاح میں نہ آنا، تو اس بات کا ثبوت ہے کہ اس کنبے کے بچ رہنے والے افراد اپنے عزیزوں کی اموات کے باوجود مرزا صاحب قادیانی کو کاذب اور اور ان کی پیش گوئی کو غیر الہامی جانتے تھے اور ان اموات کو اتفاقیہ اور معمول کی باتیں سمجھتے تھے۔

منکوحہ آسمانی در اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح

اعجاز احمدی وہ کتاب ہے جس میں مرزا صاحب قادیانی نے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری کو دعوت دی تھی کہ وہ قادیان آئیں اور پیش گوئیوں کو جھوٹا ثابت کریں، اور انعام حاصل کریں۔ اور ساتھ ہی مرزا صاحب قادیانی نے دعوی کیا تھا کہ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اس مقصد کے لئے کبھی قادیان نہیں آئیں گے۔ اس دعوت اور چیلنج کا جو انجام ہوا، اس سے قطع نظر کر کے، یہاں مرزا صاحب کی ان باتوں کو درج کرتے ہیں جو انہوں نے منکوحہ آسمانی والے معاملے کے ضمن میں ارقام فرمائی ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

وعید کی پیش گوئیاں جیسا کہ آتھم یا احمد بیگ کے داماد کی پیش گوئی ایسی پیش گوئیاں ہیں جن کی قرآن اور توریت کی رو سے تاخیر بھی ہو سکتی ہے اور ان کا التواء ان کے کذب کو مستلزم نہیں کیونکہ خدا اپنے وعید کے روکنے پر اختیار رکھتا ہے جیسا کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کا یہی عقیدہ ہے کیونکہ یونس نبی کی پیش گوئی جو عذاب کے لئے تھی اس کے ساتھ کوئی شرط توبہ وغیرہ کی نہیں تھی تب بھی عذاب ٹل گیا اور کوئی مسلمان یا عیسائی نہیں کہہ سکتا کہ یونس جھوٹا تھا۔ دیکھو کتاب یونہ نبی اور در منثور۔

(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح روحانی خزائن جلد ۱۹۔ ص ۱۱۱۔۱۱۲)

جب احمد بیگ کے داماد کا ذکر کرتے ہیں تو ہرگز لوگوں کو نہیں بتلاتے کہ ایک حصہ اس پیش گوئی کا میعاد کے اندر پورا ہو چکا ہے یعنی احمد بیگ میعاد کے اندر مر گیا اور دوسرا حصہ قابل انتظار ہے۔ اور یہ بھی نہیں بتلاتے کہ پیش گوئی وعید کے متعلق اور نیز شرطی تھی جیسا کہ الہام

تو بی تو بی فان البلاء علی عقبك

سے ظاہر ہوتا ہے جو کئی دفعہ شائع ہو چکا تھا اور ظاہر ہے کہ ایسی موت کے بعد جو احمد بیگ کی موت تھی خوف دامن گیر ہونا ایک طبعی امر تھا۔ پس اسی خوف سے دوسرے حصہ کے پورے ہونے میں تاخیر ہو گئی جیسا کہ وعید کی پیش گوئیوں میں عادت اللہ ہے مگر یہ بد اندیش مخالف ان امور کا کبھی ذکر

نہیں کرتے اور یہودیوں کی طرح اصل صورت حال کومسخ کر کے ایسے طور سے تقریر کرتے ہیں جس سے جاہلوں کے دلوں میں شبہات ڈال دیں بلکہ ان لوگوں نے تو یہودیوں کے بھی کان کاٹے کیونکہ یہ لوگ تو بات بات میں افترا سے کام لیتے ہیں جیسا کہ مولوی ثناء اللہ نے موضع مدّ کی بحث میں یہی کاروائی کی اور دھوکا دے کر کہا کہ دیکھو اس شخص نے اپنی ایک پیش گوئی میں لکھا تھا کہ لڑکا پیدا ہوگا مگر لڑکی پیدا ہوئی اور بعد میں لڑکا پیدا ہو کر مر گیا اور پیش گوئی جھوٹی نکلی۔

اب ان بھلے مانسوں سے کوئی پوچھے کہ اگر تمہارے بیان میں کوئی بے ایمانی اور جھوٹ نہیں تو تم وہ الہام پیش کرو جس میں خدا خبر دیتا ہو کہ ضرور اب کے دفعہ لڑکا پیدا ہوگا یا یہ خبر دیتا ہو کہ لڑکی کے بعد پیدا ہونے والا وہی موعود لڑکا ہے نہ اور کوئی۔ اگر ہم نے یہ خیال بھی کیا ہو کہ شاید یہ لڑکا وہی ہے تو ہمارا خیال کیا چیز ہے جب تک کھلی کھلی وحی الٰہی نہ ہو۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے نفس کے خیال سے یہ گمان کیا تھا کہ یمامہ کی طرف میری ہجرت ہوگی مگر وہ خیال صحیح نہ نکلا اور آخر مدینہ کی طرف ہجرت ہوئی۔ اور اگر پیش گوئی میں یہ ضرور تھا کہ پہلے حمل سے ہی وہ لڑکا پیدا ہوگا تو وحی الٰہی میں یہ الفاظ ہونے چاہیے تھے مگر کیا کوئی دکھلا سکتا ہے کہ وحی میں کوئی ایسا لفظ تھا۔ دیکھو آنحضرت ﷺ کی نسبت بنی اسرائیل کے کئی نبیوں نے پیش گوئیاں کی تھیں کہ وہ پیدا ہوگا مگر بہت سے نبیوں کے آنے کے بعد سب کے آخر میں آنحضرت ﷺ مبعوث ہوئے۔ اب کیا کوئی اعتراض کر سکتا ہے کہ ان نبیوں کی پیش گوئیاں جھوٹی نکلیں کیونکہ آنحضرت ﷺ موسیٰ کے بعد پورے دو ہزار برس گزرنے کے بعد پیدا ہوئے حالانکہ توریت کی پیش گوئی کی رو سے یہودی خیال کرتے تھے کہ وہ نبی جلد پیدا ہو جائے گا۔ اور ایسا نہ ہوا بلکہ درمیان میں کئی نبی آئے۔ پس ایسے اعتراض یا تو دیوانہ کرتا ہے اور یا نہایت درجہ کا خبیث انسان جس کو خدا کا خوف نہیں۔

یہی باتیں مولوی ثناء اللہ نے مقام مدّ کے مباحثہ میں پیش کی تھیں ان باتوں سے ہر ایک خدا ترس سمجھ سکتا ہے کہ کہاں تک ان مولوی صاحبوں کی نوبت پہنچ گئی ہے وہ جوش تعصب سے منہاج نبوت کو اور اس معیار کو جو نبیوں کی شناخت کے لئے مقرر ہے، پیش نظر نہیں رکھتے اور ہر ایک اعتراض ان

کا سراسر جھوٹ اور شیطانی منصوبہ ہوتا ہے۔ اگر یہ سچے ہیں تو قادیان میں آ کر کسی پیش گوئی کو جھوٹی تو ثابت کریں اور ہر ایک پیش گوئی کے لئے ایک ایک سو روپیہ انعام دیا جائے گا اور آمد و رفت کا کرایہ علیحدہ (اس عبارت سے مفہوم ہوتا ہے کہ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ نے ثابت کرنا ہے کہ پیش گوئی جھوٹی ہے۔ لہذا اسے بولنا تقریر کرنا اپنے دلائل پیش کرنا ہے، اور مرزا صاحب قادیانی کو سننا ہے۔ نہ کہ مرزا صاحب کو تقریر کرنا اور مولانا ثناء اللہ کو سننا۔ مرزا صاحب نے بار ثبوت مولانا ثناء اللہ پر رکھا تھا اس لئے بولنا بھی انہیں ہی چاہیے تھا اور مرزا صاحب کو سننا، یا پھر جب کہیں کوئی شبہ ان کے دل میں پیدا ہو، یا اعتراض اٹھے تو دوسطری رقعہ میں لکھ کر مولانا کے روبرو پیش کرنا۔ ہونا یہ چاہیے تھا کہ مولانا کے قادیان تشریف لے جانے پر مرزا صاحب کوئی ایسی مجلس ترتیب دیتے جس میں فریقین کی تعداد مساوی ہوتی اور چند لوگ غیر جانبدار بھی ہوتے مثلاً ہندو، یا سکھ، یا عیسائی، یا حکومت کے نمائندے۔ اور اس مجلس میں مرزا صاحبقادیانی بیٹھتے اور مولانا امرتسری اپنا موقف بیان کرتے، کسی بات پر اختلاف ہوتا تو مرزا صاحب قادیانی دوسطری اعتراض پیش کرتے اور مولانا امرتسری جواب دیتے۔ مقررہ وقت کے بعد حاضرین سے رائے لی جاتی کہ مولانا نے اپنا موقف ثابت کر دیا ہے یا نہیں۔ اور اکثریت کی رائے پر فیصلہ ہو جاتا۔ ویسے مولانا امرتسری نے قادیان جا کر مرزا قادیانی کی اس پیش گوئی کو تو عملاً غلط ثابت کر دیا تھا کہ مولوی ثناء اللہ قادیان نہیں آئیں گے۔ کیونکہ مرزا صاحب قادیانی نے آپ کے وہاں پہنچنے پر حدود قادیان کی بحث نہیں چھیڑی کہ قادیان سے ان کی مراد وہ گلی محلّہ ہے جس میں ان کا دولت خانہ ہے، اور اس گلی یا محلے سے باہر کا علاقہ، جہاں مولانا مقیم تھے اور جہاں سے خط ارسال کیا گیا تھا، وہ جگہ قادیان نہیں کہلا سکتی۔ بہاء)

لیکن اس تفتیش کے وقت منہاج نبوت کو معیار صدق و کذب کے لئے ٹھہراویں۔

میں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر میرے معجزات اور پیش گوئیاں ان کے نزدیک صحیح نہیں تو ان کو تمام انبیاء سے انکار کرنا پڑے گا اور آخر ان کی موت کفر پر ہوگی۔

افسوس یہ لوگ خدا سے نہیں ڈرتے انبار در انبار ان کے دامن میں جھوٹ کی نجاست ہے۔ عیسائیوں اور یہودیوں کی پیروی کرتے ہیں۔ عیسائی کہا کرتے تھے کہ اگر آنحضرت ﷺ کے لئے قرآن شریف میں فتح کی پیش گوئی کی گئی تھی تو آپ ﷺ نے جنگیں کیوں کیں اور دشمنوں کو حیلوں تدبیروں سے قتل کیوں کیا۔ آج اسی قسم کے اعتراض یہ لوگ پیش کر رہے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں کہ احمد بیگ کی

لڑکی (محمدی) کے لئے ان کے تالیف قلوب کے لئے حیلوں سے کیوں کوشش کی گئی اور کیوں احمد بیگ کی طرف ایسے خط لکھے گئے۔ مگر افسوس کہ یہ دونوں یعنی عیسائی اور یہ نئے یہود یہ نہیں سمجھتے کہ پیش گوئیوں میں جائز کوشش کو حرام نہیں کہا گیا۔ جس شخص کو خدا یہ خبر دے کہ فلاں بیمار اچھا ہو جائے گا اس کو منع نہیں ہے کہ وہ دوا بھی کرے کیونکہ شائد دوا کے ذریعہ سے اچھا ہونا مقدر ہو۔ غرض ایسی کوشش کرنا نہ عیسائیوں اور یہودیوں کے نزدیک ممنوع ہے نہ اسلام میں۔

(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح روحانی خزائن جلد ۱۹۔ص ۱۱۶۔۱۱۸)

منکوحہ آسمانی در تذکرۃ الشہادتین

اکتوبر ۱۹۰۳ء میں لکھی جانے والی کتاب تذکرۃ الشہادتین میں مرزا صاحب قادیانی منکوحہ آسمانی کو یوں یاد کرتے ہیں:

رہا احمد بیگ کا داماد (سلطان محمد) پس ہر شخص کو معلوم ہے کہ یہ پیش گوئی دو شخصوں کی نسبت تھی۔ ایک احمد بیگ کی، دوسری اس کے داماد کی نسبت۔ (نہیں، یہ پیش گوئی محمدی بیگم سے نکاح کے متعلق تھی۔ بہاء) سو ایک حصہ اس پیش گوئی کا میعاد کے اندر ہی پورا ہو گیا یعنی احمد بیگ میعاد کے اندر مر گیا اور اس طرح پر ایک ٹانگ پیش گوئی کی پوری ہو گئی۔

اب دوسری ٹانگ جو باقی ہے، اس کی نسبت جو اعتراض ہے، افسوس کہ وہ دیانت کے ساتھ پیش نہیں کیا جاتا۔ اور آج تک کسی معترض کے منہ سے میں نے یہ نہیں سنا کہ وہ اس طرح پر اعتراض کرے کہ اگرچہ اس پیش گوئی کا ایک حصہ پورا ہو چکا ہے اور ہم بصدق دل اعتراف کرتے ہیں کہ وہ پورا ہوا، مگر دوسرا حصہ اب تک پورا نہیں ہوا۔ بلکہ یہودیوں کی طرح پورا ہونے والا حصہ بالکل مخفی رکھ کر اعتراض کرتے ہیں۔ کیا ایسا شیوہ ایمان اور حیا اور راست بازی کے مطابق ہے؟

اب قطع نظر ان کی خائنانہ طرز گفتگو کے جواب یہ ہے کہ یہ پیش گوئی بھی آتھم کی پیش گوئی کی طرح

مشروط بشرط ہے۔یعنی یہ لکھا گیا تھا کہ اس شرط سے وہ میعاد کے اندر پوری ہوگی کہ ان دونوں میں سے کوئی شخص خوف اور خشیت ظاہر نہ کرے۔سو احمد بیگ کو یہ خوفناک علامت پیش نہ آئی اور وہ پیش گوئی کو خلاف واقعہ سمجھتا رہا۔مگر احمد بیگ کے داماد اور اس کے عزیزوں کو یہ خوفناک حالت پیش آ گئی، کیونکہ احمد بیگ کی موت نے ان کے دلوں پر ایک لرزہ ڈال دیا۔جیسا کہ انسانی فطرت میں داخل ہے کہ سخت سے سخت انسان نمونہ دیکھنے کے بعد ضرور ہراساں ہو جاتا ہے۔سو ضرور تھا کہ اس کو بھی مہلت دی جاتی۔

سو یہ تمام اعتراضات جہالت اور نابینائی اور تعصب کی وجہ سے ہیں، نہ دیانت اور حق طلبی کی وجہ سے۔جس شخص کے ہاتھ سے اب تک دس لاکھ سے زیادہ نشان ظاہر ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں، کیا اگر ایک یا دو پیش گوئیاں اس کی کسی جاہل اور بدفہم اور غبی کی سمجھ میں نہ آئیں تو اس سے یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ وہ تمام پیش گوئیاں صحیح نہیں۔

میں یہ بات حتمی وعدہ سے لکھتا ہوں کہ اگر کوئی مخالف خواہ عیسائی ہو خواہ بگفتن مسلمان، میری پیشگوئیوں کے مقابل پر اس شخص کی پیش گوئیوں کو جس کا آسمان سے اترنا خیال کرتے ہیں صفائی اور یقین اور بداہت کے مرتبہ پر زیادہ ثابت کر سکے تو میں اس کو نقد ایک ہزار روپیہ دینے کو تیار ہوں ۔مگر ثابت کرنے کا یہ طریق نہیں ہوگا کہ وہ قرآن شریف کو پیش کرے کہ قرآن کریم نے حضرت عیسی کو نبی مان لیا ہے اور یا اس کو نبی قرار دے دیا ہے۔کیونکہ اس طرح پر تو میں بھی زور سے دعوی کرتا ہوں کہ قرآن شریف میری سچائی کا بھی گواہ ہے،تمام قرآن شریف میں کہیں یسوع کا لفظ نہیں ہے مگر میری نسبت منکم کا لفظ موجود ہے،اور دوسری علامات موجود ہیں۔بلکہ اس جگہ میرا صرف یہ مطلب ہے کہ قرآن شریف سے قطع نظر کر کے محض میری پیش گوئیوں اور یسوع کی پیش گوئیوں پر عدالتوں کی عام تحقیق کے رنگ میں نظر ڈالی جائے اور دیکھا جائے کہ ان دونوں میں سے کون سی پیش گوئیاں یا اکثر حصہ ان کا بحکم عقل کمال صفائی سے پورا ہو گیا اور کون سا اس درجہ پر نہیں۔یعنی یہ تحقیقات اور مقابلہ ایسے طور سے ہونا چاہیے کہ اگر کوئی شخص قرآن شریف سے منکر ہو تو وہ بھی رائے

ظاہر کر سکے کہ ثبوت کا پہلو کس طرف ہے۔

ماسوا اس کے مجھے افسوس آتا ہے کہ ہمارے مخالف مسلمان تو کہلاتے ہیں لیکن اسلام کے اصول سے بے خبر ہیں۔ اسلام میں مسلّم امر ہے کہ جو پیش گوئی وعید کے متعلق ہو، اس کی نسبت ضروری نہیں کہ خدا اس کو پورا کرے۔ یعنی جس پیش گوئی کا یہ مضمون ہو کہ کسی شخص یا گروہ پر کوئی بلا پڑے گی اس میں یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالی اس بلا کو ٹال دے جیسا کہ یونس کی پیش گوئی کو جو چالیس دن تک محدود تھی ٹال دیا۔ لیکن جس پیش گوئی میں وعدہ ہو، یعنی کسی انعام اکرام کی نسبت پیش گوئی ہو وہ کسی طرح ٹل نہیں سکتی۔ خدا تعالی نے یہ فرمایا ہے: ان اللہ لا یخلف المیعاد مگر کسی جگہ یہ نہیں فرمایا: ان اللہ لا یخلف الوعید، پس اس میں راز یہی ہے کہ وعید کی پیش گوئی خوف اور دعا اور صدقہ خیرات سے ٹل سکتی ہے تمام پیغمبروں کا اس پر اتفاق ہے کہ صدقہ اور دعا اور خوف اور خشوع سے وہ بلا جو خدا کے علم میں ہے جو کسی شخص پر آئے گی وہ رد ہو سکتی ہے۔ اب سوچ لو کہ ہر ایک بلا جو خدا کے علم میں ہے اگر کسی نبی یا ولی کو اس کی اطلاع دی جائے تو اس کا نام اس وقت پیش گوئی ہو گا جب وہ نبی یا ولی دوسروں کو اس بلا سے اطلاع دے اور یہ ثابت شدہ بات ہے کہ بلا ٹل سکتی ہے۔ پس ضرورۃً یہ نتیجہ نکلا کہ ایسی پیش گوئی کے ظہور میں تاخیر ہو سکتی ہے جو کسی بلا کی پیش خبری کرے۔ (تذکرۃ الشہادتین۔ ص ۴۳۔ ۴۵)

منکوحہ آسمانی اور اجتہادی غلطی

۵۔ ۶ فروری ۱۹۰۴ء کے مرزا صاحب قادیانی کے مجلسی حالات میں اڈیٹر بدر نے لکھا ہے:

کسی صاحب نے لودھیانہ سے حضرت (مرزا غلام احمد قادیانی) صاحب کے مخالفین کا یہ اعتراض لکھا کہ شاتان تذبحان کا الہام اب شہزادہ عبداللطیف کے بارے میں لکھا گیا ہے، وہ قبل ازیں کسی تصنیف میں مرزا احمد بیگ اور اس کے داماد پر چسپاں ہو چکا ہے۔

اس پر آپ (مرزا قادیانی) نے فرمایا کہ اگر ہم سے اجتہادی غلطی ہو جاوے تو حرج کیا ہے۔ اجتہاد اور شئے ہے اور تفہیم الٰہی اور شئے۔ اگر ہم نے ایک معنی اپنی رائے اور فکر سے کر دیئے، تو آخر اپنے وقت پر خدا تعالیٰ نے اصل اور حقیقی معنی بتلا دیئے اس الہام میں یہ الفاظ بھی لکھے ہیں

عسى ان تحبوا شيئاً و هو كره لكم

اب دیکھنا چاہیے کہ کیا احمد بیگ جیسے منکرین کی زندگی ہمارے محبوبات سے تھی یا مکروہات سے۔ اگر ہماری کوئی غلطی ہو، تو اس میں تنقیح طلب یہ امر ہے کہ آیا ایسی غلطیاں انبیاؤں سے ہوتی رہیں کہ نہیں جیسے کہ خواب میں ابوجہل نے آنحضرت ﷺ کو انگور کا خوشہ دیا، تو آپ نے اس سے یہ معنی سمجھے کہ ابوجہل کسی وقت مسلمان ہو جاوے گا، لیکن وہ تو مسلمان نہ ہوا، آخر عکرمہ اس کا بیٹا جب مسلمان ہوا تو خواب کے معنی پورے طور پر سمجھ میں آئے۔ (اخبار بدر قادیان ۱۶ فروری ۱۹۰۴ء ص ۴)

اس مثال سے کیا مرزا صاحب قادیانی یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ان کے کسی بیٹے کی شادی محمدی بیگم سے ہوگی؟ اور جو انہوں نے اس سے مراد اپنی شادی، محمدی بیگم سے سمجھ رکھی ہے وہ ان کی اجتہادی غلطی ہے؟

منکوحہ آسمانی در براہین احمدیہ جلد پنجم

مرزا غلام احمد قادیانی نے براہین احمدیہ جلد پنجم ۱۹۰۵ء کے گرد و پیش کی تصنیف فرمائی ہے لیکن آپ نے ابھی اسے شائع نہیں کروایا تھا کہ ۱۹۰۸ء میں راہی ملک عدم ہو گئے۔ یہ کتاب آپ کی وفات کے بعد ۱۹۰۹ء میں پہلی مرتبہ طبع ہو کر منظر عام پر آئی۔ اس کتاب میں مرزا صاحب قادیانی نے منکوحہ آسمانی والے معاملے کو سوال و جواب کے انداز میں ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:

سوال ہوا: کیا احمد بیگ کی لڑکی کا قصہ مرزائی الہامات کی رونق کو دور نہیں کرتا؛

اقول (مرزا) اے معترض صاحب! کیا پہلے بے ہودہ اعتراضات کی ندامت آپ کے لئے کچھ تھوڑی تھی کہ اس لغو اعتراض کی ندامت کا بھی آپ نے حصہ لے لیا۔ اب آپ کان کھول کر سنئے کہ

اس پیش گوئی کے دو حصے تھے اور دونوں شرطی تھے۔ایک حصہ شرطی طور پر احمد بیگ کی وفات کے متعلق تھا یعنی اس میں یہ پیش گوئی تھی کہ اگر وہ خدا تعالیٰ کی قرارداد شرطوں کا پابند نہ ہو تو تین برس پورے ہونے سے پہلے ہی فوت ہو جائے گا اور نہ صرف وہی بلکہ اس کے ساتھ اور کئی موتیں اس کی اقارب کی ہوں گی پس چونکہ وہ شوخی کی راہ سے کسی شرط کا پابند نہ ہو سکا اس لئے خدا نے اس کو میعاد پوری ہونے سے پہلے ہی اس جہان سے اٹھا دیا اور کئی موتیں اور بھی ساتھ ہوئیں۔مگر دوسرا حصہ پیش گوئی کا جو احمد بیگ کے داماد کی نسبت تھا اس میں اس وجہ سے تاخیر ڈال دی گئی کہ باقی ماندہ لوگوں نے شرط کے مضمون سے اپنے دلوں میں خوف پیدا کیا اور بہت ڈرے اور یہ بات ہر ایک کی سمجھ میں آ سکتی ہے کہ اگر دو شخص کے موت کی نسبت کوئی پیش گوئی ہو اور ایک ان میں سے میعاد کے اندر مر جائے تو طبعاً دوسرے کے دل میں خوف پیدا ہو جاتا ہے۔پس یہ تو ضروری امر تھا کہ احمد بیگ کے داماد کا گروہ احمد بیگ کی موت کو دیکھ کر اپنے دلوں میں بہت ڈرتا سو خدا نے اپنے وعدے کے موافق جب ان لوگوں کا خوف دیکھا تو داماد (سلطان محمد) کی وفات کے متعلق جو پیش گوئی تھی اس میں تاخیر ڈال دی۔ (براہین احمدیہ جلد پنجم۔قادیانی خزائن جلد۲۱۔ص۱۸۰)

نیز مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

اور بعض نادان کہتے ہیں کہ احمد بیگ کے داماد کی نسبت پیش گوئی پوری نہیں ہوئی وہ نہیں سمجھتے کہ یہ پیش گوئی بھی عبداللہ آتھم کے متعلق پیش گوئی کی طرح شرطی تھی اور اس میں خدا تعالیٰ کی وحی اس کی منکوحہ کی نانی کو مخاطب کر کے یہ تھی توبی توبی فان البلاء علی عقبك یعنی اے عورت توبہ کر، توبہ کر، تیری لڑکی کی لڑکی پر بلا آنے والی ہے۔

سو جب خود احمد بیگ اس پیشگوئی کے مطابق جس کی یہ پیش گوئی ایک شاخ ہے میعاد کے اندر فوت ہو گیا تو جیسا کہ انسانی سرشت کا خاصہ ہے سب متعلقین کے دلوں میں خوف پیدا ہوا اور وہ ڈرے اور تضرع کیا۔اس لئے خدا نے اس پیش گوئی کے ظہور میں تاخیر ڈال دی۔اور یہ تو شرطی پیش گوئی تھی جیسا کہ عبداللہ آتھم کی موت کی نسبت بھی شرطی پیش گوئی تھی جس کی وفات پر قریباً گیارہ برس

گذر گئے مگر یونس نبی نے اپنی قوم کے ہلاک ہونے کی نسبت پیش گوئی کی تھی اس میں تو کوئی شرط نہ تھی مگر وہ قوم بھی توبہ واستغفار سے بچ گئی ہم بار بار کہہ چکے ہیں کہ وعید کی پیش گوئیاں توبہ واستغفار سے تاخیر پذیر ہوسکتی ہیں بلکہ منسوخ ہوسکتی ہیں جیسا کہ یونس کی قوم کی نسبت جو ہلاک کرنے کا وعدہ تھا صرف توبہ سے ٹل گیا۔ مگر افسوس اس زمانہ کے یہ لوگ کیسے اندھے ہیں کہ بار بار ان کو کتاب اللہ کے موافق جواب دیا جاتا ہے اور پھر نہیں سمجھتے۔ کیا ان کے نزدیک یونس سچا نبی نہیں تھا؟ جس کی پیش گوئی بغیر کسی شرط کے تھی اور قطعی پیش گوئی تھی کہ چالیس دن میں اس کی قوم عذاب سے ہلاک کی جائے گی مگر وہ قوم ہلاک نہ ہوئی۔ مگر اس جگہ تو ایسا اعتراض آتا نہ تھا جیسا کہ حضرت یونس کی پیش گوئی پر آتا تھا اس جگہ تو عبداللہ آتھم اور احمد بیگ اور اس کے داماد (سلطان محمد) کی موت کی نسبت شرطی پیش گوئیاں تھیں۔ تعجب ہے کہ چار پیش گوئیوں میں سے تین پیش گوئیاں پوری ہو چکیں اور عبداللہ آتھم اور احمد بیگ اور لیکھ رام مدت ہوئی کہ پیش گوئیوں کے مطابق اس جہان سے گذر گئے پھر بھی یہ لوگ اعتراض سے باز نہیں آتے۔

اور یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ احمد بیگ کی لڑکی کے لئے طرح طرح کی امید دینے سے کیوں کوشش کی گئی۔ نہیں سمجھتے کہ وہ کوشش اسی غرض سے تھی کہ وہ تقدیر اس طور سے ملتوی ہو جائے اور وہ عذاب ٹل جائے۔ یہی کوشش عبداللہ آتھم اور لیکھ رام سے بھی کی گئی تھی۔ یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ کسی پیش گوئی کے پورا کرنے کے لئے کوئی جائز کوشش کرنا حرام ہے۔ ذرہ غور سے اور حیا سے سوچو کہ کیا آنحضرت ﷺ کو قرآن شریف میں یہ وعدہ نہیں دیا گیا تھا کہ عرب سے بت پرستی نابود ہوگی اور بجائے بت پرستی کے اسلام قائم ہوگا۔ اور وہ دن آئے گا کہ خانہ کعبہ کی کنجیاں آنحضرت ﷺ کے ہاتھ میں ہوں گی جسکو چاہیں گے دیں گے اور خدا یہ سب کچھ آپ کرے گا۔ مگر پھر بھی اسلام کی اشاعت کے لئے ایسی کوشش ہوئی جس کی تفصیل کی ضرورت نہیں بلکہ حدیث صحیح میں ہے کہ اگر کوئی خواب دیکھے اور اس کی کوشش سے وہ خواب پوری ہو سکے تو اس رؤیا کو اپنی کوشش سے پوری کر لینا چاہیے۔ (قادیانی خزائن جلد ۲۱۔ براہین احمدیہ جلد پنجم ص۔ ۳۷۰۔ ۳۷۹)

منکوحہ آسمانی در سفرِ نامہ دہلی ۱۹۰۵ء

۱۹۰۵ء میں مرزا صاحب قادیانی کچھ عرصہ کے لئے دہلی تشریف لے گئے۔ اس سفر اور قیام دہلی کے حالات مرتب کر کے اڈیٹر الحکم قادیان نے اپنے اخبار میں شائع کئے۔ اڈیٹر الحکم نے لکھا ہے کہ مرزا صاحب کہتے ہیں:

عرصہ تخمیناً اٹھارہ برس کا ہوا ہے کہ میں نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر چند آدمیوں کو ہندوؤں اور مسلمانوں میں سے اس بات کی خبر دی کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ انّا نبشّرك بغلامٍ حسین یعنی ہم تجھے ایک حسین لڑکے کے عطا کرنے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ میں نے یہ الہام ایک شخص حافظ نور احمد امرتسری کو سنایا جو اب تک زندہ ہے اور بباعث میرے دعویٰ مسیحیت کے مخالفوں میں سے ہے اور نیز یہی الہام شیخ حامد علی کو جو میرے پاس رہتا تھا سنایا، اور دو ہندوؤں کو جو آمد و رفت رکھتے تھے یعنی شرم پت اور ملا وامل ساکنان قادیان کو بھی سنایا، اور لوگوں نے اس الہام سے تعجب کیا کیونکہ میری پہلی بیوی کو عرصہ ۲۰ سال سے اولاد ہونی موقوف ہو چکی تھی اور دوسری کوئی بیوی نہ تھی۔ لیکن حافظ نور احمد نے کہا کہ خدا کی قدرت سے کیا تعجب ہے کہ وہ لڑکا دے۔ اس سے تقریباً تین برس کے بعد جیسا کہ ابھی لکھتا ہوں دہلی میں میری شادی ہوئی اور خدا نے وہ لڑکا بھی دیا اور تین اور عطا کئے۔...

تخمیناً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گذرا ہے کہ مجھے کسی تقریب سے مولوی محمد حسین بٹالوی اڈیٹر رسالہ اشاعۃ السنہ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آج کل کوئی الہام ہوا ہے؟ میں نے اس کو یہ الہام سنایا جسکو میں کئی دفعہ اپنے مخالفوں کو سنا چکا تھا اور وہ یہ ہے بکر و

ثیب ۔جس کے یہ معنی ان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے میں نے ظاہر کئے کہ خدا کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا ایک بکر ہو گی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا پورا ہو گیا اور اس وقت بفضلہٖ تعالی چار پسر اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے۔

.. تخمیناً سولہ برس کا عرصہ گذرا ہے کہ میں نے شیخ حامد علی اور لالہ شرم پت کھتری ساکن قادیان اور لالہ ملاوامل کھتری ساکن قادیان اور جان محمد ساکن قادیان اور بہت سے اور لوگوں کو یہ خبر دی تھی کہ خدا نے اپنے الہام سے مجھے اطلاع دی ہے کہ ایک شریف خاندان میں وہ میری شادی کرے گا اور وہ قوم کے سید ہوں گے اور اس بیوی کو خدا مبارک کرے گا اور اس سے اولاد ہو گی۔ یہ خواب ان ایام میں آئی تھی کہ جب میں بعض اعراض اور امراض کی وجہ سے بہت ہی ضعیف اور کمزور تھا بلکہ قریب ہی وہ زمانہ گذر چکا تھا جب کہ مجھے دق کی بیماری ہو گئی تھی ..

یہ الہام ہوا تھا: ہر چہ باید نوعروسے را ہمہ سامان کنم ۔یعنی اس شادی میں تجھے کچھ فکر نہیں کرنا چاہیے ...ایک ابتلاء اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا اور دو مرضیں یعنی ذیابیطس اور دردسر مع دوران سر قدیم سے میرے شامل حال تھیں جن کے ساتھ بعض اوقات تشنج قلب بھی تھا اس لئے میری حالت مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں تھی (جیسا کہ مرزا صاحب قادیانی،، جو حکیم ابن حکیم تھے، ریاست جموں کے شاہی حکیم اور اپنے حکیم الامت نورالدین بھیروی کو لکھتے ہیں:

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب...عنایت نامہ پہنچا۔ مجھے نہایت تعجب ہے کہ دواء معلومہ سے آں مخدوم سے کچھ فائدہ محسوس نہ ہوا۔شائد کہ یہ وہی قول درست ہو کہ ادویہ کو ابدان سے مناسبت ہے ۔بعض ادویہ بعض ابدان کے مناسب حال ہوتی ہیں اور بعض دیگر کے نہیں ۔ مجھے یہ دوا بہت ہی فائدہ مند معلوم ہوئی ہے، کہ چند امراض سستی و کاہلی و رطوبات معدہ اس سے دور ہو گئے ہیں ۔ایک مرض مجھے نہایت خوف ناک تھی کہ صحبت کے وقت لیٹنے کی حالت میں نعوذ بکلی جاتا رہتا تھا۔شاید قلت حرارت غریزی اس کا موجب تھی ۔وہ عارضہ بالکل جاتا رہا ہے۔معلوم ہوتا ہے کہ یہ دواء حرارت غریزی کو بھی مفید ہے اور منی کو بھی غلیظ کرتی ہے۔غرض میں نے تو اس میں آثار نمایاں پائے ہیں۔و اللہ اعلم و علمہ

احکم ۔ اگر دوا موجود ہو اور آپ دودھ اور ملائی کے ساتھ کچھ زیادہ قدر شربت کر کے استعمال کریں تو میں خواہش مند ہوں کہ آپ کے بدن میں ان فوائد کی بشارت سنوں ۔کبھی کبھی دوا کی چھپی چھپی تاثیر بھی ہوتی ہے کہ جو ہفتہ عشرہ کے بعد محسوس ہوتی ہے ۔ چونکہ دوا ختم ہو چکی ہے اور میں نے زیادہ زیادہ کھالی ہے اس لئے ارادہ ہے کہ اگر خدا تعالی چاہے تو دوبارہ تیار کی جائے ۔لیکن چونکہ گھر میں ایام امید ہونے کا کچھ گمان ہے جس کا میں ذکر بھی کیا تھا۔ابھی تک وہ گمان پختہ ہوتا جاتا ہے، خدا تعالی اس کو راست کرے۔اس جہت سے جلد تیار کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ۔مگر میں شکر گزار ہوں کہ خدا تعالی نے دوا کا بہانہ کر کے بعض خطرناک عوارض سے مجھ کو مخلصی عطا کی .....خاکسار غلام احمد۔۱۹ جنوری ۱۸۸۷ء۔(مکتوبات احمد ج ۲ص ۲۰ ۔مکتوب نمر۱۰۔)

ایک اور خط میں مرزا صاحب اپنے حکیم الامت کو لکھتے ہیں: افسوس کہ مجھے آپ کے حزن واندوہ کی تفاصیل پر اطلاع نہیں ملی اور نہ شدت مرض سے مطلع ہوں جن کا آپ نے ذکر کیا ہے ۔اگر مناسب تصور فرمائیں تو اس عاجز کو اپنے ہموم وغموم کا ہم راز کریں ۔....غلام احمد از قادیان ۔۱۳ فروری ۱۸۸۷ء ۔ (مکتوبات احمد۔ج ۲ص ۲۶)

اگلے خط میں مرزا صاحب، حکیم نور الدین صاحب کو لکھتے ہیں:

عنایت نامہ پہنچا اور کئی بار میں نے اس کو غور سے پڑھا۔جب میں آپ کی ان تکلیفوں کو دیکھتا ہوں اور دوسری طرف اللہ تعالی کی ان کریمانہ قدرتوں کو، جن کو میں نے بذات خود آزمایا ہے اور جو میرے پر وارد ہو چکی ہیں تو مجھے بالکل اضطراب نہیں ہوتا...البتہ صبر چاہیے کہ ہر ایک چیز اپنے وقت سے وابستہ ہے ۔جس قدر ضعف دماغ کے عارضے میں یہ عاجز مبتلا ہے مجھے یقین نہیں کہ آپ کو ایسا ہی عارضہ ہو۔جب میں نے نئی شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یہی یقین رہا کہ میں نامرد ہوں ۔آخر میں نے صبر کیا اور دعا کرتا رہا تو اللہ جل شانہ نے اس دعا کو قبول فرمایا۔اور ضعف قلب تو اب بھی مجھے اس قدر ہے کہ میں بیان نہیں کرسکتا۔خاکسار غلام احمد از قادیان ۔۲۲ فروری ۱۸۸۷ء (مکتوبات احمد۔ج ۲ص ۲۷)۔

ایک اور خط میں مرزا صاحب اپنے حکیم الامت کو لکھتے ہیں:

ایک میرے دوست سامانہ علاقہ پٹیالہ میں ہیں، جن کا نام مرزا محمد یوسف بیگ ہے۔انہوں نے کئی دفعہ ایک معجون بنا کر بھیجی ہے جس میں کچلہ مدبّر داخل ہوتا ہے۔وہ معجون میرے تجربہ میں آیا ہے کہ اعصاب کے لئے نہایت مفید ہے۔اور امراض رعشہ اور فالج اور تقویت دماغ اور قوت باہ کے لئے اور نیز تقویت معدہ کے لئے فائدہ مند ہے۔مدت سے میرے استعمال میں ہے۔اگر آپ اس کو استعمال کرنا قرین مصلحت سمجھیں تو میں کسی قدر جو میرے پاس ہے بھیج دوں ۔۲۳ جنوری ۱۸۸۸ء۔(مکتوبات احمد ج ۲ص ۵۷)۔

ایک خط بایں الفاظ منقول ہے: ازطرف عاجز عائذ باللہ غلام احمد بخدمت اخویم مخدوم مکرم حکیم نور الدین

عنایت نامہ پہنچا اور کئی بار میں نے اس کو غور سے پڑھا۔جب میں آپ کی ان تکلیفوں کو دیکھتا ہوں اور دوسری طرف اللہ تعالی کی ان کریمانہ قدرت کو جن کو میں نے بذات خود آزمایا ہے اور جو میرے پر وارد ہو چکی ہیں، تو مجھے بالکل اضطراب نہیں ہوتا

کیونکہ میں جانتا ہوں کہ خداوند کریم قادر مطلق ہے، اور بڑے بڑے مصائب شدائد سے مخلصی بخشتا ہے، اور جس کی معرفت زیادہ کرنا چاہتا ہے ضرور اس پر مصائب نازل کرتا ہے تا اسے معلوم ہو جاوے کہ کیوں کر وہ نا امیدی سے امید پیدا کر سکتا ہے ۔غرض فی الحقیقت وہ نہایت ہی قادر و کریم و رحیم ہے۔ البتہ صبر چاہیے کہ ہر ایک چیز اپنے وقت سے وابستہ ہے۔ جس قدر ضعف دماغ کے عارضے میں یہ عاجز مبتلا ہے مجھے یقین نہیں کہ آپ کو ایسا ہی عارضہ ہو۔ جب میں نے نئی شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یہی یقین رہا کہ میں نامرد ہوں۔ آخر میں نے صبر کیا اور دعا کرتا رہا تو اللہ جل شانہ نے اس دعا کو قبول فرمایا اور ضعف قلب تو اب بھی اس قدر ہے کہ میں بیان ہی نہیں کر سکتا... غلام احمد از قادیان ۲۲ جنوری ۱۸۸۸ء۔ (مکتوبات احمد ج ۲ ص ۵۴ مکتوب نمبر ۳۵) اس لئے میری اس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا اور ایک خط جس کو میں نے اپنی جماعت کے بہت سے معزز لوگوں کو دکھلایا ہے جیسے اخویم مولوی نور الدین اور اخویم مولوی برہان الدین وغیرہ، مولوی محمد حسین اڈیٹر اشاعۃ السنہ نے ہمدردی کی راہ سے میرے پاس بھیجا کہ آپ نے شادی کی ہے اور مجھے حکیم محمد شریف کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ آپ بباعث سخت کمزوری کے اس لائق نہ تھے۔ اگر یہ امر آپ کی روحانی قوت سے تعلق رکھتا ہے تو میں اعتراض نہیں کر سکتا کیونکہ میں اولیاء اللہ کے خوارق اور روحانی قوتوں کا منکر نہیں، ورنہ ایک بڑے فکر کی بات ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی ابتلاء پیش آوے.....

غرض اس ابتلاء کے وقت میں نے جناب الٰہی میں دعا کی اور مجھے اس نے دفع مرض کے لئے اپنے الہام کے ذریعہ سے دوائیں بتلائیں اور میں نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک فرشتہ دوائیں میرے منہ میں ڈال رہا ہے۔ چنانچہ وہ دوا میں نے تیار کی اور اس میں خدا نے اس قدر برکت ڈال دی کہ میں نے دلی یقین سے معلوم کیا کہ وہ پرصحت طاقت جو ایک پورے تندرست انسان کو دنیا میں مل سکتی وہ مجھے دی اور چار لڑکے مجھے عطا کئے ... میں اس زمانہ میں اپنی کمزوی کی وجہ سے ایک بچہ کی طرح تھا اور پھر اپنے تئیں خداداد طاقت میں پچاس مرد کے قائم مقام دیکھا..

قریباً اٹھارہ برس سے ایک یہ پیش گوئی ہے الحمد لله الذی جعل لکم الصھر و النسب ترجمہ۔ وہ خدا سچا ہے جس نے تمہارا دامادی کا تعلق ایک شریف قوم سے جو سید تھے کیا اور خود تمہارے نسب کو شریف بنایا جو فارسی خاندان اور سادات سے معجون مرکب ہے

..دہلی میں ایک شریف اور مشہور خاندان سیادت میں میری شادی ہوگئی اور یہ خاندان خواجہ میر درد کی لڑکی کی اولاد میں سے ہے جو مشاہیر اکابر سادات دہلی میں سے ہیں... یہ عجیب اتفاق ہے کہ جس طرح سادات کی دادی کا نام شہر بانو تھا اسی طرح میری یہ بیوی جو آئندہ خاندان کی ماں ہوگی اس کا نام نصرت جہان ہے۔ یہ تفاول کے طور اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تمام جہانوں کی مدد کے لئے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے..

میں اپنے خاندان کی نسبت کئی دفعہ لکھ چکا ہوں کہ وہ ایک شاہی خاندان ہے اور بنی فارس اور بنی فاطمہ کے خون سے ایک معجون مرکب ہے یا شہرت عام کے لحاظ سے یوں کہو کہ وہ خاندان مغلیہ اور خاندان سادات سے ایک ترکیب یافتہ خاندان ہے مگر میں اس پر ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے خاندان کی ترکیب بنی فارس اور بنی فاطمہ سے ہے کیونکہ اسی پر الہام الٰہی نے تواتر کے ساتھ مجھے یقین دلایا ہے اور گواہی دی ہے۔ (سفرنامہ دہلی۔ اخبار الحکم ۲۴ نومبر ۱۹۰۵ء ص ۴)

الہام نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو بتایا ہے کہ تم خاندان مغلیہ سے نہیں ہو، اس لئے تمہارا مرزا اور مغل ہونے کا دعویٰ درست نہیں ہے۔ اس کے باوجود مرزا صاحب قادیانی ساری عمر اپنے نام کے ساتھ سبھی تحریروں میں مرزا لکھتے، اور الہام کی نافرمانی کرتے رہے۔

ویسے مرزا امام دین بھی اسی خاندان سے تھا، جسے مرزا غلام احمد صاحب بنی فاطمہ اور بنی فارس کے خون سے مرکب کہتے ہیں، مرزا نظام الدین بھی اسی خاندان سے تھا، محمدی بیگم بھی اسی خاندان سے تھی، مرزا احمد بیگ بھی اسی معجون مرکب خاندان سے تھا۔ مرزا فضل احمد بھی اسی خاندان سے تھا جس کا مرزا غلام احمد نے جنازہ بھی نہیں پڑھا اور ظاہر ہے کہ وہ مرزا صاحب قادیانی کے نزدیک جہنمی تھا، مرزا احمد بیگ، مرزا امام الدین، مرزا نظام الدین، مرزا احمد بیگ وغیرہ کی طرح۔ ملاحظہ فرمائیے کہ اس خاندان میں کتنے (بزعم مرزا غلام احمد قادیانی) جہنمی ہوئے؟ کیا ایسا خاندان بھی قابل فخر ہوسکتا ہے؟

منکوحہ آسمانی در حقیقۃ الوحی قادیانی

مسلمانوں کے خلاف لکھی گئی اپنی آخری بڑی تصنیف حقیقۃ الوحی (جو مئی ۱۹۰۷ء میں شائع ہوئی) میں مرزا صاحب قادیانی اپنی منکوحہ آسمانی کو، جو چھوکری سے ترقی کر کے ایک درجن کے قریب چھوکرے چھوکریوں کی ماں بن چکی تھی، یاد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بعض نادان کہتے ہیں کہ فلاں فلاں پیش گوئی پوری نہیں ہوئی، اور اپنی جہالت سے ایک دو پیش گوئیوں کا ذکر کرتے ہیں کہ وہ پوری نہیں ہوئیں۔ جیسا کہ شریر آدمی پہلے نبیوں کے وقت میں ایسا ہی کرتے آئے ہیں، مگر وہ آفتاب پر تھوکنا چاہتے ہیں اور اپنے جھوٹ اور افتراء سے اپنی بات کو رنگ دے کر لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ ان کو خدا تعالی کی سنت کی خبر نہیں۔ ان کو خدا تعالی کی کتابوں کا علم نہیں یا کسی کو علم ہے اور محض شرارت سے ایسا کہتا ہے۔ ان کے نزدیک گویا یونس نبی بھی جھوٹا تھا جس کی قطعی پیش گوئی جس کے ساتھ کوئی شرط نہ تھی پوری نہ ہوئی۔ مگر میری دو پیش گوئیاں جن کو وہ بار بار پیش کرتے ہیں یعنی آتھم اور احمد بیگ کے داماد (سلطان محمد) کی نسبت وہ اپنے شرائط کے لحاظ سے پوری ہو گئی ہیں (بات تو محمدی بیگم سے شادی کی تھی۔ مرزا صاحب خوامخواہ اسے الجھاتے ہیں۔ احمد بیگ مر گیا تو کیا ہوا، محمدی بیگم کو دیکھو وہ کہاں ہے۔ مرزا صاحب قادیانی کے حرم میں ہے یا مرزا سلطان محمد کے بچوں کی دیکھ بھال میں مصروف ہے۔ بہاء) کیونکہ ان کے ساتھ شرطیں تھیں۔ ان شرطوں کے لحاظ سے تاخیر ہوئی۔ ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ وعید کی پیش گوئیوں میں ضروری نہیں ہوتا کہ وہ پوری ہو جائیں۔ اس پر تمام انبیاء کا اتفاق ہے اور میں اس بارہ میں زیادہ لکھنا نہیں چاہتا کیونکہ اس کی تفصیل میں میری کتابیں بھری پڑی ہیں۔ آتھم تو بموجب پیش گوئی کے فوت ہو گیا اور احمد بیگ بھی بموجب پیش گوئی کے فوت ہو گیا۔ اب اس کے داماد کی نسبت روتے ہیں، اور وعید کی پیش گوئیوں کی نسبت جو سنت اللہ ہے اس کو بھول جاتے ہیں۔ اگر شرم اور حیا اور انصاف ہے، تو دو فردیں بنا کر ایک فرد میں وہ پیش گوئیاں

لکھیں جوان کی دانست میں پوری نہیں ہوئیں اور دوسری فرد میں وہ پیش گوئیاں ہم تحریر کریں گے جن سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ تب ان کو معلوم ہوگا کہ وہ ایک دریا کے مقابل پر جونہایت مصفا ہے ایک قطرہ پیش کرتے ہیں جوان کے نزدیک مصفیٰ نہیں۔

غرض یہ امر سوچنے کے لائق ہے کہ صرف دو پیش گوئیوں پر ان کا اتنا ماتم اور سیاپا ہے مگر اس جگہ ہزار ہا پیش گوئیاں پوری ہوگئیں ہیں۔ اور کئی لاکھ انسان ان کے گواہ ہیں۔ اگر ان کو خدا کا خوف ہے تو کیوں ان سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ اس طرح تو یہودی بھی اب تک لکھتے ہیں کہ اکثر پیش گوئیاں حضرت عیسی کی پوری نہیں ہوئیں جیسا کہ بارہ حواریوں کے بارہ تختوں کی پیش گوئی اور اسی زمانہ میں ان کے دوبارہ آنے کی پیش گوئی وغیرہ (حاشیہ: حضرت موسی کی توریت میں یہ پیش گوئی تھی کہ وہ بنی اسرائیل کو ملک شام میں جہاں دودھ اور شہد کی نہریں بہتی ہیں پہنچائیں گے مگر یہ پیش گوئی پوری نہ ہوئی حضرت موسی بھی راہ میں فوت ہوئے اور بنی اسرائیل بھی راہ میں مرگئے صرف ان کی اولاد وہاں گئی۔ ایسا ہی حضرت عیسی کی پیش گوئی کہ بارہ تخت ان کے حواریوں کو ملیں گے وہ پیش گوئی بھی غلط نکلی۔ اب موسی اور عیسی دونوں کی نبوت سے دست بردار ہوجاؤ۔ سید عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں قد یوعد و لا یوفی یعنی کبھی وعدہ دیا جاتا ہے اور اسکا ایفاء نہیں ہوتا۔ پھر وعید کی شرطی پیش گوئیوں پر اس قدر شور مچانا کس قدر بے علمی پر دلالت کرتا ہے۔ مرزا قادیانی) (قادیانی خزائن جلد۲۲۔ حقیقۃ الوحی۔ ص ۱۷۶۔۱۷۷)

اسی کتاب میں آگے چل کر مرزا غلام احمد اپنے سابق مرید ڈاکٹر عبدالحکیم کے خطاب میں لکھتے ہیں:

عبدالحکیم خان نے اپنے رسالہ المسیح الدجال میں دوسرے مخالفوں کی طرح عوام کو یہ دھوکا دینا چاہا ہے کہ گویا میری پیش گوئیاں غلط نکلتی ہیں۔ چنانچہ جو پیش گوئی عبداللہ آتھم کی نسبت تھی اور جو پیشگوئی احمد بیگ کے داماد کی نسبت تھی اور جو ایک پیش گوئی مولوی محمد حسین بٹالوی اور ان کے بعض رفیقوں کی نسبت تھی، ان سب کو بیان کر کے یہ دعوی کیا ہے کہ وہ پوری نہیں ہوئیں۔

مگر میں ان پیش گوئیوں کی نسبت بار ہا لکھ چکا ہوں کہ وہ سنت اللہ کے موافق پوری ہو چکی ہیں۔

(حقیقۃ الوحی۔ ص ۱۸۵)

نیز مرزا صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

اور احمد بیگ کے داماد کی نسبت ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ یہ پیش گوئی بھی شرطی تھی اور شرط کے الفاظ جو ہم اشتہارات میں پہلے سے شائع کر چکے ہیں یہ تھے

ایتها المر أة تو بی تو بی فا ن البلاء علی عقبك

یہ الہامی الفاظ ہیں اور اس میں مخاطب اس عورت کی نانی ہے جس کی نسبت یہ پیش گوئی ہے۔ اور ایک مرتبہ میں نے یہ الہام مولوی عبداللہ (غزنوی) صاحب کی اولاد میں سے ایک شخص کو بمقام ہشیار پور قبل از وقت سنایا تھا۔ شاید ان کا نام عبدالرحیم (غزنوی) تھا یا عبدالواحد (غزنوی) تھا۔ اس الہامی عبارت کا ترجمہ یہ ہے اے عورت توبہ کر، توبہ کر، کیونکہ تیری لڑکی اور لڑکی کی لڑکی پر ایک بلا آنے والی ہے۔ (محمدی کی ماں اور محمدی پر بلاء آنے والی ہے۔ یہاں سوال یہ ہے کہ محمدی پر کیا بلا آئی؟ اس کی شادی ہوئی، اس نے ہنسی خوشی اپنے خاوند کے ساتھ زندگی گذاری، وہ کبھی مرتد نہیں ہوئی، اس نے طویل عمر پائی اور اولاد کی نعمتوں سے سرفراز ہوئی۔ آخر کیا مصیبت آئی؟ اس کے باپ احمد بیگ کی وفات کو اس پر مصیبت قرار دینا مرزا صاحب کی دھاندلی ہے کیونکہ یہ ایک معمول کی موت تھی۔ کسی لڑکی کے باپ کا ایسے وقت میں فوت ہونا جب کہ وہ اس کی پرورش کر چکا ہو، اور اس کے بعد کسی صاحب وجیہہ اور صاحب حیثیت نوجوان سے اس کا نکاح کر چکا ہو، کیونکر لڑکی کے لئے بلاء قرار دیا جا سکتا ہے۔ بہاء)، اور اس پیش گوئی میں احمد بیگ اور اس کے داماد کی خبر دی گئی تھی چنانچہ احمد بیگ میعاد کے اندر مر گیا (تعجب ہے کہ جو لوگ احمد بیگ کے داماد کا بار بار ذکر کرتے ہیں کبھی وہ یہ زبان پر نہیں لاتے کہ اس پیش گوئی کا ایک حصہ پورا ہو چکا ہے کیونکہ احمد بیگ میعاد کے اندر مر گیا ہے اگر ان میں کچھ دیانت ہوتی تو یوں بیان کرنا چاہیے تھا کہ اس پیش گوئی کے دو حصوں میں سے ایک حصہ پورا ہو چکا ہے اور دو ٹانگوں میں سے ایک ٹانگ ٹوٹ گئی ہے۔ مگر تعصب بھی ایک عجیب بلا ہے کہ انصاف کے لفظ کو زبان پر نہیں آنے دیتا۔ مرزا قادیانی) اور اس عورت کی لڑکی پر بلا آ گئی کیونکہ وہ احمد بیگ کی بیوی تھی اور احمد بیگ کے مرنے سے بڑا خوف اس کے اقارب پر غالب آ گیا۔ یہاں تک کہ بعض نے ان میں سے میری طرف عجز و نیاز کے خط بھی لکھے کہ دعا کرو۔ پس خدا نے ان کے اس خوف اور اس قدر عجز و نیاز کی وجہ سے پیش گوئی کے وقوع میں تاخیر ڈال دی۔ (حقیقۃ الوحی۔ ص ۱۸۷؛ قادیانی خزائن۔ ج ۲۲ ص ۱۹۵)

اسی کتاب میں مرزا صاحب قادیانی یہ بھی لکھتے ہیں:

پھر سوچنا چاہیے کہ احمد بیگ کی نسبت جو میری تکذیب کے لئے کمر بستہ تھا اور دن رات ہنسی اور ٹھٹھا کرتا تھا کس صفائی سے پیش گوئی نے اپنا ظہور کیا اور وہ میعاد کے اندر محرقہ تپ سے ہوشیار پور کے شفاخانہ میں فوت ہو گیا اور اس کے اقارب میں اس کی موت سے تہلکہ برپا ہوا یہ وہی احمد بیگ ہے جس کے داماد کی نسبت اب تک ہمارے مخالف ماتم اور سیاپا کر رہے ہیں کہ کیوں نہیں مرتا اور نہیں جانتے کہ دائیں ٹانگ تو اس پیش گوئی کی احمد بیگ ہی تھا جس نے اچانک اپنی جواناں مرگ مرنے سے ثابت کر دیا کہ پیش گوئی سچی ہے اور پھر جیسا کہ پیش گوئی میں لکھا تھا کہ احمد بیگ کی موت کے قریب اور موتیں بھی اس کے عزیزوں کی ہوں گی وہ امر بھی وقوع میں آ گیا اور احمد بیگ کا ایک لڑکا اور دو ہمشیرہ انہیں ایام میں فوت ہو گئے۔ تو اب ہمارے مخالف بتلاویں کہ فقرہ آیت یصبکم بعض الذی یعدکم اس پر صادق آیا یا نہیں۔ پس جب کہ میری بعض وعید کی پیش گوئیوں کی نسبت خود ان کو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ کمال صفائی سے پوری ہو گئیں تو پھر باوجود اسلام کے دعوت کے کیوں یہ آیت ممدوحہ ان کے مدنظر نہیں رہتی یعنی یصبکم بعض الذی یعد کم کیا پوشیدہ طور پر ارتداد کے لئے طیاری تو نہیں۔

اور یہ کہنا کہ پیش گوئی کے بعد احمد بیگ کی لڑکی کے نکاح کے لئے کوشش کی گئی اور طمع دی گی اور خط لکھے گئے، یہ عجیب اعتراض ہیں۔ سچ ہے انسان شدت تعصب کی وجہ سے اندھا ہو جاتا ہے کوئی مولوی اس بات سے بے خبر نہ ہو گا کہ اگر وحی الٰہی کوئی بات بطور پیش گوئی ظاہر فرماوے اور ممکن ہو کہ انسان بغیر کسی فتنہ اور ناجائز طریق کے اس کو پورا کر سکے تو اپنے ہاتھ سے اس پیش گوئی کا پورا کرنا نہ صرف جائز بلکہ مسنون ہے اور آنحضرت ﷺ کا خود اپنا فعل اس کے ثبوت کے لئے کافی ہے اور پھر حضرت عمر کا ایک صحابی کو کڑے پہنانا دوسری دلیل ہے اور اسلام کی ترقی کے لئے بھی قرآن شریف میں ایک پیش گوئی تھی پھر کیوں اسلام کی ترقی کے لئے جان توڑ کوشش کی گئی تھی۔ یہاں تک کہ مولفۃ القلوب کے لئے کئی لاکھ روپئہ دیا گیا اور اس جگہ تو زمین وغیرہ کے لئے اصل تحریک خود

احمد بیگ کی طرف سے تھی۔ (حقیقۃ الوحی۔ص۱۹۰۔۱۹۱)۔

نیز مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

ایسا ہی محض تعصب اور جہالت سے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ احمد بیگ کے داماد (سلطان محمد) کی نسبت بھی پیش گوئی پوری نہیں ہوئی اور دیانت کا یہ حال ہے کہ اس اعتراض کے وقت احمد بیگ کا نام بھی نہیں لیتے کہ اس پر کیا حقیقت گذری اور محض خیانت کے طور پر پیش گوئی کی ایک ٹانگ مخفی رکھ کر دوسری ٹانگ پیش کر دیتے ہیں اور دیدہ دانستہ لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں اصل بات یہ ہے کہ اس پیش گوئی کی دو شاخیں تھیں ایک شاخ احمد بیگ کی نسبت اور دوسری احمد بیگ کے داماد کی نسبت۔ سو احمد بیگ پیش گوئی کے مطابق میعاد کے اندر فوت ہو گیا اور اس کے مرنے سے اس کے وارثوں کے دلوں کو بہت صدمہ پہنچا اور خوف سے بھر گئے اور یہ تو انسانی سرشت میں داخل ہے کہ جب دو شخص ایک ہی بلا میں (جو وارد ہونے والی ہو) گرفتار ہوں اور ایک ان میں سے اس بلا کے نزول سے مر جائے تو جو شخص ابھی زندہ ہے وہ اور اس کے وارث سخت خوف اور اندیشہ میں پڑ جاتے ہیں چونکہ یہ پیش گوئی شرطی تھی (اس پیش گوئی میں شرطی الہام یہ تھا جو اسی زمانہ میں چھپ کر شائع ہو چکا ہے ایتھا المرأة توبی توبی فان البلاء علی عقبك یعنی اے عورت توبہ کر، توبہ کر، کیونکہ بلا تیری لڑکی اور لڑکی کی لڑکی پر نازل ہونے والی ہے پس اس کی لڑکی پر تو بلا نازل ہوئی کہ اس کا خاوند مرزا احمد بیگ مر گیا لیکن احمد بیگ کی وفات کے بعد بوجہ خوف اور دعا اور صدقہ خیرات کے لڑکی کی لڑکی اس بلا کے نزول سے اس وقت تک بچائی گئی جو خدا تعالی کے علم میں ہے۔ مرزا قادیانی)

(اس حاشیے میں مرزا صاحب بھی احمد بیگ کی موت کو محمدی کے لئے بلا قرار نہیں دے رہے، بلکہ اس کی بلاء اس کے خاوند کی ہونے والی موت قرار دیتے ہیں، جو احمد بیگ کی موت کے بعد صدقہ خیرات وغیرہ کی وجہ سے ٹل گئی تھی۔ لیکن مرزا صاحب ابھی تک یہی فرمار ہے ہیں کہ محمدی بے فکر مت ہو جانا، یہ بلا آ کر رہے گی۔ اب اس کا کیا کریں کہ تقسیم ہند تک تو یہ بلاء محمدی بیگم پر نہیں آئی جب کہ اس کی عمر ساٹھ سال سے تجاوز کر چکی تھی۔ اور مرزا صاحب قادیانی کو قبر کی آغوش میں استراحت فرماتے ہوئے چار عشرے گذر چکے تھے۔ یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ پینسٹھ ستر سالہ بیوہ عورت درجن بھر بیٹے بیٹیوں اور پوتے پوتیوں کو لے ساتھ کر ۱۹۵۰ء میں قادیان پہنچ جاتی تو مرزا صاحب کی قبر سے کیا آواز آتی؟ یہی نا کہ

وہ آئی ہیں پشیماں لاش پر اب
تجھے اے زندگی لاؤں کہاں سے

سرہانے میرزا آہستہ بولو
ابھی تک روتے روتے سو گیا ہے
اٹھ گئے تشنہ لب دنیا سے تو پانی برسا
جل گیا دل تو ملے آگ بجھانے والے

اور جو مرزائی یہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کی فلاں پیش گوئی محمود کے ہاتھ سے پوری ہوئی کیونکہ بیٹا بھی باپ ہی کا مثل اور قائم مقام ہوتا ہے، ایسے لوگ بتائیں کہ اگر ۱۹۵۰ء میں محمدی بیگم مع لاؤلشکر قادیان پہنچ جاتی تو مرزا محمود احمد، اس نحیف و نزار محمدی بیگم کو اپنے حبالہ عقد میں لے کر انا رادو ھا الیک والی پیش گوئی کی تکمیل کا سامان کرتے۔
نیز یہ بھی بتایا جائے کہ اگر مرزا محمود اپنے باپ کی خاطر یہ قربانی دینے پر آمادہ ہو جاتے تو مرزا قادیانی کی اس تحریر کا کیا جواب ہوگا جو انہوں نے آنحضرت ﷺ سے بیان کیا ہے کہ مسیح شادی کرے گا اور اس شادی سے اس کی اولاد ہوگی، کیونکہ اس وقت کی محمدی بیگم، عجوز عقیم سے کسی طرح کم نہ تھی۔ بہاء) جیسا کہ آتھم کی شرطی تھی اس لئے جب احمد بیگ کے مرنے سے وہ لوگ سخت خوف اور اندیشہ میں پڑ گئے اور دعائیں کیں اور صدقہ وخیرات بھی کیا اور بعض کے خط عجز و نیاز کے بھرے ہوئے میرے پاس آئے جواب تک موجود ہیں تو خدا تعالی نے اپنی شرط کے پورا کرنے کے لئے اس پیش گوئی میں بھی تاخیر ڈال دی۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ یہ لوگ جو احمد بیگ کے داماد کی نسبت جا بجا شور مچاتے ہیں اور صدہا رسالوں اور اخباروں میں اس کا ذکر کرتے ہیں کبھی ایک دفعہ بھی شرافت اور راست گوئی کے لحاظ سے پورے طور پر پیش گوئی کا ذکر نہیں کرتے اور کبھی کسی رسالہ میں نہیں لکھتے کہ اس پیش گوئی کی دو شاخیں تھیں ایک شاخ ان میں سے میعاد کے اندر پوری ہو چکی ہے یعنی احمد بیگ کی موت، بلکہ ہمیشہ اور ہر محل اور ہر موقع اور ہر مجلس میں اور ہر رسالہ اور ہر اخبار میں احمد بیگ کے داماد کو ہی روتے ہیں اور جو مر گیا اس کو نہیں روتے۔ یہ شرافت اور دیانت اس زمانہ کے مولویوں کے ہی حصہ میں آ گئی ہے۔

(حقیقۃ الوحی۔ص ۳۸۷۔۳۸۸)

اصل کتاب حقیقۃ الوحی میں منکوحہ آسمانی کے ذکر سے مرزا صاحب قادیانی کا جی نہ بھرا، تو اس کتاب کے تتمہ میں بھی آپ نے اس حکایت دلآویز کا دفتر کھول لیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

یونس نبی کی پیش گوئی میں تو کوئی شرط بھی نہیں تھی پھر خدا نے قوم کا تضرع اور گریہ وبکا دیکھ کر عذاب کو ٹال دیا۔اسی طرح مولوی ثناء اللہ صاحب احمد بیگ کے داماد کا بار بار تذکرہ کرتے ہیں کہ وہ پیشگوئی کے مطابق فوت نہیں ہوا اور ان کو معلوم ہے کہ وہ پیش گوئی دو شاخوں پر مشتمل تھی ایک شاخ احمد بیگ کی نسبت تھی سو احمد بیگ عین پیش گوئی کے مطابق میعاد کے اندر فوت ہو گیا سو افسوس کہ ثناء اللہ اور دوسرے مخالف احمد بیگ کی وفات کا ذکر بھی نہیں کرتے اور دوسری شاخ کا ذکر کرتے ہیں یعنی یہ کہ اس کا داماد اب تک زندہ ہے (یاد رہے کہ مولوی ثناء اللہ نے صرف ان پیش گوئیوں پر اعتراض نہیں کیا بلکہ محض افتراء کے طور پر جو نجاست خوری میں داخل ہے میری پیش گوئیوں پر اور بھی حملے کئے ہیں مگر چونکہ خدا تعالی تازہ بتازہ جواب دے رہا ہے اس لئے اس کے افتراؤں کی کچھ بھی پروا نہیں۔مرزا قادیانی)

یہ ہے دیانت ان لوگوں کی کہ جو سچائی ظہور میں آ گئی اس کو چھپاتے ہیں اور جس کی ابھی انتظار ہے اس کو بصورت اعتراض پیش کر دیتے ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ احمد بیگ اور اس کے داماد کی نسبت بھی پیش گوئی آتھم کی پیش گوئی کی طرح شرطی تھی اور شرط کے الفاظ جو شائع ہو چکے یہ ہیں:

ایتها المر أة تو بی تو بی فا ن البلاء علی عقبك اے عورت توبہ کر توبہ کر کیونکہ بلا تیری دختر اور دختر کی دختر پر ہے۔ یہ خدا کا کلام ہے جو پہلے سے شائع ہو چکا ہے پھر جب کہ احمد بیگ کی موت نے جو اس پیش گوئی کی ایک شاخ تھی اس کے اقارب کے دلوں میں سخت خوف پیدا کر دیا اور ان کو خیال آیا کہ وہ دوسری شاخ بھی معرض خطرہ میں ہے۔کیونکہ ایک ٹانگ اس پیش گوئی کی میعاد کے اندر ٹوٹ چکی تھی۔تب ان کے دل خوف سے بھر گئے اور صدقہ خیرات دیا اور توبہ استغفار میں مشغول رہے،تو خدا تعالی نے اس پیش گوئی میں بھی تاخیر ڈال دی۔اور جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں ان لوگوں کے خوف کی وجہ یہ تھی کہ یہ پیش گوئی نہ صرف احمد بیگ کے داماد کی نسبت تھی بلکہ خود احمد بیگ کی موت کی نسبت بھی تھی۔اور پہلا نشانہ اس کا وہی تھا بلکہ مقدم بالذات وہی تھا۔ پھر جب احمد بیگ میعاد کے اندر مر گیا اور کمال صفائی سے اس کی نسبت پیش گوئی پوری ہو گئی،تب اس کے اقارب کے دل سخت خوف سے بھر گئے۔اور اتنے روئے کہ ان کی چیخیں اس قصبہ کے

کناروں تک جاتی تھیں۔اور بار بار پیش گوئی کا ذکر کرتے تھے۔اور جہاں تک ان سے ممکن تھا توبہ اوراستغفاراورصدقہ خیرات میں مشغول ہوئے۔تب خدائے کریم نے اس پیش گوئی میں بھی تاخیر ڈال دی (یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس پیشگوئی کے پورے ہونے کے لئے کوشش کی گئی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ تو قرآن شریف سے بے خبر ہیں اور یا اندر ہی اندر جامہ ارتداد پہن لیا ہے۔اے نادانو! خدا نے پیش گوئیوں کے پورے کرنے کے لئے کوششوں کو حرام نہیں کیا۔کیا تم کو وہ حدیث بھی یاد نہیں جس میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک پیش گوئی کے پورا کرنے کے لئے ایک صحابی کو سونے کے کڑے پہنا دیئے تھے اور یہ بھی حدیث ہے کہ اگر کوئی رؤیا دیکھو اور اس کو خود پورا کر سکتے ہو تو اپنی کوشش سے اس خواب کو سچی کر دو۔مرزا قادیانی)۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی۔ص ۳۱۔۳۲)

اس پر بھی جی نہ بھرا، تو آگے چل کر مرزا صاحب یوں نغمہ سرا ہوتے ہیں:

رہا معاملہ احمد بیگ کے داماد کا۔سو ہم کئی دفعہ لکھ چکے ہیں کہ وہ پیش گوئی دو شاخوں پر مشتمل تھی۔ایک شاخ احمد بیگ کی موت کے متعلق تھا دوسری شاخ اس کے داماد کی موت کے متعلق تھی اور پیش گوئی شرطی تھی۔سو احمد بیگ بوجہ نہ پورا کرنے شرط کے میعاد کے اندر مر گیا اور اس کے داماد نے اور ایسا ہی اس کے عزیزوں نے شرط پورا کرنے سے اس کا فائدہ اٹھالیا۔یہ تو لازمی امر تھا کہ احمد بیگ کی موت سے ان کے دلوں میں خوف پیدا ہو جاتا کیونکہ پیش گوئی میں دونوں شریک تھے اور جب دو شریکوں میں سے ایک پر موت وارد ہوگئی، تو انسانی فطرت کا ایک ضروری خاصہ تھا کہ جو شخص اس پیش گوئی کا دوسرا نشانہ تھا اس کو اور اس کے عزیزوں کو موت کا فکر پڑ جاتا جیسا کہ ایک ہی کھانا کھانے سے جو دو آدمیوں نے مل کر کھایا تھا ایک ان میں سے مر جائے تو ضرور دوسرے کو بھی اپنی موت کا فکر پڑ جاتا ہے۔سو اسی طرح احمد بیگ کی موت نے وہ خوف باقی ماندہ شخص اور اس کے عزیزوں پر ڈالا کہ وہ مارے ڈر کے مردہ کی طرح ہو گئے۔انجام یہ ہوا کہ وہ بزرگ خاندان جو بانی اس کام کے تھے سلسلہ بیعت میں داخل ہو گئے۔

اور یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے، یہ درست

ہے۔مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا،خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی جو اسی وقت شائع کی گئی تھی اور وہ یہ کہ

ا یتها المرأة تو بی تو بی فانّ البلاء علی عقبك

پس جب ان لوگوں نے شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔کیا آپ کو خبر نہیں کہ یمحو اللّٰہ ما یشاء و یثبت نکاح آسمان پر پڑھا گیا یا عرش پر مگر آخر وہ سب کاروائی شرطی تھی۔ شیطانی وساوس سے الگ ہو کر اس کو سوچنا چاہیے کیا یونس کی پیش گوئی نکاح پڑھنے سے کچھ کم تھی جس میں بتلایا گیا تھا کہ آسمان پر یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ چالیس دن تک اس قوم پر عذاب نازل ہوگا مگر عذاب نازل نہ ہوا حالانکہ اس میں کسی شرط کی تصریح نہ تھی۔پس وہ خدا جس نے اپنا ایسا ناطق فیصلہ منسوخ کر دیا کیا اس پر مشکل تھا کہ اس نکاح کو بھی منسوخ یا کسی اور وقت پر ڈال دے۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی۔ص ۱۳۲۔۱۳۳ قادیانی خزائن۔ج ۲۲ص ۵۷۰)

منکوحہ آسمانی اور حکیم نورالدین

مئی ۱۹۰۸ء میں مرزا صاحب قادیانی کی رخصتی ہو گئی تو ان کی طرف سے باب تاویلات بھی بند ہو گیا ۔ان کی زبان وقلم خاموش ہو گئی۔محمدی بیگم اپنے خاوند مرزا سلطان محمد کے گھر آباد رہی اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہجر و فراق کے صدمات سہتے سہتے اپنی موت کے ساتھ اس پیش گوئی کی تکذیب اور اپنے دجال ہونے کی تصدیق کر کے چلتے بنے۔ان کے مریدوں نے اپنے پیر کے حکم (کہ اگر یہ شادی نہ ہو تو مجھے دجال سمجھا جائے) سے روگردانی کرتے ہوئے منکوحہ آسمانی والی پیش گوئی کی تاویلات کا نیا باب کھول دیا،اور اس مہم کی سربراہی مرزا صاحب کے خلیفہ اول مولوی حکیم نورالدین صاحب نے فرمائی جنہوں نے اپنے پیر کی موت کے چند ہی روز بعد ایک خطاب عام میں فرمایا:

ایک لڑکی (محمدی بیگم بنت احمد بیگ) کے متعلق کہ اس سے آپ (مرزا) کی شادی ہو گی،اور ایک عورت

(محمدی بیگم زوجہ منظور محمد) سے زلازل کے پہلے ایک لڑکا ہوگا، اور پانچویں اولاد کی بشارت پر جو اعتراض ہیں، ان کا للہ وباللہ قرآنی جواب یہ ہے کہ کتب سماویہ کا طرز ہے کہ مخاطب سے گاہے خود مخاطب ہی مراد ہوتا ہے، اور گاہے وہ اور اس کا جانشین (جانشین تو حکیم صاحب تھے۔ تو کیا حکیم صاحب بھی اس پیش گوئی میں شامل تھے۔ حکیم صاحب کی تو مرزا صاحب کے بعد محمدی بیگم یا کسی بھی دیگر خاتون سے شادی نہ ہوئی۔ بہاء) اور اس کی اولاد بلکہ اس کا مثیل مراد ہوتا ہے مثلاً اللہ تعالیٰ زمانہ نبوی میں فرماتا ہے اقیموا الصّلوٰۃ و آتوا الزّکوٰۃ۔ اس حکم الہی میں خود مخاطب اور انکے مابعد کے لوگ شامل ہیں جو ان مخاطبین کی مثل ہیں (اس کے بعد قرآنی تمثیلات دے کر حکیم صاحب لکھتے ہیں) اب تمام اہل اسلام کو جو قرآن کریم پر ایمان لائے اور لاتے ہیں ان آیات کا یاد دلانا مفید سمجھ کر لکھتا ہوں کہ جب مخاطبت میں مخاطب کی اولاد، مخاطب کے جانشین، اور اس کے مماثل داخل ہوسکتے ہیں، تو احمد بیگ کی لڑکی، یا اس لڑکی کی لڑکی کیا داخل نہیں ہوسکتی؟ اور کیا آپ کے علم فرائض میں بنات البنات کو حکم بنات نہیں مل سکتا؟ اور کیا مرزا کی اولاد مرزا کی عصبہ نہیں؟ میں نے بارہا عزیز میاں محمود کو کہا کہ اگر حضرت (مرزا) کی وفات ہوجائے اور یہ لڑکی (محمدی) نکاح میں نہ آئے تو میری عقیدت میں تزلزل نہیں آسکتا۔ پھر یہی وجہ بیان کی و الحمد للّٰہ رب العالمین (ریویو آف ریلیجنز جلد ۷ نمبر ۷۔ ص ۲۷۶۔۲۷۹)

منکوحہ آسمانی در اشاعۃ السنہ جلد ۱۶

قارئین آپ نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی زبان وقلم سے مسماۃ محمدی سے ان کے نکاح کی پیش گوئی، اور اس کے پیچ وخم، اور وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب کے بڑھتے ہوئے اضطراب، اور دعاوی اور تحدیوں کا حال ملاحظہ فرمالیا ہے۔ اور ان کے خلیفہ اول حکیم نورالدین کی زبانی پتہ چلالیا ہے کہ مرزا صاحب جب رخصت ہوئے، مسماۃ محمدی ان کے حبالہ عقد میں نہیں تھی۔ بلکہ چاروں طرف یہی شور تھا کہ اس پیش گوئی کے پورا نہ ہونے کی وجہ مرزا صاحب قادیانی نے اپنے دجال وکذاب ہونے پر اپنی مرگ ناگہانی سے

مہر ثبت فرما دی ہے۔ اوران کے خلیفہ ان کی اولا د دراولا د میں سے کسی لڑکے کی شادی مسماۃ محمدی کی لڑکی در لڑکی سے مستقبل میں کسی وقت ہو جانے کی باتیں کررہے ہیں۔

ادھر مرزا صاحب قادیانی فرمایا کرتے تھے کہ محمدی کی شادی اس کے کفو میں نہیں ہوئی ،ضرور ٹوٹے گی اور اس کے کفو کے ساتھ (خود خود بدولت کے ساتھ) ضرور ہوگی۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر سلطان محمد، مسماۃ محمدی کا کفو نہیں تھا، تو اس سلطان محمد (اور مسماۃ محمدی) کی لڑکی ،درلڑکی ،مرزا صاحب کے لڑکے، درلڑکے کی کفو کیسے ہوسکتی ہے۔

نیز مرزا صاحب قادیانی کی محمدی بیگم سے شادی کے نتیجے میں وہ اولاد پیدا ہونا تھی جس کی پیش گوئی بقول مرزا صاحب آنحضرت ﷺ نے یتزوج ویولد کے الفاظ سے فرمائی ہوئی ہے۔ اب مرزا صاحب کی (مثلاً) اٹھارویں پشت میں اگر کسی لڑکے کی شادی سلطان محمد اور محمدی کی اٹھارویں پشت میں کسی لڑکی سے ہو جائے تو کیا ان کی اولاد پر بھی قادیانی حضرات، آنحضرت ﷺ کی پیش گوئی کو چسپاں کریں گے۔

اس معاملے کو یہیں چھوڑ کر ہم آگے بڑھتے ہیں اور اس لٹریچر کی جانب کی رخ کرتے ہیں جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی منکوحہ آسمانی والی پیش گوئی کی تردید وتکذیب میں مسلمانوں کی طرف سے وجود میں آیا۔ شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ کے خطوط بنام قادیانی ہم سابقاً نقل کرچکے ہیں جو ۱۸۹۳ء کے آغاز میں لکھے گئے تھے۔ اس کے بعد شیخ الاسلام مولانا بٹالویؒ کی درج ذیل تحریر ان کے ماہنامہ اشاعۃ السنہ کی جلد ۱۶ میں نظر آتی ہے:

فرضی زوجہ قادیانی کے شوہر ثانی کی عدم وفات پر قادیانی کی راست بیانی

مرزا سلطان محمد ہم سے آشفتہ نہ ہوں اور یہ اعتراض نہ کریں کہ کیوں ہماری منکوحہ (محمدی بیگم بنت احمد بیگ ہوشیار پوری) کو قادیانی کی زوجہ بنایا اور قادیانی کو اس کا شوہر اوّل ٹھہرا کر ہم کو شوہر ثانی

قرار دیا۔(مولانا کہتے ہیں کہ) یہ جرأت ہم نے نہیں کی، یہ گستاخی قادیانی ہی سے ہوئی ہے ہم تو صرف ناقل ہیں نقل کفر، کفر نباشد آپ نے بھی سنا ہوگا۔ ہاں آپ یہ سوال کر سکتے ہیں کہ قادیانی نے ہماری منکوحہ (محمدی بیگم) کو اپنی زوجہ کب اور کہاں بنایا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ دو دفعہ اس نے یہ جرأت کی ہے۔ پہلی مرتبہ ۱۸۸۸ء میں بضمن اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء اور دوسری مرتبہ ۱۸۹۱ء میں بضمن فیصلہ آسمانی۔

اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء میں قادیانی نے آپ کی اہلیہ کی نسبت یہ الہام گھڑ کر شائع کیا تھا فسیکفیکھم اللہ و یردّھا الیک جس کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا تجھ سے ٹھٹھا کرنے والوں کو خود سنبھال لے گا اور اس عورت کو تیری طرف پھر لاوے گا، واپس لائے گا۔ عربی کے لفظ ردّ یا اس کے ترجمہ پھر لانے، یا واپس لانے ، کے یہی معنی ہوتے ہیں کہ ایک چیز پہلے کسی کے پاس ہو، پھر جدا ہونے کے بعد اس کے پاس آ جاوے۔ عربی کے الفاظ قرآن میں ایسے بہت ہیں جن کے یہی معنی ہیں آیات لرادّک الی معاد ۔ انارادوہ الیک ۔ فرددناہ الی امّہ کے معنی کسی سے پوچھیں یا مترجم قرآن میں ان کے معنی دیکھ لیں۔

اردو میں اس مضمون کا یہ شعر پڑھو

جا کے گلزار سے صیاد پھر آیا الٹا
کیا نصیبا ہے تیرا بلبل شیدا الٹا

جس سے یہی معنی سمجھ میں آتے ہیں کہ صیاد پہلے اس باغ میں تھا جس میں وہ پھر آیا۔

فیصلہ آسمانی کے صفحہ اخیر کے حاشیہ میں مرزا قادیانی نے آپ کی زوجہ عفیفہ کی نسبت یہ الہام گھڑا اور شائع کیا ہے۔ یسئلو نک احقّ ھو۔ قل ای و ربّی انّہ لحقّ وما انتم بمعجزین۔ زوّجنا کھا لا مبدّل لکلماتی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ نکاح یا پیشگوئی متعلق نکاح حق ہے؟ تو کہہ دے بخدا وہ حق ہے، اور تم خدا کو عاجز کرنے والے نہیں ہو۔ ہم نے اس کا نکاح تجھ سے کر دیا۔ خدا کی بات کوئی بدلنے والا نہیں۔

اس میں قادیانی نے صاف تصریح سے کہہ دیا کہ اس عورت سے اللہ تعالی نے میرا نکاح کر دیا ہوا ہے۔ یہ وہ کلمہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے خدا تعالی نے ام المؤمنین حضرت زینبؓ کا نکاح آنحضرت ﷺ سے کر دیا تھا اور قرآن میں اس کو نقل فرمایا۔ لہذا پھر آنحضرت ﷺ نے اپنا نکاح حضرت زینبؓ سے خود نہیں پڑھا، بلکہ خدا تعالی کے پڑھے ہوئے نکاح کو کافی سمجھا۔ پس اگر بحسب ادعاء قادیانی، آپ کی زوجہ سے خدا تعالی نے اس کا نکاح کر دیا ہوا ہے تو پھر اس کے خیال میں آپ کی منکوحہ کے زوجہ قادیانی ہونے میں کیا کسر رہی؟ کیا خدا تعالی کا پڑھا ہوا نکاح، ملّا و قاضی کے پڑھے ہوئے نکاح سے کچھ کم ہے؟ ہرگز نہیں۔

ہم نے قادیانی کے اسی قول وادعاء کی نظر سے اس محمدی بیگم کا پہلا شوہر قادیانی کو اور دوسرا آپ (یعنی سلطان محمد) کو کہا ہے۔ اس پر آپ کو آشفتگی ہو، تو آپ قادیانی پر مؤاخذہ کریں کہ وہ کیوں آپ کی زوجہ کو اپنی زوجہ قرار دیتا ہے، خاکسار کو ناقل سمجھ کر معاف رکھیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے اتباع کو اگر یہ جوش آوے کہ ایک عورت فراش غیر کو مرزا صاحب قادیانی کی زوجہ بنا کر اس کیلئے شوہر ثانی کیوں تجویز کیا؟ تو وہ بھی انہی حضرت (مرزا قادیانی) سے کہیں کہ اپنے ان الہامات میں اس عورت کو (جو فراش غیر ہے) کیوں اپنی زوجہ بنایا، ؟ اور ان لوگوں سے ہم کو شرمندہ کرایا جو ہمیں کہتے ہیں کہ تمہارے مسیح کی زوجہ دوسرے شوہر کے گھر میں بس رہی ہے۔

اس بیان کے بعد شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ فرماتے ہیں:

مرزا سلطان محمد بیگ (ساکن پٹی علاقہ قصور، پنجاب) کی نسبت قادیانی نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ اگر وہ محمدی بیگم کو اپنے نکاح میں لائے گا تو تاریخ نکاح سے اڑھائی برس کے عرصہ میں وہ فوت ہو جائے گا۔ اور اسکے مرنے کے بعد خدا تعالی اس خاتون کو میری طرف واپس لائے گا۔ پیشگوئی کی اصل عبارت اس کے اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء سے نقل کی جاتی ہے:

ایک پیشگوئی پیش از وقوع کا اشتہار

پیش گوئی کا جب انجام ہویدا ہو گا
قدرت حق کا عجب ایک تماشہ ہو گا
جھوٹ اور سچ میں جو ہے فرق وہ پیدا ہو گا
کوئی پا جائے گا عزت کوئی رسوا ہو گا

(اس کے بعد مرزا قادیانی نے شروع اشتہار سے صفحہ ۴ تک اخبار نور افشاں پر لے دے کی جس میں اس پیش گوئی کو شہوت پرستی قرار دیا گیا تھا۔ اس کے بعد صفحہ ۴ میں کہا ہے)

اب یہ جاننا چاہیے کہ جس خط کو ۱۰ مئی ۱۸۸۸ء کے نور افشاں میں فریق مخالف نے چھپوایا ہے وہ خط محض ربانی اشارہ سے لکھا گیا تھا۔ ایک مدت دراز سے بعض سرگردہ اور قریبی رشتہ دار مکتوب الیہ کے جن کے حقیقی ہمشیرہ زادہ کی نسبت درخواست کی گئی تھی نشان آسمانی کے طالب تھے اور طریقہ اسلام سے انحراف اور عناد رکھتے تھے، اور اب بھی رکھتے ہیں۔ چنانچہ اگست ۱۸۸۵ء میں جو چشمہ نور امرت سر میں ان کی طرف سے اشتہار چھپا تھا، یہ درخواست ان کی اس اشتہار میں بھی مندرج ہے۔ ان کو نہ محض مجھ سے بلکہ خدا اور رسول سے بھی دشمنی ہے اور والد اس دختر کا باعث شدت تعلق قرابت ان لوگوں کی رضا جوئی میں محو اور ان کے نقش قدم پر دل و جان سے فدا اور اپنے اختیارات سے قاصر و عاجز بلکہ انہیں کا فرمان بردار ہو رہا ہے اور اپنی لڑکیاں انہیں کی لڑکیاں خیال کرتا ہے اور وہ بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ اور ہر باب میں اس کے مدار المہام اور بطور نفس ناطقہ کے اس کیلئے ہو رہے ہیں۔ تبھی تو نقارہ بجا کر اسکی لڑکی کے بارہ میں آپ ہی شہرت دیدی۔ یہاں تک کہ عیسائیوں کے اخباروں کو اس قصہ سے بھر دیا۔ آفرین بریں عقل و دانش۔ ماموں ہونے کا خوب حق ادا کیا۔ ماموں ہوں تو ایسے ہی ہوں۔ غرض یہ لوگ جو مجھ کو میرے دعوی الہام میں مکار اور دروغ گو خیال کرتے تھے اور اسلام اور قرآن شریف پر طرح طرح کے اعتراض کرتے تھے، اور مجھ سے کوئی نشانی آسمانی مانگتے تھے، تو اس وجہ سے کئی دفعہ ان کیلئے دعا بھی کی گئی تھی۔ سو وہ دعا قبول ہو کر خدا

تعالی نے یہ تقریب قائم کی کہ والد اس دختر کا ایک اپنے ضروری کام کیلئے ہماری طرف ملتجی ہوا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ نامبردہ کی ایک ہمشیرہ ہمارے ایک چچازاد بھائی غلام حسین نام کو بیاہی گئی تھی۔غلام حسین عرصہ ۲۵ سال سے کہیں چلا گیا اور مفقود الخبر ہے۔اس کی زمین ملکیت جس کا حق ہمیں پہنچتا ہے، نامبردہ کی ہمشیرہ کے نام سرکاری کاغذات میں درج کرادی گئی تھی۔اب حال کے بندوبست میں جو ضلع گورداسپور میں جاری ہے، نامبردہ یعنی ہمارے خط کے مکتوب الیہ نے اپنی ہمشیرہ کی اجازت سے یہ چاہا کہ وہ زمین جو چار ہزار یا پانچ ہزار روپیہ قیمت کی ہے، اپنے بیٹے محمد بیگ کے نام بطور ہبہ منتقل کرادیں۔ چنانچہ ان کی ہمشیرہ کی طرف سے یہ ہبہ نامہ لکھا گیا۔ چونکہ وہ ہبہ نامہ بغیر ہماری رضامندی کے بے کار تھا اس لئے مکتوب الیہ نے بتمام تر عجز وانکسار ہماری طرف رجوع کیا، تاہم اس ہبہ پر راضی ہو کر اس ہبہ نامہ پر دستخط کردیں۔اور قریب تھا کہ دستخط کردیتے لیکن خیال آیا کہ جیسا کہ ایک مدت سے بڑے بڑے کاموں میں ہماری عادت ہے جناب باری میں استخارہ کر لینا چاہیے۔سو یہی جواب مکتوب الیہ کو دیا گیا۔ پھر مکتوب الیہ کے متواتر اصرار سے استخارہ کیا گیا۔وہ استخارہ کیا تھا گویا آسمانی نشان کی درخواست کا وقت آپہنچا، جس کو خدا تعالی نے اس پیرایہ میں ظاہر کردیا۔

اس خدائے قادر وحکیم مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص کی دختر کلاں کے نکاح کیلئے سلسلہ جنبانی کر اور ان کو کہہ دے کہ تمام سلوک اور مروّت تم سے اسی شرط سے کیا جائے گا۔اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا۔اور ان تمام برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں درج ہیں۔لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہائت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہوجائے گا۔اور ان کے گھر پر تفرقہ اور تنگی پڑے گی۔اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کیلئے کئی کراہت اور غم کے امر پیش آئیں گے۔

پھر ان دنوں میں جو زیادہ تصریح اور تفصیل کیلئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالی نے یہ مقرر

کیا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی، ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لاوے گا۔ اور بے دینوں کو مسلمان بناویگا اور گمراہوں میں ہدایت پھیلاوے گا۔ چنانچہ عربی الہام اس بارے میں یہ ہے

كذّبوا بآياتنا وكانوا بها يستهزئون ۔ فسيكفيكهم الله و يردّها اليك لا تبديل لكلمات الله ۔ انّ الله فعّال لّما يريد ۔ انت معی وانا معك ۔ عسی ان يبعثك ربّك مقاماً محموداً

یعنی انہوں نے ہمارے نشان کو جھٹلایا۔ اور وہ پہلے سے ہنسی کر رہے تھے۔ سو خدا تعالیٰ ان سب کے تدارک کیلئے جو اس کام کو روک رہے ہیں، تمہارا مددگار ہوگا اور انجام کار اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا۔ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔ تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہی ہو جاتا ہے۔ تو میرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں اور عنقریب وہ مقام تجھے ملے گا جس میں تیری تعریف کی جائے گی۔

یعنی گو اول میں احمق اور نادان لوگ بد باطنی اور بدظنی کی راہ سے بدگوئی کرتے ہیں، اور نالائق باتیں منہ پر لاتے ہیں۔ لیکن آخر خدا تعالیٰ کی مدد کو دیکھ کر شرمندہ ہوں گے اور سچائی کے کھلنے سے چاروں طرف سے تعریف ہوگی۔ (شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ بتاتے ہیں کہ اس کے بعد مرزا قادیانی نے اخبار نور افشاں کے اس اعتراض کا کہ: اگر یہ الہام خدا کی طرف سے تھا تو اس کو پوشیدہ کیوں رکھا۔ اپنے خطوں میں اس کو پوشیدہ رکھنے کی تاکید کیوں کی، ایسا واہی جواب دیا ہے جو عذر بدتر از گناہ کا مصداق ہے۔ اخیر میں کہا ہے کہ) یہ پیشگوئی اس زمانہ میں کی گئی تھی جب کہ ہنوز وہ لڑکی نابالغ تھی یعنی آٹھ یا نو برس کی تھی۔ تو اس پر نفسانی افتراء کا گمان کرنا اگر حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔ خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

شیخ الاسلام مولانا ابو سعید محمد حسین بٹالویؒ فرماتے ہیں:

از آنجا کہ پیش گوئی یا الہام صرف شیطانی القاء تھا اور اس وجہ سے قادیانی اس پیشگوئی کے مضمون اور

وعدہ پر دل سے مطمئن نہ تھا اور خوب جانتا تھا کہ میں نے ایک شکار کیلئے جال پھیلایا ہے، جو ہاتھ پاؤں مارنے کے بغیر دام میں آنا نہایت مشکل ہے، لہذا اس نے اس وعدہ پر صبر وسکوت اختیار نہ کیا بلکہ بے قرار ہوکر نا جائز وسائل وتدبیروں کے درپئے ہوگیا۔ پس پہلے تو اس نے مرزا احمد بیگ (اپنی فرضی زوجہ کے والد) کو ڈرانا اور پھسلانا شروع کیا۔ اور کئی خط متضمن ترغیب وترہیب کے ذریعہ سے اس کو دام میں لانا چاہا۔ اور جب وہ قابو میں نہ آیا تو پھر اس کی ہمشیرہ کو جو قادیانی کے بیٹے فضل احمد کی خوش دامن تھی، ڈرانا اور پھسلانا چاہا اور اس کے نام ایک خط رجسٹری شدہ متضمن ترغیب و ترہیب روانہ کیا۔ وہ عورت بھی جوان مرد نکلی، تو پھر اس کے شوہر کے نام اسی مضمون کا خط لکھا جسے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ اس میں پہلے خطوں کی بھی تصدیق پائی جاتی ہے۔ لکھا ہے:

مشفقی مرزا علی شیر بیگ سلمہ اللہ تعالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

اللہ تعالی خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح سے فرق نہ تھا۔ اور میں آپ کو ایک غریب مزاج اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں۔ لیکن اب جو میں آپ کو ایک خبر سناتا ہوں آپ کو اس سے بہت رنج گذرے گا، مگر میں محض للّٰہ ان لوگوں سے تعلق چھوڑتا ہوں جو مجھے ناچیز بتاتے ہیں اور دین کی پرواہ نہیں رکھتے۔

آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے بارے میں ان لوگوں کے ساتھ کس قدر میری عداوت ہو رہی ہے۔ اب میں نے سنا ہے کہ عید کی دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے۔ اور آپکے گھر کے لوگ اس مشورہ میں ساتھ ہیں۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں۔ بلکہ میرے کیا، دین اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ عیسائیوں کو ہنسانا چاہتے ہیں، ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ اور رسول کے دین کی کچھ بھی پرواہ نہیں رکھتے۔ اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں نے پختہ ارادہ کرلیا ہے کہ اس کو خوار کیا چاہیے، ذلیل کیا چاہیے، روسیاہ کیا چاہیے۔ یہ اپنی طرف سے ایک تلوار چلانے لگے ہیں۔ اب مجھ کو بچالینا اللہ تعالی کا کام ہے۔ اگر میں اسکا ہوں تو ضرور مجھے بچائے گا۔ اگر آپکے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کرکے اپنے

بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھ سکتا۔ کیا میں چوہڑہ یا چمار تھا جو مجھ کو لڑکی دینا عار یا ننگ تھی۔ بلکہ وہ تو ایک ہاں سے ہاں ملاتے رہے اور اپنے بھائی کیلئے مجھے چھوڑ دیا۔ اور اب اس لڑکی کے نکاح کیلئے سب یک سو ہو گئے۔ یوں تو مجھے کسی کی لڑکی سے کیا غرض، کہیں جائے، مگر یہ تو آزمایا گیا کہ جن کو میں خویش سمجھتا تھا اور جن کی لڑکی لینی چاہتا تھا کہ اس کی اولاد ہو اور میری وارث ہو، وہی میرے خون کے پیاسے رہے، میری عزت کے پیاسے ہیں اور چاہتے ہیں کہ خوار ہو اور اس کا روسیاہ ہو۔ خدا تعالی بے نیاز ہے جس کو چاہے روسیاہ کرے۔ مگر اب تو وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ میں نے خط لکھا کہ پرانا رشتہ مت توڑو، خدا سے خوف کرو۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آکر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے؟ صرف عزت بی بی نام کیلئے فضل احمد کے گھر میں ہے۔ بیشک وہ طلاق دے دیوے، ہم راضی ہیں۔ اور ہم نہیں مانتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے۔ ہم اپنے بھائی کی خلاف مرضی نہیں کریں گے۔ یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں۔ پھر میں نے رجسٹری کرا کر آپ کی بیوی صاحبہ کے نام خط بھیجا، مگر کوئی جواب نہ دیا۔ اور بار بار کہا کہ اس سے ہمارا کیا رشتہ باقی رہ گیا ہے۔ جو چاہے سو کرے۔ ہم اس کیلئے اپنے خویشوں سے اپنے بھائیوں سے جدا نہیں ہو سکتے۔ مرتا مرتا رہ گیا، کہیں مرا بھی ہوتا۔

یہ باتیں آپکی بیوی صاحبہ کی مجھے پہنچی ہیں۔ بے شک میں ناچیز ہوں، ذلیل ہوں، اور خوار ہوں مگر خدا تعالی کے ہاتھ میں میری عزت ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اب جب میں ایسا ذلیل ہوں تو میرے بیٹے سے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے۔ لہذا میں نے آپکی خدمت میں خط لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اپنے ارادہ سے باز نہ آویں اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ لیں تو پھر جیسا کہ آپ کا خود منشا ہے میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی کو نکاح میں نہیں رکھ سکتا۔ بلکہ ایک طرف جب محمدی کا کسی شخص سے نکاح ہوگا تو دوسری طرف فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق دیدے گا۔ اور اگر نہیں دے گا تو میں اس کو عاق اور لاوارث کرونگا۔

اور اگر میرے لئے احمد بیگ سے مقابلہ کرو گے۔ اور یہ ارادہ اس کا بند کرو گے تو میں بدل و جان

حاضر ہوں۔اور فضل احمد کو جواب میرے قبضہ میں ہے، ہر طرح سے درست کر کے آپ کی لڑکی کی آبادی کیلئے کوشش کروں گا۔اور میرا مال اس کا مال ہوگا۔

لہذا آپ کو بھی لکھتا ہوں کہ آپ اس وقت کو سنبھالیں اور احمد بیگ کو پورے زور سے خط لکھیں کہ باز آجائیں ۔اور گھر کے لوگوں کو تاکید کریں کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روک دیوے۔ورنہ مجھے خدا تعالی کی قسم ہے کہ اب ہمیشہ کیلئے رشتہ ناتے توڑ دونگا۔اگر فضل احمد میرا فرزند اور وارث بننا چاہتا ہے تو اسی حالت میں آپ کی لڑکی کو گھر میں رکھے گا جب آپ کی بیوی کی خوشی ثابت ہو۔ورنہ جہاں میں رخصت ہوا ایسا ہی سب ناتے رشتے ٹوٹ گئے ۔یہ باتیں خطوں کی معرفت مجھے معلوم ہوئی ہیں۔میں نہیں جانتا کہ کہاں تک درست ہیں ۔واللہ اعلم۔

الراقم۔ خاکسار غلام احمد۔لودیانہ اقبال گنج ۴مئی ۱۸۹۰ء۔

جب مرزا علی شیر بیگ بھی قابو میں نہ آئے تو قادیانی نے اپنی پہلی بیوی اور اس کے بچوں کو (جو مرزا احمد بیگ کے خیر خواہ وصلاح کار تھے) گھورنا اور ڈرانا شروع کیا۔عاجز اور ضعیف العمر بیوی کو طلاق دینے کا ڈر سنایا اور بچوں کو عاق اور لا وارث کر دینے کا۔اور ادھر فریق ثانی ناکح اور اس کے وارثوں کو دھمکانا اور ڈرانا شروع کیا۔مرزا سلطان محمد بیگ کو یہ لکھا کہ تم اس تعلق کو قطع کر دو،تمہارا نکاح دوسری جگہ کرا دیا جاوے گا۔تمہاری جوانی پر مجھے رحم آتا ہے تم اس ارادہ سے باز آؤ۔اور اس کے وارثوں کو متعدد خطوں کے ذریعہ ڈرایا اور دھمکایا۔مگر وہ لوگ بھی اپنے خیال پر قائم و مستحکم رہے۔ان کے نام کے خطوط کو اس مقام میں نقل کرنے کی ہم گنجائش نہیں دیکھتے اور بجائے اس کے قادیانی کے اعتراف واقرار تخویف (ڈرانے) وخطوط نویسی کو نقل کرنا کافی سمجھتے ہیں۔آپ اپنے اشتہار چار ہزار کے نوٹ صفحہ۴ میں فرماتے ہیں:

احمد بیگ کے داماد کا یہ قصور تھا کہ اس نے تخویف کا اشتہار دیکھ کر اس کی پرواہ نہ کی۔خط پر خط بھیجے گئے،ان سے کچھ نہ ڈرا۔پیغام بھیج کر سمجھایا،کسی نے اس طرف ذرا التفات نہ کی اور احمد بیگ سے ترک تعلق نہ چاہا۔بلکہ وہ سب گستاخی واستہزاء میں شریک ہوئے۔سو یہی قصور تھا کہ پیش گوئی کو سن

کر پھر ناطہ کرنے پر راضی ہوئے۔

شیخ الاسلام بٹالویؒ فرماتے ہیں کہ مگر چونکہ وہ الہام محض کذب تھا (اگر اس میں صدق کا دخل ہوتا تو قادیانی اس کو سچ بنانے کیلئے بیوی کو طلاق دینے اور بیٹوں کو عاق کرنے اور بہو کو بیٹے سے طلاق دلوانے جیسے مکروہات کا مرتکب نہ ہوتا) لہذا اس کا کوئی ناجائز حیلہ کارگر نہ ہوا۔اور سات تاریخ اپریل ۱۸۹۲ء کو مرزا قادیانی کی منکوحہ آسمانی کا نکاح ثانی مرزا سلطان محمد سے ہو گیا۔

اس نکاح سے چار مہینے کے بعد مرزا احمد بیگ نے حسب مقتضائے قضا وقدر و تقاضاء عمر رحلت کی تو قادیانی نے متعدد تحریرات میں دعوی کیا کہ اسکی موت میری پیش گوئی کا اثر ہے اور آئندہ سلطان محمد کیلئے بھی موت تیار ہے۔

ہر چند ہم نے قادیانی کی ان باتوں کا دندان شکن جواب دے دیا اور اس پر پچاسی سوالات جرح کر کے اس کو مجروح و نیم بسمل بلکہ مردہ کر دیا۔ان سوالات میں ہم نے یہ ثابت کر دیا کہ ایسی پیش گوئیاں نجومی وجفری، جوتشی بھی کیا کرتے ہیں جو بعض اوقات سچی نکلتی ہیں۔یہ پیش گوئی الہامی نہیں ہوسکتی۔جواب میں مرزا قادیانی سے بجز سکوت کچھ بن نہ پڑا۔مگر تھوڑے عرصہ بعد پھر سرک پڑا اور مرزا احمد بیگ کی موت کو اپنے الہام کا نتیجہ قرار دے کر اس سے مرزا سلطان محمد اور ان کے بہی خواہان اہل اسلام کو ڈرانے لگ گیا چنانچہ رسالہ شہادۃ القرآن مطبوعہ ۱۸۹۳ء کے صفحہ نمبر ۸۰ میں اس نے کہا ہے:

پھر ماسوا اس کے بعض اور عظیم الشان نشان اس عاجز کی طرف سے معرض امتحان میں ہیں۔جیسا کہ منشی عبداللہ آتھم صاحب امرتسری کی نسبت پیش گوئی جس کی میعاد ۵ جون ۱۸۹۳ء سے پندرہ مہینے تک اور پنڈت لیکھرام پشاوری کی موت کی نسبت پیش گوئی جس کی میعاد ۱۸۹۳ء سے چھ سال تک ہے اور پھر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی موت کی نسبت پیشگوئی جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے جسکی میعاد آج کی تاریخ سے جو اکیس ستمبر ۱۸۹۳ء ہے قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئی ہے۔یہ تمام امور جو انسانی طاقتوں سے بالکل بالاتر ہیں،ایک صادق یا کاذب کی شناخت کیلئے کافی ہیں

کیونکہ احیا اور اماتت دونوں خداتعالی کے اختیار میں ہیں اور جب تک کوئی شخص نہایت درجہ کا مقبول نہ ہو، خداتعالی اس کی خاطر سے اسکے دشمن کو اس کی دعا سے ہلاک نہیں کرسکتا۔ خصوصاً ایسے موقع پر کہ وہ شخص اپنے تئیں منجانب اللہ قرار دیوے اور اپنی اس کرامت کو اپنے صادق ہونے کی دلیل ٹھہراوے۔ سو پیشگوئیاں کوئی معمولی بات نہیں جو انسان کے اختیار میں ہو، بلکہ محض اللہ جل شانہ کے اختیار میں ہیں۔ سو اگر کوئی طالب حق ہے تو ان پیش گوئیوں کے وقتوں کا انتظار کرے۔ یہ تینوں پیش گوئیاں ہندوستان اور پنجاب کی تینوں بڑی قوموں پر حاوی ہیں۔ یعنی ایک مسلمانوں سے تعلق رکھتی ہے اور ایک ہندوؤں سے اور ایک عیسائیوں سے اور ان میں وہ پیشگوئی جو مسلمان کی قوم سے تعلق رکھتی ہے، بہت ہی عظیم الشان ہے کیونکہ اس کے اجزاء یہ ہیں:

۱۔ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو۔

۲۔ اور پھر داماد اس کا جو اس کی دختر کلاں کا شوہر ہے اڑھائی سال کے اندر فوت ہو۔

۳۔ اور پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تا روز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو۔

۴۔ اور پھر وہ دختر کلاں تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی کے فوت نہ ہو۔

۵۔ اور پھر یہ کہ یہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو۔

۶۔ اور پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو جائے۔

اور ظاہر ہے کہ یہ تمام واقعات انسان کے اختیار میں نہیں۔

شیخ الاسلام مولانا بٹالویؒ فرماتے ہیں کہ چونکہ خداتعالی ہمیشہ آخر کار جھوٹوں کا منہ کالا کرتا ہے (گو ایک وقت تک ان کے چہرہ پر حمرة الخجل ،ندامت کی سرخی رہے) لہذا سات اپریل ۱۸۹۲ء سے اڑھائی سال کی مدت گذر گئی، مرزا سلطان محمد زندہ صحیح وسالم خوش وخرم رہا۔ اور اس نکاح سے ان کو خدا نے ولد صالح بھی عطا کیا جس سے قادیانی کی دروغگوئی اور ذلت اور رسوائی اسلامی دنیا پر ظاہر ہوئی اور اس کی پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ مگر وہ اس ذلت اور رسوائی کو بھی شیر مادر کی طرح نوش فرما کر ہضم کر گیا۔ اور اس نوجوان (سلطان محمد) کی عدم وفات پر اس نے ایسی راست بیانی کی جس نے جہان کے

بے شرموں اور جھوٹوں کو مات کر دیا۔ ٦۔ اکتوبر ١٨٩٥ء کو اس نے عنوان ذیل کی ایک تحریر شائع کی۔

مرزا احمد بیگ اور اسکے داماد سلطان محمد کی نسبت جو پیشگوئی کی تھی، اسکی حقیقت

اس تحریر میں چونکہ قادیانی نے حسب عادت قدیم تطویل بلا طائل کی ہے اور پورے آٹھ صفحہ میں بے ہودہ سرائی کی ہے لہذا ہم اس کی پوری عبارت کے نقل کرنے کی اس مقام میں گنجائش نہیں پاتے۔ صرف اس کا خلاصہ مطلب ذیل میں نقل کرتے ہیں۔ کہتے ہیں:

١۔ اس پیش گوئی کے دو حصے ہیں۔ پہلا اور بڑا امر مرزا احمد بیگ کی وفات تھی۔ دوسرا حصہ اس کے داماد مرزا سلطان محمد بیگ کی وفات۔

٢۔ پہلا حصہ پورا ہو گیا۔ جس کا اقرار صاحب اشاعۃ السنہ بھی کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ اگرچہ پیشگوئی تو پوری ہوگئی مگر یہ الہام سے نہیں، بلکہ نجوم یا رمل وغیرہ سے کی گئی تھی۔

٣۔ دوسرا حصہ گو میعاد میں پورا نہیں ہوا مگر بعد میعاد پورا ہوگا۔ میعاد میں پورا نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ مرزا سلطان محمد بھی آتھم کی طرح ڈر گیا تھا۔ بلکہ اس کے دل پر شدید خوف وحزن وارد ہوا تھا۔ اس لئے وعدہ عذاب موت کو خدا نے میعاد سے ٹلا دیا۔

٤۔ مرزا سلطان محمد بیگ کے ڈر جانے پر دو دلیلیں ہیں۔ ایک عقلی دوسری نقلی (روایتی)۔

عقلی یہ کہ جب ایک پیشگوئی میں دو شخصوں کے مرنے کی خبر دی جاوے، اور ان میں سے ایک شخص مطابق پیشگوئی فوت ہو جاوے تو اس سے دوسرے کا ڈر جانا لازمی امر ہے۔ بناء علیہ خبر پیشگوئی کے مطابق مرزا احمد بیگ کے مر جانے سے سلطان محمد بیگ ایسا ڈر گیا ہوگا کہ گویا وہ جیتا ہی مر گیا۔

نقلی (روایتی) دلیل یہ ہے کہ مرزا سلطان محمد بیگ کے بزرگوں کی طرف سے ہمیں دو خط پہنچے جو ایک حکیم صاحب باشندہ لاہور کے ہاتھ کے لکھے ہوئے تھے، جن میں انہوں نے اپنی توبہ و استغفار کا حال لکھا ہے۔

سوان تمام قرائن کو دیکھ کر ہمیں یقین ہو گیا تھا کہ تاریخ وفات سلطان محمد قائم نہیں رہ سکتی۔

۵۔ مرزا سلطان محمد بیگ کے ڈر جانے سے اس عذاب موت کا ٹل جانا تو اس پیش گوئی میں بطور شرط مذکور نہ تھا۔ مگر یہ ربانی کتابوں کی تعلیم سے ثابت و معلوم ہے کہ خدا تعالی موقت وموعود عذاب موت کو لوگوں کے ڈر جانے سے اپنے وقت سے ٹلا دیا کرتا ہے۔ اور یہ خدا تعالی کی قدیم سنت ہے۔ لہٰذا اگر کسی خبر و پیشگوئی میں اس کا ذکر بطور شرط نہ بھی ہو تو بھی خدا تعالی اس کا لحاظ کرتا ہے اور اس کا خلاف ہرگز نہیں کرتا۔

۶۔ اس سنت الہی سے مولوی عبدالجبار امرتسری، اور مولوی رشید احمد گنگوہی اور ابو سعید محمد حسین واقف ہیں۔ اگر وہ اس سے انکار کریں تو وہ تینوں یا ان میں سے کوئی ایک تاریخ مقرر کر کے جلسہ عام میں مجھ (مرزا قادیانی) سے اس بارہ میں نصوص صریحہ کتاب اللہ اور احادیث نبویہ اور کتب سابقہ سنیں اور صرف دو گھنٹے تک مجھے انکے بیان کرنے کی مہلت دیویں۔ پھر اگر ان کا یہ خیال ہوگا کہ یہ دعوی نصوص صریحہ سے ثابت نہیں اور جو دلائل بیان کئے گئے ہیں، وہ باطل ہیں تو ہم دو سو روپیہ انعام دیں گے اگر وہ قسم کھا کر کہہ دیں کہ وہ دلائل باطل ہیں اور خدا تعالی کی عادت نہیں ہے کہ وہ اپنے وعدوں اور میعادوں میں کسی کی توبہ یا خوف سے تاخیر ڈال دیتا ہے۔

(شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ فرماتے ہیں) یہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے آٹھ صفحہ کے پورے مطالب کا خلاصہ ہے۔ اب اس پر ہمارے ریمارکس سنیں۔

نمبر اول میں جو آپ نے فرمایا ہے کہ اس پیشگوئی کا بڑا حصہ مرزا احمد بیگ کی موت تھی، یہ اس لئے فرمایا ہے کہ احمد بیگ مر چکا تھا۔ وہ نہ مرتا تو یہی چھوٹا حصہ ہو جاتا۔

مگر مرزا قادیانی کے اصل الہام اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء اور اشتہار ۲ مئی ۱۸۹۲ء اور اس کے خط مورخہ ۴ مئی ۱۸۹۲ء اور اس کے مضمون شہادت القرآن منقول صفحہ ۱۸۷ کے ناظرین پر مخفی نہ ہوگا کہ بڑا حصہ اس الہام و پیش گوئی کا اور اصل مقصود الہام منکوحہ آسمانی قادیانی کا اس کے پاس واپس آنا ہے۔ موت مرزا احمد بیگ تو اس کا ایک چھوٹا حصہ اور ایک ذریعہ یا زینہ ہے۔ اس کو بڑا حصہ قرار دینا مرزا غلام احمد قادیانی کا جھوٹ ہے۔

نمبر۲ میں جو قادیانی نے کہا ہے کہ پہلے حصہ کے پورا ہونے کا صاحب اشاعۃ السنہ نے اعتراف کرلیا ہے، یہ بھی جھوٹ ہے۔ مرزا قادیانی سچا ہے تو بتادے کہ اشاعۃ السنہ کا یہ اعتراف کس صفحہ میں مرقوم ہے۔ اشاعۃ السنہ صفحہ ۳۹ جلد ۱۵ نمبر۲ میں تو اس کے وقوع سے لاعلمی ظاہر کی گئی ہے۔

نمبر۳ میں جو مرزا صاحب قادیانی نے مرزا سلطان احمد بیگ کا ڈر جانا بیان کیا ہے، یہ بھی محض کذب ہے۔ ہم نے ایک دوست (منشی محمد سعید نقشہ نویس راولپنڈی) کی معرفت مرزا سلطان محمد سے اس امر کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے جواب میں ڈر جانے سے انکار کیا یہ سوال وجواب بالفاظ ذیل ہوئے

سوال: مرزا غلام احمد کے الہام سے آپکے دل پر کیا اثر ہوا تھا؟ کیا آپ ڈر گئے تھے یا نہیں۔

جواب۔ مرزا صاحب کو میں جھوٹا اور دروغ گو جانتا ہوں اور میں مسلمان آدمی ہوں۔ خدا کا ہر وقت شکر گذار ہوں۔ سلطان محمد بیگ بقلم خود۔

ناظرین ! کیا آپ جانتے ہیں کہ درصورت انکار خوف مرزا سلطان محمد بیگ سے قادیانی نے قسم کا مطالبہ بوعدہ انعام ایک ہزار لغایت چہار ہزار کیوں نہیں کیا، جیسا کہ آتھم سے کیا تھا؟

اس کی وجہ ہم سے سنیں۔ قادیانی کو خوب یقین تھا کہ سلطان محمد مسلمان، پھر نوجوان، پھر انگریزی خواں، پھر پولیس والوں کا صحبتی اور متعلق ہے، وہ اپنے سچے انکار پر فوراً قسم کھا کر روپیہ وصول کرے گا۔ آتھم کی طرح بڈھا اور ضعیف القلب عیسائی نہیں کہ وہ سچی قسم سے بھی ڈر جائے گا۔

نمبر۴ میں جو مرزا سلطان محمد بیگ کے ڈر جانے پر عقلی دلیل بیان کی ہے وہ بھی محض دروغ ومغالطہ ہے۔ عقل مند انسان اگر کسی پیشگوئی کرنے والے کو جھوٹا جانتا ہے تو ایک بار نہیں ہزار بار اگر وہ کسی شخص کی موت کی نسبت پیش گوئی کرے، اور پھر وہ شخص فوت بھی ہو جاوے، تو وہ عقل منداس موت کو پیش گوئی کا اثر نہیں سمجھتا اور نہ اس سے ڈرتا ہے۔ بناء علیہ، مرزا احمد بیگ کی موت سے مرزا سلطان محمد کا ڈر جانا لازمی اور ضروری نہیں۔

اور جو نقلی (روایتی) دلیل بیان کی ہے۔ وہ ہرگز لائق اعتماد وقبول نہیں کیونکہ اس روایت کے راوی اور ان خطوں کے کاتب حکیم فضل الٰہی (متوطن کوٹ بھوانی داس ضلع گوجرانوالہ، مقیم لاہور) سے خاکسار نے

اپنے فرودگاہ لاہور میں بلا کر حال دریافت کیا تو انہوں نے چند اشخاص کے سامنے اقرار واظہار کیا کہ: ان خطوط کا کاتب میں ہی ہوں۔

اوران کی یہ روایت قادیانی کی تائیدوتصدیق میں درج ذیل تین وجہ سے لائق اعتمادنہیں۔

وجہ اول کہ ان خطوں میں بقول قادیانی وحسب بیان حکیم صاحب مرزا سلطان محمد بیگ کا کوئی اعتراف قصوروتوبہ درج نہیں۔ جو کچھ ہے ان کے بزرگوں کی طرف سے ہے۔ واز آنحالیکہ قصور نکاح ثانی زوجہ آسمانی قادیانی کا مرتکب اور اصل مباشر خودمرزا سلطان محمد بیگ ہیں، نہ ان کے بزرگ جوصرف معاون ومشیر ہیں۔ لہذا وہ اعتراف قصوروتوبہ اصل مباشر کے انکارواصرار کے مقابل کان لم یکن وناقابل اعتبار ہے۔

وجہ دوم یہ کہ مرزا سلطان محمد نے اپنی اس تحریر میں جو ہمارے سوالات کے جوابات میں انہوں نے ارسال کی ہے، اس سے بھی انکار کیا ہے کہ ان کے کسی رشتہ دار نے کوئی خط متضمن توبہ واستغفار مرزا غلام احمد قادیانی کے نام بھیجا ہو۔ لہذا ان خطوں کا اعتراف قصوروتوبہ باوجودیکہ وہ غیرمباشر کا اعتراف ہے، اورغیر راقم کی قلم سے لکھا ہوا ہے، لائق اعتبار نہیں۔

وجہ سوم یہ کہ اس اعتراف توبہ کے ناقل وکاتب حکیم فضل الٰہی ہیں اور وہ قادیانی کے چھپے حواری (مددگار) اور ذو الوجہین (دورخے) ہیں۔ مسلمانوں کی جماعت میں وہ جب آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ میں قادیانی کا حواری نہیں ہوں، اور جب قادیانی کے حواریوں اور مریدوں سے خلوت کرتے ہیں تو ان کے ہم صفیر ومددگار بن جاتے ہیں۔ ان کی اس دوسری حالت پر سردست تین دلائل پیش کئے جاتے ہیں۔

پہلی دلیل یہ ہے کہ وہ ان کے خاص مذہبی جلسوں اور کمیٹیوں کے ممبر ہوتے ہیں اور ان کی بعض مذہبی مجلسیں انہی کے خاص اہتمام سے اور انہی کے خاص مکان پر ہوتی ہیں۔ اس کی تصدیق چاہو تو حافظ فضل احمد ومولا بخش کا اشتہار مباحثہ جو حکیم صاحب ہی کے مکان کے پتہ سے جاری کیا گیا ہے ملاحظہ ہو۔

دوسری دلیل یہ کہ وہ وقتاً فوقتاً قادیانی کے عقائد کفریہ کی تائید وتصدیق کیلئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دو دفعہ خاکسار کے فرودگاہ پر آئے اور عقائد قادیانی کے حامی بنے۔ ایک دفعہ اس بات کا ثبوت لے کر آئے کہ جو قادیانی نے ملائکہ کو ارواح کواکب قرار دیا ہے، یہ کفر نہیں۔ دوسری دفعہ اس امر کا ثبوت آپ نے پیش کیا کہ جو قادیانی نے آیت ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کو اپنے اوپر لگایا ہے، یہ کفر نہیں۔ جب ہم نے ان باتوں کا کفر ہونا ان کے سامنے ثابت کیا۔ تو باوجودیکہ عاجز ولاجواب ہو گئے مگر پھر بھی ان باتوں میں قادیانی کی تائید کرنے سے باز نہ آئے۔ اور اس لاجواب ہونے کے بعد شیخ محی الدین واعظ انجمن حمایت اسلام کے نام اس مضمون کا رقعہ لکھا کہ: جو قادیانی نے اپنے آپ کو مرسل یزدانی لکھا ہے اس کا ثبوت قرآن وحدیث میں موجود ہے اور اس کی تفصیل میں پورا مرزائی بن کر دکھا دیا۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ وہ مرزا قادیانی کے حواریوں اور اس کا مذہب پھیلانے والوں کو تبرعاً واحساناً بلامعاوضہ مالی مدد دیتے ہیں۔ تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ لاہور میں ایک شخص قطب الدین واعظ (ساکن موضع بدوملہی) قادیانی کی تائید میں برسر بازار وعظ کہتا پھرتا تھا، اس کو حکیم (فضل الٰہی) صاحب نے علی رؤس الاشہاد دو روپیہ دیئے تاکہ اور لوگ بھی ان کی تقلید کریں اور اس کو مالی مدد دیں۔

ان وجوہات ثلاثہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حکیم (فضل الٰہی) صاحب، قادیانی کے حواری ہیں۔ لہٰذا ان کی روایت وشہادت قادیانی کی تائید میں مقبول نہیں۔

☆ مرزا سلطان محمد کے خوف پر عقلی ونقلی دلیلیں بیان کر کے جو مرزا قادیانی نے کہا ہے:

کہ ان تمام قرائن کو دیکھ کر ہمیں یقین ہو گیا تھا کہ تاریخ وفات سلطان محمد قائم نہیں رہ سکتی۔،

یہ بھی محض جھوٹ ہے اور بناء فاسد علی الفاسد آپ کو یہ یقین یا کم سے کم ظن غالب یا ادنیٰ درجہ کا وہم بھی اس کا گذرتا تو آپ ٦۔ اکتوبر ١٨٩٤ء سے پہلے اس مضمون کا اشتہار جاری کرتے۔ آپ اشتہار جاری کرنے کے ایسے عادی ہیں کہ اپنی محبوبہ زوجہ کا حمل اور مبغوضہ زوجہ کی طلاق اور اولاد کو عاق کرنے کے اشتہار سے نہیں رک سکے۔ پس اگر ان کو کچھ بھی اشارہ عالم بالا

سے ہوتا، یا آپ کا ملہم (معلم الملکوت) آپ کو القاء کرتا یا واقعہ میں آپ کو کوئی خط بزرگان سلطان محمد کی طرف سے ملتا تو آپ ضرور اس کا اشتہار کر دیتے۔ تاریخ وفات مرزا سلطان محمد گذر گئی اور اس کی صحت کے ساتھ زندگی آپ کی شرمندگی کا موجب ہوئی، تب آپ نے اپنے ایک چھپے حواری (حکیم فضل الٰہی) کی مدد سے یہ ڈھکوسلہ بنالیا۔

نمبر ۵ میں جو آپ نے ڈر جانے سے الٰہی وعدہ عذاب کے ٹل جانے کو سنت قدیم خداوندی قرار دیا ہے، یہ بھی محض کذب ہے جس کا کافی بیان (اشاعۃ السنہ کی) اس جلد میں ہو چکا ہے۔

۶۔ شیخ الاسلام مولانا بٹالویؒ لکھتے ہیں کہ نمبر ۶ میں جو آپ نے ہم تینوں میں سے کسی ایک کی قسم اس بیان پر چاہی ہے، اس قسم کیلئے خاکسار جس تاریخ وجس مقام میں (بجز قادیان) آپ چاہیں ،حاضر ہے۔ مگر اس پر انعام دوسو روپیہ نہیں چاہتا، بلکہ بجائے دوسو روپیہ کے آپکے مسلمان ہو جانے اور عقائد جدیدہ کفریہ سے آپ کے تائب ہونے کا طالب ہے۔ اور اگر آپ اس سے انکار کریں تو پھر کوئی اور انعام تجویز کیا جاوے گا جواز قسم مال نہ ہوگا۔ اس کا اظہار آپ کے عقائد کفریہ سے تائب ہونے سے انکار کے بعد کیا جائے گا۔

قسم کے نادرست ہونے پر آپ مجھے کوئی ڈرسنانا چاہتے ہیں تو اس کی میعاد تین دن مقرر کریں ۔زیادہ میعاد مقرر کریں گے تو اس کو منظور نہ کیا جائے گا۔ اور کمی میعاد کا آپ کو اختیار بھی دیا گیا ہے چنانچہ پہلے معروض ہو چکا ہے۔

شیخ الاسلام مولانا بٹالویؒ مرزا صاحب کے خطاب میں فرماتے ہیں کہ اور اگر آپ درج بالا انعام وشرط سے میری قسم منظور نہ کریں تو بالمقابل قسم پیش کریں اور اس پر وہی دوسو روپیہ جو آپ نے تجویز کئے ہیں، انعام لیں۔ مگر میں آپ کے ان حواریوں کی جن کو میں آپ کی مانند دہریہ و لامذہب جانتا ہوں، قسم ہرگز منظور نہ کرونگا (آپ اور وہ لوگ دوسو روپیہ تو کجا، دو روپیہ پر بھی قسم کھانے کو تیار ہو جائیں گے) بلکہ میں

☆ اولاً محمد علی خان رئیس مالیر کوٹلہ کی قسم چاہتا ہوں۔ وہ انہی الفاظ سے، جو آپ مجھ سے کہلانا

چاہتے ہیں، یہ کہیں اوراس پر قسم کھا جائیں کہ

میں (محمد علی) نے ان دلائل فریقین کو جو خدا تعالی کے موعود موقت عذاب کے ٹل جانے یا نہ ٹلنے کی بابت قادیانی کے اشتہارات اور اشاعۃ السنہ کے مضامین میں بیان ہوئے ہیں، غور و تعمق سے ملاحظہ کیا ہے۔ میرے ایمان و کانشنس conscience کی شہادت سے قادیانی کے دلائل غالب وراجح ہیں۔ اور اشاعۃ السنہ کے دلائل مرجوح ومغلوب ہیں۔

اور مجھے موازنہ دلائل سے یقین ہو گیا ہے کہ خدا تعالی اپنے موقت وموعود عذاب موت کو لوگوں کے سچے مسلمان ہو جانے سے، بلکہ جھوٹے ایمان لانے سے، بلکہ کافر رہ کر کسی قدر ڈر جانے سے، ٹلا دیا کرتا ہے۔

اس بیان میں میں اپنے دلی اعتقاد و کانشنس کے خلاف کرتا ہوں تو خدا تعالی مجھے ایسے دکھ و عذاب سے ہلاک کرے جو کسی جھوٹے پر نہ ہوا ہو۔

محمد علی خان بہ تسلیم کذب قادیانی اس قسم سے انکار کریں تو دوسرے درجہ پر حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار نہر اسی تفصیل سے قسم کھائیں۔

وہ بھی طرح انکار کر جائیں تو بدرجہ سوم منشی عبدالحق اکاؤنٹنٹ لاہور قسم کھائیں۔

وہ بھی انکاری ہوں تو بدرجہ چہارم منشی الٰہی بخش اکاؤنٹنٹ لاہور قسم کھائیں۔

وہ بھی انکاری ہوں تو بدرجہ پنجم سید فتح علی شاہ ڈپٹی کلکٹر نہر قسم کھائیں۔

یہ لوگ چونکہ عربی و دینی علوم میں دخل نہیں رکھتے لہذا ان میں سے ہر ایک کو عربی عبارات کا مطلب سمجھنے کیلئے محمد احسن امروہی کو اپنے ساتھ شریک کرنا ضروری ہوگا۔ اوران کو بھی ان کے ساتھ قسم کھانی پڑے گی۔

اگر یہ لوگ قادیانی کے پچھلے اشتہارات کے دلائل پر مطمئن نہ ہوں اوران کو ہمارے دلائل وجواب کے مقابلہ میں کمزور سمجھیں تو وہ قادیانی سے درخواست کریں کہ وہ اپنے دعوی: الٰہی وعدہ عذاب موت کے ٹل جانے پر، دیگر قوی دلائل جو وہ دو گھنٹہ میں بیان کرنا چاہتے ہیں، قلم بند کرا کر ہمارے

پاس بھیج دیں اور ہم سے ان کا جواب لیں۔ پھر جانبین کے دلائل کا موازنہ ومقابلہ کر کے اس کے دلائل کو غالب پاویں تو اسی تفصیل اور اسی ترتیب سے قسم کھائیں اور قادیانی کو وہی انعام دلوائیں۔

شیخ الاسلام مولانا بٹالویؒ، مرزائی اکابرین کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ اگر وہ دلائل وعدہ عذاب موت کے ٹل جانے کے علاوہ قادیانی سے جملہ الزامات مندرجہ مضامین اربعہ

۱۔اشاعۃ السنہ کی کیفیت سالانہ اور ایک غنیم دشمن اسلام (مرزا قادیانی) پر اسکی فتح یابی کا شکرانہ

۲۔لعنت اللہ علی الکاذبین مع تکملہ

۳۔حرامزادہ سے متعلق ایک سوال اور اس کا جواب

۴۔فرضی زوجہ قادیانی کے شوہر ثانی کی عدم وفات پر قادیانی کی راست بیانی

کا پورا جواب لکھوائیں۔ اور پھر اس کا جواب ہم سے لکھوا کر ان میں موازنہ ومقابلہ کر کے مرزا غلام احمد قادیانی کی جانب کو غالب اور اشاعۃ السنہ کو مغلوب سمجھیں، تو اس پر بھی اسی ترتیب سے اور اسی تفصیل سے قسم کھائیں۔ اور اس کے صلہ میں دو ہزار روپیہ انعام قادیانی کو دلوائیں۔ اس دو ہزار روپیہ کی کفالت چاہیں تو ہمارا اپنا مکان (دیوان خانہ) مکفول کرالیں، جیسا کہ جواب براہین احمدیہ کے انعام میں اپنی زمین مکفول کراتے تھے۔

یہ بات مرزا غلام احمد قادیانی نے نہ مانی اور جواب مضامین اربعہ مذکور کے لکھنے کی جرئت نہ کی اور اس کے موجودہ اشتہارات کے دلائل پر مطمئن نہ ہونے کے سبب ان لوگوں نے قسم نہ کھائی تو عام مسلمان جان لیں کہ: خوف سے موعود عذاب موت ٹل جانے، کے دعوی پر مرزا قادیانی اور اس کے اتباع مذکورین کو یقین وطمانیت نہیں ہے اور اس دعوی میں وہ ہٹ دھرمی کر رہے ہے اور دیدہ دانستہ دھوکہ دے رہے ہیں۔

نمبرے میں آپ نے منکوحہ آسانی (محمدی بیگم) کی واپسی کی پھر پیش گوئی کی ہے لیکن اس کی کوئی میعاد نہیں بتائی۔ لہذا یہ پیش گوئی آپ کے کسی دعوی الہام یا مسیحائی کی دلیل نہیں ہوسکتی۔ ایسی پیش گوئی اگر کوئی آپ کی موجودہ منکوحہ کی نسبت کر دے کہ آپ کے مرنے کے بعد وہ اس کے نکاح

میں آوے گی، تو اس سے آپ اس کو ملہم یا مسیح وغیرہ ہرگز نہیں کہیں گے۔ لہذا مناسب ہے کہ اگر اس پیش گوئی سے آپ اپنا کوئی دعوی الہام یا مسیحائی وغیرہ ثابت کرنا چاہتے ہیں تو اس کی میعاد مقرر کریں ورنہ اس کو ابھی ڈھانکے رکھیں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ آخر میں لکھتے ہیں کہ ان تشریحات سے مرزا غلام احمد قادیانی کی راست بیانی اچھی طرح ثابت ہوگئی ہے، اب داد انصاف ناظرین کے ہاتھ میں ہے۔ خدا تعالی توفیق انصاف دے۔ (ماہنامہ اشاعۃ السنہ۔ جلد ۱۶۔ ص ۱۷۹۔۱۹۶)

منکوحہ آسمانی در اشاعۃ السنہ جلد ۱۷

شیخ الاسلام مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ اپنے ماہنامہ اشاعۃ السنہ کی سترھویں جلد میں لکھتے ہیں:

گذشتہ اشاعت میں ہم نے مرزا جی کو موقوفی جنگ کا اعلان دے دیا تھا اور کہہ دیا تھا کہ ہم اپنے اور دیگر مسلمانوں کے خیال میں آپ کا کام تمام کر چکے ہیں۔ آئندہ آپ ہم کو مخاطب نہ کریں گے تو ہم بھی آپ کو مخاطب نہ کریں گے۔ مرزا جی نے اس کو غنیمت نہ سمجھا۔ اور پھر بھی ہر ایک تحریر و تصنیف میں ہم کو نشانہ بنایا۔ وتو اپنے خیال میں ہم کو مخاطب کرنے میں اپنا فائدہ سمجھتے ہیں مگر در حقیقت اس میں ان کا بڑا نقصان ہے۔ ان کی چالاکیوں اور کاری گریوں کی حقیقت کھولنے والا (محض خدا کے فضل و توفیق والقاء سے نہ اپنی ذاتی لیاقت یا علمیت سے) ہمارے معاصرین علمائے میں اس خاکسار جیسا ان کے خیال میں بھی کوئی نہیں ہے اور اس امر کا وہ انجام آتھم وغیرہ کے صفحہ ۲۴۱ وص ۲۵۱ وغیرہ تصانیف میں بتصریح اظہار و اقرار کر چکے ہیں کہ: ہمارے مخالفوں اور نکتہ چینوں کا رائس و رئیس یہی شخص ہے باقی سب اس کی شاخیں و فروعات ہیں۔، (مرزا قادیانی کی عبارت یوں ہے:

وكان فى هذه الديار تسعة رهط من الاشرار وكانوا مفسدين فى الارض ولا ينتهجون مهجة الخيار وما كانوا صالحين و وجدتهم فى الكبر والاباء كالجملة المتناسبه الاجزا او كامراض

متشابهة في الخبث والايذاء ورئيت كانهم من المعادين المعتدين فمنهم رجل امر تسرى يقال له رسل بابا انه امرء لا يعرف صدقا ولا صوابا.... ومن التسعة الذين اشرت اليهم رجيل يقال له اصغر۔ وانه يزعم فی محافل واملاء فسيعلم كيف يجعل من الاصغرين ....

ومن المعترضين المذكورين شيخ ضال بطالوی و جارغوی یقال له محمد حسين وقد سبق الكل فی الكذب والمين وانه ابى واستكبر واشاع الكبر واظهر حتى قيل انه امام المستكبرين ورئيس المعتدين ورائس الغاوين هو الذی كفرنی قبل ان يكفر الآخرون....

فيا ايها الشيخ والمفتری البطال الم يان لك ان تتوب وتلين البال.... ثم اعلم ايها الشيخ الضال والدجال البطال ان الثمانية الذين هم ثمار عودك و وقود وقودك الذين ادخلوا فی التسعة المخاطبين فمنهم شيخك الضال الكاذب نذير المبشرين ثم الدهلوی عبد الحق رئيس المتصلفين ثم عبد الله التونكی ثم احمد علی السهارنپوری من المقلدين ثم سلطان المتكبرين الذی اضاع دينه بالكبر و التوهين ثم الحسن الامروهی الذی اقبل علی اقبال من لبس الصفافة وخلع الصداقة واعتلقت اظفاره بعرضی كالذئاب۔ وآخرهم الشيطان الاعمی والغول الاغوی يقال له رشيد الجنجوهی وهو شقی كالامروهی ومن الملعونين فهولاء تسعة رهط كفرونا او سبونا وكانوا مفسدين۔ فايها الشيخ انی اعلم انك رئيس هذه الثمانيةوكمثل امام لتلك الفئة الباغية وهم لك كالتلا ميذ فی الغواية او كالمسحورين۔

(مکتوب احمد طبع خامس ربوہ ۱۹۶۳ء صفحہ ۹۱-۱۰۵، روحانی خزائن جلد ۱۱ (انجام آتھم) صفحہ ۲۳۶)

اس تحریر میں مرزا قادیانی نے ۱۸۹۶ء میں اپنے نامی مخالفین کے نام گنوائے ہیں جو یہ ہیں: مولوی غلام رسول عرف رسل بابا، مولوی اصغر، مولوی محمد حسین بٹالوی، سید نذیر حسین دہلوی، مولوی عبدالحق حقانی، پروفیسر محمد عبداللہ ٹونکی، مولوی احمد علی سہارنپوری، مولوی سلطان الدین جے پوری، مولوی محمد حسن امروہی، مولوی رشید احمد گنگوہی۔ اوران بزرگوں کو مرزا صاحب نے ''تسعۃ اشرار'' کہنے کے بعد شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تحریک ختم نبوت میں تم ان سب کے امام ہو، تم ان کے رئیس ہو۔ اوراس فہرست کے باقی لوگ تحریک میں گویا تمہارے شاگرد ہیں اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ تم نے ان پر جادو کر رکھا ہے کہ وہ اپنی عقل کو استعمال کیے بغیر تمہاری ہاں میں ہاں ملاتے اور تمہارے پاؤں پر پاؤں رکھے جاتے ہیں۔ تم امام متکبراں ہوں، تم رئیس تجاوز کنندگان ہو، تم گمراہوں کے سردار ہو اور تم ہی وہ شخص ہو جس نے سب سے پہلے مجھے کافر کہا ہے۔)

بایں ہمہ ہم کو بار بار چھیڑنا اور ہم سے اپنی حقیقت کھلوانا کون سی دوراندیشی اور عقل مندی کی بات

ہے۔وہ تو صاحب غرض ہیں ان کے اتباع میں بھی کوئی ایسا عقل منداور دوراندیش نہیں ہے جو ان کو یہ ضرر سمجھاوے اور اس نقصان سے ان کو بچاوے۔اس دفعہ ہم کو انہوں نے چھیڑا تو ہم نے مضمون خطبہ اور مضمون متعلق قتل لیکھرام اور اس مضمون زیر رقم میں ان کی حقیقت کو کیسا کھولا۔ فاعتبروا یا اولی الالباب لعلکم تتقون ۔وہ نہیں مانتے اور نہ مانیں گے،تو ہم بھی حاضر ہیں اور اس شعر مرزا غالب پر مجبوراً عمل کرنے کو تیار ہیں

چھیڑ خوبوں سے چلی جائے اسد
گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی

اور یہ بھی خیال کرتے ہیں کہ اس چھیڑ چھاڑ میں صرف حسرت ہی نہ ہوگی وصل بھی ہوگا اور خدا تعالی سے اجر و ثواب بھی ملے گا۔

اس جنگ کی موقوفی پر ہم کو تین امر باعث ہوئے تھے جن کی نسبت اب خدا تعالی نے ہم کو طریق ارشد و سبیل احسن کا القاء فرمایا ہے لہذا اس چھیڑ چھاڑ پر خدا تعالی سے اجر کی امید ہے۔

امر اول یہ کہ ہم مرزا جی کے تمام اصول و فروع کی بیخ کنی کر چکے تھے اور وہ اپنی تصانیف جدید میں ان ہی اسول و فروع کا بار بار تکرار اور اعادہ کرتے تھے (جیسے بے دیانت عطار ایک ہی عرق یا صرف پانی مختلف رنگ اور صورتوں کی بوتلوں میں دال کر مختلف ناموں عرق گلاب،عرق نیلوفر،عرق بادیان کے نام سے بیچتے اور لوگوں کے مال مارتے ہیں) لہذا ان کے رد و جواب سے تعرض کرنے کو ہم تحصیل حاصل اور ایک امر لغو و لاطائل سمجھ بیٹھے تھے جو محل اجر و ثواب نہیں ہوتا۔امر دوم یہ کہ آئندہ ہم کو دوسرے مخالفین اسلام و سنت خیر الانام سے مقابلہ کی مہم درپیش تھی اور میرزا جی کے جواب میں مصروف رہنا اس مقابلہ سے مانع نظر آتا تھا۔

امر سوم یہ کہ میرزا جی دن بدن بدگوئی اور دشنام دہی میں ترقی کرتے جاتے تھے گویا آپ کی نبوت کے معراج کا آپ کا یہی فعل ہو گیا تھا اور اس سے طبیعت میں ایک اشتعال پیدا ہوتا تھا جو گاہے انتقام یسیر بقدر عشر عشیر یا اس سے بھی کم تر کا باعث ہوتا تھا۔گو وہ الفاظ سے نہ تھا جو مرزا جی کے حصے

میں آئے ہوئے اوران کے رجسٹری کرائے ہوئے ہیں بلکہ ایسے الفاظ سے ہوتا تھا جوقوم کی طرف سے بطور خطاب اور ٹائٹل کےان کو ملے ہوئے تھے جیسے دجالکذاب کا فرملحد وغیر۔اور یہ امر نفس اور اخلاق کے لئےمضر ہوتا تھااور بعض صلح پسنداوراخلاق مجسم دوستوں پربھی شاق اورنا گوار گذرتا تھا۔

اب خدا تعالی نے ان تینوں سے امراول ودوم کی نسبت تو یہ جوسوجھایااورالقاءفرمایا ہے کہ اس کے رسائکل کے جواب میں مثل سابق تفصیل وتطویل کوچھوڑ دو،اورمختصرالفاظ میں دوحرفی جواب دے دیا کرو،اوراس کی دلیل اورتفصیل کا حوالہ و پتہ اپنی سابق تصانیف سے دے دیا کرو کیونکہ وہ اب کوئی ایسی بات نہیں کہتااور نہ کہہ سکتا ہےجس کاتفصیلی اور بادلیل جواب تمہاری سابق تصانیف چار پانچ سال میں نہ دیا گیاہو۔

اورامرسوم کی نسبت یہ ہدایت ربانی ہوئی ہے کہ اس کی گالیوں کی آواز سنوتو کان بند کرلواوران کا جواب نہ بقدرعشرعشیر دونہ اقل قلیل۔اورشرعی خطابات کافر دجال وغیرہ سےاوس کو یاد نہ کرو۔وہ تمغےقوم کی طرف سےاس کومل چکے ہیں تمہارے...کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔اور جب وہ کوئی ایسی بات کہےجس کوتمارےمحبوب ومرغوب دین سیدالمرسلین سےتعلق ہوتواس کے جواب میں اور اس محبوب کی حمایت متصور ہوتو اس کوسنواوراس کا جواب دو۔ورنہ اس شاعر کےقول پرعمل کرو جو پنےمحبوب کی دھن میں کہتا ہے

اذا قيل لی یا عبد ها لسميع

تمہدختم ہوئی اب ان رسائل اربعہ کااسی طرز سے جواب دیاجا تاہے بحو ل الله و قو ته

جواب رسالہ انجام آتھم:

یہ رسالہ ۳۲ صفحہ میں ہےاوراس کااصل اصول اوراعلی مقصودتو گالیاں ہیں،شیطان،ملعون،بےحیا، بدذات فرقہ مولویاں،ظالم مولویو،تم نے ب ایمانی کا پیالہ پیاہےوغیرہ۔اس اصلی مقصود کی تبعیت و طفیل میں صرف ایک بات یہ کہی ہے کہ عبداللہ آتھم مر گیا جس سے میری پیش گوئی پوری اور سچی ہوئی ہے۔

میری پہلی پیش گوئی میں وقوع موت کے لئے عبداللہ آتھم کے رجوع بحق نہ کرنے کی شرط تھی۔اور وہ شرط پہلی میعاد پندرہ ماہ میں پائی گئی تھی کیونکہ عبداللہ آتھم میری پیش گوئی کی ہیبت سے ڈر گیا تھا اور یہی اس کا حق کی طرف رجوع کرنا تھا۔اور ڈر جانے سے قطعی موعود و موقت عذاب بھی ٹل جایا کرتا ہے جیسا کہ قوم یونس علیہ السلام سے ٹل گیا تھا جس کا ذکر قرآن وحدیث اور بائیبل کی کتاب یونہ میں پایا جاتا ہے۔اور یہ عذاب موت عبداللہ آتھم تو پہلے ہی سے مشروط بشرط عدم رجوع بحق (یعنی خوف) تھا۔اس لئے وہ عذاب اس میعاد میں جس میں وہ ڈرتا رہا وقوع میں نہ آیا

دوسری پیش گوئی، میں نے بذریعہ اشتہارات انعام ایک ہزار تا چار ہزار میں یہ کردی کہ اگر عبداللہ آتھم ڈر جانے سے انکار پر قسم نہ کھائے گا تو...جواب اس کی موت ہو جانے سے پوری ہوگئی،

الجواب۔حضرات گالیوں کا جواب تو حسب ہدایت ربانی یہی دیا جاتا ہے

بدم گفتی و خورسندی عفاک اللہ نکو گفتی
جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر خارا

آپ بحسب دعوی و بزعم خود خدا کے ملہم محدث مخاطب مہدی مسعود، مسیح موعود، رسول احمد، مبشر بلسان عیسی بن مریم، خدا کے بیٹے بلکہ خدا کے باپ، آپ یہ گالیاں نہ دیں تو اور کون دے (خدا کے بیٹے ہونے کا دعوی آپ نے توضیح مرام کے ص ۲۲ میں کیا اور خدا کا باپ ہونا آپ کے اس الہام سے ثابت ہوتا ہے جس میں اپنے بیٹے کو کان اللہ نزل من السماء کہا اور وہ آپ کے رسالہ انجام آتھم میں منقول ہے۔باقی دعوے آپ کے اکثر تصانیف میں ہیں۔احمد رسول ہونا ازالہ اوہام میں)۔یہ تو آپ کے منصب اور شان سے کم ہیں اور اس قدر قلیل سے آپ کے عالی درجہ کی قیمت وصول نہیں ہوئی کچھ اور بھی فرماویں اور قیمت بڑھاوے

ہر دو عالم قیمت خود گفتہء
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

پہلی پیش گوئی کے صادق ہونے کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا قطعی موعود (موقت) عذاب ڈر جانے سے کبھی نہیں ٹلا۔ اور حضرت یونس کی قوم سے قطعی عذاب کا صرف ڈر جانے سے ٹل جانا جو قرآن وحدیث اور یونہ کی کتاب میں پایا جانا آپ نے بیان کیا ہے اس میں آپ نے راستی سے کام نہیں لیا۔ جو ایک نبی راست باز کے لئے لازمی امر ہے۔ ہمارے اس دعوی کی دلیل اور اس امر کی تفصیل اشاعۃ السنہ جلد ۱۶ میں صفحہ ۵۴ سے صفحہ ۱۱ تک ۵۸ صفحہ میں ہو چکی ہے۔

آپ کا اس تفصیل سے اغماض کرنا اور اپنے ردّ شدہ دعوی کو بلا دلیل خاکسار کے مقابلہ میں دوبارہ پیش کرنا آپ کے منصب نبوت ورسالت سے (جس کے لئے حیا وغیرت ایسی لازمی صفت ہے جیسے کفر کے لئے بے غیرتی اور بے حیائی) نہایت مستبعد ہے۔ آپ اولاً ہمارے دلائل کا اور اپنے دلائل کے جوابات کا جواب دیں، پھر یہ دعوی منہ سے نکالیں کہ ڈر جانے سے قطعی عذاب ٹل جایا کرتا ہے۔

اب رہا یہ امر کہ عبداللہ آتھم ڈر گیا تھا اور آپ کی پیش گوئی میں موت واقع ہونے میں یہ شرط موجود تھی کہ وہ نہ ڈرے۔ سو اس کا جواب ہم رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۲ جلد ۱۶ کے صفحہ ۴۷ وغیرہ اور رسالہ نمبر ۴ جلد ۱۶ میں صفحہ ۱۱۱ سے ۱۱۷ تک دے چکے ہیں۔ اس جواب سے بھی آپ کا اغماض کرنا اور پھر اسی ردّ شدہ بات کا اعادہ کرنا، آپ کے دعوی نبوت یا محدثیت سے مناسبت نہیں رکھتا۔ ایسا ہی آپ نے جو دوسری پیش گوئی میں خبر موت عبداللہ آتھم دے دینے کا وعدہ کیا ہے، اس میں بھی آپ نے راستی سے، جو ایک نبی یا محدث کے لوازم ذاتیہ سے ہے، کام نہیں لیا۔ آپ کے ان اشتہاروں میں جن کا صفحہ ۱ و ۲ رسالہ انجام آتھم میں آپ نے اقتباس کیا ہے کہیں تصریح نہیں ہے کہ اگر عبداللہ آتھم قسم سے انکار کرے تب بھی وہ ایک خاص میعاد میں مر جائے گا۔ آپ کے اصل اشتہاروں کے ان فقرات میں جن کو آپ نے نقل کیا ہے موت اور اس کی میعاد کا ذکر نہیں۔ موت کو آپ اب اپنی طرف سے ان بریکٹس (خطوط وحدانی) میں درج کر کے گویا ان الفاظ میں آپ موت کے معنی ڈال رہے ہیں۔

آپ سچ پوچھیں اور انصاف سے سنیں تو آپ کو معلوم ہو کہ عبداللہ آتھم کی یہ موت جو میعاد ایک سال

سے پہلے واقع ہوئی ہے آپ کی دوسری پیش گوئی کی مکذب ہے نہ مصدق۔ کیونکہ آپ نے اس پیش گوئی میں یہ کہا تھا کہ اگر عبداللہ آتھم قسم کھائے گا کہ میں اس پیش گوئی کی ہیبت سے نہیں ڈرا، تب وہ ایک سال کے عرصہ میں مارا جائے گا۔ جس کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ قسم نہ کھانے کی صورت میں وہ مارا نہ جائے گا۔ پھر وہ باوجود قسم کے نہ کھانے سے مارا گیا۔ تو اس سے اس پیش گوئی کا مضمون جھوٹا ہوا، نہ سچا۔

یہی باتیں آپ نے اپنے خسر فرضی مرزا احمد بیگ کے فوت ہوجانے اور اپنی منکوحہ آسمانی کے شوہر ثانی کے فوت ہونے کی نسبت کہی ہیں جن میں راستی وحق گوئی آپ سے چھوٹ گئی۔

ہم نے مرزا احمد بیگ کے متعلق باوجود اس کے فوت ہوجانے کے آپ کی پیش گوئی کے پورے نہ ہونے کے ثبوت میں آپ سے ۸۵ سوال جرح کئے ہیں جو رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱ و ۲ جلد ۱۵ میں صفحہ ۲۵ سے صفحہ ۳۸ تک شائع ہوچکے ہیں جس سے ہر صاحب فہم وانصاف کو ثابت ہوتا ہے کہ وہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی اور اگر وہ پوری ہوتی بھی تو بھی یقیناً الہامی نہ سمجھی جاتی۔

اور اپنی منکوحہ آسمانی کے شوہر ثانی کی عدم وفات پر جو آپ نے عذرات کئے ہیں کہ وہ بھی ڈر گیا اور ڈر جانے سے عذاب ٹل جایا کرتا ہے، گو قطعی و غیر مشروط ہو۔ اس کا جواب رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ٦ جلد ١٦ میں صفحہ ۱۷۹ سے ۱۹٦ تک ایسا دیا گیا ہے جس میں آپ کو چون و چرا کرنے کا حوصلہ نہیں ہوا۔ پھر آپ کا اس جواب سے چشم پوشی کرنا، اور اپنے پرانے دعاوی کو بلا دلائل ہمارے مقابلہ میں پیش کرنا، آپ کے دعوی نبوت یا محدثیت کے مخالف ہے جس کے لئے غیرت وحیا ایک لازمی امر ہے۔

(یاد رہے کہ ماہنامہ اشاعۃ السنہ کی سترھویں جلد ۱۸۹۴ء مطابق ۱۳۱۱ھ۔۱۳۱۲ھ کی ہے، لیکن ۱۸۹٦ء یا ۱۸۹۷ء میں شائع ہوئی ہے کیونکہ اس کے آخری چند صفحات میں مرزا قادیانی کے رسالہ انجام آتھم کا مختصر جواب لکھا گیا ہے اور یہ رسالہ ۱۸۹٦ء میں لکھا گیا تھا۔ (اشاعۃ السنہ جلد ۱۷۔ص ۳۷٦۔۳۸۲)

منکوحہ آسمانی در کلمہ فضل رحمانی

قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی کتاب انجام آتھم کے ردّ میں قلم اٹھایا تھا۔انہوں نے اپنی کتاب کلمہ فضل رحمانی شائد ۱۸۹۷ء میں لکھنا شروع کی تھی جو ۱۸۹۸ء میں شائع ہوئی تھی۔اس کتاب میں قاضی صاحب نے مرزا صاحب قادیانی کی پیش گوئی بابت منکوحہ آسمانی کا پوسٹ مارٹم بھی کیا تھا۔اور بعض ایسے خطوط شائع فرمائے جو قبل ازیں عوام کی نظروں سے اوجھل تھے۔بعدازاں قاضی فضل احمد صاحب کی کتاب سے یہ خطوط ردقادیانیت میں لکھی جانے والی کئی کتابوں میں نقل ہوئے ہیں۔

قاضی فضل احمد صاحب پیش گوئی بابت منکوحہ آسمانی پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ایک عجیب قصہ ہے کہ مرزا قادیانی نے ایک الہام مشتہر کیا کہ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی بڑی صاحبزادی میرے ساتھ مقدر ہے۔لڑکی کے اولیاء کو نا منظور ہوا تو آپ نے چند لطائف الحیل وغیرہ پران کو راضی کرنا چاہا۔وہ راضی نہ ہوئے چونکہ مرزا احمد بیگ مدعی مسیحیت کی زوجہ کے رشتہ دار تھے اس لئے مدعی مسیحیت نے اس کو اور اپنے دیگر رشتہ داروں کو وضعداری سے بلکہ صاف لفظوں میں دھمکا کر مجبور کیا کہ وہ اس لڑکی کا نکاح کسی دوسری جگہ نہ ہونے دیں اور جس طرح ممکن ہو روک کر میری طرف مائل کریں۔جب ان سے یہ کاروائی نہ ہوسکی تو اپنی پہلی نیک بخت بیوی اور اس کے لائق فرزندوں سے ناراضگی ظاہر کرکے اپنے بیٹے کو عاق کرنے کی دھمکی میں یہ لکھا کہ اگر وہ اپنی بیوی کو طلاق نہ دے گا تو میری وراثت سے ایک دانہ نہ پاوے گا وغیرہ۔ایسی دھمکی سے مرزا صاحب کی غرض یہ تھی کہ فضل احمد کی منکوحہ جو مرزا احمد بیگ کی ہمشیرزادی تھی اس کو طلاق ملنے سے احمد بیگ اور اس کے دیگر قرابت داروں کو رنج پہنچے گا جس سے مرزا کی الہامی تائید کو مؤید ہو جائیں گے اور مرزا احمد بیگ کی دختر کلاں کا عقد مرزا غلام احمد کے ساتھ ہو جانے سے ان کے الہام کی تصدیق ہو جاوے گی۔جس کی تصدیق ذیل کے خطوط (جو مرزا قادیانی کی قلم کے لکھے ہوئے ہیں) سے بوجہ

احسن ہو جاوے گی۔

قاضی فضل احمد لدھیانوی لکھتے ہیں:

اس جگہ مرزا صاحب کے خاص دستخطی خطوط جو مجھے ایک دوست شیخ نظام الدین پنشنر راہوں کی معرفت مرزا علی شیر، سمدھی مرزا صاحب سے ملے ہیں درج کرتا ہوں جس سے مرزا صاحب کی مسیح موعودی اور نبوت بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔ان خطوں کے ملاحظہ سے ناظرین معلوم کرلیں گے کہ مرزا صاحب کیا ہیں۔کوئی ادنی اور جاہل مسلمان بھی ایسا نہیں کرے گا اور نہ کرسکتا ہے۔یاد رہے کہ احمد بیگ کی زوجہ مرزا قادیانی کی تایازاد ہمشیرہ ہے۔مرزا علی شیر کی لڑکی عزت بی بی، فضل احمد پسر مرزا قادیانی کی زوجہ ہے۔اب مرزا محمد حسن ساکن راہوں کے خط سے معلوم ہوا کہ باوجود بہت بہکانے کے بھی فضل احمد نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی اس لئے فضل احمد کو بھی مرزا صاحب نے الگ کردیا

(ایک خط میں مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں):

مشفقی مکرمی اخویم مرزا احمد بیگ

...قادیان میں جب واقعہ ہائلہ محمود فرزند مکرم کی خبر سنی تو بہت درد اور رنج اور غم ہوا۔بوجہ اس کے کہ یہ عاجز بیمار تھا اور خط نہیں لکھ سکتا تھا اس لئے عزا پرسی سے مجبور رہا۔صدمہ وفات فرزندان حقیقت میں ایک ایسا صدمہ ہے کہ شائد اس کے برابر دنیا میں اور کوئی صدمہ نہ ہوگا۔خصوصاً بچوں کی ماؤں کیلئے تو سخت مصیبت ہوتی ہے۔خداوند تعالی آپ کو صبر بخشے اور اس کا بدل صاحبِ عمر عطا فرماوے اور عزیزی مرزا محمد بیگ کو عمر دراز بخشے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی بات اسکے آگے انہونی نہیں

آپ کے دل میں اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہے لیکن خداوند علیم جانتا ہے کہ اس عاجز کا دل بکلی صاف ہے اور خدائے قادر و مطلق سے آپ کے لئے خیر و برکت چاہتا ہوں۔میں نہیں جانتا کہ میں کس طریق اور کن لفظوں میں بیان کروں تا میرے دل کی محبت اور خلوص اور ہمدردی جو آپ کی نسبت مجھ کو ہے آپ پر ظاہر ہو جائے۔مسلمانوں کے ہر نزاع کا اخیری فیصلہ قسم پر ہوتا ہے جب

ایک مسلمان خدا تعالی کی قسم کھا جا تا ہے تو دوسرا مسلمان اس کی نسبت فی الفور دل صاف کر لیتا ہے ۔سو مجھے خدا تعالی قادر مطلق کی قسم ہے کہ میں اس بات میں بالکل سچا ہوں کہ مجھے خدا تعالی کی طرف سے الہام ہوا تھا کہ آپ کی دختر کلاں کا رشتہ اسی عاجز سے ہوگا۔ اگر دوسری جگہ ہوگا تو خدا تعالی تنبیہیں وارد ہوں گی اور آخر اسی جگہ ہوگا۔ کیونکہ آپ میرے عزیز اور پیارے تھے اس لئے میں نے عین خیر خواہی سے آپ کو جتلایا کہ دوسری جگہ اس رشتہ کا کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا۔ میں نہایت ظالم طبع ہوتا جو آپ پر ظاہر نہ کرتا۔ میں اب بھی عاجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ اس رشتہ سے آپ انحراف نہ فرمائیں کہ یہ آپ کی لڑکی کیلئے نہایت درجہ موجب برکت ہوگا اور خدا تعالی ان برکتوں کا دروازہ کھول دے گا جو آپ کے خیال میں نہیں۔ کوئی غم اور فکر کی بات نہیں ہوگی جیسا کہ یہ اس کا حکم ہے جس کے ہاتھ میں زمین آسمان کی کنجی ہے تو پھر کیوں اس میں خرابی ہوگی۔

اور شائد آپ کو معلوم ہوگا یا نہیں کہ یہ پیش گوئی اس عاجز کی ہزارہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا کہ جو اس پیشگوئی پر اطلاع رکھتا ہے اور ایک جہان کی اس کی طرف نظر لگی ہوئی ہے اور ہزاروں پادری شرارت سے نہیں بلکہ حماقت سے منتظر ہیں کہ یہ پیش گوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلہ بھاری ہو لیکن یقیناً خدا تعالی ان کو رسوا کرے گا اور اپنے دین کی مدد کرے گا۔

میں نے لاہور میں جا کر معلوم کیا کہ ہزاروں مسلمان مساجد میں نماز کے بعد اس پیش گوئی کے ظہور کے لئے بصدق دل دعا کرتے ہیں۔ سو یہ ان کی ہم دردی اور محبت ایمانی کا تقاضا ہے اور یہ عاجز جیسے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لایا ہے ویسے ہی خدا تعالی کے ان الہامات پر جو تواتر سے اس عاجز پر ہوئے ایمان لاتا ہے اور آپ سے ملتمس ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیش گوئی کے پورا ہونے کے لئے معاون بنیں تا کہ خدا تعالی کی برکتیں آپ پر نازل ہوں ۔خدا تعالی سے کوئی بندہ لڑائی نہیں کر سکتا اور جو امر آسمان پر ٹھہر چکا ہے زمین پر وہ ہرگز بدل نہیں

سکتا۔خدا تعالیٰ آپ کو دین اور دنیا کی برکتیں عطا کرے اور اب آپ کے دل میں وہ بات ڈالے جس کا اس نے آسمان پر سے مجھے الہام کیا ہے۔آپ کے سب غم دور ہوں اور دین اور دنیا دونوں آپ کو خدا تعالیٰ عطا فرماوے۔اگر میرے اس خط میں کوئی نملائم لفظ ہو تو معاف فرمائیں۔

والسلام خاکسار غلام احمد۔۱۷جولائی ۱۸۹۰ء بروز جمعہ

(ایک خط یوں ہے)۔ مشفقی مرزا علی شیر بیگ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح سے فرق نہ تھا اور میں آپ کو ایک غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں۔لیکن اب جو آپ کو ایک خبر سناتا ہوں آپ کو اس سے بہت رنج پہنچے گا مگر میں محض للہ ان لوگوں سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہوں جو مجھے ناچیز بتاتے ہیں اور دین کی پرواہ نہیں رکھتے۔

آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے بارے میں ان لوگوں کے ساتھ کس قدر میری عداوت ہو رہی ہے اب میں نے سنا ہے کہ عید کے دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور آپ کے گھر کے لوگ اس مشورہ میں ساتھ ہیں۔آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں۔بلکہ میرے کیا دین اسلام کے سخت دشمن ہیں۔عیسائیوں کو ہنسانا چاہتے ہیں ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور اللہ ورسول کے دین کی کچھ پرواہ نہیں رکھتے۔اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں نے پختہ ارادہ کرلیا ہے کہ اس کو خوار کیا جائے ذلیل کیا جائے روسیاہ کیا جائے۔یہ اپنی طرف سے ایک تلوار چلانے لگے ہیں اب مجھ کو بچالینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اگر میں اس کا ہونگا تو مجھے ضرور بچائے گا۔

اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھتا۔کیا میں چوہڑا، یا چمار تھا، جو مجھ کو لڑکی دینا عار یا ننگ تھی۔بلکہ وہ تو اب تک ہاں سے ہاں ملاتے رہے، اور اپنے بھائی کے لئے مجھے چھوڑ دیا۔اور اب اس لڑکی کے نکاح کے لئے سب ایک ہو گئے۔

یوں تو مجھے کسی کی لڑکی سے کیا غرض، کہیں جائے مگر یہ تو آزمایا گیا کہ جن کو میں خویش سمجھتا تھا

اوران کی لڑکی کے لئے چاہتا تھا کہ اس کی اولاد ہو اور وہ میری وارث ہو، وہی میرے خون کے پیاسے، وہی میری عزت کے پیاسے ہیں اور چاہتے ہیں کہ خوار ہو اور اس کا روسیاہ ہو۔ خدا بے نیاز ہے جس کو چاہے سیاہ کرے مگر اب وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ میں نے خط لکھے کہ پورانہ (پرانا) رشتہ مت توڑو۔ خدا تعالیٰ سے خوف کرو، کسی نے جواب نہ دیا۔ بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آ کر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے صرف عزت بی بی نام کیلئے فضل احمد کے گھر میں ہے۔ بے شک وہ طلاق دے دیوے، ہم راضی ہیں۔ اور ہم نہیں جانتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے۔ ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہیں کرینگے۔ یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں۔ پھر میں نے رجسٹری کرا کر آپکی بیوی صاحبہ کے نام خط بھیجا مگر کوئی جواب نہ آیا اور بار بار کہا کہ اس سے کیا ہمارا رشتہ باقی رہ گیا ہے۔ جو چاہے کرے۔ ہم اس کے لئے اپنے خویشوں سے اپنے بھائیوں سے جدا نہیں ہو سکتے۔ مرتا مرتا رہ گیا، ابھی مرا بھی ہوتا۔ یہ باتیں آپ کی بیوی صاحب کی مجھے پہونچی ہیں۔ بے شک میں ناچیز ہوں، ذلیل ہوں اور خوار ہوں مگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں میری عزت ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اب جب میں ایسا ذلیل ہوں تو میرے بیٹے سے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے لہذا میں نے ان کی خدمت میں خط لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اس ارادہ سے باز نہ آویں اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دیں پھر جیسا کہ آپ کی خود منشا ہے میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی کو اپنے نکاح میں رکھ نہیں سکتا۔ بلکہ ایک طرف جب (محمدی) کا کسی شخص سے نکاح ہوگا تو دوسری طرف فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق دے دے گا۔ اگر نہیں دے گا تو میں اس کو عاق اور لاوارث کرونگا۔ اور اگر میرے لئے احمد بیگ سے مقابلہ کرو گے اور یہ ارادہ اس کا بند کرا دو گے تو میں بدل و جان حاضر ہوں۔ اور فضل احمد کو جواب میرے قبضہ میں ہے ہر طرح سے درست کر کے آپ کی لڑکی کی آبادی کے لئے کوشش کرونگا اور میرا مال ان کا مال ہوگا۔ لہذا آپ کو بھی لکھتا ہوں کہ آپ اس وقت کو سنبھال لیں اور احمد بیگ کو پورے زور سے خط لکھیں کہ باز آ جائیں اور اپنے گھر کے لوگوں کو تاکید کریں کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روک دیوے۔ ورنہ مجھے خدا کی قسم ہے کہ اب ہمیشہ کے لئے یہ تمام رشتہ ناطے توڑ

دونگا۔اگرفضل احمد میرا فرزند اور وارث بننا چاہتا ہے تو اسی حالت میں آپ کی لڑکی کو گھر میں رکھے گا۔اور جب آپ کی بیوی کی خوشی ثابت ہو۔ورنہ جہاں میں رخصت ہوا،ایسا ہی سب ناطے رشتے بھی ٹوٹ گئے۔ یہ باتیں خطوں کی معرفت مجھے معلوم ہوئی ہیں۔میں نہیں جانتا کہ کہاں تک درست ہیں۔واللہ اعلم۔راقم خاکسار غلام احمد از لودھیانہ اقبال گنج۔ ۴مئی ۱۸۹۱ء

(مرزا صاحب کا ایک خط یوں ہے)

...والدہ عزت بی بی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ چند روز تک (محمدی) مرزا احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا چکا ہوں کہ اس نکاح سے سارے رشتہ ناطے توڑ دونگا اور کوئی تعلق نہیں رہے گا اسلئے نصیحت کی راہ سے لکھتا ہوں کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ کو سمجھا کر یہ ارادہ موقوف کراؤ۔اور جس طرح تم سمجھا سکتے ہو اس کو سمجھا دو۔

اور اگر ایسا نہیں ہوگا تو آج میں نے مولوی نور دین صاحب اور فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو فضل احمد،عزت بی بی کے لئے طلاقنامہ لکھ کر بھیج دے۔اور اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھنے میں عذر کرے تو اسکو عاق کیا جائے اور اپنے بعد اس کو وارث نہ سمجھا جائے۔اور ایک پیسہ وراثت کا اس کو نہ ملے۔سو میں امید رکھتا ہوں کہ شرطی طور پر اس کی طرف سے طلاق نامہ لکھا آجائیگا جس کا یہ مضمون ہوگا کہ اگر مرزا احمد بیگ،محمدی کے غیر کے ساتھ نکاح کرنے سے باز نہ آوے تو پھر اسی روز سے جو محمدی کا کسی اور سے نکاح ہو جائے عزت بی بی کو تین طلاق ہیں۔

سو اس طرح پر لکھنے سے اس طرف تو محمدی کا کسی دوسرے سے نکاح ہوگا اور اس طرف عزت بی بی پر فضل احمد کی طلاق پڑ جائے گی۔سو یہ شرطی طلاق ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ اب بجز قبول کرنے کے کوئی راہ نہیں۔اور اگر فضل احمد نے نہ مانا تو میں فی الفور اس کو عاق کر دونگا۔اور پھر وہ میری وراثت سے ایک دانہ نہیں پا سکتا۔اور اگر آپ اس وقت اپنے بھائی کو سمجھا لو تو آپ کے لئے بہتر ہوگا۔

مجھے افسوس ہے کہ میں نے عزت بی بی کی بہتری کے لئے ہر طرح سے کوشش کرنا چاہا تھا اور میری

کوشش سے سب نیک بات ہو جاتی مگر آدمی پر تقدیر غالب ہے۔ یاد رہے کہ میں نے کوئی کچی بات نہیں لکھی۔ مجھے قسم ہے اللہ تعالی کی کہ میں ایسا ہی کرونگا۔ اور خدا تعالی میرے ساتھ ہے۔ جس دن نکاح ہوگا اس دن عزت بی بی کا نکاح باقی نہیں رہے گا۔ راقم مرزا غلام احمد از لودیانہ ۴ مئی ۱۸۹۱ء

(مرزا غلام احمد نے ایک خط اپنی بہو عزت بی بی زوجہ مرزا فضل احمد سے اس کی والدہ کے نام بایں الفاظ لکھوایا:)

اس وقت میری بربادی اور تباہی کی طرف خیال کرو۔ مرزا صاحب کسی طرح مجھ سے فرق نہیں کرتے اگر تم اپنے بھائی، میرے ماموں کو، سمجھاؤ تو سمجھا سکتی ہو۔ اگر نہیں تو پھر طلاق ہوگی اور ہزار طرح کی رسوائی ہوگی۔ اگر منظور نہیں تو خیر جلدی مجھے اس جگہ سے لے جاؤ۔ پھر میرا اس جگہ ٹھہرنا مناسب نہیں۔

(نوٹ از مرزا صاحب قادیانی) جیسا کہ عزت بی بی نے تاکید سے کہا ہے اگر نکاح رک نہیں سکتا، پھر بلاتوقف عزت بی بی کے لئے کوئی قادیان سے آدمی بھیج دو تاکہ اس کو (لدھیانہ سے) لے جائے۔

مرزا قادیانی کے خطوط اوران کے مضامین کی تصدیق سے متعلق خطوط

درج بالا قادیانی خطوط کے مضامین کی تصدیق کے لئے قاضی فضل احمد لدھیانوی نے مرزا صاحب کے رشتہ داروں کے خطوط نقل کئے ہیں جو درج ذیل ہیں:

بندہ مسکین محمد حسین عفی عنہ راہون۔ ۴۔ اگست ۱۸۹۸ء

نحمدہ و نصلی۔ حضور من السلام علیکم۔ ورود اعزاز نامہ سے مشرف وممتاز فرمایا۔ اب اصل ماجرا عرض کرتا ہوں۔ جس روز بندہ نے حضور کی خدمت میں خط لکھا اس سے اگلے روز قادیان سے میرے حضرت کا فرمان فیض بنیان معہ ایک نقل بیعنامہ رجسٹری شدہ کے شرف صدور لایا جو بجنسہ ارسال حضور ہے۔

۲۔ قادیانی نے اپنی جائیداد جدی میں سے ایک باغ اپنی منکوحہ کے نام رہن کر دیا ہے اور اس کے عوض اس سے زیور اور کرنسی نوٹ لئے ہیں۔ چار ہزار کا زیور اور ایک ہزار کے نوٹ۔ ہر ایک عقل

مند سوچ سکتا ہے کہ یہ کام اس مرزا نے فقط اس غرض سے کیا ہے تا کہ دوسرے لڑکے جو پہلی بیوی سے ہیں محروم ہو جائیں۔ بھلا خیال تو فرماویں کہ زیور اور نوٹ بیوی کہاں سے لائی۔ آیا وہ اس کے والدین کی کمائی ہیں؟

دوسری، بعد لکھنے بیع نامہ کے مرزا صاحب نے وہ زیور کیا کیا؟ بیوی ہی کو دے دیا ہو گا۔ یہ فقط ایک دھوکہ تھا۔ حضور پر پہلے بھی روشن ہے کہ مرزا صاحب کے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ کے گھر میں ہمارے حضرت مرزا شیر علی کی حقیقی پھوپھی تھی۔ اور علی ہذا القیاس مرزا غلام احمد کی بڑی بیوی بھی ہمارے حضرت کی حقیقی ہمشیرہ ہے جو عرصہ سے فوت ہو گئی ہے اور اس کے بطن سے دو بیٹے ہیں۔ بڑے کا نام سلطان احمد ہے جو ملتان کے ضلع میں تحصیل شجاع آباد میں تحصیلدار ہے اور چھوٹے کا نام فضل احمد ہے جو حضرت صاحب کا داماد ہے۔ مرزا غلام احمد کے ایک بھائی ان سے بڑے اور تھے جن کا نام غلام قادر تھا وہ بے اولاد تھے۔ انہوں نے سلطان احمد فرزند کلاں مرزا صاحب کو اپنا متبنی کر لیا۔ لہٰذا کل جائداد میں نصف مرزا غلام احمد اور نصف سلطان احمد حصہ دار ہوئے۔ اب فضل احمد چھوٹا بیٹا مرزا کی جائیداد کا حسب حصہ حق دار ہے کیونکہ مرزا کی دوسری بیوی سے جس کے نام باغ رہن کیا گیا ہے شاید دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ اب فضل احمد کو اس جدی حصہ سے محروم کرنے کے لئے مرزا صاحب نے یہ حیلہ کیا ہے کہ باغ بیوی کے نام رہن کر دیا۔ باقی جائیداد کا کوئی اور بندوبست کرے گا۔ خیر حضور کو یاد ہو گا کہ مرزا کے دونوں خط خود علی شیر اور ان کی بیوی کے نام ہیں۔ انہیں حضور نے پڑھا ہو گا: کہ اگر فضل احمد نے میرے کہنے سے اپنی منکوحہ دختر مرزا شیر علی کو طلاق نہ دیا تو وہ میری وراثت سے ایک دانہ نہیں پا سکتا۔

مرزا صاحب اسی امر میں ساعی رہے کہ میرے ہر دو بیٹے اور مرزا علی شیر اور ان کی زوجہ جو مرزا احمد بیگ کی ہمشیرہ تھیں اپنے بھائی سے لڑ بھڑ کر ناطہ پر راضی کریں تا کہ میرا الہام سچا ہو۔ مرزا صاحب علی شیر کی ہمشیرہ یعنی اپنی بڑی بیوی کو انہوں نے ناراض ہو کر الگ کر دیا ہوا تھا۔ کہ اس نے کچھ نمایاں کام نہ کیا وہ اپنے بیٹے سلطان احمد (کے ساتھ تھیں) چونکہ ان متعلقین نے مرزا صاحب کی

کچھ بھی مدد نہ کی لہذا ان سب کو الگ کر دیا اور کھانا پینا گفتگو بالکل ترک کر دیا۔ بلکہ یہ لوگ مرزا صاحب کی الہامی جورو کے نکاح میں شریک ہوئے..اوراس کومخبوط الحواس سمجھ کر جلدی اس امر میں کوشش کر کے اس کا نکاح موضع پٹی میں ایک لڑکے مسمی مرزا سلطان محمد سے کرا دیا۔ اور مرزا صاحب اپنے ایک خط میں فرما چکے ہیں کہ:اس نکاح کے شریک میرے دشمن ہونگے۔

افسوس مرزا کی عقل پر،الہامی بات اور بندوں پر مخالفت کے سبب غصہ

چہ دلاوراست دزدے کہ بکف چراغ دارد

خیر فضل احمد نے مرزا صاحب اپنے والد کی عدول حکمی کی کیونکہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دیا اسی لئے فضل احمد اور اور متعلقین سے قطع تعلق کر بیٹھے ہیں۔

لہذا بعد مفصل حال کے عرض ہے کہ نقل رہن نامہ رجسٹری شدہ ارسال حضور ہے اس کو بھی درج کتاب فرماویں۔حضرت صاحب نے یہ وثیقہ کی نقل حکم نامہ کے ساتھ بندہ کو بھیجی ہے اور بایں الفاظ لکھا ہے:وثیقہ کا کاغذ بھیجا جاتا ہے اس کی نقل کر کے اپنے پاس رکھ لو اور اصل کاغذ کورٹ انسپکٹر (قاضی فضل احمد) صاحب کی خدمت میں بغرض اندراج کتاب بھیج دو۔

باسمہ سبحانہ مخدوم مکرم بندہ حضرت مولانا صاحب السلام علیکم ..

آپ کا نوازش نامہ معہ دو کاپی کتاب کلمہ فضل رحمانی شرف صدور لایا اور مشکور فرمایا ۔

جناب من !مرزائی گروہ کی معلومات سے صاف پایا جاتا ہے کہ انکو اپنے پیغمبر کے حالات اندرونی معلوم نہیں اسی لئے دھوکہ میں کتنی بڑی موٹی بات سے انکار کر دیا لا حول ولا قوۃ الا با للہ۔

بندہ خدا اگر فضل احمد ان کا کوئی بیٹا نہ ہو،تو مجھے اس کے بیٹے بنانے کی خواہ نخواہ کچھ ضرورت ہے۔جو کچھ کہ خطوط مرزا قادیانی میں درج ہے اس میں ایک سرمو فرق نہیں۔میں بھی باشندہ اسی ضلع کا ہوں مجھے خود اس کا علم ہے کہ مرزا سلطان احمد فرزند کلاں مرزا صاحب اور بندہ ایک ہی ماہ ستمبر ۱۸۷۷ء میں محکمہ پولیس گورداسپور میں ملازم ہوئے تھے اور اکٹھے قواعد پریڈ کرتے رہے اور وہ

میرے نہایت دوست ہیں پھر محکمہ پولیس کو چھوڑ کر سول میں ملازم ہو گئے تھے۔ مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد دونوں حقیقی بھائی پہلی بیوی سے ہیں جس کو مرزا صاحب نے ناراض ہو کر الگ کر رکھا تھا۔ اب عرصہ دو ماہ سے ان کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مرزا فضل احمد، مرزا صاحب قادیانی کا فرزند دل بند ہے جس نے باوجود سخت دھمکا نے مرزا صاحب کے اور خوف دلانے محروم الارث کرنے کے اپنی بیوی کو جو مرزا شیر علی صاحب کی دختر ہے طلاق نہ دی جس کا نتیجہ مرزا صاحب نے حسب وعدہ خود یہ دکھلایا کہ ان کو محروم کرنے کے لئے اپنی جائیداد کو پانچ ہزار میں اپنی بیوی کے پاس رہن رکھ دیا جس کی نقل رجسٹری آپ کی خدمت میں بھیجی جا چکی ہے۔ زیادہ طویل تحریر سے کچھ فائدہ نہیں۔

اب میں دو خط مرزا محمد حسین ساکن راہوں ضلع جالندھر تلمیذ و مرید حضرت مرزا شیر علی سمدھی مرزا غلام احمد قادیانی آپ کی خدمت میں اس عریضہ کے ساتھ بھیجتا ہوں جس سے ایسی تسلی ہو جاوے گی کہ چون و چرا کرنے کی بھی نوبت نہ ہو گی۔ مجھے نہایت افسوس ہے اور ساتھ ہی تعجب ہے کہ مرزا صاحب اور مرزائی لوگوں کے دماغ میں ایسی ضد بھر گئی ہے کہ جب کسی کو مخالف دیکھتے ہیں تو اس کو بھی دھمکی ایک سال کی پیش گوئی اس کی موت کی بابت دیتے ہیں۔ اس بات کو میں اپنی کتاب میں بھی درج کر چکا ہوں کہ مرزا صاحب نے کبھی یہ دعا نہ کی کہ میرے مخالف بقول ان کے راستہ پر آ جائیں۔ جب غصہ میں آئے یہی پیش گوئی کی کہ وہ ۱۵ ماہ مرے گا، وہ ایک سال میں مرے گا۔ مزہ تب تھا کہ مرزا صاحب کی دعا سے لیکھ رام مسلمان ہوتا۔ پادری ہنری کلارک اسلام لاتا۔ ماسٹر مرلی دھر مسلمان ہوتے۔ عبداللہ آتھم ایمان قبول کرتے۔ مرزا امام الدین بیگ برادر کلاں مرزا برے نہ بنتے۔ مرزا صاحب کی اولاد بھی مرزا صاحب کو قبول کر لیتی قادیان کے لوگ بھی ایمان لے آتے۔ اتنی شوراشوری اور صرف ۳۱۳ مرید وہ بھی ڈھلمل یقین۔ مرزا صاحب کی الہامی جورو جس کا نکاح مرزا کے خدا نے آسمان پر کیا تھا، مرزا کے دیکھتے دیکھتے اور ان کے خدا کی موجودگی میں دوسرے شخص مرزا سلطان محمد ساکن پٹی علاقہ لاہور کے گھر میں آباد شاد اور صاحب اولاد نہ ہوتی۔ افسوس۔

میں نے اپنی کتاب میں مرزا صاحب کو کافر، کذاب، مخالف بزرگان اسلام، مسلمانوں کا دشمن، عبدالدینار وغیرہ وغیرہ خارج از اسلام لکھ دیا ہے۔ میری کتاب کا پچھلا حصہ جس میں توہینات انبیاء، دعوی نبوت عقاید اعمال مرزا صاحب کے درج ہیں، صاف ثابت کر دیا ہے کہ مرزا صاحب بموجب اقوال خود کافر اور نائب دجال وغیرہ ہیں اور یہی میرا عقیدہ ہے اور ویسا ہی مرزا صاحب کو جانتا ہوں۔ ان کا دعوی مسیح موعود اور مہدی مسعود اور مجدد وغیرہ کا بالکل لغو اور جھوٹ ہے۔ پس جو مرزائی اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ فضل احمد مرزا صاحب کا کوئی بیٹا نہیں، وہ مرزا صاحب سے اس بات کا انکار لکھوا دے یا مرزا صاحب خود ان خطوط کا انکار کر کے اشتہار دیں کہ یہ خطوط جھوٹے اور جعلی ہیں اور پھر اپنی موت کے بارہ میں ایک سال یا جتنا مناسب سمجھیں، اقرار شائع کریں اگر وہ سچے ہیں، مگر وہ ہرگز ایسا نہیں کر سکتے۔ آپ کی ان خطوط سے جو میں بھیجتا ہوں اور بھی تسلی ہووے گی اور مرزا صاحب اور مرزائی بخوبی نادم ہوں گے۔

مرزائی لوگوں کو شرم آنی چاہیے، میں نے اپنا عقیدہ لکھ دیا ہے اور جو کتاب میں بدلائل لکھا ہے۔ مرزا صاحب یا ان کے حوارین ایک دفعہ نہیں، بیس دفعہ پیش گوئی کرتے پھریں اور میعاد بھی لگا لیں، بندہ ان گیدڑ بھبکیوں سے نہیں ڈرتا۔ مرزا صاحب اپنی پیش گوئیوں سے عبداللہ آتھم کو تو مار چکے۔ اپنی الہامی جورو کے خاوند کو مار چکے۔ مرزا امام الدین کو مار چکے۔ پادریوں، آریوں کو مار چکے۔ اگر مرزا صاحب ایسا کر چکے ہیں، تو سچے ہیں ورنہ وہ ہی کذاب۔ جب یہ حالت ہے تو مسلمانوں کو موت کی پیش گوئی کی دھمکی دینا ہیچ ہے۔ پہلے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو ہی مارا ہوتا۔ یا مولوی عبدالحق امرتسری کو فنا کیا ہوتا۔ کیا شرم کی بات ہے، خدا کا خوف کرنا چاہیے۔

مخلص من! مرزائیوں کی ایسی ویسی باتوں پر امید ہے کہ آپ بالکل خیال نہ فرمائیں گے نہ فرمایا ہے۔ میں انشاء اللہ کبھی کوئی بات بلا تحقیق درج نہیں کرتا نہ کرونگا اور نہ کی ہے۔ مجھے مرزا صاحب سے کوئی عداوت نہیں ہے، سوائے اس کے کہ انہوں نے تمام جہان کے بزرگوں، مولویوں اور انبیاؤں کو گالیاں دے کر عام مسلمانوں کا دل دکھایا ہے۔ آپ جانتے ہی ہیں میں ملازم سرکار ہوں، مجھے

کسی سے لڑائی جھگڑا کرنا کیا ضرور۔ بھائی مسلمانوں کی خیر خواہی اور اسلام کی حفاظت کی غرض سے کتاب لکھ دی ہے خدا جس کو ہدایت دیوے تمام دنیا ایک طرف مرزا صاحب ایک طرف ....

نیاز مند فضل احمد عفی عنہ از لودہانہ ۱۱ ستمبر ۱۸۹۸ء

از بندہ مسکین محمد حسین راہون ۳۱۔مئی ۱۸۹۸ء

جناب من السلام علیکم: افتخار نامہ فیض شمامہ بدر کی طرح شرف ورود لایا۔ بندہ کے دل و جان کو سرفرازی سے سراپا روشن فرمایا۔ شافی مطلق جل شانہ بحرمت رسول مقبول ﷺ آنحضور کو صحت کلی عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین

۱۔ حضرت مرشد مرزا صاحب علی شیر دام فیوضہ قادیان ہی کے باشندے ہیں اور مرزا قادیانی کے ماموں زاد بھائی ہیں۔ مرزا غلام مرتضی کے گھر میں ان کی حقیقی پھوپھی تھیں۔ غلام احمد کی پہلی بیوی میرے حضرت کی حقیقی ہمشیرہ ہیں جن کے بطن سے دو فرزند بڑا سلطان احمد اور چھوٹا فضل احمد ہے۔ اول الذکر تحصیل شجاع آباد ضع ملتان میں تحصیل دار ہے اور فضل احمد کو مرزا صاحب علی شیر کی بیٹی بیاہی ہوئی ہے۔ گو مرزا قادیانی نے اپنے بیٹے فضل احمد کو ہر طرح چاپلوسی کی اور جائداد سے بے تعلق کر دینے کی دھمکی بھی دی مگر اس نے ہرگز طلاق دینا منظور نہ کیا۔ اور وہ اپنے باپ کا سخت مخالف ہے اور اپنی بیوی سے ہر طرح راضی وخوشی ہے۔ بڑا بیٹا بھی مخالف ہے مرزا سے۔ ہاں مرزا صاحب نے اپنی بڑی بیوی ان دونوں کی والدہ کو اپنے سے علیحدہ کر دیا ہے اور مرزا صاحب علی شیر اپنے بھائی کے ہاں قادیان ہی میں رہتی ہے۔ مرزا غلام احمد اور ہمارے حضرت کے مکان میں صرف ایک دیوار ہی ہے، بندہ خود قادیان جا کر دیکھ آیا ہے۔ ایک طرف وہ رہتے ہیں ایک طرف وہ ۔اور حضرت صاحب مرزا علی شیر کی ہمشیرہ کا نان نفقہ (سلطان محمد کرتا ہے؟)

۲۔ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی ہمشیرہ ہمارے حضرت کے نکاح میں تھی جو کئی سال سے انتقال کر گئیں۔ جن کی بیٹی کے بارے میں مرزا کا الہام ہے۔

۳۔شاید حضور نے ایک شخص خا کی شاہ باشندہ راہون کا ملاحظہ فرمایا ہوگا جو مرزا غلام احمد کے معتقد اور مرزا صاحب کے خلیفہ حکیم نورالدین صاحب کے قدم بقدم چلنے والا ہے۔وہ چند مہینے ہوئے راہوں میں آیا اور اس نے مرزا صاحب کے مسیح موعود اور مہدی مسعود ہونیکی بابت بڑی وعظ کی اور آ کر شہر والوں کے اعتقاد میں فرق ڈالا۔اس شخص کو بندہ نے مرزا کا سارا حال سنایا کہ مرزا کے دستخطی خطوط میرے حضرت کے پاس ہیں اور ہم تو اس کو بڑا امکار اور کذاب جانتے ہیں۔بندہ نے حضرت کی خدمت میں نیاز نامہ بطلب خطوط لکھا چونکہ حضرت عرصہ ڈیڑھ سال سے راہوں میں تشریف نہیں لائے تھے بندہ کی عرض پر مع ہر سہ خطوط تشریف لائے۔خا کی شاہ پہلے ہی چلتا ہوا۔راہوں میں یہ ہر سہ خطوط سب رؤساء کو دکھائے گئے جس سے مرزا کا مکروفریب اظہر من الشّمس ہو گیا، جب حضور کا فرمان طلبی ہر سہ خطوط کا صادر ہوا تھا اور معرفت چچا صاحب نظام الدین بندہ کو ملا تھا اس وقت میرے حضرت رڑ کی مغلاں میں جو راہون سے چھ کوس کے فاصلہ پر تشریف لے گئے تھے۔آپ کے فرمان کو پڑھ کر بندہ خود جا کر ہر سہ خطوط بڑے اصرار سے لایا تھا۔وہ فرماتے تھے کہ کہیں گم نہ ہو جائیں۔آج کل وہی خا کی شاہ قادیان میں ہے۔حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ خط جلدی راہوں سے میرے پاس روانہ کردو،اس لئے بندہ نے حضور کی خدمت بابرکت میں عریضہ طلبی خطوط کا لکھا تھا۔شاید آنحضرت نے اسی خا کی شاہ کو دکھلانے ہوں گے۔آپ بلا اشتباہ ان خطوط کو مشتہر فرما دیں۔بندہ حضور کو یقین دلاتا ہے کہ حضرت مرزا علی شیر صاحب ہرگز اس پائے کے آدمی نہیں کہ حق کی مخالفت کریں۔حضرت حاجی محمود جالندھری نقشبندی کے خلیفہ ہیں اور اس وقت ان کی نظیر کا درویش باخدا کم ہوگا۔شائد حضور نے بھی جالندھر پولیس میں آنحضرت کی زیارت کی ہوگی۔جس وقت خط میں رڑ کی سے لینے گیا تھا تو انہوں نے اس وقت بھی مجھے تاکیداً فرمایا تھا کہ دیکھنا کہیں گم نہ ہو جائیں اور لدھیانہ سے واپس آنے کے بعد رجسٹری کرا کر ہمارے پاس بھیج دینا۔بندہ نے عرض کی کہ بہت خوب۔

۴۔ لہذا اب اخیری عرض یہ ہے کہ ہر سہ خطوط یا تو بسبیل ڈاک یا کسی خاص معتبر کے ہاتھ لفافے

میں بند کر کے روانہ فرماویں۔اور کسی طرح کا شک وشبہ اپنے خیال مبارک میں نہ لاویں۔ بندہ نے مفصل سب حال عرض کر دیا ہے۔اب بندہ کو بھی انشاء اللہ امید ہے کہ حضور کے کل شبہات دور ہو جاویں گے۔

از بندہ مسکین مرزا محمد حسین عفی عنہ۔ جامع فضائل وکمالات روحانی وایمانی مولانا مولوی صاحب وعلیکم السلام: اشتہارات مرسلہ آنحضور معہ اعزاز نامہ پہنچے۔

حضور نے اپنے اخلاق بزرگانہ وطبع کریمانہ سے اس قدر اس عاجز کو ممنون احسان فرمایا ہے جس کا بیان مالا کلام ہے. البتہ اللہ تعالی اس کے عوض میں اپنی رحمت کاملہ سے آنحضور پر رحمت فرماوے اور اپنی درگاہ عالیہ سے حضور کو اپنے خاصوں کے زمرہ میں منسلک فرماوے۔آمین۔ بحرمت سید عالم سرور بنی آدم ﷺ ،حضور کے اشفاق نامہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرزائیاں بھائی صاحب فضل احمد کو مرزا غلام احمد کا بیٹا ہونے سے انکار کرتے ہیں اور دختر مرشدنا حضرت مرزا علی شیر صاحب منکوحہ اخویم مرزا فضل احمد کو مرزا صاحب کی بہو ہونے سے بھی منکر ہیں۔ یہ انکار ان حضرات کی لاعلمی پر دال ہے۔ یہ احقر بھی حضور ہی کا فقرہ لکھتا ہے کہ افسوس ہے کہ مرزائیوں کو اپنے پیغمبر کے گھر کا حال بھی معلوم نہیں۔ بندہ نے جو کچھ پہلے عریضوں میں حالات عرض کئے ہیں بوجہ ہم قوم ہونے کے یہ جس طرح معلوم ہیں اس میں ہرگز کچھ بھی غلطی نہیں ہے جو صاحب اس کو غلط کہیں انہیں ان معاملات سے بے خبری ہے۔کسی اور مرزا صاحب کے رشتہ دار سے اگر یہ امر دریافت کیا جاوے تو وہ بھی اسی طرح بیان کریں گے۔مرزا صاحب خود بھی فضل احمد کے بیٹا ہونے سے انکار نہیں کر سکتے اگر چہ نکاح میں کوشش نہ کرنے کی وجہ سے اس سے ناراض ہیں۔مرزا صاحب سے ان کے معتقدین دریافت کر لیویں۔

مرزا سلطان احمد وفضل احمد کی والدہ یا دوسرے الفاظ میں ہمارے حضرت صاحب کی حقیقی ہمشیرہ کو مرزا صاحب نے طلاق تو نہیں دی مگر ان کو جب سے ان کی الہامی زوجہ کا نکاح سلطان محمد

سکنہ پٹی سے ہوا، الگ کر چھوڑا تھا۔ کسی قسم کا تعلق خرچ وغیرہ کا نہیں رکھا تھا۔ مرزا سلطان احمد اپنے بیٹے کے مکان میں ان کی والدہ شریفہ آ گئی تھیں۔ بالکل آمد و رفت کلام باہمی بند رہی حتی کہ چند ماہ کا عرصہ ہوا اس مرحومہ نے اس جہان سے رحلت کی۔ بندہ قادیان جا کر اخیر جنوری ۱۸۹۳ء میں یہ امر بچشم خود دیکھ آیا تھا اور وفات تک وہ اسی طرح گذر گئیں۔ کسی طرح سے مرزا صاحب نے ان سے صفائی نہیں کی بلکہ مجھے کامل امید ہے کہ ان کی تجہیز و تکفین میں بھی مرزا صاحب شریک نہیں ہوں گے کیونکہ اسی نکاح سے سب رشتہ داروں سے موصوف نے قطع تعلق کر دیا ہے ادھر مرزا صاحب حضرت خواجہ محمد علی شیر سے اور ادھر مرزا نظام الدین و کمال الدین سے (مرزا امام الدین پیر خاکروباں کے بھائی ہیں) رشتہ ناطہ مرگ شادی پر آمد و رفت بند ہے۔ جو کچھ میں نے لکھا ہے پوری واقفیت سے لکھا ہے اور یہ عین ٹھیک ہے اس سے زیادہ اور کیا عرض کروں۔ ایک بات بندہ پھر عرض کریگا وہ کیا کہ مرزا صاحب اپنی بڑی بیوی صاحبہ کے جنازہ پر تشریف لے گئے ہیں یا نہیں۔ اوپر کی سطروں میں بندہ نے اپنا قیاس ظاہر کیا ہے۔

دختر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے نکاح سے مرزا سلطان احمد صاحب تادم مرگ اپنی والدہ مرحومہ کے خرچ کے متکفل رہے اور مرزا صاحب نے انہیں کچھ مدد نہیں دی۔

دستاویز رہن

کتاب کلمہ فضل رحمانی کے صفحہ ۱۳۲ ۔ ۱۳۳ پر وہ دستاویز ہے جس کے ذریعہ مرزا صاحب قادیانی نے اپنی جائداد اپنی اہلیہ نصرت بیگم کے پاس رہن رکھا تھا۔ قاضی فضل احمد صاحب لکھتے ہیں:

جناب مرزا غلام احمد صاحب ساکن قادیان نے وارثوں کو ان کے حقوق غصب کرنے کی نیت سے کل جائداد اپنی بیوی نصرت جہان بیگم کے نام رجسٹری کر دی، جن کی نقل یہ ہے:

منکہ مرزا غلام احمد خلف مرزا غلام مرتضی مرحوم قوم مغل ساکن رئیس قادیان تحصیل بٹالہ کا ہوں..

برضا ورغبت خود بدرستی ہوش و ہواش خمسہ اپنی ..اراضی مذکورہ کو معہ درختاں مثمرہ وغیر مثمرہ موجودہ باغ واراضی زرعی ...ودیگر حقوق داخلی وخارجی متعلقہ محض بعوض پانچ ہزار روپئہ سکہ رائجہ نصف جن کے ۲۵۰۰ ہوتے ہیں بدست مسمات نصرت بیگم زوجہ خود رہن وگروی کر دی ہے اور روپئہ میں بتفصیل ذیل زیورات ونوٹ کرنسی نقد مرتہنہ سے لیا ہے۔...قرار یہ ہے کہ عرصہ تیس سال تک فک الرہن مرہونہ سے نہیں کراؤنگا بعد تیس سال مذکور کے ایک سال میں جب چاہوں زر رہن دوں تب فک الرہن کروالوں گا بعد انقضائے میعاد بالا یعنی ۳۱ سال کی بتیسویں سال میں مرہونہ بالا ان ہی روپئہ پر بیع بالوفا ہوجاوے گا اور مجھے دعوی ملکیت کا نہیں رہے گا...

بنابراں رہن نامہ لکھ دیا کہ سند ہو۔

المرقوم ۲۵ جون ۱۸۹۸ء بقلم قاضی فیض احمد ۱۹۴۹ء۔العبد مرزا غلام احمد بقلم خود۔

گواہ شد مقبلاں ولد حکیم کرم الدین صاحب بقلم خود۔

گواہ شد نبی بخش نمبردار بقلم خود بٹالہ حال وارد قادیان

اسکے بعد کلمہ فضل رحمانی کے صفحہ ۱۳۴ پر اس دستاویز پر محمد بخش قادری منیجر اخبار جعفر زٹلی لاہور کا تبصرہ ہے جو درج ذیل ہے:

اگر مرزا صاحب کو :اسپ وزن شمشیر وفادار کہ دید۔کی خبر ہوتی تو ہرگز اپنی عورت کے نام رجسٹری نہ کراتے۔مرزا صاحب نے خواہ کتنا ہی لطائف الحیل طمع دنیوی سے نصرت بیگم کو راضی کرنے کی کوشش کی۔جب مرزا کو کچھ روپئہ کی ضرورت آ بنی تو اس نے ایک چھلہ تک نہیں دیا کہ مرزا صاحب کے وقت بے وقت کام آتا، بلکہ اس نے زیورات کے عوض جناب سے تمام باغات زمین وغیرہ رہن وگرو کرالی اور رجسٹر کرالی۔کیا یہ سب باتیں اس کی اطاعت کی ہیں۔نہیں ہرگز نہیں اس نے ایسے شخص کافر بلکہ اکفر کا ذرا بھی اعتبار نہیں کیا۔پس جب گھر کا یہ حال ہو رہا ہے تو دوسروں پر کیا شکایت۔

اول ہم پوچھتے ہیں کہ مرزا صاحب نے جو زیور مالیتی پانچ ہزار روپئہ کے عوض باغات واراضی

وغیرہ اپنی بیوی نصرت جہاں بیگم کے پاس گرو، رہن رکھ کر رجسٹری کرادی ہے تو یہ زیورات آپ کی اہلیہ کے پاس آپ کے دیئے ہوئے تھے یانہیں؟ اگر آپ کے ہی تھے تو کیا آپ کو بوقت ضرورت اس سے عاریتا ...نہ تھا۔اگر تھا تو اس کے عوض اس قدر اراضی باغات کا یہ گرونامہ رجسٹری کرادینا دوسری بیوی سے فضل احمد و سلطان احمد صاحب کے حقوق کو زائل کر دینے کا منشا ظاہر نہیں کرتا۔... اس جہان سے گم ہوتے ہی ڈہائی منٹ میں یہ رجسٹری منسوخ ہو جاوے گی۔مرزا صاحب کیا خدا کا یہی حکم تھا کہ حقداروں کے حقوق چھین کر دوسروں کو دیئے جائیں۔

دوم آپ کو (کون سی ایسی؟) ضرورت تھی کہ آپ نے یہ کام بھی خلاف شرع کیا

سوم جبکہ آپ اس قدر مالدار ہیں،اور مثیل مسیح ہیں کس طرح سچا سمجھا جاوے

جب کہ خود مسیح جس کی مثیل آپ بنتے ہیں فرماتے ہیں:

پرندوں کے لئے تو بسیرا کرنے کے لئے جگہ ہے مگر ابن آدم (یعنی مسیح) کے لئے کوئی جگہ نہیں کہ وہ سر چھپا سکے۔

چہارم۔اگر آپ نصرت جہان بیگم سے زیورات مالیتی پانچ ہزار لے لیتے اوراس کے عوض باغات زمین وغیرہ نہ عائد ہوتو ہم کہتے ہیں کہ اپنے اس جھگڑے کو اپنی حین حیات مطابق شرع محمدی کیوں فیصل نہیں کیا۔

پنجم۔جو اراضی و باغات آپ نے نصرت بیگم کے پاس گروی رہن کر دی ہیں اس کی آمدنی وخرچ وغیرہ آپ کی تحویل میں رہے گا یانہیں۔اور آپ اس کام کی انجام دہی کے عوض کچھ ماہانہ لیا کریں گے یانہیں۔اگر لیں گے تو بیوی کے نوکر کہلائیں گے یانہیں،اگر نہیں تو کیوں نہیں۔

ششم۔اگر یہی خدمت کوئی دوسرا انجام دے تو آپ کی اجازت درکار ہے یانہیں۔اگر ہے تو کیوں؟

ہفتم۔باغ کے پھل وغیرہ کو آپ اپنی بیوی کی بلا اجازت حاصل کریں گے یانہیں۔اگر حاصل کریں گے تو کیوں؟

غرض کہ مرزا صاحب کورتی رتی پھل پھول بشرط اجازت لینی پڑے گی ورنہ حرام کھائیں گے۔
ملا محمد بخش قادری مینجر اخبار جعفر زٹلی لاہور

منکوحہ آسمانی دراشاعۃ السنہ جلد ۱۸

قاضی فضل احمد صاحب کی تحریر درکلمہ فضل رحمانی کے بعد منکوحہ آسمانی کی بابت ایک اہم تحریر حضرت شیخ الاسلام مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالویؒ کی ان کے اشاعۃ السنہ کی جلد ۱۸ میں نظر آتی ہے۔ شیخ الاسلام بٹالوی لکھتے ہیں:

مرزا صاحب نے اپنی کتاب انجام آتھم کے ساتھ ۶۴ صفحات کا ضمیمہ منسلک کیا ہے جس میں انہوں نے اکثر پچھلے دعاوی کا اعادہ کیا ہے کہ میں نے تین ہزار نشان آسمانی دکھائے ہیں۔ مثلاً

۱۔ میری پیش گوئی سے مرزا احمد بیگ مرا۔

۲۔ میری پیش گوئی سے اس کا داماد (آپ کی منکوحہ آسمانی کا شوہر ثانی) بھی مرجاتا، مگر وہ ڈر گیا تھا اس لئے بچ گیا۔ آئندہ وہ بھی مرجائے گا۔

۳۔ میری پیش گوئی کے مطابق عبداللہ آتھم مرا۔

۴۔ مجھے فروری ۱۸۸۶ء کو الہام ہوا تھا کہ خدا تین کو چار کرے گا۔ اس پیش گوئی کے مطابق میرے ہاں تین لڑکے محمود، بشیر اور شریف پیدا ہوئے ہیں۔ اب چوتھا ہوگا جو تین کو چار کرے گا۔ اور اس سے وہ پیش گوئی پوری ہوگی۔

۵۔ مجھے الہام ہوا تھا یا احمد فاضت الرحمة من شفيتك (اے احمد فصاحت اور بلاغت کے چشمے تیرے لبوں پر جاری کئے گئے ہیں)۔ اس پیشگوئی والہام کے مطابق میں نے کئی عربی کتابیں تصنیف کی ہیں جن کا مقابلہ کوئی مولوی نہیں کرسکتا۔

۶۔ مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ تو مشہور ہو جائے گا اور لوگ دور سے تیرے پاس آئیں گے۔ اس پیش

گوئی کے مطابق ساٹھ ہزار اشخاص سے زیادہ میرے پاس آئے ہیں اور آٹھ ہزار سے کچھ زیادہ مرید ہو گئے ہیں۔

ایسی ہی اور پرانی لن ترانیاں آپ نے ہانکی ہیں، اور دو نئی ہانکی ہیں:

۱۔ سکھوں کو دعوت اسلام کی غرض سے میں نے ایک کتاب ست بچن لکھی ہے، جس سے سولہ لاکھ سکھوں کی ہدایت کی امید ہے۔

۲۔ جلسہ اعظم مذاہب میں اپنے مضمون کے غالب رہنے کی میں نے پیش گوئی کی تھی جو پوری ہوئی۔ سب سے بڑھ کر میرا ہی مضمون لوگوں کو پسند آیا۔ حتیٰ کہ شیخ محمد حسین بٹالوی بھی اسروز طوعاً و کرہاً قائل ہو گئے کہ یہ تمام تاثیر خدا کی طرف سے تھی اور یہ مضمون اسلام کی فتح کا موجب ہوا۔

اور تیسری یہ حرکت (مرزا قادیانی نے) کی ہے کہ اس ضمیمہ کے صفحہ ۵ سے ۷ تک حضرت مسیح (علی نبینا و علیه السلام) کو دل کھول کر گالیاں دی ہیں کہ: وہ موٹی عقل کا آدمی تھا، جھوٹ بھی بولا کرتا تھا، لوگوں کو گالیاں دیا کرتا تھا، ان سے مار کھاتا تھا، اس کے حسب نسب میں یہ خلل تھا کہ اس کی تین دادیاں اور تین نانیاں زنا کار کسبیاں تھیں۔

جواباً شیخ الاسلام مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالویؒ فرماتے ہیں:

مرزا قادیانی کے پچھلے دعاوی اور پرانی لن ترانیوں کا جواب ہم دے چکے ہیں۔ جیسا کہ نمبر اول کا ہم نے اشاعۃ السنہ جلد ۱۵ میں صفحہ ۲۵ سے ۳۸ تک پچاسی سوال کے ضمن میں جواب دیا۔ اور جلد ۱۷ کے صفحہ ۳۸۲ میں اور جلد ۱۸ کے صفحہ ۶۲ وغیرہ میں بھی وہ جواب موجود ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مرزا احمد بیگ میعاد پیش گوئی کے مطابق فوت نہیں ہوا۔

نمبر ۲ کا جواب تفصیل کے ساتھ اشاعۃ السنہ جلد ۱۶ میں صفحہ ۱۸۱ سے ۱۸۶ تک دیا ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ وہ قادیانی کی پیش گوئی سے نہیں ڈرا۔ اور وہ محمدی بیگم کے ساتھ زندگی گذار رہا ہے اور اگر وہ واقعہ میں ڈر گیا ہے تو بھی وہ پیشگوئی جھوٹی ہو گئی ہے۔

نمبر ۳ کا جواب تفصیلی اشاعۃ السنہ جلد ۱۶ میں صفحہ ۵۴ سے ۱۱ تک اور جلد ۱۷ میں بصفحہ ۳۸ دیا ہے کہ وہ

پیشگوئی بھی جھوٹی نکلی ہے۔

نمبر۴ کا جواب اسی صفحہ میں دیا گیا ہے کہ یہ پیش گوئی ایسی جھوٹی ہوگئی ہے کہ آئندہ بھی اس کے سچا ہونے کا وقت نہیں رہا۔

نمبر۵ کا جواب نمبر۱۲ جلد۱۵، اشاعۃ السنہ میں مفصل دیا گیا ہے کہ قادیانی کی عربی، عربی نہیں۔اسی لئے کوئی عالم اس کی طرف التفات نہیں کرتا۔قادیانی کو عربی دانی کا دعوی ہے تو میدان میں نکلیں اور بالمشافہ جوہر دکھلاویں اور ہماری اس نکتہ چینی کا جواب دیں جو ہم نے ان کی عربی پر کی ہے۔

اس مقام میں اس جواب کی تائید میں کہا جاتا ہے کہ ساٹھ ہزار کی تعداد تو آپ (مرزا قادیانی) نے فتح الاسلام میں بتائی تھی جو۱۸۹۰ء میں شائع ہوئی تھی۔اور اب ۱۸۹۷ء میں بھی وہی تعداد بتائی ہے حالانکہ آپ کو روز افزوں ترقی مہمانوں کا دعوی ہے۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے اس تعداد کے بیان میں جھوٹ بولا ہے۔اپنے مریدوں کی تعداد کہیں آپ آٹھ ہزار بتاتے ہیں کہیں دس ہزار۔اوران کی فہرست آئینہ کمالات میں شائع کی تو اس میں صرف تین سو کے لگ بھگ نام درج کئے ہیں۔اور زیرنظر ضمیمہ میں صرف تین سو تیرہ ہی ذکر کئے ہیں یہ اختلاف بھی آپکے کذب پر دلیل ہے آپ کی نئی لن ترانیوں میں سے پہلی کا جواب یہ ہے کہ اس رسالہ ست بچن سے جو سکھوں کو ہدایت ہوگی، اس کا نمونہ آپ نے اشتہار (۱۵۔اپریل ۱۸۹۷ء) میں خوب دکھایا ہے کہ راج اندر سنگھ اڈیٹر خالصہ گزٹ نے اس رسالہ کو پڑھ کر آنحضرت ﷺ پر طعن کیا ہے۔اسی پر باقی ماندہ سکھوں کی ہدایت یابی کا قیاس ہوسکتا ہے۔ان گالیوں کا (جو سکھ دے رہے ہیں یا آئندہ دیں گے) ثواب آپ ہی کے نامہ اعمال میں داخل ہوگا کیونکہ آپ نے ان کے پیشوا (گورونانک) ہندو کو مسلمان کہہ دیا (جو مسلمان کو یہودی اور نصرانی کہنے کے برابر ہے) تو انہوں نے آنحضرت ﷺ کو برا کہا۔گویا آپ نے برا کہا۔

کسی مسلمان پر اس رسالہ کی ہدایت کا اثر ظاہر ہوگا تو یہی ہوگا کہ در پردہ تو وہ مسلمان کہلائے گا اور ظاہراً ہندوؤں کے سے کام کرے گا۔جیسے آپ کے باوا، اور ولی اور سکھوں کے گرونانک کرتے رہے کہ تمام عمر ہندوؤں میں رہے، ہندو کہلائے، علانیہ مسجدوں اور مسلمانوں کی مجالس میں نمازوں

اور جماعتوں میں شامل نہ ہوئے، علانیہ حج نہ کیا، روزہ نہ رکھا، زکوۃ نہ دی۔ اگر بقول آپ کے کچھ کیا تو خفیہ کیا (جس کی عہد سلاطین اسلام میں، جوان کا زمانہ تھا، کچھ ضرورت نہ تھی)۔معہذا وہ آپ کے نزدیک مسلمان اور ولی علیہ الرحمۃ کہلانے کے مستحق ہوئے تو اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوگا کہ جو شخص آپ کے اس رسالہ کو حق جان کر ان کو مسلمان مان لے، وہ ظاہر میں نماز روزہ چھوڑ کر مسلمانوں کی مجلسوں و مسجدوں سے علیحدہ ہوکر دھوتی باندھ کر، مالا ہاتھ میں لے کر مونچھیں بڑھا کر، سر پر کیس رکھا کر، واہ گرو، واہ گرو کہتا ہوا کسی بونگہ یا دھرم سالہ میں جا پڑیگا۔ اور پھر دل سے مسلمان کا مسلمان کہلائے گا۔

☆ دوسری لن ترانی کا جواب یہ ہے کہ کسی اہل علم مسلمان نے آپ کے مضمون کو پسند نہیں کیا، گو علوم دین سے جاہلوں صرف انگریزی اردو خواندوں نے اس کو پسند کیا ہو۔ اور خاکسار نہ تو آپ کے مضمون پڑھنے کے وقت یا اپنا مضمون سنانے کے سوا کسی اور وقت اس جلسہ میں گیا، اور نہ آپ کا مضمون سنا، اور نہ اس کی نسبت وہ کلمہ کہا جس کو آپ نے میری طرف منسوب کیا ہے۔

☆ تیسری حرکت حضرت مسیح کو دشنام دہی کی جو آپ سے اس ضمیمہ انجام آتھم میں ہوئی ہے، حکومت وسلطنت اسلام ہوتی تو ہم اس کا جواب آپ کو دیتے۔ اسی وقت آپ کا سر تلوار سے کاٹ کر آپ کو مردار کرتے ۔ سچے نبی کو گالیاں دینا مسلمانوں کے نزدیک ایسا کفر اور ارتداد ہے جس کا جواب بجز قتل اور کوئی نہیں ہے۔ مگر کیا کریں مجبور ہیں، سلطنت غیر اسلامی ہے۔ اسکے ماتحت رہ کر ہم اس فعل کے مجاز نہیں۔ اور سلطنت کو (جو عیسائی کہلاتی ہے) اس امر کی پرواہ نہیں ہے۔ رہے پادری، جو مذہب ہی کی خدمت وحمایت کے صدقہ وطفیل سے ٹکڑا کھاتے ہیں، وہ بھی اپنی تنخواہ سے کام رکھتے ہیں، حمیت وغیرت مذہب کو خیرباد کہہ چکے ہیں، اب آپ شوق سے جس قدر چاہیں حضرت مسیح کو یا کسی اور نبی کو گالیاں دیں، کوئی پوچھنے پکڑنے والا نہیں۔ (اشاعۃ السنہ۔جلد ۱۸۔ص ۹۰ تا ۹۵)

شیخ الاسلام مولانا بٹالویؒ فرماتے ہیں ان پیشگوئیوں پر بحث کرنے سے تو یہ لوگ جان چھوڑاتے ہیں مگر موقعہ لاف زنی پر انہیں پیش کرتے ہیں اور اتنا نہیں سوچتے کہ ہمارے مخالف تو ان کا دروغ

ہونا ثابت کر چکے ہیں۔ہم ان دلائل کا جواب تو کچھ نہیں دیتے پھر ان پیشگوئیوں کو زبان یا قلم پر کیو ں لاتے ہیں۔الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے، کے مصداق پیشگوئیوں کے منکروں اور مخالفوں کو شرماتے اور ان پر جھنجھلاتے اور یہ فرماتے ہیں۔ چنانچہ محمد احسن امروہی قادیانی نے صیانۃ الناس کے صفحہ ۲۰۔۲۱ میں لکھا ہے کہ

آتھم اور سلطان محمد کے متعلق پیشگوئیوں کے صدق کی نسبت واضح طور پر علی منہاج النبوّت و علی منہاج المسلمین صدہا اشتہارات اور متعدد رسائل میں بہ حجت و برہان بیان کیا گیا مگر آپ مرغے کی ایک ٹانگ کہے جاتے ہیں۔ان دونوں پیشگوئیوں میں وہی تاویل کی جاتی ہے جو علی منہاج النبوۃ ہے یعنی و یعلّمك من تاویل الاحادیث ۔

☆ شیخ الاسلام مولانا بٹالوی فرماتے ہیں کہ سلطان محمد کی موت کی جو تاویل کی جاتی ہے وہ تاویل الاحادیث حضرت یوسف کی نظیر ہو تو وہ مرزا کے مقابلہ میں ہتھیار ڈال دیں گے اور قلم توڑ دیں گے۔ جو صدہا اشتہار اور متعدد رسائل قادیانیوں کی طرف سے شائع ہوئے ہیں ان میں وہ تاویل مجھے نظر نہیں آئی، آپ میدان میں اتریں اور سے ثابت کریں کہ وہ تاویل، تاویل الاحادیث یوسفی کی نظیر ہے۔مباحثہ سے اگر قسم کھالی ہے یا الہام میں اس کی ممانعت آچکی ہے تو آپکے پیر و مرشد کیلئے ہے، نہ کہ آپ (محمد احسن) کیلئے۔بس آپ دیر نہ کریں غریب خانہ پر تشریف لاویں اور جتنا عرصہ گفتگو رہے، یہیں رہیں اور یہیں دونوں وقت ماحضر تناول فرماویں۔گفتگو کے وقت صرف یہ خاکسار ہوگا اور آپ۔اور جانبین کے بیان کو قلم بند کیا جائے گا۔اگر میدان آپ کے ہاتھ میں رہا تو اس کا نتیجہ او پر تسلیم کیا گیا ہے، اور اگر آپ سے ثابت نہ ہوسکا کہ یہ تاویل، تاویل الاحادیث یوسفی کی نظیر ہے تو آپ کو مرزا کا اتباع چھوڑنا پڑے گا، یا اپنے بے علم ہونے کا اقرار کرنا پڑے گا۔(اشاعۃ السنہ جلد ۱۸)

منکوحہ آسمانی در الہامات مرزا

شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ کی تحریر دراشاعۃ السنہ جلد ۱۸ کے بعد منکوحہ آسمانی کی بابت جو اہم تحریر ہمارے سامنے ہے، وہ شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ کی رقم فرمودہ ہے، اور ان کے رسالے الہامات مرزا میں شامل ہے۔

الہامات مرزا بار اول ۱۹۰۱ء میں طبع ہوئی۔ ۱۹۰۴ء میں اس کا تیسرا اڈیشن اضافات کے ساتھ طبع ہوا۔ اور ۱۹۲۸ء میں اس کا چھٹا اڈیشن طبع ہوا جس میں مرزا غلام احمد قادیانی کے خلیفہ اول حکیم نورالدین بھیروی کی زیرنگرانی لکھی جانے والی قادیانی کتاب آئینہ حق کا جواب بھی ہے، جو مرزا قادیانی کی موت کے بعد لکھا گیا تھا، اس لئے اس کے مضامین میں ان عبارتوں کا شناخت کرنا ذرا مشکل ہے جو بار اول کے طبع میں شامل تھیں، یا جو بار دوم طبع کے موقع پر اضافہ ہوئی تھی، یا جو بار سوم کے طبع میں اضافہ شدہ ہیں، یا جو بار ششم کے طبع میں اضافہ شدہ ہیں۔ تاہم ایسی عبارات جن میں مرزا قادیانی کی موت واقع ہو چکنے کی بات ہوگی انہیں چوتھے، پانچویں یا چھٹے طبع کا اضافہ سمجھنا چاہیے، اور جن میں مرزا صاحب کی حقیقۃ الوحی کے اقتباسات ہوں گے انہیں طبع سوم کے بعد کے اضافات سمجھنا چاہیے۔ ہمارے پاس طبع سوم اور طبع ششم کے نسخے ہیں اور درج ذیل بیان انہی دونوں کو اکٹھا کر کے تیار کیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔ شیخ الاسلام مولانا امرتسریؒ فرماتے ہیں:

پیش گوئی متعلق سلطان محمد

محمدی بیگم سے نکاح سے متعلق پیش گوئی کو مرزا جی نے خاص مسلمانوں کے حق میں بتلایا ہوا ہے اس لئے ہمارا بھی حق ہے کہ ہم بھی جی کھول کر سعی کریں اور تحقیق کر کے بال کی کھال اتاریں۔ گو اور پیش گوئیوں میں بھی مرزا جی زور لگایا کرتے ہیں مگر اس پیش گوئی کے متعلق جو کچھ مرزا جی نے مساعی جمیلہ خرچ کئے ہیں ان کا ذکر نہ کرنا غالباً ناشکری ہوگی۔

اس پیش گوئی میں محمدی بیگم سے نکاح والا حصہ دراصل مقصود اصلی ہے اور مرزا سلطان محمد سے متعلق حصہ اس کی تمہید اور دراصل دفع مانع ہے ۔کیونکہ آسمانی نکاح کا بہت مانع سلطان محمد ہوا اور اخیر تک رہا۔اس لئے بلحاظ اصول فطرت مانع کے اٹھانے پر توجہ کا ہونا ضروری تھا۔ چنانچہ مرزا صاحب کی توجہ اس مانع کی طرف ایسی ہوئی کہ اس بے چارے دلہا کو اپنی غضب آمیز نگاہ کا شکار بنایا ۔یہ اس کی قسمت تھی کہ بچ کر نکل گیا۔

اس پیش گوئی سے متعلق جو اشتہار ہے، ہم پہلے اسے نقل کرتے ہیں ۔زاں بعد مرزا جی کی مساعی جمیلہ بتائیں گے۔ وھو ہذا

ایک پیش گوئی پیش قبل از وقوع کا اشتہار

پیش گوئی کا جب انجام ہویدا ہو گا
قدرت حق کا عجب ایک تماشا ہو گا
جھوٹ اور سچ میں جو ہے فرق وہ پیدا ہو گا
کوئی پا جائے گا عزت کوئی رسوا ہو گا

اب یہ جاننا چاہیے کہ جس خط کو ۱۰ مئی ۱۸۸۸ء کے نور افشاں میں فریق مخالف نے چھپوایا ہے وہ خط محض ربانی اشارہ سے لکھا گیا تھا۔ایک مدت دراز سے بعض سرگروہ اور قریبی رشتہ دار مکتوب الیہ کے جن کی حقیقی ہمشیرہ زادہ کی نسبت درخواست کی گئی تھی نشان آسمانی کے طالب تھے اور طریقہ اسلام سے انحراف اور عناد رکھتے تھے۔ چنانچہ اگست ۱۸۸۵ء میں جو چشمہ نور امرتسر میں ان کی طرف سے اشتہار چھپا تھا، یہ درخواست ان کی اس اشتہار میں مندرج ہے۔ان کو نہ محض مجھ سے بلکہ خدا اور رسول سے بھی دشمنی ہے۔اور والد اس دختر کا بباعث تعلق قرابت ان لوگوں کی رضا جوئی میں محو اور ان کے نقش قدم پر دل و جان سے فدا اور اپنے اختیارات سے قاصر و عاجز بلکہ انہیں کا فرمانبردار ہو رہا ہے۔اور اپنی لڑکیاں انہیں کی لڑکیاں خیال کرتا ہے اور وہ بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں اور ہر

باب میں اس کے مدار الہام اور بطور نفس ناطقہ کے اس کے لئے ہو رہے ہیں تب ہی تو نقارہ بجا کر اس کی لڑکی کے بارہ میں آپ ہی شہرت دے دی یہاں تک کہ عیسائیوں کے اخباروں کو اس قصہ سے بھر دیا۔ آفریں بریں عقل و دانش۔ ماموں ہونے کا خوب ہی حق ادا کیا۔ ماموں ہوں تو ایسے ہی ہوں ۔غرض یہ لوگ مجھ کو میرے دعوی الہام میں مکار اور دروغ گو خیال کرتے ہیں اور اسلام اور قرآن پر طرح طرح کے اعتراضات کرتے تھے اور مجھ سے کوئی نشان آسمانی مانگتے تھے تو اس وجہ سے کئی دفعہ ان کے لئے دعا بھی کی گئی تھی۔ سو وہ دعا قبول ہو کر خدا تعالی نے یہ تقریب قائم کی کہ والد اس دختر کا ایک اپنے ضروری کام کیلئے ہماری طرف ملتجی ہوا تفصیل اس کی یہ ہے کہ نامبردہ کی ایک ہمشیرہ ہمارے ایک چچا زاد بھائی غلام حسین نام کو بیاہی گئی تھی۔ غلام حسین عرصہ پچیس سال سے کہیں چلا گیا اور مفقود الخبر ہے۔ اس کی زمین جس کا حق ہمیں پہنچتا ہے نامبردہ کی ہمشیرہ کے نام کاغذات سرکاری میں درج کرادی گئی تھی۔ اب حال کے بندوبست میں جو ضلع گرداسپور میں جاری ہے نامبردہ یعنی ہمارے خط کے مکتوب الیہ نے اپنی ہمشیرہ کی اجازت سے یہ چاہا کہ وہ زمین جو چار یا پانچ ہزار روپیہ قیمت کی ہے اپنے بیٹے محمد بیگ کے نام بطور ہبہ منتقل کرادیں۔ چنانچہ ان کی ہمشیرہ کی طرف سے یہ ہبہ نامہ لکھا تھا چونکہ وہ ہبہ نامہ بجز ہماری رضا مندی کے بے کار تھا اس لئے مکتوب الیہ نے بتمام تر عجز و انکسار ہماری طرف رجوع کیا، تاہم اس ہبہ پر راضی ہو کر اس ہبہ نامہ پر دستخط کر دیں اور قریب تھا کہ دستخط کر دیتے لیکن یہ خیال آیا کہ جیسا کہ ایک مدت سے بڑے بڑے کاموں میں ہماری عادت ہے جناب الہی میں استخارہ کر لینا چاہیے۔ سو یہی جواب مکتوب الیہ کو دیا گیا، پھر مکتوب الیہ کے متواتر اصرار سے استخارہ کیا گیا۔ وہ استخارہ کیا تھا گویا آسمانی نشان کی درخواست کا وقت آ پہنچا تھا جس کو خدائے تعالی نے اس پیرایہ میں ظاہر کر دیا۔

اس خدائے قادر و حکیم مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص کی دختر کلاں کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کر اور ان کو کہہ دے کہ تمام سلوک و مروت اسی شرط سے کیا جاوے گا اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا اور ان تمام رحمتوں اور برکتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں درج ہیں۔ لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا۔ اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا اور ان کے گھر پر تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑیگی اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کیلئے کئی کراہیت اور غم کے امر پیش آئینگے۔

پھر ان دنوں میں جو زیادہ تصریح اور تفصیل کے لئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالی نے جو مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لاوے گا اور بے دینوں کو مسلمان بناوے گا۔ اور گمراہوں میں ہدایت پھیلاوٴنگا چنانچہ عربی الہام اس بارہ میں یہ ہے

کذبوا بآیاتنا و کانوا بها یستهزؤن ۔ فسیکفیکهم اللّٰه و یردها الیك ۔ لا تبدیل لکلمات اللّٰه ۔ انّ ربك فعّال لما یرید ۔ انت معی و انا معك۔ عسی ان یبعثك ربك مقاماً محموداً

یعنی انہوں نے ہمارے نشانوں کو جھٹلایا اور وہ پہلے سے ہنسی کر رہے تھے سو خدا تعالی ان سب کے تدارک کے لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں تمہارا مددگار رہوگا اور انجام کار اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔ تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہی ہو جاتا ہے۔ تو میرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور عنقریب وہ مقام تجھے ملے گا جس میں تیری تعریف کی جائے گی۔ یعنی گو اول میں احمق اور نادان لوگ بدباطنی اور بدظنی سے بدگوئی کرتے ہیں اور نالائق باتیں منہ پر لاتے ہیں لیکن آخرکار خدا تعالی کی مدد دیکھ کر شرمندہ ہوں گے اور سچائی کے کھلنے سے چاروں طرف سے تعریف ہوگی۔

خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور۔ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ فرماتے ہیں کہ:

یہ اشتہار اپنا مضمون بتلانے میں بالکل واضح ولائح ہے کسی مزید توضیح یا تشریح کی حاجت نہیں رکھتا۔

صاف بتلا رہا ہے کہ تاریخ نکاح سے تین سال تک دونوں (احمد بیگ اور اسکا داماد) فوت ہو جائیں گے۔ البتہ تاریخ معلوم کرنے کے لئے کہ نکاح کب ہوا اور کب تک ان دونوں کی موت کی تاریخ ہے، مرزا جی کی ایک دوسری تحریر سے شہادت لینے کی ضرورت ہے۔

رسالہ شہادت القرآن (ص۹۷) میں مرزا جی خود ہی اس کی میعاد بتلاتے ہیں کہ ۲۱ ستمبر ۱۸۹۳ء سے قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئی تھی۔ چنانچہ لکھا ہے:

مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی نسبت پیش گوئی جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے جس کی میعاد آج کی تاریخ سے، جو اکیس ستمبر ۱۸۹۳ء ہے، قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئی ہے۔

پس بموجب اقرار مرزا جی ۱۲۔اگست ۱۸۹۴ء کو مرزا سلطان محمد داماد مرزا احمد بیگ کو دنیا میں رہنے کی اجازت نہ تھی۔ مگر افسوس کہ وہ مرزا کے سینہ پر مونگ دلتا ہوا آج (یکم اگست ۱۹۰۴ء بوقت طبع اڈیشن سوم، الہامات مرزا) تک زندہ ہے۔

مرزا صاحب قادیانی اپنی زندگی میں تو سلطان محمد کی موت کی بابت امیدیں دلاتے رہے یہاں تک کہ رسالہ ضمیمہ انجام آتھم میں اس پیش گوئی کے دو جزو بتا کر ایک جزو متعلق موت مرزا احمد بیگ والد مسماۃ کا پورا ہونا لکھ کر دوسرے جزو یعنی خاوند منکوحہ آسمانی کی بابت لکھتے ہیں:

یاد رکھو اس پیش گوئی کی دوسری جز (موت مرزا سلطان محمد) پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہرونگا۔ اے احمقو! یہ انسان کا افترا نہیں۔ یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں۔ یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے، وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔ وہی رب ذوالجلال جس کے ارادوں کو کوئی روک نہیں سکتا۔ (ضمیمہ انجام آتھم۔ص۵۴)

مرزا سلطان محمد کی زندگی کی وجہ سے جب چاروں طرف سے مرزا صاحب قادیانی پر اعتراضات ہوئے تو ان کا ایک ایسا صاف بیان شائع ہوا جس سے صاف بیان نہیں ہوسکتا۔ فرمایا:

میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ (سلطان محمد) کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرو۔ اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آجائے گی۔... جو بات خدا کے علم

میں ٹھہر چکی ہے کوئی اس کو روک نہیں سکتا۔(انجام آتھم حاشیہ۔ص ۳۱)

ناظرین اس سے زیادہ کون سا بیان واضح ہوسکتا ہے کہ خود صاحب الہام اقرار کرتا ہے کہ میری موت اگر اس (مرزا سلطان محمد) کی زندگی میں آئی تو میں جھوٹا سمجھا جاؤنگا۔

بس یہ اقرار مع پیش گوئی کے مرزا صاحب کی صداقت یا بطالت جانچنے کو کافی ہیں مگر ہمارے مرزائی دوست بھی کچھ ایسے پختہ کار ہیں کہ کوئی نہ کوئی عذر نکال ہی لیتے ہیں۔مثلاً مرزا سلطان محمد کا ایک خط شائع کرتے ہیں جس کا مضمون یہ ہے کہ میں مرزا صاحب قادیانی کو بزرگ جانتا ہوں۔ اس خط کو اس دعوی کی سند میں پیش کیا کرتے ہیں کہ سلطان محمد دل سے مرزا صاحب کا معتقد ہوگیا تھا اس لئے وہ نہ مرا۔

اس کے جواب میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ مرزا صاحب کے اپنے بیانات کے سامنے یہ تحریر کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ممکن ہے مخالف نے بطور استہزاء یا معمولی اخلاقی نرمی سے یہ فقرہ لکھ دیا ہو۔

ناظرین! آپ ذرا غور کیجئے کہ مرزا سلطان محمد تو اس لئے مرزا قادیانی کی زد میں آیا تھا کہ اس نے مرزا جی کی آسمانی منکوحہ سے نکاح کر لیا تھا۔اور نکاح کر کے پھر حسب منشاء مرزا جی چھوڑا بھی نہیں۔ یہ کیا حسن اعتقاد ہے کہ منکوحہ کو روک رکھا اور مانع بنا رہا۔جب جرم پر اصرار ہو،تو زبان سے عقیدت کا اظہار کیا فائدہ دے سکتا ہے؟

اس کے لئے اس کی اپنی ایک تحریر ہمارے پاس موجود ہے جس کی نقل یہ ہے:

جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جو میری موت کی پیش گوئی فرمائی تھی میں نے اس میں ان کی تصدیق کبھی نہیں کی۔ نہ میں اس کی پیش گوئی سے کبھی ڈرا۔میں ہمیشہ اور اب بھی اپنے بزرگان اسلام کا پیرو رہا ہوں۔سلطان محمد ساکن پٹی ۔۳ مارچ ۱۹۲۳ء

مرزا سلطان محمد صاحب کو خدا جزائے خیر دے۔کیسا شریفانہ کلام کیا،مختصر مضمون میں سب کچھ بھر دیا۔پیش گوئی سے نہیں ڈرا۔پیش گوئی کی تصدیق نہیں کی۔کیا ہی شریفانہ انداز میں سب کچھ کہہ دیا مگر بازاری لوگوں کی طرح بدکلامی نہیں کی۔

احمدی دوستو! مرزا سلطان محمد آج یکم مئی ۱۹۲۸ء (بوقت اڈیشن ششم الہامات مرزا) کو پٹی ضلع لاہور میں زندہ ہے، مزید تشفی کے لئے اس سے ملو اور مرزا صاحب آنجہانی کا ان کو پیغام پہنچاؤ کہ میرے مجنوں! تیرا کیا حال ہوا میرے بعد

مرزا صاحب قادیانی نے ایک دفعہ لکھا تھا:

اس پیش گوئی کے دو حصے تھے ایک احمد بیگ کی نسبت اور ایک اس کے داماد کی نسبت۔ اور پیش گوئی کے بعض الہامات جو پہلے سے شائع ہو چکے تھے کہ یہ شرط تھی توبہ اور خوف کے وقت موت میں تاخیر ڈال دی جائے گی۔ سو افسوس کہ احمد بیگ کو اس شرط سے فائدہ اٹھانا نصیب نہ ہوا کیونکہ اس وقت اس کی بدقسمتی سے اس نے اور اس کے تمام عزیزوں نے پیش گوئی کو انسانی مکر اور فریب پر حمل کیا اور ٹھٹھا اور ہنسی شروع کر دی اور وہ ہمیشہ ٹھٹھا اور ہنسی کرتے تھے کہ پیش گوئی کے وقت نے اپنا منہ دکھلایا اور احمد بیگ ایک محرقہ تپ کے ایک دو دن کے حملے سے ہی اس جہان سے رخصت ہو گیا۔ تب تو ان کی آنکھیں کھل گئیں اور داماد کی بھی فکر پڑی اور خوف اور توبہ اور نماز اور روزہ میں عورتیں لگ گئیں اور مارے ڈر کے ان کے کلیجے کانپ اٹھے۔ پس ضرور تھا کہ اس درجہ کے خوف کے وقت خدا اپنی شرط کے موافق عمل کرتا۔ سو وہ لوگ سخت احمق اور کاذب اور ظالم ہیں جو کہتے ہیں کہ داماد کی نسبت پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔ بلکہ وہ بدیہی طور پر حالت موجود کے موافق پوری ہو گئی اور دوسرے پہلو کی انتظار ہے۔ (سراج منیر۔ حاشیہ ص ۳۳)

مرزا جی کا یہ عذر کہ فلاں شخص دل میں توبہ کر گیا، نماز روزہ کا پابند ہو گیا، اس بے ایمان عطار کی بوتل سے کم نہیں جس کا ذکر ہم نے اوپر کیا ہے۔ تعجب ہے کہ مرزا جی کے مقرب، علم کے مدعی، ایسی واہیات تاویلوں کو مان لیتے ہیں، بلکہ نہ ماننے والوں پر غراتے ہیں۔ ناظرین بغور اشتہار مذکور کو دیکھ سکتے ہیں کہ اس سے اصل غرض کیا ہے۔ یہ عجب (بے ادبی معاف) ڈھکوسلہ ہے کہ تو مان نہ مان میں تیرا مہمان، مخالف اسی طرح اپنی مخالفت پر جما ہوا ہے، ذات شریف پر تبرے اور صلواتیں سناتا ہے، ہاں بوجہ مسلمان ہونے کے نماز بھی پڑھتا ہو گا، تو اس کا نام خوف زدہ رکھا جاتا ہے۔ ہم آتھم

کے متعلق ایک حدیث کی شہادت سے ثابت کر آئے ہیں کہ اگر آپ کی پیش گوئی سے وہ ڈرتا تو بھی رجوع مستلزم تاخیر عذاب نہ ہوتا، چہ جائے کہ وہ مخالفت پر ویسا ہی تلا بیٹھا ہے جیسا کہ اس وقت تھا بلکہ اس سے بھی زائد۔

پیش گوئی متعلق محمدی بیگم

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں کہ اس پیش گوئی کے متعلق ابتدائی بیان اوپر گذر چکا ہے۔اس کی تکمیل میں مرزا صاحب قادیانی کا مندرجہ ذیل بیان ملاحظہ ہو۔آپ فرماتے ہیں:

اس پیشگوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ یتزوّج و یولد له ۔یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیشگوئی موجود ہے۔گویا اس جگہ رسول اللہ ﷺ ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ۵۳)

ناظرین! اب کس کی مجال ہے کہ بعد فیصلہ نبوی اس پیشگوئی کی نسبت کوئی برا خیال ظاہر کرے بلکہ ہر مومن کا فرض ہے کہ فیصلہ نبویہ علی صاحبها افضل الصلوة و التحية پر آمنا و صدقنا فاکتبنا مع الشاهدين کہہ کر ایمان لائے۔اس لئے ہم تو ایمان لے آئے کہ مسیح موعود کی علامت بے شک یہ ہے۔مگر سوال یہ ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کے حق میں بھی ایسا ہوا؟

آہ! مرزا صاحب اور ان کے مرید زندگی میں تو اس کی امیدیں ہی دلاتے رہے اور یہی کہتے رہے کہ ہوا کیا، فریقین (ناکح، منکوحہ) زندہ ہیں پھر نا امیدی کیا؟ نکاح ہوگا اور ضرور ہوگا۔لیکن جوں جوں مرزا صاحب پر بڑھاپا غالب آتا گیا اس امر میں مرزا صاحب کو نا امیدی غالب آتی گئی تو آپ نے اس کے انجام

پر نظر رکھ کر ایک نئی طرح ڈالی جو آپ کی کتاب حقیقۃ الوحی سے ہم ناظرین کو دکھاتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

احمد بیگ کے مرنے سے بڑا خوف اس کے اقارب پر غالب آ گیا یہاں تک کہ بعض نے ان میں سے میری طرف عجز و نیاز کے خط بھی لکھے کہ دعا کرو۔ پس خدا نے ان کے اس خوف اور اس قدر عجز و نیاز کی وجہ سے پیش گوئی کے وقوع میں تاخیر ڈال دی۔ (حقیقۃ الوحی۔ ص ۱۸۷)

یہاں تک تو ہمارا کوئی نقصان نہیں تھا، تاخیر پڑ گئی تو خیر بحکم دیر آید درست آید، انجام بخیر ہوتا تو ہم بھی معترض نہ ہوتے، مگر یہاں تو حالت ہی دگرگوں ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کو خود ہی اس پیش گوئی کے وقوع میں ایسا تردد ہوا کہ اسی کتاب حقیقۃ الوحی کو شائع کرنے سے پہلے اسی کتاب کے دوسرے مقام پر آپ نے اس تاخیر کے ساتھ فسخ بھی لگا دیا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے، یہ درست ہے۔ مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا، خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی جو اسی وقت شائع کی گئی تھی اور وہ یہ کہ

ا یتها المرأة توبی توبی فانّ البلاء علی عقبك ۔

پس جب ان لوگوں نے شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔ کیا آپ کو خبر نہیں کہ

یمحو اللّٰه ما یشاء و یثبت

نکاح آسمان پر پڑھا گیا یا عرش پر مگر آخر وہ سب کاروائی شرطی تھی۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی۔ ص ۱۳۲)

ناظرین! یہاں پر تو پہلے کی نسبت ایک لفظ اور بڑھایا ہے۔ پہلے حوالہ میں صرف تاخیر تھی اب فسخ بھی بڑھا دیا ہے مگر دورنگی کو نہیں چھوڑا۔ آہ! کس آن بان سے کہتے ہیں نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔ پورا یقین نہیں۔

حضرات! آپ لوگ جو عرصہ سے اس نکاح کے ولیمہ کی دعوت کے منتظر ہوں گے اس عبارت میں فسخ کا لفظ سن کر سن ہو گئے ہوں گے اور آپ لوگوں کے منہ سے شاید یہ شعر نکلا ہوگا:

جو آرزو ہے اس کا نتیجہ ہے انفعال

اب آرزو یہ ہے کہ کبھی آرزو نہ ہو

حکیم نورالدین قادیانی نے اپنے رسالہ آئینہ حق نما میں یہی عبارت نقل کر دینی کافی سمجھی ہے۔ اسی عبارت سے مرزا غلام احمد قادیانی اپنے مخالفوں کو ڈانٹتے ہیں کہ تم لوگ کیسے ہو کہ ایسے خدا کو مانتے ہو جو وعدہ عذاب ٹال نہیں سکتا۔ ہمارا خدا تو جو چاہے کر سکتا ہے۔ وعدہ کر کے پورا نہ کرے تو بھی کوئی اس کو پوچھنے والا نہیں وغیرہ وغیرہ۔ مگر ان سے کوئی یہ نہیں پوچھتا کہ یہ نکاح تو عذاب نہ تھا، بلکہ یہ نکاح تو بقول آپ کے ان کے حق میں بڑی خیر و برکت کا موجب تھا، اس کو عذاب سے کیوں تعبیر کرتے ہو اور اس کو ٹلاتے کیوں ہو۔ کیا نبی کی حرم محترم بننا عذاب ہے؟

اور سنیئے! چونکہ بقول آپ کے پیغمبر خدا ﷺ نے اس نکاح کو مسیح موعود کی علامت قرار دیا تھا (ملاحظہ ہو ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص ۵۳) تو چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی اس نکاح کے بغیر ہی انتقال فرما گئے ہیں، کیا ہمارا حق ہے کہ بوجہ ہم مقررہ علامت نہ پائے جانے کے مرزا غلام احمد قادیانی کی نسبت اپنا اعتقاد یوں ظاہر کریں:

رسول قادیانی کی رسالت
حماقت ہے جہالت ہے بطالت

اس پیش گوئی نے قادیانی مشن کے بڑے بڑے ممبروں کو متوالا بنا رکھا ہے وہ ایسی بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں کہ اس دیوانگی میں ان کو نہ تضاد کا علم رہتا ہے نہ تناقض کا۔ ایک بڑے جوشیلے کارکن (قاضی اکمل قادیانی) لکھتے ہیں:

مرزا صاحب نے اس الہام کے سمجھنے میں غلطی کھائی (تشحیذ الاذہان۔ مئی ۱۹۱۳ء ص ۲۲۴)۔

لیکن ہمارے مخاطب حکیم صاحب نے اس نکاح کی بابت نہ غلطی کا اعتراف کیا، نہ فسخ کا اظہار کیا، بلکہ نکاح صحیح رکھا، مگر نہ رکھنے سے بدتر۔ آپ ان آیات کو نقل کرتے ہیں جن میں خدا تعالی نے زمانہ رسالت کے موجودہ بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ ہم نے تمہارے ساتھ یہ کیا، وہ کیا، حالانکہ ان کے بزرگوں کے ساتھ کیا تھا۔ ان آیات کو لکھ کر فرماتے ہیں:

اب تمام اہل اسلام کو جو قرآن کریم پر ایمان لائے اور لاتے ہیں ان آیات کا یاد دلانا مفید سمجھ کر لکھتا ہوں کہ جب مخاطبہ میں مخاطب کی اولاد مخاطب کے جانشین اور اس کے مماثل داخل ہو سکتے ہیں تو احمد بیگ کی لڑکی کی لڑکی کیا داخل نہیں ہوسکتی؟ اور کیا آپ کے علم فرائض میں بنات البنات کو حکم بنات نہیں مل سکتا؟ اور کیا مرزا کی اولاد مرزا کا عصبہ نہیں۔ میں نے بارہا عزیز میاں محمود کو کہا کہ اگر حضرت کی وفات ہو جائے اور یہ لڑکی نکاح میں نہ آئے تو میری عقیدت میں تزلزل نہیں آ سکتا۔ پھر یہی وجہ بیان کی و الحمد لله رب العالمین۔ (ریویو آف ریلی جنز۔ج ۷۔شمارہ ۷۔ص ۲۷۹)

حکیم نورالدین صاحب قادیانی کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اگر مرزا سے نکاح نہیں ہوا تو مرزا غلام احمد صاحب کے لڑکے، لڑکے درلڑکے، لڑکے درلڑکے۔ لڑکے درلڑکے تا قیامت اور ادھر منکوحہ آسمانی کی لڑکی درلڑکی، لڑکی درلڑکی، لڑکی درلڑکی، لڑکی درلڑکی تا قیامت ان میں کبھی نہ کبھی رشتہ ضرور ہو جائے گا۔ واہ! کیا کہنے ہیں۔ بات تو خوب سوجھی۔ (الٹ بھی تو ہوسکتا ہے، محمدی بیگم کے لڑکے درلڑکے درلڑکے کا نکاح مرزا صاحب قادیانی کی لڑکی کی لڑکی درلڑکی درلڑکی سے، یا مرزا کے لڑے کی لڑکی درلڑکی..سے بھی تو ہوسکتا ہے۔ اس صورت میں حکیم صاحب کی تشریح کا کیا بنے گا۔ بہاء)

حکیم صاحب! آپ کی کوشش سے بات تو بن جاتی مگر اس کا کیا علاج ہو کہ جناب مرزا صاحب، جن کی تصدیق کیلئے آپ یہ سب کچھ کر رہے ہیں، اس نکاح کو خاص اپنی علامت صداقت بتا رہے ہیں اور حضور سرور کائنات ﷺ فخر موجودات کے دستخط بھی اس علامت پر کرا چکے ہیں (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ۔ص ۵۳) اس لئے وہ آپ کی چلنے نہیں دیں گے۔ رہی آپ کی عقیدت، سو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کی عقیدت کا متزلزل نہ ہونا کونسا کمال ہے۔ قرآن مجید میں پہلے ہی پارے میں اس کی تصدیق ملتی ہے: ختم اللّٰہ علی قلوبھم۔

مرزا صاحب قادیانی پر اس بارے میں اعتراض ہوا تو آپ نے اس کو اعتراض اور جواب کے عنوان سے ذکر کیا ہے۔ غور سے سنیئے!

اعتراض: مسماۃ محمدی بیگم کو دوسرا شخص نکاح کر کے لے گیا اور وہ دوسری جگہ بیاہی گئی۔

الجواب ۔ وحی الہی میں یہ نہیں تھا کہ دوسری جگہ بیاہی نہیں جائے گی بلکہ یہ تھا کہ ضرور ہے اول دوسری جگہ بیاہی جائے ۔ سو یہ ایک پیش گوئی کا حصہ تھا کہ دوسری جگہ بیاہی جانے سے پورا ہوا۔ الہام الہی کے لفظ یہ ہیں:

فسیکفیکھم اللّٰہ و یردّھا الیک یعنی خدا تیرے ان مخالفوں کا مقابلہ کرے گا اور وہ جو دوسری جگہ بیاہی جائے گی خدا پھر اس کو تیری طرف لائے گا۔

جاننا چاہیے کہ ردّ کے معنی عربی زبان میں یہ ہیں کہ ایک چیز ایک جگہ ہے اور وہاں سے چلی جائے اور پھر واپس لائی جائے ۔ پس محمدی (بیگم) اقارب میں بلکہ قریب خاندان میں سے تھی یعنی میری چچا زاد ہمشیرہ کی لڑکی تھی اور دوسری طرف قریب رشتہ میں ماموں زاد کی لڑکی تھی یعنی احمد بیگ کی ۔ پس اس صورت میں ردّ کے معنی اس پر مطابق آئے کہ پہلے وہ ہمارے پاس تھی اور پھر وہ چلی گئی اور قصبہ پٹی میں بیاہی گئی اور وعدہ یہ ہے کہ پھر وہ نکاح کے تعلق سے واپس آئیگی ۔ سو ایسا ہی ہوگا۔

(الحکم قادیان ۔ ۳۰ جون ۱۹۰۵ء ص ۲)

خلیفہ صاحب آپ کی خلافت یہی فتوی دیتی ہے کہ اپنے رسول، ہاں اپنے مسیح موعود، ہاں مہدی مسعود اور کرشن گوپال جی کی تصریحات کے خلاف آپ تاویل کریں۔

حکیم صاحب علماء کا عام اصول ہے تـا ویـل الـکلا م بما لا یر ضی بہ قا ئلہ باطل (کسی کلام کی ایسی تاویل کرنی جو متکلم کے خلاف منشاء ہو، غلط ہے) فرمایئے آپ کی دیانت امانت یہی شہادت دیتی ہے کہ آپ مرزا صاحب قادیانی کی پیش گوئی کی ان کے خلاف تاویل کرتے ہیں۔

ہمارے خیال میں یہ پیش گوئی ایسی صاف ہے کہ زیادہ لکھنے سے ہمارا قلم رکتا ہے اس لئے ناظرین کے حوالے کرتے ہیں ۔ ہاں اتنا کہنے سے نہیں رک سکتے کہ مرزا صاحب نے اس پیش گوئی کے متعلق جتنی کوششیں کیں شائد ہی کسی کام کے لئے کی ہوں ۔ بہت سے خطوط متضمن ترغیب و ترہیب مسماۃ کے وارثوں کو لکھے مگر افسوس کوئی بھی کارگر نہ ہوا۔

گو یہ پیش گوئی مرزا جی کے الفاظ میں غلط ہوئی تاہم وہ ایک معنی سے سچے ہیں ۔ کون نہیں جانتا کہ

عورتوں کوسوکن کے ساتھ جورنج ہوتا ہے وہ طبعی ہے اس لئے غالباًنہیں بلکہ یقیناً یہ بات ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کی حرم محترم اپنی سوکن کے نہ آنے کے لئے دست بدعا ہوں گی۔خدانے ان کی دعا قبول فرمالی۔اس لئے یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ ولایت گھر کی گھر میں رہی۔خاوندنہیں تو بیوی ہی ولی سہی۔مرزاجی کے دوستو!مرزاجی کی الہامی شکست کی باعث زیادہ ترانکی حرم محترم ہیں کوئی اورنہیں

اس پیش گوئی کے متعلق جیسا کہ ہم لکھ آئے ہیں مرزاجی کی مساعی جمیلہ خاص طورقابل ذکر ہیں اس ضمن میں ہم چندخطوط ہم نقل کرتے ہیں جومرزاصاحب نے خوداوردوسروں سیرشتہ داروں کواس نکاح سے متعلق لکھواکر بھیجے تھے۔

☆ مشفقی مکرمی اخویم مرزااحمد بیگ (خط سابقاً نقل ہوچکا۔بہاء)

والسلام خاکسارغلام احمد۔۱۷جولائی ۱۸۹۰ءبروز جمعہ

☆مشفقی مرزاعلی شیر بیگ صاحب (خط سابقاً نقل ہوچکا۔بہاء)۔

راقم خاکسارغلام احمدازلودہیانہ اقبال گنج۔ ۴مئی ۱۸۹۱ء

☆ مرزا صاحب بنام والدہ عزت بی بی (خط سابقاً نقل ہوچکا۔بہاء)

راقم مرزاغلام احمدازلودیانہ۔۴ مئی ۱۸۹۱ء

☆ عزت بی بی بطرف والدہ (سابقاً نقل ہوچکا۔بہاء)

شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ نقل خطوط کے بعدفرماتے ہیں:

ان خطوط سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرزاجی اپنی اغراض نفسانی کو پورا کرنے کے لئے بھی عموماً بقول حافظ شیرازی

حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش و لے
دام تزویر مکن چوں دِگراں قرآن را

اسلام اورقرآن ہی کوپیش کیا کرتے تھے۔مگر چونکہ خدااپنے دین کا آپ حامی ہے کسی ایسے ویسے الہامی وغیرہ کی حمایت پراس کی امدادموقوف نہیں اس لئے ہمیشہ مرزاجی کوناکامی ہوتی ہےاور یہ بھی

ایک معنی سے قطع الوتین ہے۔

مرزا صاحب قادیانی اور مرزائی یہ بھی کہا کرتے تھے کہ سلطان محمد دل میں ڈر گیا تھا وغیرہ، ڈرنے کی وجہ سے وعید ٹل جایا کرتی ہے اس لئے اس کی موت مؤخر ہوگئی۔ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ نے اس موضوع پر بھی الہامات مرزا میں قلم اٹھایا ہے اور بتایا کہ یہ دعویٰ بھی درست نہیں۔ آپ نے قادیانی کی پیش گوئی متعلقہ ڈپٹی عبداللہ آتھم پر بحث کرتے ہوئے لکھا تھا:

حکیم نورالدین صاحب آئینہ حق نما صفحہ ۵۷ میں لکھتے ہیں کہ آتھم نے رجوع کیا، اس لئے موت سے بچ رہا۔ چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں:

جب کہ پیش گوئی میں یہ شرط ہے کہ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے تو سزائے موت سے بچایا جائے، اس کا بچ جانا اس امر کی دلیل ہے کہ اس نے رجوع کیا۔

کیا ہی عالمانہ دلیل ہے کہ مخالف کو معتقد کی جگہ فرض کر کے لکھی گئی ہے۔ جناب یہ اس شخص کے نزدیک صحیح ہو سکتی ہے جو مرزا قادیانی کا معتقد ہو، بات بات پر مرحبا، صلّ علی کہنے کا عادی ہو۔ لیکن جو شخص دیکھتا ہے کہ رجوع بھی محسوس نہیں ہوا اور آتھم موت سے بچ بھی رہا تو کیا وہ یہ نہ سمجھے گا کہ یہ پیشگوئی سرے سے غلط ہے، اسے کیا مطلب کہ وہ اس کی تاویلات گھڑے۔ حکیم صاحب کی اصطلاح میں اس کا نام مصادر علی المطلوب ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ سزائے موت سے بچ جانا رجوع کی دلیل ہو سکتی ہے لیکن اس صورت میں جب آپ کسی قطعی دلیل سے یہ ثابت کر دیں کہ ان دو مفہوموں، رجوع اور سزائے موت میں انفصال حقیقی ہے کہ تیسرے کا دخل نہیں۔ جب تک آپ یہ ثابت نہ کریں ہمارا حق ہے کہ ہم تیسری صورت کے قائل ہوں۔ یعنی نہ اس نے رجوع کیا، نہ موت سے مرا، بلکہ الہام سرے سے غلط تھا، اور یہی صحیح ہے۔

لیجئے ہم آپ کی خاطر یہ بھی مان لیتے ہیں اور فرض کئے لیتے ہیں کہ آتھم آپ کی پیشگوئی ہی سے ڈرا اور محض اسی لئے ڈرا کہ اس نے پیش گوئی کو خدائی الہام اور آپ کو سچا ملہم سمجھا۔ تاہم اس کا یہ سمجھنا رجوع الی الحق نہیں ہو سکتا۔ اور اس قابل نہیں کہ عذاب میں تاخیر کا موجب ہو۔ افسوس آپ

مجددتو بنتے ہیں لیکن علم حدیث سے ایسے مانوس ہیں جیسے برہمن گائے کے گوشت سے۔یہی وجہ ہے کہ آپ جس حدیث کوکسی کتاب سے نقل کرتے ہیں چونکہ علم میں پورا تبحر اورقادرالکلامی نہیں،علاوہ اس کے صاحب الغرض مجنون بھی صادق ہے،اس لئے عموماً ترجمے غلط،مضامین اغلط ہوتے ہیں (مثال کے طور پر اما مکم منکم اور کسوف خسوف والی حدیثیں موجود ہیں جن کی تفصیل کو تطویل چاہیے)۔ سنئے ہم آپ کو صحیح بخاری سے ایک حدیث سناتے ہیں:۔

عن سعد بن معاذ انّه کا ن صدیقا لّا میة بن خلف و کان امیه اذا مرّ بالمد ینة نزل علی سعد و کان سعد اذا مرّ بمکة نزل علی امیة ۔ فلمّا قدم رسول اللّه ﷺ المدینة انطلق سعد معتمراً فنزل علی امیة بمکة فقال لامیة انظر لی ساعة خلوة لعلّی ان اطوف بالبیت فخرج به قر یباً من نصف النّهار فلقیهماابو جهل فقال یا ابا صفوا ن من هذا معك؟ فقال هذا سعد۔ فقال له ابو جهل الا ارا ك تطوف بمکة آمنا و قد آ ویتم الصباة و زعمتم انکم تنصرونهم و تعینونهم اما و اللّه لو لا انك مع ابی صفوا ن ما رجعت الی اهلك سا لماً ۔فقال له سعد و رفع صوته علیه اما و اللّه لئن منعتنی هذا لامنعنك ما هو اشدّ علیك منه طریقك علی المد ینة۔ فقال له امیة لا ترفع صوتك یا سعد علی ابی الحکم سید اهل الوا دی۔ فقا ل سعد دعنا عنك یا امیة فو اللّه لقد سمعت رسول اللّه ﷺ یقول انهم قاتلو ك۔ قال بمکة؟ قال لا ادری۔ ففز ع لذ لك امیة فزعاً شدیداً فلمّا رجع امیة الی اهله فقا ل یا امّ صفوا ن الم تری ما قال لی سعد قالت و ما قال لك۔ قا ل زعم انّ محمداً (ﷺ) ا خبرهم انّهم قاتلی فقلت له بمکه قا ل لا ادری فقال امیة و اللّه لا اخر ج من مکه فلما کان یو م بدر استنفر ابوجهل النّا س قا ل ادرکوا عیرکم فکره امیة ان یخر ج فا تاه ابو جهل فقال یا ابا صفوان انك متی ما

يرا ك الناس قد تخلفت و انت سيد اهل الوادى تخلفوا معك فلم يزل به ابو جهل حتّى قال اما ا ذ غلبتني فو اللّه لا شترين اجود بعير بمكه ثمّ قال اميه يا ام صفوا ن جهز يني فقالت له يا ابا صفوا ن و قد نسيت ما قال لك ا خوك اليثربى قال لا و ما اريد ان اجو ز معهم الا قريباً فلما خر ج امية ا خذ لا ينزل منز لًا الّا عقل بعيره فلم يزل بذلك حتى قتله اللّه ببدر

(بخاری کتا ب المغازی - با ب ذکر النبی من یقتل ببدر- ج ۲ ص۵٦۳ -حد یث ۳۹۵۰)

مختصر مضمون اس حدیث کا یہ ہے کہ سعدؓ بن معاذ اپنے ایک دوست امیہ بن خلف کے پاس مکہ میں اترا کرتے تھے جو مشرک تھا۔ ایک دفعہ سعد کو کعبہ شریف میں ابو جہل نے طواف کرتے دیکھا اور امیہ کو ڈانٹا کہ مسلمانوں کو اپنے شہر میں جگہ دے کر آرام سے طواف کراتے ہو۔ سعدؓ نے بھی برابر کا جواب دیا۔ اس پر امیہ نے سعدؓ سے کہا خاموش رہو یہ اس شہر کا سردار ہے۔ سعدؓ نے امیہ سے کہا اللہ کی قسم میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے کہ کسی دن مسلمانوں کے ہاتھ سے تو نے قتل ہونا ہے۔ امیہ نے کہا مکہ میں؟ سعدؓ نے کہا میں نہیں جانتا۔ پس امیہ سن کر سخت گھبرایا۔ امیہ نے اللہ کی قسم کھائی کہ میں مکہ سے کہیں باہر نہیں نکلونگا۔ جب بدر کی لڑائی کا موقع آیا تو ابو جہل نے لوگوں کو جمع کیا اور امیہ سے کہا کہ اگر تیرے جیسے رئیس کو لوگ پیچھے ہٹا ہوا دیکھیں گے تو تیرے ساتھ وہ بھی ہٹ رہیں گے۔ آخر ابو جہل کے جبر سے اس نے ہاں کر دی تو اسکی بیوی نے اسے یاد دلایا کہ تیرا مدنی دوست سعدؓ جو تجھے کہہ گیا تھا تو اسے بھول گیا۔ امیہ نے کہا میں تھوڑی دور تک ان کو رخصت کرنے جاؤنگا چنانچہ وہ جس منزل پر ٹھہرتا اپنے اونٹ کو قابو رکھتا کہ موقع پا کر جلد واپس جا سکے۔ آخر خدا نے اسے بدر کی لڑائی میں قتل کرایا۔

کہیے! امیہ بن خلف دل سے آتھم سے زیادہ ڈرا، یا نہیں اور پھر باوجود اس خوف اور دلی یقین کے اس کے حق میں کیا کہا جاوے گا کہ اس نے رجوع بحق کیا۔ کیا امیہ سے انذاری پیش گوئی متخلف ہوئی۔ نیز کہیے کہ آپ نے اس حدیث کو کبھی دیکھا؟ اور دیکھ کر اس پر غور بھی کیا؟ اور اس

وقت سے پہلے اس کا کوئی جواب بھی گھڑا ؟۔

ہم مانتے ہیں کہ انذاری عذاب نہ صرف ملتوی ہو جاتا ہے بلکہ مرفوع بھی ہو جاتا ہے لیکن ایسے التواء یا رفع کے لئے اس عذاب سے ڈر جانا اور خاص کر ایسا ڈرنا جیسا کہ آتھم ڈرا، ہر گز کافی نہیں۔ مرزا قادیانی ہمیشہ حضرت یونسؑ کی قوم کا حوالہ دیا کرتے تھے مگر افسوس کہ اس میں بھی تجدید سے نہیں رکتے۔ اس قصہ کا مضمون بالکل ہماری تائید اور مرزا قادیانی کی تردید کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

فلو لا کانت قریة آمنت فنفعها ایمانها الّا قوم یونس۔ لمّا آمنوا کشفنا عنهم عذاب الخزی فی الحیوة الدّنیا و متّعناهم الی حین (یونس:۹۸) (تو کیوں نہ کوئی بستی ایمان لائی ہوتی جس کو ایمان سے نفع بھی ہوتا مگر یونس کی قوم۔ جب وہ ایمان لا چکے تو ہم نے یہ ذلت کا عذاب ان سے دنیا میں دور کر دیا اور ایک وقت تک ان کو آسودگی سے متمتع کیا)

اس آیت میں صاف اور صریح مذکور ہے کہ حضرت یونسؑ کی قوم سے عذاب ٹل گیا۔ لیکن کب ٹلا؟ جب وہ ایمان لے آئے۔ پس عبداللہ آتھم بھی ایمان لے آیا ہوتا تو آپ کی وہ عزت جو ستمبر ۱۸۹۴ء کو ہوئی تھی، کیوں ہوتی؟ (الہامات مرزا مصنفہ مولانا امرتسریؒ)

منکوحہ آسمانی در عصائے موسیٰ

منشی الٰہی بخش لاہوری اپنے زمانے میں ملہم ربانی کہلاتے تھے۔ ابتداء وہ سید عبداللہ غزنوی مرحوم سے فیض یافتہ تھے۔ ان کی وفات کے بعد وہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے، جو ان دنوں ایک پیر طریقت کے طور پر مشہور تھے، کے حلقہ میں شامل ہو گئے۔ مرزا صاحب قادیانی نے جب براہین احمدیہ لکھی تو اس کی اشاعت میں انہوں نے مخلصانہ حصہ لیا کیونکہ اس وقت کے مسلمانوں کے خیال میں یہ کتاب اسلام کی حمایت میں لکھی جا رہی تھی۔ مرزا صاحب نے جب دعویٰ مسیحیت وغیرہ کیا تو منشی صاحب نے اس دعویٰ کو تسلیم تو نہیں

کیا لیکن مرزا صاحب سے ارادت کا تعلق بدستور قائم رکھا۔ بعد میں جب مرزا صاحب کا کفر طشت از بام ہو گیا تو منشی صاحب، مرزا صاحب کے حلقے سے باہر نکل آئے اور جب مرزا صاحب نے ۱۸۹۹ء ایک مختصر رسالہ ضرورۃ الامام کے نام سے لکھا تو جواب میں منشی صاحب نے ایک ضخیم کتاب عصائے موسیٰ کے نام سے لکھی۔ اس کتاب میں انہوں نے مختصراً منکوحہ آسمانی والے معاملے کا بھی ذکر کیا۔ فرماتے ہیں:

مرزا صاحب قادیانی کی تحریر و تصانیف ابتدائی و سابقہ نرمی و ملائمت سے مظہر نسبت عبودیت ہیں جیسا کہ منشی محمد رمضان کے درباره الہام نکاح و منشی نبی بخش ملازم ریلوے کی بجائے لڑکا لڑکی پیدا ہونے کے اعتراض و سخت و سست کہنے پر بھی مرزا صاحب قادیانی نے سوا دعا کہ اے قادر مطلق ان کو آنکھیں بخش سمجھ عطا کر نیکی کی توفیق دے، زیادہ نہیں کہا، اور پھر حال کی تحریر و تصانیف جو مملو علو و بلندی ہیں جیسا کہ غریب کم زبان خادمان قرآن مجید و احادیث مولویان کو بھی غول الاغوی، مضل، ملعون کہہ کر بس ہی نہیں کرتے خود شاہد صادق ہیں۔

ایک جگہ منشی الٰہی بخش صاحب لکھتے ہیں:

مرزا احمد بیگ کے داماد کی وفات والی میعاد بھی مدت ہوئی گزر چکی ہے جس کے بعد اس کی منکوحہ نے مرزا صاحب قادیانی کی زوجیت میں داخل ہونا تھا جس کے متعلق شہادت القرآن میں بصفحہ ۸۰ مرزا صاحب قادیانی نے تحریر فرمایا ہے کہ:

مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی نسبت جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے جس کی میعاد اس تاریخ سے جو ۲۱ ستمبر ۱۸۹۳ء ہے، قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئے ہیں۔ یہ تمام امور جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہیں ایک صادق یا کاذب کی شناخت کیلئے کافی ہیں کیونکہ احیاء و اماتت دونوں خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہیں اور جب تک کوئی شخص نہایت درجہ کا مقبول نہ ہو خدا تعالیٰ اس کی خاطر اس کے دشمن کو اس کی دعا سے ہلاک نہیں کر سکتا خصوصاً ایسے موقع پر کہ وہ شخص اپنے تئیں من جانب اللہ قرار دیوے اور اپنی اس کرامت کو اپنے صادق ہونے کی دلیل ٹھہراوے۔ سو پیش گوئیاں کوئی معمولی بات نہیں

جو انسان کے اختیار میں ہو بلکہ محض اللہ جل شانہ کے اختیار میں ہیں۔

اور اس پیشگوئی کو بہت ہی عظیم الشان کرامتوں کا مجموعہ فرمایا۔لیکن بخلاف اشتہار وتفہیم مرزا قادیانی اب بجائے گیارہ ماہ کے چھ برس سے زیادہ عرصہ گذر گیا ہے کہ اللہ کے فضل سے معاملہ اسی طرح ہے۔بموجب ارشاد باری اذا جاء اجلهم لا یستاخرون ساعةً وّلا یستقدمون۔ ما تسبق من امةٍ اجلها و ما یستاخرون کہ الٰہی میعاد تو آگے پیچھے ہرگز نہیں ہوتی۔ اور ایک نہ ایک دن آخر سب نے مرنا ہی ہے۔لیکن اس میں مرزا اپنی تحریر و اصرار پر توجہ وخیال کریں کہ کس زور سے اس پیشگوئی کو اپنے صدق وکذب اور نہایت درجہ کا مقبول خدا ومنجانب اللہ و صادق ہونے کا معیار قرار دیا تھا اور اب اس میعاد کو گذرے ہوئے کتنی مدت گذر چکی ہے۔

ایک جگہ منشی الٰہی بخش صاحب عصائے موسیٰ میں لکھتے ہیں:

ایں دعاء شیخ نے چوں ہر دعا ست
فانی است و دست او دست خدا است

کا ظہور اور ثبوت بھی تو کچھ ہونا چاہیے۔دست او دست خدا است،اگر تھا تو عبداللہ آتھم والی میعاد، پٹی والے داماد مرزا احمد بیگ کی میعاد، شیخ مہر علی کے مقدمہ کی میعاد، امیر شاہ رسالدار میجر سردار بہادر کے گھر فرزند ہونے کی میعاد، وغیرہ مقررہ مشتہرہ مرزا صاحب کوئی تو پوری ہوتی۔نیز اپنے فرزند موعود بشیر کی نسبت باوجودیکہ دعائیں ملاء اعلیٰ میں شور ڈالنے والی،آسمانوں میں دردناک غلغلہ پیدا کر کے ملائک میں اضطراب ڈالنے والی، تقدیریں بدلنے والی ہونے میں کچھ فرق و کمی نہیں ہوئی۔(اس بیٹے کے علاج کے لئے مرزا صاحب نے اپنی امت کے حکیم،نورالدین بھیروی کو جموں سے بلانا چاہا تھا،جیسا کہ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ تعالیٰ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا۔اب بفضلہٖ بشیر احمد بکلّی تندرست ہے۔میں نے صرف اس حالت میں تشریف آوری کے لئے تکلیف

دینا چاہا تھا کہ جب وہ سخت بیمار تھا لیکن اب خدا تعالی نے اپنے فضل و کرم سے کامل تندرستی بخشی دی۔سو اب کچھ تردد نہ کریں۔انشاء اللہ القدیر کسی اور وقت ملاقات ہوجائے گی...والسلام۔خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ۱۸۔اگست ۱۸۸۸ء۔ (مکتوبات احمد۔ج۲۔ص ۶۹)

اور وہ لڑکا نہیں بچا، جیسا کہ تقریباً ڈھائی ماہ بعد لکھے جانے والے ایک خط میں مرزا صاحب فرماتے ہیں:

مخدومی مکرمی مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ تعالی...میرا لڑکا بشیر احمد تئیس روز بیمار رہ کر آج بقضائے رب عز و جل انتقال کر گیا..اس واقعہ سے جس قدر مخالفین کی زبانیں دراز ہوں گی اور موافقین کے دلوں میں شبہات پیدا ہوں گے اس کا اندازہ نہیں ہوسکتا...والسلام خاکسار۔۴نومبر ۱۸۸۸ء (مکتوبات احمد ج۲ ص ۷۱)

آتھم کی موت کے واسطے تو اعتکاف میں مریدین کی جماعت سمیت آہ و زاری و نالہ و بیقراری کو بزعم خود آسمان و ملائک تک پہونچایا گیا، رسالدار میجر سردار بہادر کے پانچ سو روپیہ تو اسی شرط اور قسم پر ہی لئے تھے کہ کوئی دقیقہ جدوجہد وغیرہ کا باقی نہ رکھا جائے گا۔بشیر فرزند کی صحت کیلئے نہ فقط دعاؤں وتوجہ کی گرمی بلکہ تمام میسر آمدہ دواؤں کی حرارت بھی پہونچائی گئی لیکن آسمان کو درد تک نہ پہنچا۔ پٹی والے معاملے کی حسرت و یاس سے اب تک دن رات جو مرزا صاحب کا جو حال ہے وہ روشن ہے بلکہ خواب بھی اسی کے آتے ہیں جیسا کہ عاجز کے روبرو مرزا صاحب نے پٹی سے اشتہار آنے کا خواب اپنا بیان کیا تھا، پھر فرماویں کہ دست او دست خدا، کیسا ہوا؟ کیا دست خدا ایسا ہی ہوتا ہے کہ گریہ وزاری وفکر واپس طلبی اجرت کی بے قراری کی فریاد پر خیال ہی نہیں کرتا اور تقدیروں کو نہیں بدلتا۔اور ارادوں کو دوسرے رنگ میں نہیں کرتا؟ مسلمان تو اس کے قائل نہیں بلکہ ان کا تو یہ دین و ایمان ہے کہ اللہ عز و جل عموماً سب مخلوق پر اور خصوصاً اپنے فرمان بردار اور خالص بندگان پر نہائت ہی مہربان رحیم و کریم اور اخلاص و انابت والی جائز دعاؤں کو ہرگز ردّ نہیں فرماتا بلکہ ان بندگان کی یہاں تک رعایت فرماتا ہے کہ اگر وہ کسی بات پر قسم کھالیں تو ان کی قسم پوری کرتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: ربّ اشعث مد فوع بالا بواب لو اقسم علی اللّٰہ لا برّہ

(بہت پراگندہ بال ہیں جن کو دروازوں سے دھکیلا جاتا ہے، اگر وہ اللہ تعالی پر قسم کریں تو اللہ ان کو حانث نہیں کرتا، یعنی ایسا ہی کرتا ہے جیسا وہ کہتے ہیں)

ایک مقام پر منشی الٰہی بخش صاحب رقم طراز ہیں:

مرزا صاحب قادیانی نے (ضرورۃ الامام میں) کہا ہے:

مگر پاکوں کو شیطانی وسوسہ پر بلاتوقف مطلع کیا جاتا ہے۔

جواباً عرض ہے کہ مرزا صاحب قادیانی کو مدت مدید کے بعد بھی مطلع نہیں کیا گیا۔ کئی امور کی معیادیں گذر کر عرصہ دراز منقضی ہو گیا۔ چنانچہ مرزا صاحب قادیانی نے سال ہا سال کے بعد ایام الصلح میں بعض امور میں اپنے سہو و نسیان کا خود اقبال فرمایا ہے۔ عبداللہ آتھم والی تفہیم موت پندرہ ماہ ختم ہونے کے شاید چند ساعات ہی پہلے مرزا نے شرط رجوع کی طرف رجوع فرمایا تھا۔ اگر مرزا فرماویں کہ وہ وسوسہ شیطانی نہ تھا، تا کہ ہم کو مطلع کیا جاتا، تو پھر خود ہی انصاف فرمائیں کہ وہ تفہیم موت والی جس پر مرزا صاحب اور کل جماعت قائم و جمی رہی بلکہ شرطیں لگاتے رہے، کیوں اسی طرح پوری نہ ہوئی؟ اور اخیر پر آپ کو دوسرے پہلو یعنی شرط رجوع کو پکڑ کے دفع الوقتی کی خاطر ایک حیلہ بنانا پڑا۔ یہ خیال رہے کہ یہاں نفس الہام پر اعتراض نہیں بلکہ تفہیم مقررہ و مشتہرہ مرزا صاحب پر ہے جس کے واسطے آپ کی جماعت زور شور سے دعائیں کرتے رہے اور پھر بھی اس کے برخلاف ہی ظہور میں آیا۔ یہاں غرض میعاد پندرہ ماہ اور مرزا صاحب کے جملہ، بلاتوقف مطلع کیا جاتا ہے، کے موازنہ سے ہے۔ علی ہذا القیاس، پیش گوئی دختر مرزا احمد بیگ والی کو بارہواں سال ہے، کیونکہ اشتہار کی تاریخ دہم جولائی ۱۸۸۸ء ہے مگر باوجود اتنے سالوں کے توقف کی بھی اب تک اس کی غلطی یا عقدہ یا پیچ پر مرزا صاحب کو اطلاع نہیں ہوئی۔ دیگر امور بھی کئی ہیں جن کا ذکر دوسرے مواقع پر ہوا۔ پس جب یہ حال ہے تو مرزا صاحب کا یہ فرمانا کیسا ہوا کہ ان کو بلاتوقف مطلع کیا جاتا ہے۔

یاد رہے کہ رد قادیانیت میں عصائے موسیٰ ایک انتہائی مفید کتاب تھی۔ اور چونکہ یہ مرزا صاحب کے ایک سابق ارادت مند، راز دار، بزرگ نے لکھی تھی، اس لئے قادیانی حضرات اس کے جواب سے عاجز آئے ہوئے تھے۔ ایک کھسیانا قادیانی اپنے عجز کا اعتراف کرنے کی بجائے لکھتا ہے:

بعض لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ منشی الٰہی بخش اینڈ کو کی کتاب عصائے موسیٰ کا جواب اب تک کیوں نہیں دیا گیا۔ تعجب کی بات ہے کہ اس کتاب کا جواب ایسا ہو چکا ہے جس کا جواب منشی الٰہی بخش اور ان کے رفیق قیامت تک نہ دے سکیں گے جو لوگ ابھی تک اس سے ناواقف ہیں وہ پھر ان سے مطالبہ کریں۔ اس جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ منشی الٰہی بخش صاحب اور رفیق نے عصائے موسیٰ میں ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔

اول اپنے الہامات، دوم حضرت اقدس (مرزا قادیانی) کی ذات پر کچھ نکتہ چینیاں۔

الہامات کے متعلق تو خود منشی صاحب اپنی کتاب میں کہتے ہیں کہ وہ سب ظنیات کا مجموعہ ہے۔ ایک بھی الہام ایسا نہیں جس پر یقین کا ایک حرف بھی زبان پر لا سکیں، اس لئے وہ الہامات تو یوں جاتے رہے۔ باقی رہی ذاتی نکتہ چینیاں، اس کے متعلق ہم اتنا پوچھتے ہیں کہ وہ کوئی ایسا اعتراض اور نکتہ چینی پیش کریں جو اس سے پہلے کسی اولوالعزم نبی پر نہ کی گئی ہو اور اگر وہ ثابت نہ کر سکیں اور نہ کر سکیں گے لو کان بعضهم لبعض ظهيرا تو دانش مند خود ہی سمجھ سکتے ہیں کہ پھر عصائے موسیٰ میں باقی رہ کیا گیا ہے؟ (اخبار الحکم قادیان ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۰۱ء ص ۶)

عصائے موسیٰ کا جواب دینے سے معذوری کا اظہار کرنے کا اس سے بہتر طریقہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ کہہ دیا جائے کہ اس میں یا تو منشی الٰہی بخش کے الہامات ہیں، یا مرزا صاحب قادیانی پر نکتہ چینیاں۔

بھلے آدمی! مرزا صاحب قادیانی کی کتابوں میں کیا ہے؟

یا تو ان کے الہامات ہیں یا دوسروں پر نکتہ چینیاں۔

اگر منشی الٰہی بخش صاحب لاہوری (جسے خود مرزا صاحب قادیانی ایک سچا ملہم ربانی سمجھتے ہیں، اور حکیم نور الدین بھی انہیں مفتری علی اللہ نہیں جانتے، یعنی صادق سمجھتے ہیں) کے الہامات کا جواب دینے کی ضرورت نہیں، تو مرزا صاحب کی باتوں کا جواب دینے کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے جنہیں عامہ اہل اسلام مفتری اور کذاب سمجھتے تھے۔ اور جہاں تک مرزا صاحب پر ذاتی نکتہ چینیوں کا جواب نہ دینے کی ضرورت نہ ہونے کی بات کی گئی ہے تو ذرا غور کریں:

مرزا صاحب مسیح موعود ہو کر اگر حج نہ کریں تو ان پر اعتراض کیوں نہ ہو؟ جب کہ آنحضرت ﷺ نے

فرمایا ہے کہ مسیح حج یا عمرہ کے لئے حجاز آئے گا۔

مرزا صاحب قادیانی کی محمدی بیگم سے شادی نہ ہونے اور محمدی بیگم سے ان کی اولاد نہ ہونے پر مسلمان کیوں اعتراض نہ کریں؟ جب کہ بقول مرزا صاحب، جناب رسالت مآب ﷺ فرما چکے ہیں کہ مسیح دنیا میں آ کر شادی کرے گا اور اس نکاح سے اس کی اولاد ہوگی۔ اور ادھر مرزا صاحب قادیانی نے دعویٰ مسیحیت کے بعد نہ کوئی شادی کی، نہ ایسی شادی سے ان کی اولاد ہوئی۔ یاد رہے کہ سلطان احمد کی والدہ اور محمود احمد کی والدہ سے مرزا صاحب قادیانی کی شادیاں ان کے دعویٰ مسیحیت سے برسوں قبل ہو چکی تھی۔

نیز یہ کہنا کہ وہ کون سا اعتراض ہے جو مرزا صاحب قادیانی پر ہو سکے لیکن گذشتہ انبیاء پر نہ ہو سکے، اس لئے بھی غلط ہے کہ دنیا کی کم و بیش نصف آبادی انبیاء گذشتہ کو نہیں مانتی۔ اس اصول کی رو سے ایسے ہندؤوں، بدھوں، جینیوں، دہریوں، کمیونسٹوں، سکھوں، چینیوں، جاپانیوں، کے لئے مرزا صاحب قادیانی کے پیغام میں کچھ بھی نہیں رہتا، جب کہ دوسری طرف مرزا صاحب قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ امام الزمان ہیں۔ یعنی سب کیلئے پیشوا ہیں۔

منکوحہ آسمانی در اظہار مخادعت مسیلمہ قادیانی

قاضی عبدالاحد صاحب خان پوریؒ، مولانا سید عبدالجبار غزنویؒ اور میاں صاحب سید نذیر حسین محدث دہلویؒ کے شاگرد تھے۔ دینی علوم کی تحصیل کے بعد انہوں نے حکیم نورالدین بھیروی سے طب پڑھی۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب نہ مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ مسیحیت سامنے آیا تھا اور نہ حکیم صاحب دائرہ قادیانیت میں شامل تھے بلکہ مسلمانوں کے حلقوں میں ایک اچھے عالم فاضل اور مستند حکیم کے طور پر جانے جاتے تھے۔

جب مرزا صاحب نے اپنے دعاوی کا سلسلہ شروع کا تو حکیم صاحب ان سے وابستہ ہو گئے۔ قاضی

عبدالاحد خان پوری تحریک ختم نبوت کے ایک کارکن کے طور پر سامنے آئے اور آپ نے مرزا صاحب پر جاری ہ نے والے فتوی تکفیر (۱۸۹۱ـ۱۸۹۲ء) پر دستخط بھی فرمائے ہیں۔ بعد میں جب مرزا صاحب قادیانی نے مارچ ۱۹۰۱ء میں الصلح خیر کے عنوان سے ایک اشتہار شائع کیا تو قاضی عبدالاحد صاحب خان پوری نے اس کا جواب اظہار مخادعت قادیانی کے عنوان سے دیا۔ اس کتاب میں آپ نے مرزا صاحب قادیانی کی منکوحہ آسمانی والی پیش گوئی کا تذکرہ بھی فرمایا۔ آپ نے لکھا:

اقول: اور خدا تعالی نے کہاں تم جیسے بے ایمانوں مفتریوں سے وعدہ کیا ہے، اور کیا اس کی دلیل ہے۔ اب بھی بے حیائی کو نہیں چھوڑتا۔ کیا وعدہ موت آتھم کا بھول گیا، کیا وعدہ منکوحہ آسمانی نے تمہارا منہ کالا نہیں کیا جس وعدہ میں لا تبدیل لکلمات اللہ تھا وغیرہ وغیرہ کہ حد حصر سے تجاوز کر گئے ہیں۔

لطیفہ: ایک شہدے کو ایک مجلس سے بے عزت کر کے لوگوں نے نکال دیا۔ وہ کہنے لگا کیا چوتیا مجلس ہے ہم بڑی بڑی عظیم الشان مجلسوں سے بے عزت ہو کر نکالے گئے۔ یہ کیا وعدہ ہے کہ بڑے بڑے شدومد کے ساتھ وعدے ہوئے اور خلاف ہوا سچ ہے

بے حیا باش وہر چہ خواہی کن۔ اذا لم تستحی فاصنع ما شئت

فائدہ: صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ غریب پریشان بالوں والا غبار آلودہ گمنام مومن بھی اگر خدا پر قسم کھائے تو اللہ عزوجل پاس خاطر اس کی کے، اس کو سچا کرتا ہے اگر چہ اس کے ساتھ وعدہ سابق اور الہام نہ ہو۔

... اور مرزا صاحب قادیانی کو ڈپٹی عبداللہ آتھم کے بارہ میں الہام سے وعدہ ہوا، چنانچہ مرزا صاحب جنگ مقدس میں بایں الفاظ لکھتے ہیں:

میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلے یعنی وہ فریق جو خدا تعالی کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے، تو میں

ہر سزا اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جاوے۔ میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جائے۔ مجھ کو پھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں۔ اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ضرور ایسا کرے گا ضرور کرے گا ضرور کرے گا اس میں زمین و آسمان ٹل جاویں گے پر اس کی باتیں نہیں ٹلیں گی۔

اور منکوحہ آسمانی کے حق میں یہ الہام ہوا۔ زوجنا کھا لا مبدل لکلمات الله

دیکھو مرزا ایسی ایسی پکی قسمیں کھاتا ہے اور کہتا ہے کہ خدا نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے، پھر وقت پر اللہ عزوجل اس کو جھوٹا اور روسیاہ ذلیل کرتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا مفتری اور کافر مرتد ہے، کیونکہ اگر ایمان رکھتا تو کبھی خدا اس کو اس قدر ذلیل نہ کرتا۔ یہ بہت بڑی دلیل ہے اس کے کاذب اور کافر ہونے کی۔ فاعتبروا یا اولی الالباب

قولہ: اور میں نے انتظام کرلیا ہے کہ ہماری جماعت میں سے کوئی شخص تحریر یا تقریر کے ذریعہ سے کوئی ایسا مضمون شائع نہیں کرے گا جس میں آپ صاحبوں میں سے کسی صاحب کی تحقیر اور توہین کا ارادہ کیا گیا ہو۔

اقول: تم اور تمہارے حواری جب بک بک کے منہ میں جھاگ آ گئی اور تھک گئے اور اللہ عزوجل و ملائکہ کے نزدیک مبغوض و مقبوح و ملعون ہوئے و بحکم ثم یوضع له البغضاء فی الارض تمام لوگوں کے نزدیک مخذول و مطرود ہوئے ملعونین اینما ثقفوا اخذوا کا مصداق بن گئے۔ معاملہ و برتاؤ تم سے روکا گیا۔ عورتیں چھینی گئیں۔ مردے خراب و بے جنازہ پھینکے گئے۔ مال و آبرو کا نقصان روپیوں کی آمدنی میں خلل آ گیا، بحدیکہ مردوں کے خیرات کا مال تیجا ساتواں چہلیہ اور مردے کے کپڑے یہاں راولپنڈی سے قادیان بھیجے گئے اور مردہ یہاں بے خیرات چھوڑا گیا کہ خیرات قادیان بھیج دی ہے۔ اور نہ مسجدوں میں جا سکو، نہ مجلسوں میں، اور بحکم سنلقی فی قلوب الذین کفروا الرعب تمہارے دلوں میں رعب قہر الرجال ڈالا گیا۔ اور یہ سب اس سبب سے ہوا کہ تم نے اللہ کے پاک بندے عیسیٰؑ پر سخت ظلم کیا۔ تو اب آگے تم کیا کر سکتے

ہو؟..لاچار ہوکر درخواستیں صلح کی شائع کرو اور گھر بیٹھے بیٹھے انتظام کرتے رہو۔اور قسم قسم کے فریب ودجالیت بناتے جاؤ۔اب مسلمان تمہارے دام میں نہیں پھنسیں گے۔انشاءاللہ

لا یلدغ المومن من جحر واحد مرتین ۔

اب تو واقعہ لاہور نے تمہارا کام ہی تمام کر دیا ہے اور پیر صاحب موصوف نے بحکم

لکل فرعون موسی و لکل دجال عیسی

آخری فیصلہ کر دیا اور روئداد چھپ گئی۔اب تم خاطر جمع ہو جاؤ اور تسلی فرماؤ، نہ ہم کوئی تمہارا ردّ لکھتے ہیں اور نہ کوئی اشتہار مصالحت کا کبھی تمہاری نسبت نکالیں گے جب تک تمہاری طرف سے ہماری دونوں شرطوں کی قبولیت ومنظوری کا مفصل اشتہار نہ نکلے اور علی رؤس الاشہاد تم تائب ونادم نہ ہو۔

(اظہار مخادعت قادیانی۔مؤلفہ قاضی عبدالاحد خانپوری۔مطبع چودھویں صدی راولپنڈی)

منکوحہ آسمانی در السیف المسلول

قاضی عبدالاحد صاحب خان پوری نے ردقادیانیت میں ایک کتاب السیف المسلول فی نحر شاتم الرسول المقلب بہ سوط الابرار علی متنِ الاشرار بھی لکھی جو ایجرٹن پریس راولپنڈی سے طبع ہو کر شائع ہوئی تھی۔اس کتاب میں قاضی صاحب نے لکھا:

عبداللہ آتھم کے بارے میں (مرزا غلام احمد قادیانی) اپنی جنگ مقدس میں لکھتا ہے میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالی کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے، تو میں ہر سزا اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔مجھ کو ذلیل کیا جائے۔روسیاہ کیا جاوے۔میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جائے۔مجھ کو پھانسی دیا جائے۔ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں۔اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ

ضرور ایسا کرے گا،ضرور کرے گا،ضرور کرے گا،اس میں آسمان زمین ٹل جائیں گے پر اسکی باتیں نہ ٹلیں گی۔

زمین وآسمان تو نہ ٹلے لیکن کہ آپ بدمعاش کا الہام شیطانی ٹل گیا اور پادری عبداللہ آتھم کی موت اس تاریخ سے ٹل گئی اس پیش گوئی کے ہندومسلمان عیسائی مرزائی اور..سب منتظر تھے اوراس ملعون اسلام نے بھی بہت سا سامان چاول گھی وغیرہ اس خوشی کے واسطے کہ میری جفری جوتشی اور نجومی پیش گوئی ٹھیک نکلے گی جمع کررکھا تھا مگر جب چھٹی ستمبر کی آدھی رات کو تار آیا کہ پادری عبداللہ آتھم صحیح وسلامت جیتا جاگتا ہے

غضب تھی تجھ پر ستمگر چھٹی ستمبر کی
نہ دیکھی تو نے نکل کر چھٹی ستمبر کی
ہے قادیانی جھوٹا مرا نہیں آتھم
گونج اٹھا امرتسر چھٹی ستمبر کی
تیرے حریف کو فیروز پور سے لائی
یہ ریل ہے جو تیرا خر چھٹی ستمبر کی
ذلیل و خوار ندامت چھپا رہے تھے کہ تھا
تیرے مریدوں پر محشر چھٹی ستمبر کی
یہ لودیانہ میں مرزائیوں کی حالت تھی
کہ جینا ہو گیا دوبھر چھٹی ستمبر کی
سوا برس کے تھے امیدوار سب مایوس
مرید اعرج و اعور چھٹی ستمبر کی
مسیح و مہدی کذاب نے منہ کی کھائی
یہ کہتے پھرتے تھے گھر گھر چھٹی ستمبر کی

ہے رو سیاہ مثل مسیلم و اسود
ملاحدہ کا وہ رہبر چھٹی ستمبر کی
یہ قادیانی کی تذلیل کس لئے تھی
جو نہ تھا مباہلہ کا اثر چھٹی ستمبر کی

....

پڑے گی ہر طرف سے تجھ پہ لعنت
بس اب ہر وقت رہ طیار مرزا
ذرا خوش ہوکے گھر جا کر دکھانا
گلے میں لعنتوں کا ہار مرزا
خفا مت ہو کہ عبد الحق سے تو نے
طلب کی تھی یہی پھٹکار مرزا
نشانہ کیسا اس تیر دعا کا
ہوا تیرے جگر سے پار مرزا
تجھے روتے ہی گذرے پندرہ ماہ
ہوئی حالت یہ تیری زار مرزا
ولے پھر بھی نہ مرنے پایا آتھم
وہ ہے پہلے سے بھی طیار مرزا
رگ جان کاٹنے آیا تھا تیری
ستمبر کی چھٹی کا تار مرزا
کہاں ہیں سیالکوٹی واحد العین
ترا مداح کج رفتار مرزا

کہاں ہے تیرا نور دین و احسن
فصیح درا مد طرار مرزا
مصیبت ہر طرف سے تجھ پہ آئی
انہیں سے کر تو استغفار مرزا

ایسا ہی احمد بیگ کی لڑکی کے واسطے (مرزا صاحب قادیانی نے) بہت ہی کوشش کی کہ کسی طرح نکاح میں آجاوے، زمین دینے کی اور اور کئی طرح کی سازشیں کیں۔ جب پہلی بیوی اور لڑکوں نے چاہا کہ وہ لڑکی کسی اور کو دے دی جائے، تب بیوی کو طلاق دے دی اور بیٹوں کو محروم الارث کر دیا۔ اور الہام بازی شروع کی۔ چنانچہ یہ الہام تراشا کہ مجھ کو اللہ کی طرف سے یہ الہام ہوا ہے

زو جنا کھا لا مبد ل لکلما ت الله

یعنی ہم نے وہ عورت تجھ کو نکاح کر دی، اللہ کی باتوں کو کوئی نہیں بدلا سکتا تھا۔ اور کہا کہ وہ... مجھ کو مل جاوے گی خواہ وہ کنواری خواہ بیوہ ہو کر۔ اب (اڑھائی سال جس میں مرزا سلطان محمد نے مرنا تھا کی) مدت سے وہ میعاد بھی گذر گئی ہے اور سلطان احمد اس عورت سے خوب لطف اٹھا رہا ہے اور دھڑا دھڑ بچے جنا رہا ہے اور مرزا قادیانی دیکھ رہا ہے اور کرے تو کیا کرے۔ تدبیر کند بندہ تقدیر کند خندہ

پس بعض بے وقوف نہیں سمجھتے کہ ہم دیوث بے عزت اور لعنتی کی امت بن رہے ہیں

اسی طرح اس پیش گوئیاں اس دجال کی گوزشتر سے بھی کم وقعت والی اور جھوٹیاں ہیں ایک بھی ایک صحیح نہیں نکلی۔ پھر کبھی مجدد، کبھی محدث ملہم، کبھی رسول و نبی، کبھی خدا کا بیٹا، کبھی نامبارک اپنے بچے کو کانّ الله نز ل من السماء، کبھی خود خدا کا بیٹا، کبھی رسول اللہ ﷺ کی غلطیاں غلط فہمیاں نکالتا، کبھی عیسی کو قتل کرا کر صلیب پر چڑھا کر خود عیسی موعود مثیل مسیح، کبھی احمد مبشر، کبھی کیا اور کبھی کیا بنتا ہے

فلعنة الله عليه و على اعوانه

نیز قاضی عبدالاحد خان پوری صاحب فرماتے ہیں:

نعو ذ با لله من الخذ لا ن خداوند کریم نے ایسا سلوک کسی ادنی مسلمان بلکہ کافر کے ساتھ

بھی بہت کم کیا ہوگا جیسا کہ اس دجال کذاب کے ساتھ کیا تمام جہان کا ملعون ہر طرف سے لعنتوں کی بارشیں اور طرح طرح کی رسوائیوں ذلتوں اور پھٹکاروں کی باڑیں، حتی کہ عبداللہ آتھم کے مقدمہ میں اپنے منہ سے بے ایمان ملعون روسیاہ ہر سزا اٹھانے کو تیار ہوا، اور کہا کہ مجھ کو ذلیل کیا جائے میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جائے مجھ کو پھانسی دیا جائے....

اور منکوحہ آسمانی جس کے حق میں یہ الہام ہوا زو جنا کہا لا مبدل لکلمات الله، اس سے اور شخص عیش اور لطف اڑا رہا ہے اور تمہارا بے غیرت رسول دیکھ رہا ہے۔ اور عنمو ائیل جس کے حق میں کانّ الله نزل من السماء احتلام ہوا تھا، وہ بار بار تمہارے رسول کا منہ کالا کرتا مرا...۔ مخلوق کے سامنے بھی روسیاہ مطرود و منحوس اور خالق کے نزدیک بھی مقبوح ملعون ہوا لیکن افسوس کہ تم کو نہ عقل نہ دین نہ شرافت جبلی جس سے سمجھو یا غیرت کرو اگر تم کو کہا جاوے کہ یہ دریا ہے تو ضد سے کہو گے نہیں سراب ہے۔ کما قیل :

لو قلت هذا البحر قال مكذبا
هذا السراب يكون بالقيعان
او قلت هذا الشمس قال مباحثاً
الشمس لم يطلع الى ذا لآن
او قلت قال الله قال رسوله
غضب الخبيث و جاء بالكتمان
او حرف القرآن عن موضوعه
تحريف كذاب على القرآن

(السيف المسلول فی نحر شاتم الرسول المقلب به سوط الابرار علی متنِ الاشرا)

منکوحہ آسمانی در تازیانہ عبرت

مرزا صاحب اور ان کے مریدوں کی مولوی کرم دین صاحب جہلمی سے مقدمہ بازی ہوئی اور جہلم اور گورداسپور کی عدالتوں میں کئی برس تک فریقین پیشیاں بھگتتے رہے۔ان مقدمات کی روداد کو بعد میں مرتب کر کے تازیانہ عبرت کے نام سے تازیانہ عبرت کے نام سے چھپوایا گیا تھا۔اس کتاب میں ایک جگہ مولوی کرم الدین صاحب نے لکھا ہے:

عقیدہ نمبر۱۴ میں مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰؑ ایک اولوالعزم مقتدر رسول سے افضل ہونے کا کھلے طور پر دعوی کیا ہے حالانکہ کوئی شخص غیر رسول، رسول سے افضل نہیں ہوسکتا خواہ وہ کیسا ہی عارف، زاہد صاحب کمالات کیوں نہ ہو (یہ مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے) اور پھر ایسے رسول سے جو صاحب شریعت و کتاب ہو، اور جس کے فضائل پر قرآن شاہد ہو۔اور جس کے معجزات کی ایک دنیا معترف ہو۔اور ادھر افضلیت کے مدعی (مرزا قادیانی) کی یہ حالت ہو کہ اس کی منکوحہ آسمانی (محمدی بیگم) اغیار کے ہم آغوش ہو، اور مسیحیت کا دعویدار دیکھ دیکھ کر خون جگر کھا رہا ہو اور آسمانی عدالت میں اس کی اس قدر بھی شنوائی نہ ہو کہ وہاں سے عزرائیل (ملک الموت) ایک مسلح سپاہی کے ہاتھ ایک وارنٹ گرفتاری بھیج کر اس کے رقیب کو فوراً عالم برزخ کی جوڈیشل حوالات میں دیا جا کر اپنے برگزیدہ نبی (معاذ اللہ) کی منکوحہ اسکو واپس دلائی جائے۔

مرزا جی جب تک آپ کا محمدی بیگم والا الہام پورا نہ ہو، کون عقل مند ہوگا جو آپ کو رسولوں سے افضل صاحب کرامت و معجزہ تسلیم کر لے۔آپ گڑگڑا کر دعا مانگو اور رو رو کر درخواست کرو کہ آپ کی آسمانی منکوحہ جلد تر بموجب الہام آپ کو عطا ہو۔ایسا نہ ہو کہ خدانخواستہ آپ اپنے ایام زندگی کو بسر کر کے آنجہاں چل دیں اور آپکی دلی آرزو آپ کے ساتھ ہی خاک میں مل جائے۔(تازیانہ عبرت)

منکوحہ آسمانی در سیف چشتیائی

پیر مہر علی شاہ گولڑوی نے ردّ قادیانیت میں نہایت قابل قدر کام کیا ہے اور ۱۹۰۲ء میں لکھی جانے والی ان کی کتاب سیف چشتیائی بہت مشہور ہے۔ اس کتاب میں ایک جگہ پیر صاحب نے ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ میں مرزا صاحب کی پیش گوئیوں کے متعلق شائع ہونے والا ایک مضمون نقل کیا ہے جو درج ذیل ہے:

اجی مرزا صاحب بس رہنے دیجئے۔ خلق اللہ تیس سال تک آپ کے نمونے دیکھتے دیکھتے سیر ہوگئی ہے۔

۱۔ کسی شخص کے بیٹا پیدا ہونے کیلئے آپ نے بہتیرا سر مارا بلکہ ایک معقول رقم بھی اس سے پھٹکار لی مگر بیٹا اب تک ندارد۔

۲۔ عبداللہ آتھم کیلئے از حد گڑگڑائے مگر وہ میعاد معینہ میں نہ مرا۔

۳۔ ملا محمد بخش وغیرہ کی بربادی کیلئے ہزار آہ وزاری کی مگر اس کا بال بھی بیکا نہ ہوا۔

۴۔ لیکھرام کیلئے ہر چند سر پٹکا مگر اس کی موت نے آخر آپ کو ہی مشتبہ کیا۔

۵۔ آسمانی منکوحہ کیلئے آپ کا چہرہ بھی خشک ہوگیا مگر حسرت ہی رہی۔

۶۔ کسی شخص کی بیوی کے اچھا ہونے کیلئے بہتیرے جوڑ توڑ کئے مگر وہ بیمار رہ کر چل بسی۔

۷۔ اپنے جس لڑکے کو موعود قرار دیا اور اپنے لئے اور دنیا کے لئے باعث برکت سمجھا وہ بھی آپ کو مفارقت دے گیا۔

۸۔ جس قدر مباحثے آپ نے کئے شکست ہی کھا کر بھاگے۔ اب مباحثہ کے نام سے بھی اوسان خطا ہوتے ہیں۔

۹۔ جن لوگوں نے آپکو بالمقابل دعا کرنے کیلئے بلایا آپ ایک دن بھی سامنے نہ ہوئے

۱۰۔ ہمیشہ آپ نشان دکھانے کیلئے میعاد مقرر کرتے رہے۔ مگر آخر ندامت ہی اٹھانی پڑی چنانچہ اب بھی ایک بڑے بھاری نشان کے لئے میعاد مقرر ہے۔

۱۱۔ آپ کہتے ہیں کہ شاہان یورپ کو اسلام کی دعوت کی اور اپنی تصانیف بھیجیں مگر ایک عیسائی بھی آپ پر ایمان لاتے نہ دیکھا۔

۱۲۔ آپ نے کہا سب خلقت مجھے قبول کرلے گی۔ مگر سب آپ سے متنفر اور بیزار ہی رہے سوائے معدودے چند اشخاص کے جو کسی شمار میں نہیں آسکتے۔

۱۳۔ آپ نے سورہ فاتحہ کی تفسیر دعوی سے لکھی۔ لوگوں نے اس کے پرخچے اڑائے۔

۱۴۔ آپ نے منشی الٰہی بخش کی نسبت گیارہ کا ہندسہ ظاہر کرکے الہام شائع کیا۔ بفضلہٖ اب گیارہ ماہ قریب الاختتام ہیں۔ مگر ان کی عصائے موسیٰ نے آپ کا سارا بنا بنایا کھیل درہم برہم کردیا۔

۱۵۔ پیر مہر علی شاہ کیلئے آپ ہر چند دانت پیستے رہے مگر انکی شہرت ہی شہرت اور عزت ہی عزت رہی

۱۶۔ آپ نے عرصہ سے مینار بنانا چاہا، مگر ہنوز روز اول۔

۱۷۔ آپ نے انگریزی رسالہ شائع کرنا چاہا مگر اب تک اقرار اور وعدہ کے مطابق آپکو ناکامی ہے۔

۱۸۔ آپ نے بجائے اتوار کے جمعہ کی تعطیل کرانی چاہی مگر سوائے ناکامی کے اور کچھ حاصل نہ ہوا۔

۱۹۔ سینکڑوں اشخاص کیلئے آپ دعا کرتے رہے ہیں مگر کوئی اثر یا نتیجہ نہیں نکلتا۔ اور پھر آپ کہتے ہیں کہ دعا کرنے والے کو یہ کرنا چاہیے وہ کرنا چاہیے۔ دعا کرنے سے تعلق پیدا کرنا چاہیے وغیرہ۔

مرزا جی! کیا یہ دعائیں مشتے نمونہ از خروارے کافی نہیں۔ پھر آپ کو بار بار اعلان کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ (سیف چشتیائی)

اسی کتاب میں پیر صاحب گولڑہ نے منکوحہ آسمانی کے ذکر کے ضمن میں مولانا ثناء اللہ امرتسری کے رسالے الہامات مرزا سے درج ذیل عبارت نقل کی ہے۔ پیر صاحب فرماتے ہیں کہ رسالہ الہامات (مرزا) کی عبارت ذیل بھی قابل غور ہے:

مرزا احمد بیگ اور اس کے داماد کی موت
اور آسمانی منکوحہ کے نکاح کے متعلق پیشگوئی

اس پیش گوئی کو مرزا جی نے خاص مسلمانوں کے حق میں بتلایا ہے اس لئے ہمارا بھی حق ہے کہ ہم بھی جی کھول کر سعی کریں اور تحقیق کر کے بال کی کھال اتاریں۔ اور پیش گوئیوں میں بھی مرزا جی زور لگایا کرتے ہیں مگر اس پیش گوئی کے متعلق جو کچھ مرزا جی نے مساعی جمیلہ خرچ کئے ہیں ان کا ذکر نہ کرنا غالبًا ناشکری ہوگی۔ پہلے ہم اس پیش گوئی کا اشتہار نقل کرتے ہیں۔ ازاں بعد مرزا جی کی مساعی جمیلہ بتلاویں گے۔ وھو ہذا

ایک پیش گوئی پیش قبل از وقوع کا اشتہار

پیش گوئی کا جب انجام ہویدا ہوگا
قدرت حق کا عجب ایک تماشا ہوگا
جھوٹ اور سچ میں جو ہے فرق وہ پیدا ہوگا
کوئی پا جائے گا عزت کوئی رسوا ہوگا

اب یہ جاننا چاہیے کہ جس خط کو ۱۰ مئی ۱۸۸۸ء کے نور افشاں میں فریق مخالف نے چھپوایا ہے وہ خط محض ربانی اشارہ سے لکھا گیا تھا۔ ایک مدت دراز سے بعض سرگروہ اور قریبی رشتہ دار مکتوب الیہ کے جن کی حقیقی ہمشیرہ زادہ کی نسبت درخواست کی گئی تھی نشان آسمانی کے طالب تھے اور طریقہ اسلام سے انحراف اور عناد رکھتے تھے۔ چنانچہ اگست ۱۸۸۵ء میں جو چشمہ نور امرت سر میں ان کی طرف سے اشتہار چھپا تھا، یہ درخواست ان کی اس اشتہار میں مندرج ہے۔ ان کو نہ محض مجھ سے بلکہ خدا اور رسول سے بھی دشمنی ہے۔ اور والد اس دختر کا بباعث تعلق قرابت ان لوگوں کی رضا جوئی میں محو اور ان کے نقش قدم پر دل وجان سے فدا اور اپنے اختیارات سے قاصر و عاجز بلکہ انہیں کا فرمانبردار ہو رہا ہے۔ اور اپنی لڑکیاں انہیں کی لڑکیاں خیال کرتا ہے اور وہ بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں اور ہر

باب میں اس کے مدار الہام اور بطور نفس ناطقہ کے اس کے لئے ہو رہے ہیں تب ہی تو نقارہ بجا کر اس کی لڑکی کے بارہ میں آپ ہی شہرت دے دی یہاں تک کہ عیسائیوں کے اخباروں کو اس قصہ سے بھر دیا۔ آفریں بریں عقل و دانش۔ ماموں ہونے کا خوب ہی حق ادا کیا۔ ماموں ہوں تو ایسے ہی ہوں۔ غرض یہ لوگ مجھ کو میرے دعوی الہام میں مکار اور دروغ گو خیال کرتے ہیں اور اسلام اور قرآن پر طرح طرح کے اعتراضات کرتے تھے اور مجھ سے کوئی نشان آسمانی مانگتے تھے تو اس وجہ سے کئی دفعہ ان کے لئے دعا بھی کی گئی تھی۔ سو وہ دعا قبول ہو کر خدا تعالی نے یہ تقریب قائم کی کہ والد اس دختر کا ایک اپنے ضروری کام کیلئے ہماری طرف ملتجی ہوا تفصیل اس کی یہ ہے کہ نامبردہ کی ایک ہمشیرہ ہمارے ایک چچا زاد بھائی غلام حسین نام کو بیاہی گئی تھی۔ غلام حسین عرصہ پچیس سال سے کہیں چلا گیا اور مفقود الخبر ہے۔ اس کی زمین جس کا حق ہمیں پہنچتا ہے نامبردہ کی ہمشیرہ کے نام کاغذات سرکاری میں درج کرادی گئی تھی۔ اب حال کے بندوبست میں جو ضلع گرداسپور میں جاری ہے نامبردہ یعنی ہمارے خط کے مکتوب الیہ نے اپنی ہمشیرہ کی اجازت سے یہ چاہا کہ وہ زمین جو چار یا پانچ ہزار روپیہ قیمت کی ہے اپنے بیٹے محمد بیگ کے نام بطور ہبہ منتقل کرادیں۔ چنانچہ ان کی ہمشیرہ کی طرف سے یہ ہبہ نامہ لکھا تھا چونکہ وہ ہبہ نامہ بجز ہماری رضا مندی کے بے کار تھا اس لئے مکتوب الیہ نے بتمام تر عجز و انکسار ہماری طرف رجوع کیا، تاہم اس ہبہ پر راضی ہو کر اس ہبہ نامہ پر دستخط کر دیں اور قریب تھا کہ دستخط کر دیتے لیکن یہ خیال آیا کہ جیسا کہ ایک مدت سے بڑے بڑے کاموں میں ہماری عادت ہے جناب الہی میں استخارہ کر لینا چاہیے۔ سو یہی جواب مکتوب الیہ کو دیا گیا، پھر مکتوب الیہ کے متواتر اصرار سے استخارہ کیا گیا۔ وہ استخارہ کیا تھا گویا آسمانی نشان کی درخواست کا وقت آ پہنچا تھا جس کو خدائے تعالی نے اس پیرایہ میں ظاہر کر دیا۔

اس خدائے قادر و حکیم مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص کی دختر کلاں کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کر اور ان کو کہہ دے کہ تمام سلوک و مروت اسی شرط سے کیا جاوے گا اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا اور ان تمام رحمتوں اور برکتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار

۲۰ فروری ۱۸۸٦ء میں درج ہیں۔لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہو گا۔اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا اور ان کے گھر پر تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑیگی اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کیلئے کئی کراہیت اور غم کے امر پیش آئینگے۔

پھر ان دنوں میں جو زیادہ تصریح اور تفصیل کے لئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالی نے جو مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لاوے گا اور بے دینوں کو مسلمان بناوے گا۔اور گمراہوں میں ہدایت پھیلاؤنگا چنانچہ عربی الہام اس بارہ میں یہ ہے کذّبوا بآیاتنا و کانوا بھا یستھزؤن ۔ فسیکفیکھم اللّٰہ و یردّھا الیك ۔ لا تبدیل لکلمات اللّٰہ ۔انّ ربك فعّال لما یرید ۔ انت معی و انا معك۔ عسی ان یّبعثك ربّك مقاماً محموداً یعنی انہوں نے ہمارے نشانوں کو جھٹلایا اور وہ پہلے سے ہنسی کر رہے تھے سو خدا تعالی ان سب کے تدارک کیلئے جو اس کام کو روک رہے ہیں تمہارا مددگار ہوگا اور انجام کار اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہی ہو جاتا ہے۔تو میرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں۔اور عنقریب وہ مقام تجھے ملے گا جس میں تیری تعریف کی جائے گی۔یعنی گو اول میں احمق اور نادان لوگ بد باطنی اور بدظنی سے بدگوئی کرتے ہیں اور نالائق باتیں منہ پر لاتے ہیں لیکن آخر کار خدا تعالی کی مدد دیکھ کر شرمندہ ہوں گے اور سچائی کے کھلنے سے چاروں طرف سے تعریف ہوگی۔خاکسار غلام احمد از قادیان۔۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء ۔

اس اشتہار کے متصل ہی صرف پانچ دن کے فاصلہ سے ایک اور اشتہار دیا جو بعنوان ذیل ہے:

تتمہ اشتہار۔ دہم جولائی ۱۸۸۸ء

۱۔ اشتہار مندرجہ عنوان کے صفحہ ۶ میں جو یہ الہام درج ہے فسیکفیکھم اللّٰہ اس کی تفصیل مکرر توجہ سے یہ کھلی ہے کہ خدائے تعالی ہمارے کنبے اور قوم میں سے ایسے تمام لوگوں پر جو اپنی بے دینی اور بدعتوں کی حمایت کی وجہ سے پیش گوئی کے مزاحم ہونا چاہیں گے اپنے قہری نشان نازل کرے گا اور ان سے لڑے گا اور انہیں انواع واقسام کے عذابوں میں مبتلا کرے گا۔ اور وہ مصیبتیں ان پر اتارے گا جن کی ہنوز انہیں خبر نہیں۔ ان میں ایک بھی ایسا نہیں ہوگا جو اس کی عقوبت سے خالی رہے کیونکہ انہوں نے نہ کسی اور وجہ سے بلکہ بے دینی کی راہ سے مقابلہ کیا۔ ایک عرصہ سے یہ لوگ جو میرے کنبے سے اور میرے اقارب ہیں، کیا مرد اور کیا عورت، مجھے میرے الہام اور دعاوی میں مکار اور دکاندار خیال کرتے ہیں۔ اور بعض نشانوں کو دیکھ کر بھی قائل نہیں ہوتے۔ اور ان کا اپنا حال یہ ہے کہ دین اسلام کی ایک ذرہ محبت ان میں باقی نہیں رہی۔ اور قرآنی حکموں کو ایسا ہلکا سمجھ کر ٹال دیتے ہیں جیسا کوئی ایک تنکے کو اٹھا کر پھینک دیتے ہیں۔ وہ اپنی بدعتوں اور رسموں اور ننگ و ناموس کو خدا اور رسول کے فرمودہ سے ہزار درجہ بہتر سمجھتے ہیں۔ پس خدائے تعالی نے انہیں کی بھلائی کے لئے انہیں کے تقاضا سے انہیں کی درخواست سے اس الہامی پیش گوئی کو جو اشتہار میں درج ہے ظاہر فرمایا ہے، تا وہ سمجھیں کہ وہ درحقیقت موجود ہے اور اسکے سوا سب کچھ ہیچ ہے۔ کاش وہ پہلے نشانوں کو کافی سمجھتے اور یقیناً وہ ایک ساعت بھی مجھ پر بدگمانی نہ کر سکتے، اگر ان میں کچھ نور ایمان اور کانشنس ہوتا۔ ہمیں اس رشتہ کی کچھ ضرورت نہیں تھی۔ سب ضرورتوں کو خدا تعالی نے پورا کر دیا تھا، اولاد بھی عطا کی۔ اور ان میں وہ لڑکا بھی جو دین کا چراغ ہوگا بلکہ ایک اور لڑکا ہونے کا قریب مدت تک وعدہ دیا جس کا نام محمود احمد ہوگا، اور اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلے گا۔ یہ رشتہ جس کی درخواست کی گئی ہے محض بطور نشان کے ہے تا خدائے تعالی اس کنبہ کے منکرین کو

عجوبہ قدرت دکھلاوے۔ اگر وہ قبول کریں تو برکت اور رحمت کے نشان ان پر نازل کرے اور ان بلاؤں کو دفع کرے جو نزدیک چلی آتی ہیں۔لیکن اگر وہ رد کریں تو ان پر قہری نشان نازل کر کے ان کو متنبہ کرے۔ برکت کا نشان یہ ہے کہ اس پیوند سے ان کا دین درست ہوگا اور دنیا ان کی من کل الوجوہ صلاحت پذیر ہو جائے گی۔اور وہ بلائیں جو عنقریب اترنے والی ہیں نہیں اتریں گی۔اور قہر کا نشان وہی ہے جو اشتہار میں زکر ہو چکا اور نیز وہ جو تتمہ ہذا میں درج ہے۔و السلام علی عباد الله المومنین ۔ خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور۔ پانزدہم جولائی ۱۸۸۸ء

یہ دونوں اشتہار اپنا مضمون بتلانے میں بالکل واضح ولائح ہیں۔کسی مزید توضیح یا تشریح کی حاجت نہیں رکھتے۔صاف بتلا رہے ہیں کہ تاریخ نکاح سے تین سال تک دونوں (مرزا احمد بیگ اور اسکا داماد) فوت ہو جائیں گے۔البتہ تاریخ معلوم کرنے کے لئے کہ نکاح کب ہوا اور کب تک ان دونوں کی موت کی تاریخ ہے،مرزا جی کی ایک دوسری تحریر سے شہادت لینے کی ضرورت ہے۔

رسالہ شہادت القرآن میں مرزا جی خود ہی اس کی میعاد بتلاتے ہیں کہ ۲۱ ستمبر ۱۸۹۳ء سے قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئی تھی۔چنانچہ لکھا ہے۔

مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی نسبت پیش گوئی جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے جس کی میعاد آج کی تاریخ سے، جو اکیس ستمبر ۱۸۹۳ء ہے،قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئی ہے ۔

(شہادۃ القرآن۔مصنفہ مرزا قادیانی۔ص ۷۹)

پس بموجب اقرار مرزا جی ۱۲۔اگست ۱۸۹۴ء کو مرزا سلطان محمد داماد مرزا احمد بیگ کو دنیا میں رہنے کی اجازت نہ تھی۔مگر افسوس کہ وہ مرزا صاحب کے سینہ پر مونگ دلتا ہوا آج یکم دسمبر ۱۹۰۱ء تک زندہ ملتان کیمپ میں ملازم ہے۔مگر مرزا جی کیا ایسے نرم اور کم گو تھے کہ خاموش ہو جاتے۔ انہوں نے بڑے بڑے امور مشکلہ کو نہایت آسانی سے حل کر دیا تھا تو اس پیش گوئی کا پورا کر لینا تو ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔آپ فرماتے ہیں:

اس پیش گوئی کے دو حصے تھے۔ایک احمد بیگ کی نسبت اور ایک اس کے داماد کی نسبت، اور پیش گوئی کے بعض الہامات میں جو پہلے سے شائع ہو چکے تھے، یہ شرط تھی کہ توبہ اور خوف کے وقت موت میں تاخیر ڈال دی جائے گی۔سوافسوس کہ احمد بیگ کو اس شرط سے فائدہ اٹھانا نصیب نہ ہوا۔کیونکہ اس وقت اس کی بدقسمتی سے اس نے اور اس کے تمام عزیزوں نے پیش گوئی کو انسانی مکر اور فریب پر حمل کیا اور ٹھٹھا اور ہنسی شروع کر دی۔اور وہ ہمیشہ ٹھٹھا اور ہنسی کرتے تھے کہ پیش گوئی کے وقت نے منہ دکھلا دیا اور احمد بیگ ایک محرقہ تپ کے ایک دودن کے حملہ سے ہی اس جہان سے رحلت کر گیا۔تب تو ان کی آنکھیں کھل گئیں اور داماد کی بھی فکر پڑی اور خوف اور توبہ اور نماز اور روزہ میں عورتیں لگ گئیں۔اور مارے ڈر کے ان کے کلیجے کانپ اٹھے۔پس ضرور تھا کہ اس درجہ کے خوف کے وقت خدا اپنی شرط کے موافق عمل کرتا سو وہ لوگ سخت احمق اور نادان اور کاذب اور ظالم ہیں جو کہتے ہیں کہ داماد کی نسبت پیش گوئی پوری نہیں ہوئی بلکہ وہ بدیہی طور پر حالت موجودہ کے موافق پوری ہوگئی اور دوسرے پہلو کی انتظار ہے۔(سراج منیر)

مرزا جی کا یہ عذر کہ فلاں شخص دل میں توبہ کر گیا، نماز روزہ کا پابند ہو گیا، اس بے ایمان عطار کی بوتل سے کم نہیں جس کا ذکر ہم نے اوپر کیا ہے۔تعجب ہے کہ مرزا جی کے مقرب علم کے مدعی ایسی واہیات تاویلوں کو مان لیتے ہیں بلکہ نہ ماننے والوں پر غراتے ہیں۔

ناظرین بغور اشتہار مذکور کو دیکھ سکتے ہیں کہ اس سے اصل غرض کیا ہے۔یہ عجب (بے ادبی معاف) ڈھکوسلہ ہے کہ تو مان نہ مان میں تیرا مہمان، مخالف اسی طرح اپنی مخالفت پر جما ہوا ہے، ذات شریف پر تبرے اور صلواتیں سناتا ہے، ہاں بوجہ مسلمان ہونے کے نماز بھی پڑھتا ہوگا، تو اس کا نام خوف زدہ رکھا جاتا ہے۔ہم آتھم کے متعلق ایک حدیث کی شہادت سے ثابت کر آئے ہیں کہ اگر آپ کی پیش گوئی سے وہ ڈرتا تو بھی رجوع مستلزم تاخیر عذاب نہ ہوتا، چہ جائے کہ وہ مخالفت پر ویسا ہی تلا بیٹھا ہے جیسا کہ اس وقت تھا بلکہ اس سے بھی زائد اس پیش گوئی کے متعلق جیسا کہ ہم لکھ آئے ہیں مرزا جی کی مساعی جمیلہ خاص طور قابل ذکر ہیں اس ضمن میں ہم چند خطوط ہم نقل کرتے ہیں جو

مرزا صاحب نے خود اور دوسروں سے رشتہ داروں کو اس نکاح سے متعلق لکھوا کر بھیجے تھے۔

- مشفقی مکرمی اخویم مرزا احمد بیگ (خط سابقاً نقل ہو چکا۔ بہاء)

خاکسار غلام احمد۔ ۱۷ جولائی ۱۸۹۰ء بروز جمعہ

- مشفقی مرزا علی شیر بیگ صاحب (خط سابقاً نقل ہو چکا۔ بہاء)

راقم خاکسار غلام احمد از لودہیانہ اقبال گنج۔ ۴ مئی ۱۸۹۱ء

- مرزا صاحب بنام والدہ عزت بی بی (خط سابقاً نقل ہو چکا۔ بہاء)

راقم مرزا غلام احمد از لودیانہ ۴ مئی ۱۸۹۱ء

- عزت بی بی بطرف والدہ (خط سابقاً نقل ہو چکا۔ بہاء)

ان خطوط سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا جی اپنی اغراض نفسانی کو پورا کرنے کے لئے بھی عموماً بقول حافظ شیرازی

حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش و لے
دام تزویر مکن چوں دِگراں قرآن را

اسلام اور قرآن ہی کو پیش کیا کرتے تھے۔ مگر چونکہ خدا اپنے دین کا آپ حامی ہے کسی ایسے ویسے الہامی وغیرہ کی حمایت پر اس کی امداد موقوف نہیں اس لئے ہمیشہ مرزا جی کو ناکامی ہوتی اور یہ بھی ایک معنی سے قطع الوتین ہے۔ (منقول از الہامات مرزا مصنفہ مولانا ثناء اللہ امرتسری۔ طبع اول)

پیر مہر علی صاحب گولڑوی فرماتے ہیں:

ناظرین خدارا انصاف! کیا ایسی ہی پیش گوئیاں کرنیوالے کو مطابق الّا من ارتضی من رسول .. کے نبی اور رسول بننے کا حق ہے، جیسا کہ قادیانی صاحب اس اشتہار میں بڑے زور سے لکھ چکے ہیں۔ دیکھو توضیح مرام صفحہ ۱۸ کہ

۱۔ محدث بھی ایک معنی میں نبی ہوتا ہے کیونکہ وہ خدا تعالی سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے

۲۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں۔

۳۔رسولوں اورنبیوں کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے۔

۴۔مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے۔

۵۔وہ بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے۔

۶۔انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے۔

۷۔اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جاویں۔ انتھی بعبارته

امروہی صاحب کیا یہ پیش گوئیاں اور دعائیں مشتے نمونہ از خروارے آپکے پیغمبر کی نبوت پر اور آپ کے ایمان پر خاک نہیں ڈالتیں۔اگر پیش گوئی بھی سچی نکلے اور دعا بھی مستجاب ہو تو کیا فرمان خاتم النبیین ﷺ کے برخلاف آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی ہو بھی سکتا ہے؟(سیف چشتیائی۔ص ۷۱تا۷۹)

منکوحہ آسمانی در ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ

میرٹھ سے مولانا احمد حسن شوکت، شحنہ ہند کے نام سے ایک اخبار نکالتے تھے۔۱۹۰۱ء میں آپ نے رد قادیانیت کی غرض سے اس اخبار کا ایک ہفتہ وار ضمیمہ شائع کرنا شروع کیا۔یہ ضمیمہ چار سال تک جاری رہا اور اس میں رد قادیانیت کے موضوع پر گراں قدر مضامین شائع ہوئے جو کم وبیش خود مولانا احمد حسن میرٹھی ہی کے قلم سے ہوتے تھے۔تاہم اکا دکا مضامین بعض دوسرے اہل علم کے قلم سے بھی ہیں جو اس دور میں تحریک ختم نبوت کے کارکنوں میں شمار ہوتے تھے۔ذیل میں اس ضمیمہ کے ۱۹۰۳ء اور ۱۹۰۴ء کے شماروں سے چند مضامین نقل کئے جا رہے ہیں جن میں مرزا صاحب قادیانی کی منکوحہ آسمانی کے معاملے پر یا تو بحث ہوئی ہے یا کسی حد تک اس کا ذکر ہوا ہے۔ملاحظہ فرمایئے:

غیب دانی

عنوان بالا کے تحت مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

پیش گوئی کرنے والا یہ ظاہر کرتا ہے کہ میں غیب دان ہوں، یا دوسرے لفظوں میں یہ کہتا ہے کہ میں خدا ہوں۔ چونکہ یہ صفت خاص خدا تعالی کی ہے لہذا کسی نبی نے ایسا دعوی نہیں کیا۔ آنحضرت ﷺ نے بڑی زجر و توبیخ کے ساتھ ممانعت فرمائی۔ آپ ﷺ نے صاف فرمایا کہ میں نہیں جانتا قیامت میں میرے ساتھ کیا معاملہ ہوگا۔ یہ کام نجومیوں رمالوں سادھو بچوں کا ہے جو اسی حیلے سے روٹی کماتے ہیں۔

اب ہم پوچھتے ہیں کیا مرزا جی ایسے چلتے پرزوں سے کم ہیں۔ کم کیا معنی چند بالشت بڑھے ہوئے ہیں۔ اتنا فرق ہے کہ نجومیوں اور رمالوں کی اٹکل کا تیر تو کبھی لگ بھی جاتا ہے، مگر مرزا جی کے تمام تیر تکے ہوائی رہے۔ نشانے پر ایک بھی نہ لگا۔ مگر دھو کہ دہی ہو رہی ہے کہ تمام پیش گوئیاں پوری ہوئیں۔ ایک جھول میں دعوی تو تھا نر (بیٹے) کا، مگر نکلی مادین (بیٹی)۔ اس کی تاویل گھڑی کہ میں نے یہ کہاں کہا تھا کہ اسی گابھ میں کنوتیاں بدلتا، ٹاپیں مارتا، راتب مانگتا، آٹھوں گانٹھ کمیت برآمد ہوگا۔ آسمانی باپ نے کچھ تیغہ نہیں کر دیا کہ نر (لڑکا) اسی جھول میں ہو، دوسری میں نہ ہو۔ یہ خاصہ تو صرف آسمانی باپ (مرزا ادیانی کے الہام کنندہ) کا ہے کہ ایک ہی جھول نکال کر عنین ہو گیا، اور مجبور ہو کر مجھے (یعنی مرزا قادیانی کو) لے پالک بنایا۔ مگر میرے دم خم ایسے نہیں کہ بس ایک جھول میں پر پرزے گر جائیں۔ دیکھ لو میں نے دوسرے جھول میں کیسا ڈینگرا سال کا سا پورا نکلوایا۔ آسمانی منکوحہ والی پیشین گوئی تو ایسی پوری ہوئی ہے کہ باید و شاید۔ اندھوں کو نظر نہیں آتی۔ قاضی فلک نے نکاح پڑھایا۔ زہرہ اور مشتری نے سہرہ گایا۔ فرشتوں میں مبارک سلامت ہوئی۔ بس وہ میرے نکاح میں آ گئی کسی کو دکھائی نہ دے تو اس میں میرا کیا قصور۔ اس کے جتنے انڈے بچے ہوئے اور ہوں گے وہ سب میرے ہیں۔ اور میرے ہی کہلائیں گے۔ میں منہ میں گٹکا لے کر اور آنکھوں سے الوپ انجن ہو کر ہر شب وہاں وارد ہو جاتا ہوں میں سب کو دیکھتا ہوں مجھے کوئی نہیں دیکھتا اور خود منکوحہ کو بھی معلوم نہیں ہوتا۔ مجھے یہ لٹکا روح القدس سے ملا ہے۔ اگر کسی میں روح القدس کے فیضان کی کیفیت (نعوذ باللہ) بی بی مریم سے پوچھ لے اور تصدیق کر لے۔ میری

پیشین گوئی کا مطلب یہ تھا کہ نکاح آسمان میں ہوگا، زمین پر اس کا ظہور نہ ہوگا دیکھ لو ایسا ہی ہوا۔ (شحنہ ہند میرٹھ ضمیمہ نمبر ۵۔ ۳۱ جنوری ۱۹۰۳ء ص ۵۔ ٦)

مرزا جی کے الہامات

عنوان بالا کے تحت مولانا احمد حسین میرٹھی لکھتے ہیں:

انبیاء علی نبینا و علیهم الصلوۃ و السلام پر جو مسلسل اور منضبط الہامات من جانب اللہ ہوئے ہیں وہ انسانوں کے لئے تہذیب وتمدن سیاست وملک داری اصلاح نفوس الغرض دینی اور دنیوی مستحکم قوانین بن گئے ہیں۔ یہاں تک کہ سلاطین کو جدید قوانین کی وضع واجراء سے مستغنی کر دیا ہے۔ موجودہ سلطنتیں بھی انہیں قوانین پر چل رہی ہیں، اور جب ان سے انحراف کیا جائے گا ضرور خرابیاں پیدا ہوں گی، جیسا کہ ہم بعض ممالک خصوصاً ممالک اسلامیہ کی حالت دیکھ رہے ہیں۔

توریت وانجیل اور زبور بھی انسانوں کی اصلاح کے مضبوط قوانین ہیں، مگر ان پر عمل متروک ہو گیا۔ دنیا خودسر بن گئی۔ جس طرح مسلمان قرآن پر عمل نہیں کرتے اسی طرح یہودی توریت پر اور عیسائی انجیل پر عمل نہیں کرتے۔ لیکن اس سے الہامی کتابوں میں نقص نہیں آ سکتا۔ اور تمام مذاہب والے معترف بقصور ہیں کہ ہم نے اپنی آسمانی کتابوں کو چھوڑ دیا۔ اتنا جگرا اور گردہ کسی کا نہیں کہ اپنی آسمانی کتاب یا آسمانی مذہب کو ناقص اور قابل اصلاح بتائے۔ یورپ میں حد درجہ لا مذہبی اور فسق وفجور پھیلا ہوا ہے، مگر جب انجیل کا نام آئے گا تو ہر عیسائی سر جھکا دے گا۔ ایک پکا مسلمان کیسا ہی فاسق وفاجر ہو، مگر جب قرآن کا نام آئے گا تو کانپ اٹھے گا اور نادم ہوگا۔ ایک سنی مسلمان جب رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنے گا تو کھڑا ہو جائے گا۔ ایک مرزا جی ہیں کہ حدیث کا انکار اور قرآن مجید کی آیات مسخ کر رہے ہیں۔ آنحضرت ﷺ تو یہ فرمائیں کہ لو کان موسی حیاً لما وسعہ الا اتباعی یعنی اگر موسی علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو میرے اتباع پر مجبور ہو جاتے۔ مگر مرزا جی، حضرت موسیٰؑ سے بھی بڑھ گئے کہ جو شخص ان کو نبی نہ مانے زندیق اور کافر اور واجب القتل ہے۔ اور جب کہ حضرت عیسی مسیح کو گالیاں دی جاتی ہیں اور ان کو فاسق وفاجر بتایا جاتا ہے، تو اسی سے سمجھ لیجئے کہ ان کے دل میں

دیگر انبیاء کرام کی کیا وقعت ہے۔ کیونکہ نبی سب برابر ہیں۔ قرآن مجید نے ہم کو یہی تعلیم دی ہے کہ لا نفرق بین احد من رسله ۔ آنحضرت ﷺ تو یہ فرمائیں کہ لا تخیروا فی انبیاء الله یعنی ایک نبی کو دوسرے نبی پر فضیلت نہ دو، اور مرزا جی بعض انبیاء پر سبّ وطعن کریں۔

گفتگو الہام میں تھی۔ اگر مرزا جی کے تمام الہامات کو جمع کیا جائے تو فرمایئے ان سے کیا نتیجہ نکلے گا۔ دینی یا دنیوی قانون تو کیا مرتب ہوگا، ہر فقرہ مہمل اور بے معنی ہونے میں مجذوب کی بڑ سے کم نہ ہوگا۔ بات یہ ہے کہ خود ستائی اور خود غرضی انسانوں کو پاگل بنا کر چھوڑتی ہے۔ تمام الہامات میں مرزا جی اپنی ہی بھٹئی کرتے ہیں۔ پھر بھی بے معنی الحکم میں کبھی کبھی ایک آدھ فقرہ یا جملہ شائع ہوتا ہے جس کو الہامی بنالیا جاتا ہے۔ ہم شرطیہ کہتے ہیں کہ ان سب کو جمع کیا جائے گا تو خود مرزائیوں کو شرم معلوم ہوگی کہ کیا جھک مارا ہے۔ اور ایک مبصر اور عقل مند آدمی قہقہہ لگائے گا کہ مرزائی امت کے لئے یہی آسمانی اور دینی اور دنیوی قوانین کا مجموعہ ہے جو اس پر الہام ہوتا تھا تاکہ لوگوں کو سمجھائے اور ہدایت عامہ کی تبلیغ کا فرض پورا کرے۔

مرزا جی عجیب الخلقت نبی ہیں کہ مادری زبان تو اردو اور الہام ہو عربی میں۔ بھلا ہندوستان میں عربی زبان سمجھنے والے کتنے ہیں۔ مسخرے باپ (مرزا کے الہام کنندہ) نے یہ نہ سمجھا کہ لے پالک (مرزا قادیانی) اپنا فرض نبوت کیوں کر ادا کرے گا۔

پچھلے ہفتے الحکم میں یہ الہامی فقرہ شائع ہوا: انی صادق صادق صادق

ناظرین ملاحظہ فرمائیں کتنا مہتم بالشان فصیح و بلیغ بے مثل فقرہ ہے۔ ایک گدھا بھی ڈھینچوں ڈھینچوں کرکے کہہ سکتا ہے کہ: انی ناهق ناهق ناهق۔ اور ایک خاوند بھی اپنی ناشزہ جورو سے دق ہوکر کہہ سکتا ہے کہ: انتِ طالق طالق طالق ثلاثا۔ لیکن جب آسمانی منکوحہ نے مرزا جی کو طلاق دے دی، تو ان کے بیٹے یعنی آسمانی باپ کے پوتے (مرزا فضل احمد) نے باوصف حد درجہ زور ڈالنے اور عاق کرنے کی دھمکی دینے کے اپنی بیوی کو بجائے یہ کہنے کہ انتِ طالق طالق طالق ثلاثا، یہ کہا کہ انتِ فوادی انتِ راحتی، انت سرور قلبی انتِ نور مقلتی روحی فداك ۔ اس نے بلاوجہ ناکردہ گناہ بی بی کو طلاق دینا گوارا نہ کیا۔ بھلا جب آسمانی دادا کا الہام خود پوتے نے نہ مانا، تو بقیہ امت سے کیا امید ہے کہ وہ

لے پالک کا حکم مانے گی اور بروزی اور ظلی نبوت اور موعود مسیحیت و مسعود مہدویت کو دنیا میں پھیلائے گی۔

(شحنۂ ہند میرٹھ ضمیمہ نمبر ۶۔ ۷ فروری ۱۹۰۳ء ص ۶۔۷)

تازہ بے معنی الہام

عنوان بالا کے تحت مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

۷ فروری ۱۹۰۳ء کے الحکم میں آسمانی باپ کا یہ پھڑکتا تازہ بتازہ الہام شائع ہوا ہے کہ لا یموت احد من رجالکم ۔مگر معنی سمجھنے میں خود لیپا لک (مرزا قادیانی) کی سٹی گم ہے چنانچہ خود ہی بیان کیا ہے:

اس کے حقیقی معنی کہ تمہارے مردوں میں سے کوئی نہ مرے گا، تو ہو نہیں سکتے کیونکہ موت تو انبیاء تک کو آتی ہے اور نہ قیامت تک کسی زندہ رہنا ہے، مگر اس کے مفہوم کا پتہ نہیں شائد کوئی اور معنی ہوں۔

ہم کہتے ہیں کہ آسمانی بغلول ایسا گول مٹول ڈھول کے اندر پول الہام ہی کیوں کرتا ہے جس کے معنی خود اس کا کلونٹا لے پالک (مرزا قادیانی) بھی نہیں سمجھ سکتا۔ معلوم ہوا کہ الہام کے معنی سمجھانے کو بھی الہام کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیا کسی نبی پر ایسا الہام ہوا جس کے سمجھنے کو قوت منتظرہ باقی رہی ہو۔ لے پالک کے نزدیک جو الہام گورکھ دھندا ہو، اور میخون اور ناخنوں اور دانتوں اور دہان بے دندان کے زور لگانے سے بھی نہ کھل سکے مناسب ہے کہ مجدد السنہ مشرقیہ (احمد حسن شوکت) سے سمجھ لیا کرے کیونکہ وہ باپ بیٹے دونوں کے گورگڑھے سے خوب واقف ہے۔ بھلا دنیا میں ایسا کلام کون سا ہے جو مجدد کی سمجھ میں نہ آئے، وہ تو بے معنی کلام کو بھی بامعنی کر سکتا ہے۔ لیجئے سنیئے:

یہ الہام طاعون کے متعلق ہے جس کو آسمانی باپ نے لیپا لک کی لینڈوری میں بھیجا ہے اور جو اس کا بڑا بھاری تمغہ ہے۔ مرزائیوں میں سے تو اب تک کسی پر اس کا دست شفقت پھرا نہیں یعنی خاص دارالامان قادیان میں تو کیا پنجاب کے کسی شہر اور حصے اور گاؤں میں بھی کوئی مرزائی نہیں مرا، اور لوگوں نے غل مچایا کہ خاص قادیان میں اتنے کیس ہوئے تو یہ مخالفوں بداندیشوں کا نرا طوفان بہتان ہے۔ البتہ اب آسمانی باپ عورتوں پر اسلئے غضب ناک ہے کہ آسمانی منکوحہ جو عورتوں کی جنس سے لیپا لک کے ہتھے نہیں چڑھی۔ اور کسی

نے اس کے رونے پیٹنے بلبلانے اور چیخنے چلانے ایڑیاں رگڑنے پر ذرا بھی رحم نہ کیا۔ پس آسمانی باپ نے یہ غضب ناک الہام کیا کہ لا یموت احد من رجالکم بل یمتن نسائکم کلھن یعنی تمہارے مردوں میں سے ایک بھی نہ کرے گا بلکہ تمہاری تمام عورتیں مریں گی، کیونکہ عدمی مفہوم سے وجودی مفہوم نکلتا ہے، اور ضد سے ضد یعنی نقیض سے نقیض کا علم ہو جاتا ہے۔

دوسرے معنی یہ ہیں کہ تمہارے مردوں میں سے صرف ایک یعنی مرزا قادیانی قیامت تک نہ مرے گا اس کے سوا موت سب کا سلفہ کر جائے گی۔ اس صورت میں الہام یوں ہے لا یموت احد من رجالکم اعنی مرزا کیونکہ مرزا قادیانی ہمیشہ لوگوں کی اموات کی پیش گوئی کرتا ہے اور مخالفوں میں سے جب کوئی مرتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور اعلان دیتا ہے کہ میری مخالفت نے اس کو ہلاک کیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا اپنی زندگی کا ٹھیکہ ابدالاباد تک لے کر دنیا میں آیا ہے بھلا ایسے صاف اور صریح معنی میں باپ بیٹے دونوں کیوں کر گھن چکر ہو گئے۔ بس جی بس بافندگی معلوم شد۔ (شحنہ ہند میرٹھ ضمیمہ نمبر ۷، ۱۷ فروری ۱۹۰۳ء ص ۶)

مہدیوں اور مسیحوں کا ڈربہ کھل گیا

عنوان بالا کے تحت مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

لیجئے جناب! ملک جاوا علاقہ امانی میں ایک اور مہدی صاحب عالم بالا سے تشریف کا گٹھا کاندھے پر لاد کر کھٹ سے آبراجے ہیں، اور دنیا کو اپنی مہدویت کی دعوت دیتے ہیں، اور شعبدے (معجزے) دکھانے کے بھی مدعی ہیں۔ آج کل مہدیوں اور مسیحیوں کی بم پھوٹ گئی ہے۔ لندنی مسیح، فرانسیسی مسیح، سومالی مہدی، جاوائی مہدی۔ اور قادیانی مرزا جی تو خیر نال مسیح موعود بھی ہیں اور مہدی مسعود بھی اور امام الزمان بھی اور بروزی نبی بھی اور خاتم الانبیاء بھی۔ الغرض سن گنوں پورے اور تمام کمپونڈ اجزاء کے سیرپ اور معجون ہیں، اور باقی سب کے سب ادھورے ہیں۔ یعنی اگر کوئی مسیح ہے، تو مہدی نہیں اور مہدی ہے تو مسیح نہیں۔ پھر دنیا سب کو چھوڑ کر مرزا جی پر کیوں ایمان نہیں لاتی۔ لوگ بالکل اندھے ہیں اور ایشیا اور افریقہ سے بڑھ کر یورپ اندھا ہو رہا ہے۔ کیا معنی کہ مرزا جی اپنے بروز و خروج کی تبلیغ کتابوں اور رسالوں اور تصویروں کے ذریعہ سے کامل طور پر کر

چکے ہیں۔ اپنی تمام مجموعی صفات کا آئینہ دکھا چکے ہیں۔ غضب ہے نا کہ یورپ پھر بھی لندنی مسیح اور فرانسیسی مسیح پر لٹو ہے جنہوں نے کوئی شعبدہ کوئی کرشمہ نہیں دکھایا، اور قادیانی مسیح، خدا جھوٹ نہ بولائے تو کوئی ڈیڑھ سو معجزے (لوگوں کی موت کی بال باندھی پیشین گوئیاں) دکھا چکا ہے۔ پیشین گوئیوں کی ٹھیک میعاد کے درمیان کے بیچوں بیچ کے اندر کوئی نہ مرا، تو کیا ہوا، آخر مرا تو سہی۔ مرزا جی پیش گوئی نہ کرتے، تو نہ آتھم مرتا نہ لیکھ رام مرتا۔ لوگوں کی عقل کا چراغ تو ہو گیا ہے گل۔ پیش گوئی کے لئے یہ ہرگز لازم نہیں کہ ٹھیک وقت پر ہو۔ ہاں شرط یہ ہے کہ برس، پانچ برس، دس برس، بیس برس میں ہو اور ضرور ہو۔ ہزاروں لاکھوں میں ہو، بیچ کھیت ہو، باون تولے پاؤ رتی ہو۔ دیکھ لو مرزا جی کی آسمانی منکوحہ بی بی کو جو ایک ظالم نے غصب کر لیا تھا تو مرزا جی نے اس کی موت کی پیش گوئی کی تھی، تو وہ دس برس، بیس برس میں ضرور پوری ہو گی اور ان کا رقیب ایک نہ ایک دن ضرور مرے گا ،۔ بھلا مامور من اللہ کی پیش گوئی اور خالی جائے۔ اچھی کہی۔

اب بتایئے مذکورہ بالا مہدیوں اور مسیحوں میں سے کسی نے بھی ایسے روشن اور چمکتے ہوئے معجزات آج تک دکھائے۔ پیشین گوئی اگرچہ نجومیوں رمالوں سادھو بچوں کا کام ہے، مگر جب مامور من اللہ کوئی پیش گو ئی کرے گا خواہ وہ جھوٹی ہو یا سچی، ضرور معجزہ کہلائے گا۔ وہ آسمان میں پوری ہو جاتی ہے مگر اندھوں کو نظر نہیں آتی اور پیشین گوئی نہ بھی پوری ہو، تو اس سے کسی نبی کی نبوت میں فرق نہیں آتا۔ پیشین گوئی دوسری چیز ہے اور نبی ہونا دوسری چیز۔

ماشاء اللہ مرزا جی کے دلائل بہت معقول ہیں مگر عملی طور پر سب مہدیوں اور مسیحوں کے کھرے کھوٹے کو آگ پر تپانا چاہیے۔ تا سیہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد۔ یعنی تمام مہدی میدان میں اتریں اور اپنے اپنے کرتب دکھائیں جو کرتبوں میں کامل نکلے وہی مہدی اور مسیح تسلیم ہو۔ اور اگر سب ناقص اور جھوٹے نکلیں تو ایک ایک کو پھانسی پر لٹکایا جائے، یا لوہے کے پنجروں میں قید کر کے کسی جزیرہ میں بھیجا جائے کہ پھر واں سے واپس نہ آسکیں اور دنیا ان کے کید سے محفوظ رہے۔

ہر ایک جھوٹا اور مکار مہدی اور مسیح دیکھ رہا ہے کہ اس کے چند رقیب سامنے موجود ہیں، اور سب کے سب ایک ہی دعوے کے مدعی ہیں۔ حالانکہ مہدی اور عیسی متعدد نہیں ہو سکتے۔ بہر نہج ایک ہی ہو گا، مگر بے

ایمانی اور شرارت اور دھین دھونکڑی دیکھئے کہ ان بدمعاشوں اور دنیا کے لوٹنے والوں کو ذرا شرم نہیں آئی کہ ہم کیا جعل سازی اور دغا بازی کر رہے ہیں۔ اور نہ ان حمقاء کو شرم آتی ہے جو ان کے دام تزویر میں پھنس کر الو کے پٹھے بن گئے ہیں۔ اور احمقوں کا جتنا گروہ مرزا جی کی مٹھی میں ہے، اتنا ہی بلکہ اس سے زیادہ لندنی اور فرانسیسی اور افریقی اور جاوی مسیحوں اور مہدیوں کی پتلون اور بنیان میں ہے۔ پس وحشی اور مہذب دونوں ایک ہی سانچے میں ڈھل گئے ہیں اور کسی میں کوئی مابہ الامتیاز نہیں رہا۔

وہ (جھوٹے مہدی اور مسیح) خوب جانتے ہیں کہ ساری کاروائی خود ان کے کانشنس کے خلاف ہے اور ان کا کامل یقین ہے کہ محض خود غرضی اور جلب منفعت کے لئے ہم یہ ٹھیٹر تیار کر کے اسٹیج پر تماشا دکھا رہے ہیں تا کہ طفلانہ طبیعت کے حمقاء سے تکے سیدھے کریں۔ بہر حال چندروز میں عقدہ کھل جائے گا، سب کے سب سر پکڑ کر ٹسوے نہ بہائیں تو ہمارا ذمہ: حاصل نہ ہوا بجز ندامت۔ کس تخم کو خاک میں ملایا

اڈیٹر (شحنۂ ہند میرٹھ ضمیمہ نمبر ۱۰۔ ، ۸ مارچ ۱۹۰۳ء ص ۴۔۵)

سعد اللہ لدھیانوی کی نظم

مولانا سعد اللہ لدھیانوی کی ایک نظم شحنۂ ہند کے ضمیمے میں شائع جس میں انہوں نے مرزا صاحب قادیانی کی مختلف پیش گوئیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ مرزا صاحب کو:

پسر کا تھا اعلان دختر ہوئی
وہ دختر بھی آخر نہ جانبر ہوئی
پسر پھر جب آیا بڑے زور سے
تو پنجاب کو بھر دیا شور سے
کہ دیکھو وہ موعود ہے یہ پسر
تھے ہم دے چکے جس کی پہلے خبر
عقیقے پہ اس کے ہوئی دھوم دھام

ہوا قادیان میں اژدہام
چہک کر بھی بلبل نے دیکھا نہ باغ
ہوا ایک ہی سال میں گل چراغ
وہ منحوس جو نام کا تھا بشیر
ہوا جلد کنجِ لحد میں اسیر
تو دجال نے اور اک چال کی
جڑی اس پہ تاریخ نو سال کی
یہ مرنے ہی والا تھا جو مر گیا
جو ہے رہنے والہ وہ پھر آئے گا
پسر گو ہیں دو چار موجود اب
ولیکن ہے دل میں یہ دھڑکا غضب
وہ موعود ان میں کہوں اب کسے
مبادا وہی کل کو پھر چل بسے
سوا سال میں پھر نہ آتھم نہ مرا
نہ کچھ جانبِ حق وہ مائل ہوا
تجھے لعنت و روسیاہی ملی
کہ ہر چار سو سے گواہی ملی
یہ ہے عبدِحق کی دعا کا اثر
ارے کاذبِ قادیان ڈوب مر
کیا واسطے جس کے بیٹوں کو عاق
زن صاحب اولاد کو دی طلاق

وہ عورت بھی مرزا نہ تجھ کو ملی
ملا خاک میں مدعائے دلی
کیا جس کا ملہم نے تجھ سے نکاح
وہ برسوں سے سلطان کو ہے مباح
مریدو ہے یہ بھی کرامت کوئی
مسیح زمان کی علامت کوئی
فـــــافّ لّــــکـــــم ثـــمّ افّ لّـــکـــــم
ہوئے شرم و غیرت سے بیگانہ تم
ارے قادیانی یہ کیا بات ہے
عجب شرم والی تری ذات ہے
ترے منہ میں دے برملا خاک وہ
کہے تو نہیں شوخ و بیباک وہ
اسے اپنے گھر میں تو واللہ دیکھ
اسے دیکھ اور اس کی اولاد دیکھ
مرے قول میں گر تو سمجھے قصور
کمر باندھ پٹّی نہیں ایسی دور
مرے ساتھ چل سب دکھا دوں تجھے
جو سننے کی ہے وہ سنا دوں تجھے

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۲۴۔اپریل ۱۹۰۳ء۔ صفحہ ۵ تا ۸)

حضرت مسیح کی قبر کشمیر میں

عنوان بالا کے تحت حکیم محمد الدین صاحب امرتسری کا ایک مضمون شائع ہوا، جس کے آخر میں انہوں نے مرزا صاحب کی منکوحہ آسمانی والی پیش گوئی کے معاملے کا بایں الفاظ ذکر ہے:

مرزا جی کا صاحبزادہ فضل احمد نوجوان ۱۵ مارچ کو مر گیا جس کی بابت مرزا جی نے مواہب الرحمٰن صفحہ ۱۳۹ بیٹا پیدا ہونے کا الہام تھا بجائے پیدا ہونے کے جوان بیٹا مر گیا۔ گو مرزا جی کو افسوس نہ ہو، اس لئے کہ مرحوم نے ان کی آسمانی منکوحہ کے دلانے میں امداد نہ کی تھی، یعنی ان کو بیوی دلانے کے لئے اپنی بیوی کو طلاق نہ دی تھی نیز والد ماجد (مرزا جی) کو پاگل کہا کرتا تھا جو واقعی ہے۔

المشتہر۔ حکیم محمد الدین سکرٹری انجمن نصرت السنہ امرتسر چوک لوہ گڈھ۔ ۲۵ مارچ ۱۹۰۳ء

(شحنہ ہند میرٹھ ضمیمہ ۸ مئی ۱۹۰۳ء نمبر ۱۸۔ جلد ۲۱۔ ۲۳۔ ص ۳۔ ٦)

پیشین گوئیاں پیشانی کا دھبا بن گئیں

عنوان بالا کے تحت مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

ہم (مرزا قادیانی کی) معمولی پیشین گوئیوں کی بارہا حقیقت کھول چکے ہیں مگر قادیانی مرزا جی ان میں بھی بیٹے ہی نکلے اور کیوں نہ نکلتے عادۃ اللہ اسی طرح جاری ہے کہ مفتری علی اللہ کی تحریر اور تقریر خود مفتری کے لئے سواد الوجہ فی الدارین بن جاتی ہے۔

سینکڑوں نجومی لال پوتھیاں لئے، سینکڑوں رمال قلم دان اور قرعہ یا کعبتین بغل میں دبائے، کوڑی پیسہ روٹی ٹکڑا مانگتے پھرتے ہیں، کوئی ان سے تعرض نہیں کرتا۔ آپ نے باوصف ادھورے رمال اور ادھ کچرے نجومی ہونے کے چونکہ نبوت کا دعوی کیا ہے، لہذا مسلمانوں پر آپ کی مزاج پرسی فرض ہوگئی ہے۔ پھر نجومیوں اور رمالوں کی اٹکل کا تیر تو کبھی کبھی نشانے پر لگ بھی جاتا ہے، مگر آپ کی ساری پیشین گوئیاں اناڑی کے تیر کی طرح ہوا میں اڑ گئیں۔ پھر بھی وہی دم خم ہے کہ سب پوری ہوئیں۔ کیا بے چاری حیا کو قادیان سے بالکل ہی

دیس نکالا دے دیا ہے۔

پہلی پیشین گوئی یہ تھی کہ مغلانی کے حمل کے اصطبل سے کنوتیاں بدلتا ہوا ایک عراقی نر نکلے گا۔مگر افسوس: چودم برداشتم مادہ برآمد

دوسری دفعہ آپ نے جند بیدستر اور سقنقور اور ریگ ماہی کے حلوے کھا کر اور کچا چا کرے۔ اگست ۱۸۸۷ء کو اعلان دیا کہ ان کے ضرور بالضرور اور پرضرور رضا ضرور کے عین مین لڑکا ہوگا، اور یہی بشیر موعود ہے۔ یوں کرے گا، اور ووں کرے گا۔ ایسا ہوگا اور ویسا ہوگا۔ اور جیسا تیسا ہوگا تمام شاہان روئے زمین اس سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اور خودلے پالک کا آسمانی باپ فخر کرے گا کہ کیسا کلونٹا ڈٹینگر پوتا پیدا ہوا۔ گویا دادا ہی بروزی طور پر پوتے کے قالب میں ڈھل کر آئے گا۔

مگر یہ نرم چارہ تھوڑے ہی دنوں میں اجل کا لقمہ بن گیا۔ مرزاجی پھر بھی بھیگی بلی نہ بنے، اور باوصف آسمانی تھپڑ کھانے کے پیش گوئیاں کرنے سے نہ چوکے۔ سقنقوری اور جند بیدستری معجون کا اپھان جو اٹھتا ہے تو جھٹ سے مشتہر کر دیا کہ خود آسمانی باپ نے آسمان میں میرے نکاح کا لگا فلان مسماۃ (محمدی بنت احمد بیگ) سے لگا دیا۔ اور یہ نکاح بہت سی برکتوں کا اسٹور ہوگا۔ دیکھو مرزاجی کا خط مورخہ ۱۷ جولائی ۱۸۹۰ء صفحہ ۱۰ رسالہ مسیلمہ قادیانی کا مکر شیطانی یا نکاح آسمانی کا راز نہانی مطبوعہ چشمہ نور پریس امرتسر۔

اور پیش گوئی کی کہ اگر کوئی اور شخص اس سے نکاح کرے گا تو ڈھائی برس کے اندر مر جائے گا۔

یہ میعاد اگست ۱۸۹۴ء میں ختم ہوگئی اور خالق اناث و ذکور وازواج نے اس مسماۃ کو ایک نوجوان شخص (مرزا سلطان محمد) کے حوالے کیا۔ اب میرا شیر مرزاجی کی چھاتی پر مونگ دل رہا ہے، اور ان کے ارمانوں کا دلیا کر رہا ہے۔ کوئی نصف درجن بچے تو نکال چکا ہے۔ خدا نے چاہا تو چند روز میں درجن بھر بچے ہو جائیں گے۔ ہاں مرزاجی چونکہ آواگون کے قائل ہیں اور اپنی بروزی یا استدراجی نبوت پر ان کا ایمان ہے، تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ (محمدی بیگم) جورو تو درحقیقت میری ہے مگر میں نے نیوگ کے موافق بچے نکلوانے کو اپنے رقیب کے سپرد کر رکھی ہے کیونکہ میری کمر میں اب بوتا نہیں رہا اور رجولیت ریشہ خطمی بن گئی ہے۔ اور میں نے یہ قانون اپنے بعض مریدوں کی بیگمات کے لئے بھی بوجہ موجود ہونے رگ شیطانی کے نیوک کے لئے جاری کر دیا ہے۔ اور

اس کی سند بعض اخبارات اور ضمیمہ شحنہ ہند سے مل سکتی ہے۔

اگر بعض مرزائی کہیں کہ مرزا جی تو نیوگ کے مخالف اور آریوں پر معترض ہیں، تو جواب یہ ہے کہ مرزا جی جس امر کو اوروں کیلئے برا سمجھتے ہیں اس کو اپنے لئے باعث فخر وشیخی قرار دیتے ہیں۔ مثلاً مسیح علیہ السلام کی جانب فحش کو منسوب کیا، اور خود کو ان کا مثیل بلکہ عین بنایا۔ اخباروں اور اشتہاروں میں تقوی اور طہارت اور صداقت کی ڈینگ ماری، مگر خود جھوٹ کے پتلے اور مکر کے فوٹو بن گئے۔ یہی حال نیوگ کا ہے۔ اور اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بیوہ ءالنقوا کی آل ہونے کے باعث خود نیوگ کی نسل سے ہیں۔ گویا نیوگ ان کے نیچر میں یوں مل گیا ہے جیسے زعفرانی حلوے میں ریگ ماہی کا ست۔ کیونکہ ان کے جدامجد اور ولی کھنگر چنگیز خان نے جس کا خمیر بدھ کے مذہب سے تھا اسی نیوگ کی بدولت جنم لیا تھا۔ اور مرزا جی کو اول اول اسی بنا پر عیسی مسیح کے مثیل بننے کا خبط سوجھا تھا کہ ان کی دادی بی بی آلنقوا بیوہ نے کسی شخص سے بچے جنے تھے۔ شاید انہیں حالات پر قیاس کر کے مصنف کتاب عصائے موسیٰ نے مرزا جی کو ولید بن مغیرہ کا مثیل سمجھ کر آیت لا تطع کل حلاف مھین کو ان پر چسپاں کیا ہے۔

پچھلے دنوں اعجاز احمدی میں پیش گوئی کی کہ مجھے پانچویں لڑکے کا وعدہ دیا گیا ہے حالانکہ بجائے نر کے مادہ (دختر) پیدا ہوئی۔ دوم اولاد نرینہ کی تعداد میں جو اضافہ ہونے کی پیش گوئی کی تھی بجائے اس کے کہ اضافہ ہوتا ایک جوان کماؤ بیٹا سال کا پورا جس کے سہارے پر مرزا جی آسمانی منکوحہ کے تعشق میں اس کو اپنے حق میں بڑی بھاری فتح بنائیں گے کہ فرزندار جمند نے مرزا جی کا حکم نہ مانا اور اپنی زوجہ کو طلاق نہ دی لہذا سزا پائی۔ وہ کہیں گے کہ چندروز میں میرے رقیب کی بھی باری ہے۔ ابھی تو ذرا ٹپکا ٹپکی شروع ہوئی ہے ذرا تیل دیکھئے تیل کی دھار دیکھئے، رقیب مرے اور ضرور مرے اور پھر آسمانی منکوحہ میرے ہتھے چڑھے اور ضرور چڑھے۔ اور جب خود مورث اعلی آسمانی باپ نے نکاح پڑھ دیا تو کیوں میرے قبضہ میں نہ آئی۔

(شحنہ ہند میرٹھ ضمیمہ ۸ جون ۱۹۰۳ء نمبر ۲۲۔ جلد ۲۱۔۲۳۔ ص ۳۔۵)

مرزا جی کا آسمانی نشان

مولانا صوفی محمد عبدالحق سرہندی لکھتے ہیں:

قاضی اشفاق حسین وکیل درجہ اول ریاست پٹیالہ ساکن سرساوہ نے مرزا صاحب کو لکھا کہ میری والدہ بعارضہ فالج بیمار ہیں، اگر آپ کی دعا سے صحت یاب ہو جاویں، تو میں تمام عمر آپ کی خدمت میں صرف کرونگا، اور اکثر خلق خدا کو ہدایت نصیب ہوگی۔ مگر بصورت دیگر مجھے آپ سخت سے سخت مخالفوں میں شمار کریں

اس کا جواب مرزا قادیانی کے حواری کی قلم سے جو کچھ تحریر ہوا، ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

قولہ: قادیان یکم مئی۔

اقول: مرزا قادیانی اور مرزا کے حواری خود تصدیق کر رہے ہیں کہ ہم کو اسلام سے کوئی تعلق نہیں ورنہ بسم اللہ اور اسلامی تاریخ اور مہینہ لکھا جاتا۔

قولہ: معجزات کا اقتراح (یعنی سوال) کبھی کسی مامور سے سعید الفطرتوں اور صدیقوں نے نہیں کیا۔

اقول: نہ معلوم یہ مسئلہ کس لال کتاب کا ہے۔ قرآن حدیث تو اس امر کے ثبوت میں مملو ہیں کہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام نے معجزات اور کرامات دکھلائے، بلکہ خود انبیاء کرام نے بھی نشان دیکھنے کے لئے اللہ تعالی سے سوال کئے۔ دیکھو قصہ ابراہیمؑ۔ و اذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحی الموتی۔

اور قصہ عزیرؑ، و ذکریاؑ، و موسیٰؑ، و قصہ من وسلوی، و قصہ سوال نزول مائدہ جو قرآن میں بالتشریح موجود ہیں۔ کیا معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد یہ انبیاء و صلحاء و حوارین سعید الفطرت و صدیق نہ تھے؟

قولہ: خدا تعالی صدیقوں کو خود ہزاروں نشان، ایمان کے بعد دکھلا دیتا ہے۔

اقول: اگر نشان کا دکھانا ایمان سے مشروط ہے، تو عرصہ تیس سال سے یہ دعوی کیسا ہے کہ اگر مخالفین نشان آسمانی دیکھنا چاہیں تو قادیان آکر دیکھیں۔ دروغ گو را حافظہ نباشد

قولہ: نشان مانگنے والے ہمیشہ شقی اور بے نصیب رہے اور راست بازوں کے منہ سے خطرناک القاب سنے۔

اقول: یہ اعتراض آپ کا پہلے حضرت ابراہیمؑ وحضرت موسیٰؑ وحضرت عزیرؑ پر ہوا۔ سچ ہے

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میل او در طعنہ پا کان برد

دوسرے یہ کلام آپ کا دروغ بے فروغ ہے۔ قصہ نزول مائدہ ان کی شہادت دے رہا ہے اور احادیث نبوی میں ایسے کئی قصے ہیں۔ بیہقی میں قصہ سوسمار موجود ہے کہ ایک اعرابی نے لات وعزی کی قسم کھا کر کہا تھا کہ جب تک آپ اس بریان سوسمار کو زندہ نہ کردیں اور یہ ایمان نہ لاوے، میں ایمان نہ لاؤنگا۔ پس آنحضرت ﷺ نے سوسمار کو پکارا، اوس نے کہا لبیك و سعدیك اور ایمان لایا۔ اعرابی یہ معجزہ دیکھ کر فوراً ایمان لایا۔ شفائے قاضی عیاض میں حضرت عمرؓ سے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ اور روایت دارمی میں ہے کہ ایک اعرابی نے کہا کہ جب تک فلاں درخت ایمان نہ لاوے گا، میں ایمان نہ لاؤنگا۔ چنانچہ وہ درخت آپ کے ارشاد سے آیا، اور ایمان لایا، اور اعرابی بھی یہ معجزہ دیکھ کر ایمان لایا۔

ایسی ہزاروں مثالیں سیرت نبوی میں موجود ہیں۔ اور قصہ قوم حضرت یونسؑ بالتشریح قرآن شریف میں مذکور ہے۔ اور حضرت عیسی علیہ السلام کا معجزہ دیکھ کر بادشاہ کا معہ اپنے ارکان کے ایمان لانا۔ یہ سب بعد مانگنے اور دیکھنے نشان کے سعید الفطرت ہوئے یا نہیں لعنة الله علی الکا ذ بین ۔

اگر آپ کے پاس کچھ ہوتا، تو سائل پر اتمام حجت کرتے۔ آپ کے دعوی تو محض فریب اور جھوٹ ہیں۔ مامور پر یہ تکلیف نہیں کہ مخالفین یا نشان مانگنے والوں کی آئندہ سعادت وشقاوت پر کاربند ہو۔ یہ تو علم غیب خدا تعالی ہی کو ہے۔ مامور پر یہ فرض ہے کہ وہ علم جو اس کو دیا گیا ہے، پہنچا دے اور وہ نشانات جو اتمام حجت کے لئے اس کو مرحمت ہوئے ہیں، دکھلا کو مخالفین کو عاجز کردے۔ تاکہ حجت اللہ تمام ہو۔

اور خطرناک القاب قرآن شریف میں تو معلوم نہیں ہوتے شاید قادیانی قرآن میں نازل ہوئے ہوں گے۔

قولہ: حضرت مسیح موعود (مرزا) کی تائید میں خدا تعالی نے سینکڑوں نشان دکھلائے۔ کتابوں میں موجود ہیں۔ لاانتہی مخلوق گواہ ہے۔

اقول: وہ ہزاروں سینکڑوں نشانات کیا بیت الفکر قادیان کے اندر دکھائے گئے۔ کیا یہ وہی نشانات پیش گوئی موت آتھم، وتزویج مسمات محمدی بیگم، وپیدائش فرزند ارجمند ہیں، جن کا فوٹو ہم نے اپنے رسالہ مظہر نعت کے

اخیر میں اچھی طرح کھینچ دیا ہے، اور جن کے جھوٹ ہونے کی کل مخلوق خدا گواہ ہے۔ مگر سچ ہے: بے حیا باش وہر چہ خواہی کن۔ اور اپنی کتابوں میں لکھ کر خوش ہونا اس شعر کا مصداق ہے

ثنائے خود بخود گفتی نمی زیبد ترا صائب
چو زن پستان خود مالد حظوظ نفس کے یابد

ایک تو نشان دکھلایا ہوتا کہ آپ: کارمرداں روشنی گرمی است کے مصداق ہوتے، اور: کاردوناں حیلہ وبے شرمی است، کے نہ ہوتے۔

قولہ: آپ ان کی طرف استخفاف کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور نیا سوال کرتے ہیں۔ یہ امر خدا تعالیٰ کی سنت کیخلاف ہے۔

اقول: جھوٹوں کو ہمیشہ استخفاف کی نظر سے دیکھا جاتا ہے، آپ تعجب کیوں کرتے ہیں؟ جس امر کا وجود کتاب وسنت سے ثابت ہو گیا وہ سوال نیا اور سنت اللہ کے خلاف ہے؟ برعکس نہند نام زنگی کافور

قولہ:۔ ہم دونوں گواہ موجود ہیں جو بے شمار نشان دیکھ چکے ہیں۔ ایک سلیم الفطرۃ کا دل کس طرح گوارا کرتا ہے کہ ہماری تکذیب کرے۔ (الحکم قادیان۔ یکم مئی ۱۹۰۲ء)

اقول: مرزائیوں کا گواہ ہونا خواجہ کا گواہ ڈڈو کی مثل ہے۔ کوئی سلیم الفطرت آپ جیسے کاذبین کی ہرگز ہرگز تصدیق نہ کرے گا۔ ہاں وہ شخص جس کے دل پر غلبہ شیطانی ہو جائے۔

و السلام علی من اتبع الهدی راقم محمد عبدالحق سرہندی ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۲۱ھ

(شحنہ ہند میرٹھ ضمیمہ ۲۴ جولائی و یکم اگست ۱۹۰۳ء نمبر ۲۸۔ ۲۹۔ جلد ۲۱ و ۲۳۔ ص ۱۔ ۲)

شیطانی اور رحمانی رگ

عنوان بالا کے تحت مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

مرزا جی کے دام میں جو ناداں شکار پھنستا ہے اور پھر چند روز میں رگ وریشہ سے واقف ہو کر اڑ جاتا ہے تو حماقت مٹانے کو مرزا جی یہ کہتے ہیں کہ اس میں شیطانی رگ تھی جو میری رحمانی رگ سے مل گئی تھی، گویا بعد

میں رحمانی رگ پر شیطانی رگ غالب ہوگئی۔اورآسمانی باپ نے جو رشتہ قائم کیا تھا وہ بھی ٹوٹ گیا۔

لیپا لک (مرزا قادیانی) کو تو شیطانی رگ کا کیا علم ہوتا، مسخرے آسمانی باپ (مرزا قادیانی کے الہام کنندہ) کو بھی علم نہ ہوا۔ یہ تو نہیں کہتے کہ اپنا ہی قصور تھا، یعنی اس پر تار و پود اچھی طرح نہ تنا تھا۔مکڑی کا جالا بھی مکھی پر بخوبی نہیں تنا جاتا، تو دام سے نکل جاتی ہے، یہ تو انسان تھا۔مگر معلوم ہوا کہ مرزا جی کا دام تزویر تار عنکبوت سے بھی زیادہ لچر اور سست ہے۔جب راز فاش ہوا تو جو شکار دام سے نکل جاتے ہیں۔ان کا تو کبھی ذکر بھی نہیں ہوتا کیونکہ یہ خوف ہوتا ہے کہ دوسرے شکار بھی نکل جائیں گے، مگر جو شکار پھنستے ہیں ان کے پھنسنے کی ڈونڈی ضرور پٹتی ہے۔شاید مرزا جی کو یہ امید ہوتی ہے کہ وہ پھر پھنسیں گے یا بظاہر اڑ گئے ہیں مگر درحقیقت پھنسے ہوئے ہیں، جیسے آسمانی منکوحہ جو بظاہر حبالہ نکاح میں نہیں آئی، مگر دراصل مرزا ہی کے نکاح میں ہے۔پس بیعت فسخ کرنے والوں کا نام اسی وجہ سے نہ تو مشتہر کیا جاتا ہے، نہ رجسٹر سے ان کا نام خارج ہوتا ہے، اور دو لاکھ مریدوں کی تعداد میں برابر محسوب ہوتے رہتے ہیں۔اور جب تک لیپا لک آسمانی باپ کے پاس نہ جائے گا برابر محسوب ہوتے رہیں گے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ مرزائیوں کی بڑی تعداد اصل لم سے واقف ہو کر بدظن ہوگئی ہے بلکہ بیعت فسخ کر چکی ہے مگر بظاہر اقرار نہیں کرتی۔ یہ خوف رہتا ہے کہ لوگ مطعون کریں گے کہ کیا سمجھ کر بیعت کی تھی اور کیا سمجھ کر اب فسخ کی۔ایسے لوگ بے شک ضعیف الایمان ہیں ورنہ سچے مومنوں کا یہ کام ہے کہ جب ان کو اپنی غلطی پر آگاہی ہو، تو کھلم کھلا اس کا اظہار کریں اور جناب باری میں توبہ و استغفار کر کے اپنے کو مزکی اور اطیب بنائیں۔ (ضمیمہ اخبار شحنہ ہند میرٹھ ۸ ستمبر ۱۹۰۳ء نمبر ۳۴ جلد ۲۱ و ۲۳ ص ۱-۲)

رویت اور آسمانی وقدرتی نشان

عنوان بالا کے تحت مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

....آسمانی قدرتی نشان ہر شخص ہر وقت دیکھتا ہے اور ربنا ما خلقت هذا باطلاً پر ایمان رکھتا ہے اور ہر ذی روح اور غیر ذی روح قادر مطلق اور فاطر برحق کے وجود اور قدرت وصنعت کاملہ کا مقر ہے یسبح له من فی السماوات ومن فی الارض مرزا جی اس سے بڑھ کر کیا دکھا سکیں گے اور نہ

ان کے دکھانے کی کوئی ضرورت ہے۔اور دکھائیں گے بھی تو دیکھی ہوئی شئے کو جو محض فضول اور عبث اور تحصیل حاصل ہے۔البتہ جن کی آنکھیں بوالہوسی اور اعجوبہ پرستی سے چوپٹ ہیں اور دن دہاڑے آنکھیں مانگتے پھرتے ہیں اور جن کو حق و باطل نور و ظلمت کچھ نظر نہیں آتا ان کو دکھائیں۔ مرزا جی تو پورے مداری بھی نہیں۔ پھنک ایک، پھنک دو، کا تماشا دکھانے بھی بیٹھے ہیں۔مداریوں کی شعبدہ بازیوں کا راز کھل نہیں سکتا مگر مرزا جی کے کید کا راز طشت از بام ہو گیا اور دنیا طلبی اور حب جاہ کا پاکھنڈ سب پر کھل گیا۔

البتہ مقدمات کے دو نشان بڑے بھاری ہیں جن میں سے ایک تو دنیا نے دیکھ لیا دوسرے کے دیکھنے کی باری ہے مگر مرزا جی کے نزدیک تو نشان قدرت وہی ہے جو ان کی کامیابی دکھائے اور جو ناکامی دکھائے وہ قدرت کا نشان نہیں بلکہ دجالی یا شیطانی نشان ہے۔آتھم کے نہ مرنے اور آسمانی منکوحہ کے وصل سے محروم رہنے کا قدرتی نشان نہ تھا لیپا لک کے نزدیک تو وہ نشان معتمد اور مستند ہے جو آسمانی باپ دکھائے اور آسمانی باپ کبھی اپنے لیپالک کی ناکامی کا نشان نہیں دکھاتا۔پس ان کو قدرت الٰہی کے نشان سے کیا مطلب۔خواہ کیسی ہی متواتر ناکامیاں ہوں مگر مرزا ہرگز ان کا اقرار نہ کریں گے، کیونکہ ایسے اقرار سے بروزیت و مسیحیت باطل ہوتی ہے۔پس مرزا جی کا خدا تو وہی ہے جو کامیاب کرتا ہے ناکامیاب کرنے والا ہرگز ان کا خدا نہیں ورنہ وہ ناکامی کا اقرار کرتے نادم ہوتے ،فرعونی دعووں سے توبہ کرتے ۔اب غور کرنا چاہیے کہ شرک اور الحاد کے اور کیا سینگ ہوتے ہیں۔خوب یاد رہے کہ قدرت الٰہی اپنے منکروں مشرکوں اور ملحدوں کو ہرگز کامیابی کا نشان نہیں دکھا سکتی و مادعا الکافرین الا فی ضلال ۔اڈیٹر (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۱۶ جون ۱۹۰۴ء نمبر ۲۳۔جلد ۲۲و۲۴ ص ۶۔۸)

مرزا جی کے نزدیک انبیاء معصوم نہیں

عنوان بالا کے تحت مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

چونکہ مرزا جی کی کوئی پیشین گوئی سچی نہیں ہوئی اور رمالوں اور نجومیوں سے بھی ہیٹے نکلے،لہذا ازالہ اوہام کے صفحہ ۶۸۷ اور ۶۹۲ میں اپنی طرح تمام انبیاء کو کذاب اور خاطی بتاتے ہیں اور لکھتے ہیں،

اگر آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے ہو بہو

منکشف نہ ہوئی نہ دجال کے گدھے کی حقیقت کھلی نہ یاجوج ماجوج کی عمیق تہ تک وحی الٰہی نے اطلاع دی، نہ دابۃ الارض کی ماہیت کماہی ظاہر فرمائی گئی اور صرف امثلہ قریبہ کے طرز بیام میں اجمالی طور سے سمجھایا گیا ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔ اور اگر وقت ظہور کچھ جزئیات غیر معلومہ ظاہر ہو جائیں تو شان نبوت پر کچھ حرف نہیں،۔

اب ہم کہتے ہیں کہ جب آپ کی پیشین گوئیاں پوری نہ ہوئیں اور عبداللہ آتھم میعاد کے مابین نہ مرا، اور آسمانی منکوحہ سے پیشین گوئی کیخلاف بغل گرم نہ ہوئی، تو لاطائل تاویلات کیوں کی گئیں کہ عبداللہ آتھم کے دل میں خوف طاری ہو گیا تھا۔ یعنی وہ دل میں مرزائی بن گیا تھا اور آسمانی منکوحہ کبھی نہ کبھی ہتھے چڑھے گی، اور ام المرزائین کے شکم سے اب اگر خلاف پیشین گوئی لڑکی ہوئی تو آئندہ لڑکے کے آنے کا سد باب نہیں ہو گیا، نہ دروازہ پر قفل ٹھکا نہ تیغہ ہو گیا آئندہ کبھی نہ کبھی سال کا سا پورا ضرور نکلے گا گویا پیشین گوئیوں کے پورا ہونے کا اقرار بھی ہے اور انکار بھی اصرار ہے دنیا سے جنگ و جدل ہے رسالے شائع ہوتے ہیں کہ ان معنوں سے پیشین گوئی ضرور پوری ہو گئی۔

ان جھوٹی تاویلوں پر اڑے رہنے سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مرزا جی تو اپنی پیشین گوئیوں میں جھوٹے نہیں ہاں انبیاء جھوٹے ہیں،۔ ہر پیشین گوئی کے جھوٹے ہونے پر تاویلات کا دریا بہایا گیا ہے، کبھی اقرار نہیں کیا گیا کہ فلاں پیشین گوئی درحقیقت غلط نکلی اور آسمانی باپ نے لیپا لک کو دھوکا دیا کسی پیشین گوئی کے غلط ہونے پر مرزا جی کے پھوٹے منہ سے یہ کلمہ نہیں نکلا کہ انبیاء نے بھی اپنے اجتہاد میں غلطی کی ہے میں نے کی تو کیا بھس میں خر دجال نے منہ مارا۔ ہاں بعد میں جھوٹے کا خدا نے منہ کالا کر دیا اور جھک مار کر اپنے منہ پر تھپڑ مارنا اور اقرار کرنا پڑا کہ میری پیشین گوئیاں اسلیئے غلط ہوئیں کہ انبیاء کی پیشین گوئیاں بھی غلط ہو چکی ہیں۔ جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے۔ کیا اجماع امت میں سے کسی کو آنحضرت ﷺ کی پیشین گوئی میں کبھی شک واقع ہوا ہے کہ وہ پوری نہیں ہوئی اور آپ کی نبوت پر معاذ اللہ کسی نے حرف گیری کی ہے حالانکہ دنیا کو مرزائی پیشین گوئیوں کے غلط ہو جانے کا کامل یقین ہے۔ یہ ہے جھوٹا، ہمیشہ یہی چاہتا ہے کہ ساری دنیا مجھ جیسی جھوٹی ہو جائے پس اگر مرزا اپنے ساتھ انبیاء کو جھوٹا بنائے تو کسی مسلمان کو برا نہ ماننا چاہیے اگر انبیاء کی پیشین گوئیاں اور معجزات غلط ہو

نے لگیں تو ان میں اور عام انسانوں میں کیا فرق رہے اور دنیا کیوں ان کا کلمہ پڑھے۔.... (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۱۶۔ستمبر ۱۹۰۴ءنمبر ۳۵۔، جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۷۔۸)

سعداللہ لدھیانوی کی ایک نظم

مولانا سعداللہ لدھیانوی کی ایک طویل نظم ضمیمہ شحنہ ہند میں شائع ہوئی جس میں انہوں نے مرزا قادیانی کے فریبی افعال واعمال پر تبصرہ کیا اور فرمایا کہ مرزا صاحب نے

زمین اپنی جورو کے قبضے میں کردی
تمسک رجسٹر کرائے گئے ہیں
کہ ورثہ نہ کچھ پاسکیں رشتہ والے
جو رستے میں کانٹے بچھائے گئے ہیں
وہ ہشیارپور میں ہوئے کیوں نہ ساعی
جہاں برسوں آنسو بہائے گئے ہیں
ہوئے متفق اہل پٹّی سے کیوں یہ
بس اس کی سزا میں رولائے گئے ہیں
رقیبان پٹّی باایام خبطت
بہت دھمکیوں سے ڈرائے گئے ہیں
جو ڈر سے نہ کچھ کام نکلا تو آخر
بڑی محنتوں سے منائے گئے ہیں
نہ منت سے بھی جبکہ وہ باز آئے
تو خطہائے جعلی منگائے گئے ہیں
کہ ثابت ہو جن سے وہ کچھ ڈر گئے تھے

کہوں کیا عجب گل کھلائے گئے ہیں
اڑھائی برس پر بھی دس اور گذرے
مئے وصل سلطان پلائے گئے ہیں
چنے تھے یہ لوہے کہ ایام سختی
بڑی سختیوں سے چبائے گئے ہیں
ترے سر پہ برسوں سے او قادیانی
مصیبت کے پتھر ڈھلائے گئے ہیں
پہ ٹلتے نہیں گو کئی بار پہلے
سیاہی سے مکھڑا رنگائے گئے ہیں

(شحنہ ہند میرٹھ ضمیمہ ۸۔کتوبر ۱۹۰۴ء نمبر ۳۸ جلد ۲۲و۲۴۔ص ۲ تا ۴)

مرزا جی کا فریب

عنوان بالا کے تحت مولانا احمد حسن شوکت میرٹھی لکھتے ہیں:

مرزا صاحب اپنی پیشین گوئیوں کے غلط اور جھوٹ ہونے پر بڑی بڑی تاویلوں کے ساتھ اڑ جائیں گے اور حوالہ دیں گے کہ انبیاء کی پیشین گوئیاں بھی تو غلط ہو گئی ہیں لیکن انبیاء کی سچی پیشین گوئیوں کا کبھی ذکر تک نہ کریں گے وجہ یہ ہے کہ سچے سچوں کی باتوں کا ذکر کرتے ہیں اور جھوٹے جھوٹوں کی باتوں کا۔فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

مگر مذکورہ بالا تاویلیں بھی محض ظاہری ہیں ورنہ بھلا آتھم کی نسبت اور آسمانی منکوحہ سے عقد ہو جانے کی جو پیشین گوئی تھی اس کو اب تک صحیح قرار دیتے ہیں بھلا اس اندھے پن کا کیا جواب ہے گویا ایک جانب اقرار اور دوسری جانب انکار۔اس کے یہ معنی ہوئے کہ نبی سچے بھی ہوتے ہیں اور جھوٹے بھی اور میں سچا نبی بھی ہوں اور جھوٹا بھی۔کوئی پوچھے انبیاء تو محض صدق سے پہچانے گئے ہیں چودھویں صدی کا نبی اپنی فطرت میں لا

جواب ہے کہ کذب سے بھی پہچانا جاتا ہے پھر خوبی یہ ہے کہ انبیاء کا تو صدق (معجزات وغیرہ) بھی فطرت کے خلاف اور مرزا جی کا کذب بھی داخل فطرت بلکہ عین فطرت۔ لعنة الله على الكا ذبين ۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ۔ ۸ نومبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۲ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۸)

مرزا صاحب اپنے عیوب انبیاء کے سر تھوپتے ہیں

عنوان بالا کے تحت مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

جب پیشین گوئیاں غلط ہو جاتی ہیں تو مرزا جی لا طائل تاویلوں سے پبلک کی آنکھوں میں خاک جھونکنا چاہتے ہیں اور غلط ہو جانے کو ہرگز تسلیم نہیں کرتے۔ آتھم اور آسمانی منکوحہ والی اور مقدمات میں فتح یابی کی جو پیشین گوئی کی ناظرین کے اب تک نصب العین ہیں حالانکہ مرزا اور مرزائی یہی کہے جاتے ہیں کہ مولوی کرم الدین کو شکست ہوئی اور ہم کو ہر طرح فتح ملی ہے۔ اس دروغ گوئم برروئے تو، کا کیا علاج۔ سچ ہے، بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن۔ پھر انکار بھی ہے اور اقرار بھی۔ یعنی پیشین گوئیاں غلط بھی ہیں اور صحیح بھی۔ دروغ گورا حافظہ نباشد۔ پھر یہ بھی کہے جاتے ہیں کہ میری پیشین گوئیاں غلط ہو گئیں تو کیا ہوا، انبیاء کی پیشین گوئیاں بھی غلط ہو گئی ہیں خود آنحضرت ﷺ کی فلاں پیشین گوئی اور فلاں خواب یا کشف و مشاہدہ غلط ہو گیا۔ اس کے یہ معنی ہوئے کہ میں ہی جھوٹا نہیں ہوں بلکہ انبیاء بھی معاذ اللہ جھوٹے تھے۔ حالانکہ کسی نبی کی کوئی پیشین گوئی کبھی غلط نہیں ہوئی۔ یہ انبیاء پر سراسر بہتان ہے۔...(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۸ دسمبر ۱۹۰۴ء نمبر ۴۶، جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۳۔۴)

منکوحہ آسمانی در معیار الحق المبین

مولوی خدا بخش واعظ تحریک ختم نبوت کے ابتدائی کارکنوں میں سے تھے۔ آپ نے فصل الخطاب لرد مسیح الکذاب نامی منظوم کتاب اس وقت لکھی تھی جب شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری یا قاضی فضل احمد یا پیر مہر علی شاہ جیسے نمایاں کارکن ابھی تحریک کے میدان میں وارد نہیں ہوئے تھے۔ انیسویں صدی کے پہلے عشرے کے ابتدائی برسوں میں آپ نے معیار الحق المبین کے نام سے پنجابی زبان میں ایک مثنوی موزوں فرمائی جس

میں آپ نے منکوحہ آسمانی والے معاملے کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

ہور اک پیش گوئی لکھیوس جو احمد بیگ دی جائی
رب مینوں بتلایا جا سی تیرے نال نکاحی
ملک نکاح آسمانی پڑھیا ایڈی گپ سنائی
جے کر باپ ایہدے نے میرے باجھ کتے پر نائی
باپ مریسی نالے مر سی اس دا اوہ جوائی
اوڑک طرف میری مڑ آوے میری بنی لوگائی
اوہ ہن گھر خاوند دے وسے رب اولاد دلاوے
پر مرزے دیوث تائیں ہے شرم اجے نہ آوے
احمد بیگ دی اک بھنویں فضل احمد گھر آ ہی
پتر فضل احمد نوں کیتا تا مرزے سودائی
مامی تیری عورت دی نے مرزے بات بھنوائی
چاہیے اوہدی بینویں تینوں دے طلاق تراہی
پت کہیا بن عذروں جائز نا طلاق ایہائی
جو توں عذر سناویں اس وچہ اوہدا قصور نہ کائی
تا پت اتے غصہ آیا جو اس ورثہ ساہی
باغ زمین نواب ناصر دی دھی نوں دہی تہائی
گروہ نامہ لکھ دتا اولاد محروم مکائی
ایسے ظلم کماوے جیہڑا کیہہ اوہدی اولیائی
مرزے دے جے پلے ہوندی کوئی کرامت بھائی
مردہ زندہ لنگا بھینگا چنگا کردا کائی

بھیڑا نوں کسے پچھیاں حوراں جانوں انہاں کہائی
سانوں لوکی حوراں آکھن حال اینویں اس دا ہی
بن بن بہے مسیح تے مہدی اوہو حال ایہائی
ایسے نفسانی لوکاں نوں کدوں ملے اولیائی
رلدے پھر دے فتح الدین نوں ٹکڑا لبھ گیائی
چھیلدار شورے لگ لمبیں اس دی مت گوائی
واعظ بس کریں گپے دی چنگی گپ اڑائی
رب توفیقاں دیندا تینوں تیں وچہ نہ وڈیائی

منکوحہ آسمانی در بجلی آسمانی برسر دجال قادیانی

مولانا ابوالحسن سیالکوٹی تلمیذ سید نذیر حسین محدث دہلوی نے تقریباً پانچ ہزار اشعار پر مشتمل پنجابی زبان میں بجلی آسمانی برسر دجال قادیانی ایک کتاب لکھی ہے جو دو حصوں میں منقسم ہے۔ حصہ دوم پر تاریخ تکمیل ۱۶ شوال ۱۳۲۲ھ درج ہے، جو شائد ۱۹۰۴ء کے مطابق ہے۔ لیکن کتاب کے متن سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا بیشتر حصہ ۱۸۹۹ء تا ۱۹۰۱ء میں لکھا گیا تھا۔ ۱۹۰۶ء میں یہ کتاب بار دوم طبع ہوئی تھی، لیکن طبع باراول کا پتہ نہیں چلتا۔ خیال ہے کہ مکمل کتاب باراول ۱۹۰۴ء میں طبع ہوئی ہوگی۔ اس کتاب میں منکوحہ آسمانی والی پیش گوئی کا مختصراً ذکر کیا گیا ہے اور اس رہن کی اس دستاویز پر بھی تبصرہ کیا گیا ہے جس کی رو سے مرزا صاحب قادیانی نے اپنی جائداد تیس سال کے لئے اپنی بیوی کے پاس گروی رکھائی تھی۔

مولانا ابوالحسن سیالکوٹی فرماتے ہیں: قال القادیانی : فاوحی الله الیّ ان اخطب صبية الكبيرة لنفسك . (ملخصاً تبلیغ)۔

حکم ہویا ہے مینوں یعنی رب دا حکم پہونچاواں

وڈی بیٹی اس دی اس تھیں میں اپنے کارن چاہاں
آکھاں اس نوں وڈی بیٹی اپنی مینوں دیوے
جو کجھ چاہے اس دے بدلے سب کجھ میں تھیں لیوے
زمیاں تے املاک وغیرہ جو منگے سو پاوے
بخشاں اس نوں اتنی دنیا انت حساب نہ آوے
منے کہنا میرا نہ اوہ جیکر بھلا ہویا
دیوے بیٹی ہوری تا ئیں جانو فر اوہ مویا
عقدوں پچھوں خاوند اس دا ڈھائی سال نہ جیوے
ہے تقدیر الٰہی اینویں نہ ایہ وقت ٹلیوے
جے کر فرضاً گذرے مدت خالی اینویں ساری
نہ ہو فانی خاوند اس دا مر کر نال خواری
گل وچہ میرے رسہ پا کر کھینچیں میرے تائیں
رسوا کرنا مینوں ہر جا شہریں ہور گرائیں
پیریں میرے سنگل پا کر ایسا ماریں مینوں
اگے کدی نہ ہوئی ہووے ایسی مار کسی نوں
نہ پیغمبر مرسل ملہم ایسا ہویا کوئی
کیتی ہووے اگے جس نے ایسی پیشین گوئی
جھوٹا ہوواں جے کر رسہ گل میرے وچہ پاؤ
کہیا ہووے پیریں میرے سنگل پا کھچواؤ
عیب کرے خود نسبت اس دی اللہ دے ول کر دا
قہر غضب اللہ تھیں بالکل ذرہ مول نہ ڈر دا

اللہ گویا نائی اس دا لوکاں نوں سمجھاوے
دھیاں دیو مرزے تائیں وحی حکم پہونچاوے
ملہم اس دے الہاماں دا ناحق رولا پایا
کیوں نہ اس نے پیو اس دے نوں الہاموں سمجھایا
لازم ہے سی ملہم ایہ گل دل اس دے وچہ پاندا
تا اوہ اپنی وڈی بیٹی مرزے نوں کرواندا
اس دے خاوند مارن دی جد قدرت اس نوں آ ہی
کیوں نہ اس دی بیٹی جبراً مرزے نوں کروائی
جانوں مارن دی ہے قدرت یعنی جس دے تائیں
عقد کراون تے فر کیوں اوہ قدرت پاوے نائیں
عقد نکاح جے ملہم اس دا اس دے نال کراندا
اکو گل وچہ سارا جھگڑا اس دا طے ہوجاندا
عقد نکاح خود ملہم اوس دا ہوری نال کرایا
وین سیاپا الہاماں دا مرزے دے گل پایا
ملہم ہے کوئی ویری اس دا اس نوں پیا ٹھگاوے
جھوٹے دے الہامی لارے جی اس دا پرچاوے
اس دے نال حقیقت اندر کیتی اس ٹھگ بازی
لغو اکارت ہے اس دی ایہ سب حیلہ سازی
غرض معین مدت اس دی گذر گئی جد ساری
خصم نہ اس دا مویا جگ وچہ ہوئی بہت خواری
غوغا ہویا دنیا اندر ہر جا خبراں گیاں

جھوٹا ہویا جھوٹا مرزا ملکیں دھماں پیاں
جائز ہے ہن مرزے تائیں گھر تھیں پھڑ منگواوے
حسب اجازت اس دی رسہ گل اس دے وچہ پاوے
کالا کر کے منہ اس دا کھوتے تے چڑھواؤ
تاڑی اس دے پچھے لا کر شہراں وچہ پھراؤ
ہے مکار کوئی ایہ جوگی گھر گھر پھر نے والہ
ٹنڈ پھڑاؤ اک ہتھ اس دے دوجے وچہ پیالہ
ہے دیوث بڑا ایہ بھارا غیرت اس نوں ناہیں
دتی ہے منکوحہ اپنی اس نے غیراں تائیں
شرم نہ آوے اس نوں بالکل نہ غیرت اس تائیں
غیرت ہوندی جے کر اس نوں مردا ڈب کتھائیں
عام اجازت جد خود ہے اس دتی لوکاں تائیں
جو چاہو سو آکھو اس نوں ڈکا ہن کجھ ناہیں
اس جھوٹے دی ہے ایہ فرضی بے شک پیشین گوئی
اگلی وانگوں ایہ بھی بے شک جھوٹی باطل ہوئی

مولانا ابوالحسن سیالکوٹی نے رہن کی دستاویز بھی نقل کی ہے۔لکھا ہے

جناب مرزا غلام احمد صاحب ساکن قادیان نے وارثوں کو ان کے حقوق غصب کرنے کی نیت سے کل جائداد اپنی بیوی نصرت جہان بیگم کے نام رجسٹری کردی۔رہن کی دستاویز کی نقل یہ ہے:

منکہ مرزا غلام احمد خلف مرزا غلام مرتضی مرحوم قوم مغل ساکن رئیس قادیان تحصیل بٹالہ کا ہوں..

برضا ورغبت خود بدرستی ہوش وہواش خمسہ اپنی ..اراضی مذکورہ کو معہ درختاں مثمرہ وغیر مثمرہ موجودہ باغ واراضی زرعی...ودیگر حقوق داخلی وخارجی متعلقہ محض بعوض پانچ ہزار روپیہ سکہ رائجہ نصف

جن کے ۲۵۰۰ ہوتے ہیں بدست مسمات نصرت بیگم زوجہ خود رہن وگروی کر دی ہے اور روپیہ میں بتفصیل ذیل زیورات ونوٹ کرنسی نقد مرتہنہ سے لیا ہے۔...

قرار یہ ہے کہ عرصہ تیس سال تک فک الرہن مرہونہ سے نہیں کراؤنگا۔ بعد تیس سال مذکور کے ایک سال میں جب چاہوں زررہن دوں تب فک الرہن کروالوں گا۔ بعد انقضائے میعاد بالا یعنی ۳۱ سال کی بتیسویں سال میں مرہونہ بالا ان ہی روپیہ پر بیع بالوفا ہوجاوے گا اور مجھے دعوی ملکیت کا نہیں رہے گا... بنابراں رہن نامہ لکھ دیا کہ سند ہو۔ المرقوم ۲۵ جون ۱۸۹۸ء بقلم قاضی فیض احمد ۱۹۴۹ء العبد مرزا غلام احمد بقلم خود۔ گواہ شد مقبلاں ولد حکیم کرم الدین صاحب بقلم خود۔
گواہ شد نبی بخش نمبر دار بقلم خود بٹالہ حال وارد قادیان

ایسا رہن نہ سنیا ڈٹھا دنیا وچہ کتھائیں
نہ کوئی ہویا اج تک جس ایہ کیتا مکر کدائیں
صورت ایہ اس اپنے دل تھیں فرضی عجب بنائی
اگے اس تھیں دنیا اندر نظری مول نہ آئی
اپنا ہی سب زیور اس دا اپنا ہی سب گہنا
اپنی عورت تائیں دینا آپے فر مڑ لینا
اول اپنا زیور اس دے آپ حوالے کیتا
فرضی صورت رہن بنا کر فر خود واپس لیتا
جے کر زیور ہے ایہ اس دا خود اس مکر بنایا
جے کر نصرت دا ہے زیور اس نے کتھوں پایا
اس گل دی خبر تمامی پہونچی وچہ سنساراں
نقل اس دی ہے شائع ہوئی ہر جا وچہ اخباراں
جو دیکھے یا جو ہے سندا حیرت اندر آوے

ہو حیران انگشت تعجب دنداں اندر لاوے
کی سر اس دے آئی دسے ایسی مشکل بھاری
گروی کیتی ہے جس کارن اس ملکیت ساری
کیوں فر مدت اس دی اس نے ہے تیہ سال ٹھہرائی
کہڑی ایسی مشکل اس نوں دسو اگے آئی
بھی ایہ کتھوں جاتا اس نے تیہ سالاں تک جیوے
اتنی طول حیاتی اس دی لمبی عمراں تھیوے
اپنی عمراں جد ایہ جھوٹا اسّی سال ٹھہرا وے
کی ممکن فر تیہ سالاں تھیں پچھوں زمین چھوڑا وے
جے کر اس نوں اصل ضرورت جائز ہندی کائی
ملک زمیناں گہنے دہر دا ہور کسی ہتھ بھائی
جھوٹا ہے ایہ ذاتی حاجت اس نوں بالکل نائیں
مکر بنایا اس نے اس دا جاسی مکر ازائیں
اصل حقیقت اس دی تینوں کھول سناواں ساری
ورثاء دا حق مارن کیتی ہے اس مکاری
دو بیٹے نے وڈے اس دے پہلی عورت وچوں
وارث جو ہن اس دے نصفی اس دے مرنے پچھوں
ہے ناراض انہاں نوں چاہے ایہ محروم ٹھہراوے
ترکہ اس دا تاں انہاں نوں پچھوں ہتھ نہ آوے
آسمانی منکوحہ دی جد اس نوں وحی آئی
مانع ہوئے اس نوں اس تھیں دونویں بیٹے مائی

غصہ کھا کر ایس انہاں تھیں اپنا عاق ٹھہرایا
پرچہ چھاپ عقوق انہاں دا دنیا وچہ پھیلایا
دتی ایس طلاق نکاری پہلی عورت تائیں
گھر تھیں کڈھی اس ظالم نے ہے اوہ باجھ گناہیں
غرض فریبی ثابت ہویا مرزا وڈا بھارا
مکر کیتا ہے بے شک اس نے جانے عالم سارا
کیوں جائز فر مرزے تائیں پیغمبر اکھوا وے
کی ممکن ہے ٹھگ فریبی پیغمبر بن جاوے

قال النّبی ﷺ لکل غا در لواء عند .... یو م القیا مۃ رواہ مسلم ۔ نبی ﷺ نے فرمایا واسطے ہرایک فریبی کے ایک نشان ہوگا اس کی دبر کے نزدیک دن قیامت کے

یعنی حضرت ﷺ نے فرمایا ہو سی روز حشر دے
ہر ہر ٹھگ فر یبی کارن جھنڈا پاس دبر دے
ہے ایہ مکر فلاں کریدا اچی ملک پکارے
رسوا ہو سی ٹھگ فر یبی لوکاں اندر سارے
مرزے دا ہن چھڈو پچھا توبہ کرو مرزائیو
ہے ایہ ٹھگ فریبی بھارا پاس نہ اس دے جائیو
ہے وچہ فقہ حدیث کتاباں لکھیا بہتی جائیں
گروی چیزوں نفع اٹھانا بالکل جائز ناہیں
کیوں فر پیدا وار زمین وی اس دے نام کرا وے
اپنی عورت تائیں کیوں سود حرام کھواوے
مرزا جے پیغمبر ہندا کیوں ایہ مکر بناندا

ورثاء تائیں متروکہ تھیں کیوں محروم ٹھہراندا
وارث نوں ترکہ اپنے تھیں جو محروم ٹھہرا وے
اللہ اپنی رحمت کولوں اوس نوں دور ہٹاوے
جو کوئی دور ہویا رحمت تھیں ردّ ہویا درگاہوں
کی ممکن پیغمبر ہووے اوہ مردود الاہوں
حج ہے فرض ہو یا سر اس دے کیوں نہ سر تھیں لا وے
کیوں نہ جھوٹا طاقت ہوندی مکے دے ول جاوے

منکوحہ آسمانی در چودھویں صدی کا مسیح

حکیم مظہر حسن نے مرزا صاحب قادیانی کی سوانح ان کی زندگی میں ناول کے انداز میں لکھی تھی جسے مولانا ثناءاللہ امرتسری نے اپنے پریس میں طبع کروا کے شائع عوام کیا تھا۔ منکوحہ آسمانی والے معاملے کا تعلق چونکہ مرزا صاحب قادیانی کی سوانح حیات سے بہت گہرا ہے، اس لئے آپ نے اپنی کتاب میں اسے بھی شامل کیا اور مختلف ابواب کے تحت اس معاملہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ چنانچہ لکھا ہے:

قادیانی کی نکاح سوم کیلئے تڑپ

چو جامہ چرمیں شرم صحبت نادان
زیرا کہ گراں باشد تن گرم ندارد
از صحبت نادان تبرت نیز بگوئم
خویشے کہ تونگر شد و آرام ندارد
زین ہر دو تبروان تو شہی را کہ در اقلیم
با خنجر خونریز دل نرم ندارد

زین ہر سہ تر نیز شنو با تو بگویم
پیرے کہ جوانی کنہ و شرم ندارد

ہائے تو کب تک ستائے گی اے نامراد محبت، اے خانہ خراب عشق، تیرا برا ہو، تو کیا شئے ہے محبت آپ کیا پیارا نام ہے۔ نہیں نام ہی پیارا نہیں اس کی ابتدا ہی نہایت خوش گوار ہے

رندی وخراباتی درعالم شباب اولی

مگر ہائے ناکامی ہمیں تو شباب کبھی آیا ہی نہیں

سنبھالا ہوش تو مرنے لگے حسینوں پر
ہمیں تو موت ہی آئی شباب کے بدلے

چالیس سال کی عمر میں ہی حالت مردمی کالعدم تھی (تریاق القلوب ص ۳۵ سطر ۱۳) ضعف دماغ اور ذیابیطس مہلک مرض مستزاد اور اب تو پیری وصد عیب کے مصداق

سن شریف پنجاہ و شش
نازم بایں ریش و فش

اگر کسی پر یہ راز فاش ہوا تو کیا حالت ہوگی

ایک نظر دکھا کے گھائل کیا قتل ہی کر ڈالا پھر منہ نہ دکھایا

ہیں ہیں! میں کیا کہتا ہوں وہ شریف اور پاکدامن باعصمت صاحب عفت لڑکی کمسن ان نامحرموں میں کیونکر آ سکتی ہے۔ شاہد بازاری تو ہے نہیں۔ اور ابھی اس کو خبر ہی کیا ہے، سن تمیز اور بلوغ کو بھی نہیں پہنچی۔ ہائے ظالم تیری کس ادا نے مجھ گرگ باراں دیدہ سرد و گرم زمانہ چشیدہ کو بیک نظر از خود رفتہ دین و دنیا سے بیگانہ کر دیا۔

پیری میں آہ کٹتی ہے مر مر کے زندگی
بجھ بجھ کے پھر بھڑکتی ہے شمع سحر کی لو

کاش تو میری ہوتی، یا اپنی صورت دکھا کر یہ روز سیاہ مجھ کو نہ دکھاتی، مجھ کو کیا خبر تھی:

لگتے ہی ہو گیا جگر کے پار
تیر مژگان نے زود کام کیا

اس سفر کی ضرورت ہی کیا تھی۔ کیا اسی واسطے تقدیر کشاں کشاں وہاں لے گئی تھی۔ افسوس!

کھو بیٹھے کوئے یار میں ہم جا کے دوستو
ناموس ننگ و غیرت و صبر و قرار و دل

دل ہے کہ سینہ میں تنور کی طرح جلتا ہے۔ آنکھ ہے کہ دریا کی طرح جاری، کسی کروٹ کسی پہلو آرام نہیں۔

ایک سب آگ ایک سب پانی
دیدہ و دل عذاب ہیں دونوں

پاؤں کی آہٹ سے چونک کر، آہا کون ہیں، شاہ جی؟

شاہ جی: آج حضور کی طبیعت کیسی ہے؟ حضور کے حال سے اضطراب اور پریشانی ہویدا ہے۔

مرزا قادیانی: کچھ اختلاج قلب سا معلوم ہوتا ہے۔ دل میں درد ہے اور قلب بلیوں اچھلتا ہے۔ دیکھو نہ کرتہ کے باہر قلب کی حرکت محسوس ہوتی ہے۔

شاہ جی: حضور کو یہ مرض دورہ کے طور پر ہو جاتا ہے، حکیم صاحب کو اطلاع کروں

(بدون اس کے کہ کچھ جواب ملے، فوراً واپس ہوئے اور حکیم صاحب کو اطلاع کی کہ حضرت کی طبیعت سخت ناساز ہے اور بہت ہی تکلیف محسوس ہوتی ہے)۔

حکیم صاحب: (نہایت پریشانی کے لہجہ میں گھبرا کر) خیر باشد! کیا حال ہے؟ کچھ بیان تو کرو۔

شاہ جی: وہی اختلاج القلب، دل میں درد بتلاتے تھے۔

حکیم صاحب: (اضطراب اور پریشان حالی میں مرزا صاحب کے حضور حاضر ہو کر) حضور کے مزاج اقدس۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل شامل حال رکھے۔ ہمارا تو مدار زندگی حضور کے قدموں کے ساتھ ہے۔

بتوں کے ظلم اور جور جفا سے ہا ہا
مسیحا کو بھی دیکھا جاں بہ لب ہے

مرزا قادیانی: خلاف معمول قلب میں چبھن معلوم ہوتی ہے، دل بیٹھا جاتا ہے، سانس بند ہوتا ہے، کلیجہ منہ کو آتا ہے، دل کو سینہ میں کوئی ملتا ہے، دل ہے کہ بلیوں اچھلتا ہے، نہ بیٹھے آرام ہے نہ لیٹے تسکین۔ نیند آجائے تو شاید کچھ سکون ہو جائے، مگر یہ محال بلکہ ناممکن ہے۔

حکیم صاحب: (نے فوراً مفرح یاقوتی، جو ساتھ لائے تھے عرق کیوڑہ اور بید مشک کے ساتھ دیا۔ کچھ دل کو تسکین ہوئی)۔

مرزا قادیانی: (چادر کو منہ پر کھینچ کر) اچھا اب مجھ کو آرام معلوم ہوتا ہے۔ آپ بھی آرام کیجئے۔

حکیم صاحب: (مودبانہ) بہت بہتر! اگر نیند آجائے تو فھو المراد ورنہ میں دوا بھیجتا ہوں اس میں سے تھوڑی دوا نوش فرما لیجئے، آنکھ لگ جائے گی۔

مرزا قادیانی: (کچھ دیر چارپائی پر چپکے رہ کر) اف! آج تو نیند ہی حرام ہوگئی (وضو کر کے مصلے پر بیٹھے۔

وصل اس بت کا نہ ہو اگر سالک
آج کی رات عبادت ہی سہی

دو رکعت نماز پڑھی۔ بیٹھا بھی نہیں جاتا۔

اے مصحفی بتوں میں ہوتی ہے یہ کرامت
دل پھر گیا نہ تیرا آخر خدا سے دیکھا

نہ نیند آتی ہے، نہ بیٹھا جاتا ہے۔ سرہانے سے کتاب اٹھا کر دو چار ورق الٹ پلٹ کر رکھ دی)۔

خدایا یہ معاملہ کیا ہے، تو ہی عزت و آبرو کا نگہبان ہے۔ اگر بیتابی نے ایسے ہی پاؤں پھیلائے تو سارا کارخانہ درہم برہم ہو جائے گا۔ غیر لوگ تو گئے جھولہ میں اور آئندہ کی رجوعات بھاڑ میں، جو مرید پھنس گئے ہیں اور اب موجود ہیں ان کا بھی بھروسہ نہیں کہ رہیں۔ (کروٹ لے کر:

اے خضر اتنے دن تیرے کیونکر بسر ہوئے
ہم سے تو رات کٹ نہ سکی انتظار کی

چارپائی پر بیٹھ کر اور سر پکڑ کر) یا ارحم الراحمین! کیا کروں۔ دائم مرض کے سبب بدن میں ہلنے کی طاقت نہیں، ذیابیطس ضعف دماغ اور دوران سر میرے ہمزاد کی طرح جان کے ساتھ جائیں گے۔ اب بڑھاپے میں عشق اور کیا معنی اور عشق بھی ایک نادان لڑکی کا۔

نادان ہے کم سن ہے بہت عمر ہے تھوڑی
ان کو تو وفا کیسی ، جفا بھی نہیں آتی

لا حول و لا قوۃ الا باللہ العظیم ہمت ہارنی عشق میں انجام کار سوچنا عقل کے خلاف ہے

دلا! نا امید مت ہو وصل سے اسکے کہ عاشق کو
مزے ہیں سو طرح کے عالم امید واری میں

آخر ہماری برادری میں بھی قریب رشتہ داری ہے۔ میں بھی کچھ چوہڑا نہیں چمار نہیں، خدا کی عنایت سے عزت میں دولت میں شہرت میں امارت میں کچھ زیادہ ہی ہوں۔ دوسرے قرابت قریبہ، پھر سلسلہ جنبانی کیوں نہ کی جائے، لڑکی کے باپ کو خط لکھا جائے۔ لڑکی کی ماں بھی ہماری چچیری بہن ہے، کسی کو کان و کان بھی خبر نہ ہوگی:

مزا ہے ہو وے گر چپکے ہی چپکے مدعا حاصل
کسی نے کر لیا معلوم راز دل تو کیا حاصل

یہ نامراد برادری کے جھگڑے تنازعہ ایسے ہیں قریبی عزیزوں کو دور کر دیتے ہیں غیر کیا دشمن بنا دیتے ہیں۔ فضل احمد (مرزا کے چھوٹے بیٹے کا نام) کی بیوی کی معرفت سلسلہ جنبانی کی جائے تو مصلحت ہے۔ پہلے عزت بی بی کے باپ مرزا علی شیر سے اس معاملہ میں مشورہ کیا جائے (عزت بی بی، مرزا فضل احمد کی بیوی ہے۔ مرزا علی شیر، مرزا غلام احمد کی بیوی کا حقیقی بھائی، مرزا فضل احمد کے ماموں اور عزت بی بی کے باپ ہیں)

(یہ رات جو روز حشر سے طولانی اور حسرت عشاق سے لایعنی ہے بڑی مشکل سے کاٹی، پاؤں کی آہٹ معلوم ہوئی)۔

شاہ جی (نووارد): یہ دوا کی شیشی حکیم صاحب نے دی ہے اس کو نوش جان فرمالیجئے نیند آ جائے گی۔

مرزا قادیانی: (شیشی میں سے ایک گلاس میں ڈال کے نوش فرمایا اور فوراً آنکھ بند ہوگئی اور خراٹے لینے لگے

صبح کو جب آفتاب برآمد ہوا کمرہ کا دروازہ کھلا ایک خاتون حیا چالیس پچاس برس کا سن وسال، سفید سادہ لباس زیب تن کئے ہوئے روبرو آئی۔ یہ مرزا صاحب کی اہلیہ ہیں، چار پائی کے پاس کھڑی ہوکر)

خاتون: کیوں خیریت تو ہے؟ نماز صبح کا وقت اخیر ہوا اور آپ اٹھے نہیں۔ رات نصیب اعداء کیا طبیعت ناساز رہی؟

مرزا قادیانی: ہاں رات اختلاج قلب کی شکایت رہی۔

بیوی: اللہ رحم کرے۔ یہ نامراد بیماری نہیں جاتی ہے۔ ہمیشہ دورہ ہوتا ہے۔ علاج کرنا تھا۔ تم خود حکیم اور حکماء مکان پر رہتے ہیں، خدانہ کرے شیطان کے کان بھرے۔

مرزا قادیانی: علاج سے تو میں بھی غافل نہیں۔ ہاں خوب یاد آیا، میں نماز پڑھ لوں، تم سے ایک معاملہ میں مشورہ کرنا ہے۔

بیوی: الٰہی خیر! مجھ سے کیا مشورہ ہے؟ کبھی آگے نہ پیچھے۔

مرزا قادیانی: احمد بیگ ہوشیار پوری کی بڑی بیٹی محمدی کی ابھی کہیں نسبت وغیرہ تو نہیں ہوئی؟

بیوی: نہیں، (مسکرا کر) کیا اس سے نکاح کا ارادہ ہے؟

مرزا قادیانی: ہاں ہم کو الہام ہوا ہے۔ کہ اس کا نکاح ہمارے ساتھ مقدر ہو چکا ہے۔

بیوی: (ذرا آشفتہ ہوکر، ناک بھوں چڑھا کر) پھر کرلو۔

مرزا قادیانی: مگر تمہاری امداد کی ضرورت ہے۔

بیوی: جب خدا نے مقدر کر دی تو اس کا روکنے والا کون؟ اور کسی کی امداد کی ضرورت کیسی؟

مرزا قادیانی: (غصہ کے لہجہ میں) تم تو بگڑ کر یہ باتیں کرنے لگیں (پھر نرم آواز سے) ہم کو تو تم سے بڑی امید تھی کہ اپنے بھائی مرزا علی شیر کی معرفت یہ معاملہ بہ آسانی درست کرا دو گی۔

بیوی: اے چلو ہٹو بھی۔ تمہیں تو بڑا ابھس ہوا ہے۔ میرے بھی سفید چونڈہ میں تھکواؤ گے۔ لوگ کیا کہیں گے۔ اپنی سفید داڑھی کی طرف دیکھو۔ اور ابھی بیاہ کی ہوس۔ کہاں دس بارہ برس کی نادان لڑکی، پوتیوں کے ہان کی (پوتیوں کی ہم عمر) اور کہاں تم؟ تم کو شرم نہیں آتی؟ ایک تو ہی کیا جوڑوں کا باڑہ بھرو گے۔ ایک شادی کو تو ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دن بھی نہیں۔ کیا ہر سال نیا نکاح ہوگا

زن نو کن اے خواجہ در ہر بہار
کہ تقویم پارینہ نہ آید بکار

مرزا قادیانی: خدا کا حکم اسی طرح ہے۔ خدا کے ماموراس کے حکم کیخلاف کسی لائم کی ملامت اور طاعن کے طعن

سے ڈر کر کوئی کام نہیں کرتے۔

بیوی: میرے سے تو یہ نہیں ہوسکتا۔ میں کس منہ سے کہہ سکتی ہوں، آخر وہ قریبی رشتہ دار ہیں۔ ایک بی بی جوان جس کے نکاح کو دو برس بھی نہیں ہوئے، گھر میں موجود۔ اور خدا نہ کرے کچھ بانجھ نہیں، بیمار نہیں، بدشکل نہیں، بے تمیز نہیں، دہلی کی رہنے والی، کم ذات نہیں، سیدانی ہے۔ دوسری بیوی کا تو کیا ذکر ہے۔ وہ تو تقویم پارینہ بڑھیا ہو کر پوتے پوتیوں والی ہوئی، اب تیسری شادی کی تجویز ہے وہ بھی بیوی کی معرفت (کہ اپنے بھائی سے کہو کہ وہ سعی کرے) جس کے دو جوان بیٹے لائق موجود ہیں۔

(مرزا بشیر احمد قادیانی کہتے ہیں: بیان کیا مجھ سے والدہ نے کہ جس دن میں قادیان بیاہی ہوئی پہنچی تھی اسی دن مجھ سے چند گھنٹے قبل مرزا سلطان احمد اپنی پہلی بیوی یعنی عزیز احمد کی والدہ کو لے کر قادیان پہنچے تھے۔ اور عزیز احمد کی والدہ مجھ سے کچھ بڑی معلوم ہوتی تھی۔ اور والدہ نے بیان کیا کہ فضل احمد کی شادی مرزا سلطان احمد بھی کئی سال پہلے ہو چکی تھی۔ سیرۃ المہدی روایت نمبر ۲۱۱

نیز مرزا بشیر احمد کہتے ہیں: بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے ... سلطان احمد کی پہلی بیوی ایمہ ضلع ہوشیار پور کی رہنے والی تھی اور حضرت صاحب اسکو اچھا جانتے تھے۔ سلطان احمد نے اس بیوی کی زندگی میں ہی مرزا امام الدین کی لڑکی خورشید بیگم سے نکاح ثانی کر لیا تھا۔ اسکے بعد عزیز احمد کی والدہ جلد ہی فوت ہوگئی۔ سیرۃ المہدی روایت نمبر ۲۱۲۔ بہاء)

مرزا قادیانی: جو اس معاملہ میں جان توڑ کر کوشش نہیں کریگا وہ خدا کا دشمن ہے، اور گویا وہ خدا کے ارادہ کو روکتا ہے هذا فراق بيني و بينك

بیوی: جب خدا کا ارادہ ہے تو بندہ کون روک سکتا ہے۔

بیوی چلی گئی۔ ہمارے حضرت اقدس تدبیر میں کامیاب نہ ہوئے تو مرزا احمد بیگ کو خط لکھا جس کا ماحصل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے الہام پاک سے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ اگر آپ اپنی دختر کلاں کا رشتہ میرے ساتھ منظور کریں تو تمام نحوستیں آپ کی اس رشتہ سے دور کر دیگا اور آپ کو آفات سے محفوظ رکھ کر برکت پر برکت دے گا۔ اور اگر یہ رشتہ وقوع میں نہ آیا تو آپ کے لئے دوسری جگہ رشتہ کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا اور اس کا انجام درد اور مصیبت اور موت ہوگی ۔ یہ دونوں طرف موت کے ایسے ہیں جن کو آزمانے کے بعد صدق اور کذب معلوم ہوسکتا ہے اب جس طرح چاہو آزما لو میری برادری کے لوگ مجھ سے ناواقف ہیں اور خدا تعالیٰ چاہتا ہے ہمارے کاموں کو ان پر بھی ظاہر کرے۔ آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۲۔ اصل خط نور افشاں مطبوعہ ۱۰ مئی

۱۸۸۸ء میں چھپا ہے۔ (چودھویں صدی کا مسیح)

ایک اور باب میں مظہر حسن صاحب لکھتے ہیں:

ایک بڑے پھاٹک دار دروازہ سے گذر کر اور ایک وسیع میدان صحن کا طے کر کے وسطی مکانات کے آگے، دائرہ نما ایک برآمدہ انگریزی کوٹھی کی وضع کا بنا ہوا ہے، اسکے دروازوں کے اوپر کچھ پھولوں کی بیلیں چڑھی ہوئی ہیں اور کچھ گملے پھولوں کے نیچے رکھے ہوئے ہیں۔ برآمدہ کے وسط میں ایک چارپائی پر سفید بستر کے اوپر کوئی شخص فربہ اندام، میانہ قد، لال داڑھی، سرخ و سفید چہرہ کا رنگ، تکیہ پر سر اور سر کے نیچے دونوں ہاتھ، چت لیٹا ہوا، ایک ٹانگ کھڑی ہے دوسری ٹانگ، ٹانگ پر رکھے ہوئے لمپ کی روشنی مدہم کی ہوئی، برآمدہ سے باہر صحن میں بہت سے آدمی پڑے ہیں، برآمدہ والے مکان کے دونوں بغلوں میں مکانات ہیں جن کی روش اور حیثیت سے صاف ظاہر ہے کہ یہ کوئی سرائے ہے، اور وہ شخص جو برآمدہ میں پڑا ہے کوئی مسافرانہ طور پر اس مکان میں عارضی یا کرایہ پر رہتا ہے، مگر اپنی طبیعت کے مذاق کے موافق خوب آراستہ اور سجایا ہوا ہے۔ چلیں دیکھیں، ہیں یہ تو کچھ آپ ہی آپ باتیں کرتا ہے۔ کوئی پاس تو ہے نہیں مگر کسی فکر میں محو خیال ہے۔

ہائے ناکامی واحسرتا! نہ رات کو چین نہ دن کو آرام ہے، دل کو خبر نہیں کیا چیز ہے جو اندر ہی اندر ملے ڈالتی ہے۔ سینہ میں میٹھا میٹھا درد محسوس ہوتا رہتا ہے۔ رات کو کسی پہلو اور کسی کروٹ آرام نہیں، دن کو سوائے اس ادھیڑ بن کے اور کچھ کام نہیں، افشائے راز کے خوف سے اس بارہ میں جان توڑ کے کوشش نہیں کی جاتی۔ نامحرموں کا ذکر کرنا غیرت نہیں چاہتی۔ اندرونی کاروائیوں میں بالکل ناکامی رہی، خدا جانے یہ بڑھاپے کا عشق کیا رنگ لائے گا۔

کون پھرتا ہے؟

خادم: حضور میں ہوں، کیا ارشاد ہے۔

حضرت: کیا بات تھی جو تم لوگ تذکرہ کر رہے تھے ہوشیار پور سے آدمی آنے کا، اور احمد بیگ کی لڑکی کی شادی کا

(ہمارے ناظرین اب تو سمجھ گئے ہوں گے یہ صاحب ہمارے ناول کے ہیرو حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں)۔

خادم: حضور ہوشیار پور سے آدمی آئے تھے، وہ ذکر کرتے تھے کہ مرزا احمد بیگ کی بڑی لڑکی کی شادی عنقریب

ہونے والی ہے۔

حضرت: کہاں اور کس سے؟

خادم: کوئی پٹی گاؤں ہے ضلع لاہور میں، وہاں سے برات آئے گی۔ اور کوئی مرزا سلطان محمد نامی شخص ہے، اس کے ساتھ نکاح ہوگا۔

حضرت: (یہ سنتے ہی سن ہوگئے، کاٹو تو لہو نہ تھا بدن میں ۔ بے ساختہ مرزا محمد رفیع سودا کا یہ شعر زبان سے نکلا)

کہتے تھے ہم نہ دیکھ سکیں تجھ کو غیر پاس
پر جو خدا دکھائے تو لاچار دیکھنا

ہائے افسوس دعا میں بھی کچھ اثر نہیں رہا، جو تدابیر کیں الٹی پڑیں۔ پہلے تو دعا تیر بہدف فرمایا کرتے تھے، بجلی کی طرح کوندتی تھی، بڑا بھروسہ تو اسی پر تھا، کیا عشق میں سب نے ساتھ چھوڑ دیئے ہیں؟ نہیں نہیں عاشق کی آہ تو خالی نہیں جاتی، جذبہ کامل ہونا چاہیے، پہلے ان کے وارثوں کو سمجھاؤ، ڈراؤ، اگر نہ مانیں تو خدا کی طرف رجوع لاؤ، دیکھو تو کیا ہوتا ہے:

جذبہ عشق جو ہوئے گا تو انشاء اللہ
کچے تاگے میں چلی آئے گی سرکار بندھی

مرزا سلطان محمد بیگ کو یہ لکھا کہ تم اس تعلق کو قطع کردو، تمہارا نکاح دوسری جگہ کرادیا جائے گا ۔تمہاری جوانی پر مجھے رحم آتا ہے تم اس ارادہ سے باز آجاؤ اور اس کے وارثوں کو بھی خطوں کے ذریعہ دھمکایا ۔

میر ناصر نواب کی نظمیں

ادھر غنچہ کھلکھلایا اور خورشید خاوری نے اپنا رخ زیبا آب وتاب کے ساتھ دکھایا، ادھر مہر سپہر امامت و نیر اعظم افق رسالت حضرت مسیح زمان مہدی دوران جناب مرزا صاحب قادیانی زنان خانہ سے برآمد ہوئے، مریدان عقیدت کیش حواریان خیر اندیش مصاحب ورفیق پہلے ہی سے اپنے اپنے پایہ اور مرتبہ سے ڈٹے ہوئے لیس تھے، تعظیم کو کھڑے ہوئے اور فرشی سلام ہوا۔

مصاحب: مزاج بخیر۔صبح کی نماز تو بیت الفکر میں ادا ہوئی۔

حواری: حضور کی خواب بھی نماز ہے۔ جودم ہے عبادت میں شمار ہوتا ہے۔ دنیا پرست مولویوں کی نماز ریاء اور شب بیداری سے حضور کی خواب ناز بھی اللہ تعالی کے نزدیک افضل واولی ہے۔

مرید: اس میں کیا شک ہے، مردان خدا کو ہردم و ہر لحظہ قرب الٰہی حاصل ہے، زاہد خشک کی تمام عمر کی عبادت ان کے ایک دم کے برابر نہیں۔

اتنے میں خادمان باسلیقہ ستھری ستھری چاء کی پیالیاں نہایت خوبصورتی کے ساتھ سجائی ہوئیں سامنے لائے۔ گنگا جمنی ستھری روپہلی کٹوریاں اور بیش بہا جرمن سلور کی چمچیاں آب وتاب کے ساتھ پاس رکھی ہوئی۔ مرزا صاحب نے دست مبارک سے اٹھا اٹھا کر رفقاء اور مصاحبین کی طرف سرکائیں۔ ہر ایک نے شکریہ ادا کیا، گھونٹ گھونٹ گرما گرم دودھیا چاء دار چینی اور الائچی کی لپٹیں اٹھتی ہوئی کا پینا شروع کیا۔

حواری: ہم نے مہاراجہ جموں کے ہاں کشمیری باورچیوں کی بنائی ہوئی چائے پی ہے مگر نعوذ باللہ یہ بات اس میں کہاں؟

خوش آمدی: یہ تو حضرت اقدس کا اعجاز ہے کچھ چائے تھوڑی ہے۔

۲۔ ایسی چائے تو بادشاہوں کے یہاں بھی نہیں بنتی۔ یہ نسخہ کوئی الہامی ہے اور یہ ذائقہ نشان آسمانی حضور اقدس کی غلامی کے تصدق میں ہم لوگوں کو بھی نصیب ہو گیا، ورنہ ہم کہاں اور یہ نعمت عظمی غیر مترقبہ کہاں؟

۳۔ یہ بہشتی چائے ہے، نعماء جنت۔ انسان کی بنائی ہوئی تو نہیں۔ کیوں حضرت! بہشت ہی سے نہیں آئی؟

مرزا قادیانی :

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد
کسے را با کسے کارے نباشد

جنت کیا شئے ہے و فیها ما تشتهيه الانفس و تلذّ الاعين اللہ کی نعمتوں کا نام جنت ہے، اپنے بندوں کو وہ ہر ایک جگہ جنت دیدیتا ہے، جو اسکے مخلص بندے ہیں انکو وہ لذت عطا کر دیتا ہے۔

حاضرین: حق ہے حق ہے۔ سبحان اللہ، صل علی، کیا ارشاد ہوا ہے۔ اتنے میں ایک خادم نے جھک کر آہستہ سے

کچھ عرض کیا۔حضرت کے چہرہ منور کا رنگ متغیر ہو گیا۔ ہوائیاں اڑنے لگیں،زردی سی چھا گئی۔مردنی سی آ گئی ،منہ زرد،لب پر آہ سرد۔ہونٹوں پر خشکی سے پپڑیاں جم گئیں،زبان پر کانٹیں کھڑی ہو گئیں،بے اختیار اشک جاری،حزن واضطراب کی حالت طاری ہو گئی،عنان ضبط واستقلال ہاتھ سے نکل گئی،ہر چند دل کو روکا،طبیعت کو سنبھالا،مگر توبہ! جنون عشق کہیں روکے سے رکتا ہے،بے ساختہ زبان پر آیا

آہ و نالہ ہے وہی اور وہی رونا ضیغم
پر اثر نالہ و فغاں میں کہاں ہے کہ جو تھا

مرزا قادیانی: نہایت درد کے ساتھ آہ کھینچ کر انا للّٰہ و انا الیہ راجعون کہہ کر کھڑے ہو گئے۔کچھ درد سر محسوس کرتا ہوں،شاید دوران سر کا دورہ ہو۔آپ صاحب بھی اپنے کام میں لگئے گا

مرزا صاحب الفکر میں داخل۔افسوس کوئی تدبیر درست نہ بیٹھی،نہ دعا نے اثر دکھایا،نہ عمل نے کچھ عمل کیا،نقش لکھے،تعویذ پھونکے برسوں یا ودود پڑھا۔خود نعل در آتش ہو گئے

کھنچ گیا میری طرف سے اور اس قاتل کا دل
واہ واہ جذب محبت کا اثر اچھا ہوا

جو تدبیر کی الٹی پڑی،جو عمل کیا،خلاف اثر دکھایا،کہ اس بت کا دل تک نہ پسیجا،نہ اسکے ورثاء کے دل کو مسخر کیا،بلکہ ضد نے پتھر بنا دیا۔ہر چند الہام سے بھی ڈرایا مگر اس لڑکی کا باپ عجب ضدی انسان ہے،کچھ بھی خیال میں نہ لایا۔اپنے متعلقین کو بھی بہتیرا دھمکایا سمجھایا،مگر اس کا نتیجہ بھی سوائے اس کے کچھ نہ نکلا۔بیوی سے تو پہلے ہی کچھ ایسا انس اور ارتباط نہ تھا مگر جوان اور لائق بیٹے سے قطع تعلق کرنا پڑا۔اگر اسکی ماں کو طلاق دی تو بڑا بیٹا بھی خوش نہ ہو گا اس سے بھی گو یا قطع رحم کرنا پڑا۔دونوں بیٹوں میں علیحدگی ہوئی۔مخالفین میں مضحکہ ہوا،اور جس قدر وہ ہنسی اڑائیں وہ کم ہے۔موجودہ رفقاء اور رشتہ داروں میں بھی رنجش اور آزردگی کا سبب یہی نامراد عشق ہے۔

ایک کاغذ اٹھا کر دیکھنے لگے،الٹا پلٹا پھر رکھ دیا،اور پھر اٹھایا اور پھر رکھ دیا،پھر اٹھا کر پڑھنے لگے ،الٰہی یہ کیا بوالعجبی ہے :

یار اغیار ہو گئے واللہ کیا زمانے کا انقلاب ہوا

جن لوگوں کی خاطر اپنی جان کو تہلکہ میں ڈالا، تمام دنیا کو اپنا دشمن بنایا، جو مال محنت مشقت اور جانفشانی سے اکٹھا کیا تھا وہ ان کی آسائش اور آرام کے سامان بہم پہنچانے میں صرف کیا، رات دن خوشنودی اور رضامندی کو ہر ایک کام پر مقدم رکھا آج وہ بھی ہمارے خلاف اور دشمن ہیں۔

اب دیکھئے میر (ناصر) صاحب نے یہ نظم لکھی ہے۔کوئی ان ہی سے پوچھے بھائی تم کو کیا تکلیف پہنچی؟ تمہاری کسی خاطر داری مدارات میں آسائش میں آرام میں عزت میں توقیر میں فرق آ گیا؟ کس چیز میں کمی واقع ہوئی؟ ان کی بیٹی کی خاطر تواضع میں کوئی کوتاہی ہوئی؟ ان کی محبت میں موانست میں کچھ نقص واقع ہوا، اسلام میں دوسرا نکاح منع نہیں، حرام نہیں۔

آخر ان کی بیٹی سے جب نکاح کیا تھا اس سے پہلے بھی بیوی تھی، اولاد تھی۔اگر یہ کہا جائے کہ اس نکاح کے بعد پہلی بیوی کی قدر و منزلت کم ہو گئی تھی تو اس کے حسین ہونے کا سبب تھا۔

ان کی لڑکی تو نوجوان ہے، صاحب تمیز ہے، اور اگر اس کے بعد تیسرا نکاح ہو، تو بھی اس کی محبت اور الفت میں کمی کیوں واقع ہوسکتی ہے؟ عدل سے کام لیا جا سکتا ہے۔طبقہ نسواں تو سلف سے ناقص العقل شمار کیا گیا ہے مگر یہ مرد ذی شعور صاحب تجربہ جہاندیدہ ہو کر عورتوں کے ہم خیال ہو گئے۔ہم کو امید تھی کہ وہ اپنی بیٹی کو سمجھا بجھا کر اس کی رنجش کو دور کریں گے، برخلاف اس کے وہ خود ایسے بگڑے کہ جھٹ ایک بڑی نظم لکھ ماری، اگر یہ نظم کسی ہمارے دشمن کے ہاتھ لگ جائے اور ضرور لگے گی اور غالباً ن کے پاس پہنچ بھی گئی ہوگی۔اگر یہ شیخ بٹالوی کے ہاتھ چڑھ گئی تو غضب ہو گیا وہ فوراً اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں شائع کر کے مشتہر کر دے گا۔

(ملاحظہ فرمایئے)

مثنوی درحالات مکاری اہل زمانہ

من نتائج افکار میر صاحب خسر ثانی حضرت مسیح زمان مہدی دوران

بعد ازیں یہ عرض ہے اے مسلمین
آج دنیا میں کہیں تقوی نہیں

ہیں دغا میں آج کل سرگرم لوگ
سینکڑوں دنیا میں اب پھیلے ہیں روگ
ہیں دواؤں کے کسی جا اشتہار
کہہ کے گل لوگوں کو دے دیتے ہیں خار
شہد کہتے ہیں مگر دیتے ہیں سم
جاہلوں کو رات دن دیتے ہیں دم
ظاہری اور باطنی دکاندار
خلق کو کرتے ہیں دھوکہ سے شکار
حافظ و حاجی بہت پھرتے یہاں
حال ہے جن کا زمانہ پر عیاں
قبر کا کوئی مجاور ہے بنا
ہے کوئی زائر بنا اجمیر کا
ٹڈی دل کی طرح نکلے ہیں فقیر
مارے مارے پھرتے ہیں حضرات و پیر
ہے کہیں نوٹس بزرگی کا لگا
آؤ لوگو ہم پہ ہے فضل خدا
ہو ہمارے فضل میں تم بھی شریک
ہم تمہیں دیں فیض تم دو ہم کو بھیک
مال و دولت اور بیٹے پاؤ گے
گر بجا خدمت ہماری لاؤ گے
تم پھلو پھولو گے دشمن ہوں گے خوار

تم پہ رحمت ان پہ ہوگی حق کی مار
مال جو دے وہ مرید خاص ہے
اس کے دل میں بالخصوص اخلاص ہے
جو نہ دے کچھ مال وہ کیسا مرید
شمر اس کو جان لو یا ہے یزید
ہے مریدی واسطے پیسوں کے اب
ہائے دنیا میں پڑا ہے یہ غضب
ہر گھڑی ہے مال و دولت کی تلاش
تا کہ حاصل ہو کہیں وجہ معاش
کوئی مل جائے جو دولت کا سبب
ایک دم میں ہوں دلدر پاک سب
قرض سے اک دفعہ ہو جائے نجات
گو ملے صدقہ کہ مل جائے زکوۃ
ہو یتیموں ہی کا یا رانڈوں کا ہو
رنڈیوں کا مال یا بھانڈوں کا ہو
کچھ نہیں تفتیش سے ان کو غرض
حرص کا ہے اس قدر ان کو مرض
آج کل مکار ایسے پیر ہیں
ان کے حال و قال بے تاثیر ہیں
کچھ نہ صحبت میں اثر نہ بات میں
ڈالتے ہیں ہم کو وہ آفات میں

رہ گئے دنیا میں اب ظاہر پرست
دل بدن ہیں دین میں ہم لوگ پست
اور کہیں تصنیف کے ہیں اشتہار
یہ بھی لوگوں نے کیا ہے روزگار
پیشگی قیمت مگر لیتے ہیں وہ
خلق کو اس طرح دم دیتے ہیں وہ
بعض کھا جاتے ہیں قیمت سب کی سب
اس طرح کا پڑ گیا یارو غضب
قیمتیں کھا کر نہیں لیتے ڈکار
جیسے آتا تھا کہیں ان کا ادھار
جو کوئی مانگے وہ بے ایمان ہے
وہ بڑا ملعون اور شیطان ہے
بد گمانی کا اسے آزار ہے
سارے بدبختوں کا وہ سردار ہے
ایک تو پلہ سے اس نے زر دیا
دوسرے بدنام اپنے کو کیا
کھا گیا جو مال وہ اچھا رہا
کچھ گھٹا اس کا نہ ہرگز اتقاء
چیز کی اپنی کرے تعریف جو
جاننا اس کو نہ تم مردِ نکو
مشک کی خوشبو تو خود اڑتی ہے یار

مالک دکان دے گو اشتہار
آم اور حنظل تو ہوتے ہیں جدا
جو نہ جانے ہے وہ اندھا عقل کا
آج دنیا مکر سے لب ریز ہے
اب دغا بازی میں ہر اک تیز ہے
کہہ کے میٹھا دیتے ہیں کھٹا دہی
کچھ نہیں پرتیت دنیا کی رہی
بدمعاش اب نیک ازحد بن گئے
بو مسیلم آج احمد بن گئے
عیسیٰ دوران بنے دجال ہیں
ہر طرف مارے انہوں نے جال ہیں
ظاہری افعال ان کے نیک ہیں
سارے عالم میں وہ گویا ایک ہیں
عالم و صوفی ہیں اور شب خیز ہیں
مال پر لوگوں کے دندان تیز ہیں
ہر طرح سے مال ہیں وہ نوچتے
ہیں یہی تدبیر ہر دم سوچتے
جس طرح ہو مال کچھ کھا جایئے
کچھ نیا اب شعبدہ دکھلایئے
عقل کا اندھا کوئی ہووے مرید
گانٹھ کا پورا کوئی ہو وے مرید

ہو کوئی کیسا ہی گر چہ بد معاش
میوہ زر کی وہ دیدے ان کو قاش
پھر تو مقبول رحمٰن ہے ضرور
ان کے دل کو اس نے پہنچایا سرور
متقی ان کو نہ دے تو ہے شقی
جو شقی دے ان کو وہ ہے متقی
ہیں امیروں سے بڑھاتے میل جول
کرکے تعریفیں اوڑا لیتے ہیں مول
جو کوئی دے ہاتھ کر دیں گے دراز
اس قدر ہے ان کے دل میں حرص و آز
لیتے دم کرتے نہیں چون و چرا
وہ روا ہو مال یا ہو ناروا
ہیں امیر اور لیتے ہیں صدقہ زکوۃ
دین داری کی نہیں ہے کوئی بات
علم ہے دنیا کمانے کے لئے
دولت دنیا ہے کھانے کے لئے
دل میں اپنے منفعل ہوتے نہیں
ہنستے رہتے ہیں کبھی روتے نہیں
غیظ میں بد مست ہو جاتے ہیں وہ
اپنی چالاکی پہ اتراتے ہیں وہ
اپنی تعریفوں سے بھرتے ہیں کتاب

آیت قرآن ہیں گویا ان کے خواب
نیک رکھتے ہیں گمان وہ نفس پر
ابلہی کا ہے یہی ان کے اثر
گر کوئی روکے تو ہوتے ہیں خفا
دشمن اپنا جانتے ہیں بر ملا
سینکڑوں کرتے ہیں گو وعدے خلاف
کم نہیں ہوتے مگر لاف و گزاف
ہے اسی دن کے لئے منطق پڑھی
ہے اسی تدبیر سے عزت بڑی
بات کی ہوتی ہے گنجائش بہت
حیلہ سازی میں ہے آسائش بہت

دیگر

مہدیء وقت ہے کوئی مشہور
کوئی بنتا ہے عیسی دوراں
نہ عیاں اس میں عیسوی برکت
نہ ہدایت کا اس میں نام و نشان
نیک سب اٹھ گئے زمانہ سے
ما بقی میں نہیں رہی ہے جان
حبّ دنیا نے گھیر رکھا ہے
ہے بہت ہی ضعیف اب ایمان

بدعتوں کی بہت ترقی ہے
حد سے باہر ہے کفر اور عصیان
نہیں آتا نظر کہیں اخلاص
ہیں دکھاووں میں لوگ سرگردان
حبّ مولا جہان سے ہے معدوم
حرص دنیا میں پھنس گئے انسان
نہ بچا اس سے مولوی کوئی
نہ کسی اہل دل کو اس سے امان
نہ فقیروں میں صبر باقی ہے
نہ امیروں میں شکر کا ہے نشان
لذت نفس میں وہ ہیں سرگرم
آج کل جو ہیں پیشوائے جہان
مرغ بریان کا شوق ہے ان کو
ہیں ملائک خصائل جو انسان
قورمہ اور پلاؤ کھاتے ہیں
لوگ کہتے ہیں جن کو قطب زمان
جو ولایت میں ہیں قدم رکھتے
ان کی صدقہ پر ہے فقط گذران
سب حقیقت کھلے بزرگی کی
ان کے دیکھے اگر کوئی سامان
ٹھاٹھ ہیں ان کے سب امیرانہ

در دولت پہ ہیں کئی دربان
رات دن ہیں عمارتیں بنتیں
مال کرتے ہیں مفت میں ویران
ہائے آتے نہیں نظر وہ لوگ
دیکھنے کو ترس گئے دل و جان
ہر صدی میں ہوئے ہیں اہل الحق
رہبر خلق و صاحب عرفان
دین اسلام جن سے تازہ ہوا
جن سے رونق پذیر تھا ایمان
تھے ازانجملہ ایک عبد اللہ
قامع شرک و بدعت و عصیان
ملک غزنیں کے رہنے والے تھے
ہے جہالت بھرا جو کوہستان
استقامت میں تھے مثال کوہ
کرکے ظلم و ستم تھکے افغان
راہ حق میں اٹھائیں تکلیفیں
نہ پھرے حق سے پر کسی عنوان
ان کو حاصل تھا صبر ایوبی
کرتے تھے شکر خالق سبحان
تھے عبادت میں رات دن مشغول
اور جاری تھی ذکر حق میں لسان

تھے نمونہ سلف کا وہ بے شک
پاک سیرت تھے اور پاک زبان
اپنے مولا پہ ان کو تکیہ تھا
تھے نہ اک ذرہ فکر آب و نان
تھے دعا و نماز میں مصروف
ورد تھا یا حدیث یا قرآن
ان کی صحبت میں تھی عجب برکت
یاد آتا تھا وہاں خدائے جہان
لطف آتا تھا وہاں عبادت میں
روز و شب تھی ترقی ایمان
ذکر مولا کی تھی وہاں کثرت
بات دنیا کی ہو یہ کیا امکان
امر معروف آپ کرتے تھے
پاس آتے تھے ان کے جو انسان
نہی منکر شعار تھا ان کا
فضل مولی سے تھے نہ سخت زبان
ایسے شیریں کلام اور خوش خلق
تھا پر از حکمت ان کا قول بیان
کچھ کسی سے غرض نہ تھی ان کو
بے طمع تھے وہ صاحب عرفان
ان کی محفل میں ذکر عقبےٰ تھا

وہاں نہ ہوتا تھا لغو اور ہذیان
رہ گیا ذکر خیر دنیا میں
کر گئے کوچ اب وہ عالی شان
حق انہیں مغفرت نصیب کرے
جنت خلد میں رہیں شادان
نیک بندے جہاں میں ہیں اب بھی
حق کو رکھتے ہیں جو عزیز از جان
پر مجھے وہ نظر نہیں آتے
دے ملا مجھ کو ان سے یا رحمان
تیری قدرت سے کچھ نہیں ہے دور
مجھ کو مشکل ہے اور تجھے آسان
ناصر اب ختم کر کلام اپنا
حق تری مشکلیں کرے آسان

(اشاعۃ السنہ نمبر۱۲ ج ۱۴۔ص ۴۱۷ تا ۴۲۰)

(میر ناصر نواب کہتے ہیں: عاجز نے چند امور کے لئے مرزا صاحب سے دعا منگوانے کے لئے خط لکھا جن میں سے ایک امر یہ بھی تھا کہ دعا کرو کہ مجھے خدا تعالی نیک اور صالح داماد عطا فرماوے۔اس کے جواب میں مجھے حضرت مرزا صاحب نے تحریر فرمایا کہ میرا تعلق میری بیوی سے گویا نہ ہونے کے برابر ہے اور میں اور نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے اللہ تعالی نے الہام فرمایا ہے کہ جیسا تمہارا عمدہ خاندان ہے ایسا ہی تم کو سادات کے عالی شان خاندان میں سے زوجہ عطا کرونگا اور اس نکاح میں برکت ہوگی اور اس کا سب سامان میں خود بہم پہنچاؤں گا تمہیں کچھ تکلیف نہ ہوگی۔ یہ آپ کے خط کا خلاصہ بلفظہ یاد نہیں۔اور یہ بھی لکھا کہ آپ مجھ پر نیک ظنی کرکے اپنی لڑکی کا نکاح مجھ سے کر دیں اور تا تصفیہ اس امر کو مخفی رکھیں اور رد کرنے میں جلدی نہ کریں۔ حیات ناصر۔ص ۷)

ایک باب میں مظہر حسن صاحب مرزا سلطان محمد کی شادی کا حال بایں الفاظ لکھتے ہیں:

ایک نہایت وسیع اور فراخ مکان ہے۔ فرش فروش سے آراستہ، بلور کے جھاڑ سوسو بتی کے روشن کئے ہوئے لٹک رہے ہیں۔ چہار طرف ہانڈی اور فانوس جل رہے ہیں اور لمپ اور دیوار گیروں سے رات دن سے زیادہ روشن ہے۔ ..دس بجے کے قریب ایک شخص مشعل ہاتھ میں لئے آیا۔ اس کے پیچھے ایک مختصر سی جماعت نے آ کر دولہا کو جوڑا پہنایا، سہرا باندھا، مبارک سلامت کا شور اٹھا، اور گائنوں نے اسی وقت تازہ بتازہ نو بنو سہرہ بنا اور گا کر سنایا

مرزا سلطان محمد تیرے سر پر سہرا
ہو مبارک کہا زہرہ نے سنا کر سہرا
گوندہ کر پھولوں کا اور طشت میں رکھ کر بھیجا
باغ فردوس سے رضوان نے سجا کر سہرا
سلکِ گوہر سے بنا سر پہ جو باندھا تیرے
ہو گیا عکس سے چہرے کے منور سہرا
سر پہ دستار سے دستار پہ زریں طرہ
افشاں پیشانی پہ پیشانی کے اوپر سہرا
کیا ستاروں میں چناں اور چنیں ہے باہم
تو نے افشاں کو چھوڑایا جو اٹھا کر سہرا
نظر بد سے پہنچنے نہ تجھے پائے گزند
باندھئے سورہء و النون کو پڑھ کر سہرا
ہار دلہن کے لئے پھولوں کا لائیں حوریں
اور ملائک پئے نوشہ ز گل تر سہرا
خاطر عیسی موعود ہے ماشاء اللہ

مطرب چرخ جو گاتا ہے فلک پر سہرا
ان کی منکوحہ کشفی کے جو ہے عقد کا دن
لائے خورشید و قمر گوند کر اختر سہرا
مدتوں دائم و قائم ہو قران السعدین
خضر نے باندھا ہے اخلاص سے آ کر سہرا
عیسی عہد کی پوری ہو یہ پیشین گوئی
سایۂ حفظ خدا ہو ترے سر پر سہرا
ہر بلا سے رہے محفوظ تو از فضل خدا
لائیں شعرا تری اولاد کا کہہ کر سہرا

اور پھر ادھر سے بری پری کا سامان دلہن کے گھر کو چلا کئی خوان جوڑوں سے سجائے ہوئے اور زیورات سنہری روپہلی موقعہ سے لگائے ہوئے اور کئی سوچا ئناں (گھڑی) قند اور میسوں وغیرہ سے پر لوگوں کو کندھوں پر رکھ کر پنجشانہ اور مشعلیں ساتھ ساتھ بھیجے گئے جب دولہن کے گھر یہ سامان پہنچا ڈومنیوں نے سینی گائیں، دولہ کو اندر بلایا، لونہ گائے، ٹونکے کیئے۔ صبح کے قریب قاضی آیا اور اجاب وقبول کیا۔ بہ تعیین مہر شرعی محمدی نکاح پڑھا گیا

راوی۔ ناظرین کو پوشیدہ نہ رہے کہ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی بڑی لڑکی محمدی بیگم کی شادی کے واسطے مرزا سلطان محمد بیگ آئے ہوئے ہیں اور یہ اس برات کا سامان ہے۔

صبح بیٹی والوں نے بھی بڑے فراخ حوصلہ سے جہیز دیا اور دلہن کو رخصت کیا، ڈومنیوں نے پاؤنی گا کر ایسا رلایا کہ آنکھیں کبوتر کی طرح لال ہوگئیں کوئی بشر نہ تھا جس کی آنکھ سے اشک جاری نہ تھا۔

جناب مظہر حسن صاحب ایک باب میں یوں رقم طراز ہیں:

نکاح آسمانی کی تاویل اور بٹالوی تبصرہ

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

ادھر صبح ہوئی اور سورج کی کرنوں نے اپنا سنہری عکس دیواروں کی چوٹیوں اور درختوں کے پتوں پر ڈالا۔ اور روشنی نے اپنا قبضہ کیا ادھر حضرت اقدس امام ہمام مسیح وقت مہدی دوراں عشرت کدہ خاص میں برآمد ہو کر دربار عام میں رونق افروز ہوئے۔ مصاحب باتوفیق ورفقاء طریق اور خوش آمدی لنگر کے ٹکڑے کھانے والے مرید پیروں کو بے پر کے اڑانے والے پہلے سے منتظر چشم براہ حاضر تھے۔ سلام و مجرا ادا ہوا۔ نعت ومناقب نظم ونثر حضرت اقدس (مرزا قادیانی) کی شان میں پڑھی گئی اپنے اور بے گانے اپنے اپنے پایہ اور ٹھکانے سے جاگزیں ہوئے دربار عام منعقد ہوا۔ خدا جانے کیا بات تھی کہ مرزا صاحب نے پہلے ذکر رقیب ہی چھیڑا۔

مرزا قادیانی: بہت لوگ دریافت کرتے ہیں کہ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد سلطان محمد ساکن پٹی کی نسبت جو پیش گوئی تھی اسکی میعاد پوری ہوگئی اور ابھی پیش گوئی کے پورے ہونے کا نام ونشان بھی نہیں۔ اس لئے ان کو اصل حقیقت پر مطلع کیا جاتا ہے:

اس پیش گوئی کے دو حصے تھے پہلا حصہ مرزا احمد بیگ کی وفات معہ اس کی دوسری مصیبتوں کے ساتھ۔ اور دوسرا حصہ اس کے داماد کی وفات کی نسبت تھا۔ یہ دونوں حصہ ایک ہی پیش گوئی اور ایک الہام میں داخل تھی۔ چنانچہ مرزا احمد بیگ میعاد کے اندر فوت ہوگیا اور جیسا کہ پیش گوئی کا منشاء تھا اس نے اپنی زندگی میں پیش گوئی کے بعد اپنے بیٹے کی وفات اور دو ہمشیروں کی وفات اور کئی قسم کے حرج اور تکالیف مالی اور ناکامیاں دیکھیں۔ اور اس حصہ کی نسبت میاں شیخ بٹالوی صاحب نے اپنے اشاعۃ السنہ میں لکھا ہے کہ اگرچہ یہ پیش گوئی تو پوری ہوئی مگر الہام سے نہیں بلکہ علم رمل یا نجوم وغیرہ کے ذریعہ سے کی گئی۔ غرض اس بات سے بڑے دشمن بھی انکار نہ کر سکے کہ اس پیش گوئی کا

نصف حصہ بڑی صفائی سے پورا ہو گیا

حاضرین جلسہ: آمنا و صدقنا۔ اس میں کیا شک ہے؟ ہر کہ شک آرد کافر گردد

غیر: حضرت جی! مرزا احمد بیگ کا مرنا تو عجائبات سے نہیں بلکہ ایک امر طبعی ہے اور ہر ایک ذی روح کے واسطے بحکم کلّ من علیها فان ایک دن آنا ہے گفتگو تو یہ ہے کہ احمد بیگ کی وفات آپ کی پیش گوئی کا نتیجہ نہیں، یہ آپ کا نرالا ڈھکوسلا ہے۔ مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی نے اپنے اشاعۃ السنہ میں اس پیش گوئی کے کسی حصہ کے پورا ہونے کو تسلیم نہیں کیا بلکہ جلد ۱۵ نمبر ا ص ۲۵ میں بسوال سوم مولانا صاحب نے یہ لکھا ہے کہ

اس اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء کو جس میں آپ نے یہ تینوں پیش گوئیاں درج کی ہیں آپ نے پبلک میں شائع کیا تھا، اور اس کا کیا ثبوت آپ دے سکتے ہیں، کہ اس کو چھاپ کر اپنے پاس رکھ چھوڑا تھا۔ اور پرائیویٹ طور پر خاص خاص آدمیوں میں شائع کیا تھا جب کہ آپ کے بعض اشتہارات کی نسبت یہ معلوم ہو چکا ہے۔

اس سوال سے تو صاف ظاہر ہے کہ یہ اشتہار جس میں یہ پیش گوئی درج ہے احمد بیگ کی وفات کے بعد شائع ہوا۔ اس صورت میں آپ ہی فرماویں کہ آپ کی پیش گوئی کی بنیاد اور الہام کی وقعت کیا ہے۔ جب کہ وہ بعد وقوع ظاہر کیا گیا۔ دوسرے حصہ سلطان محمد داماد احمد بیگ یا رقیب خود کی بابت جو پیش گوئی ہے خواہ الہام سے اور کچھ اور۔ حصہ اول مرقومہ جناب کی نسبت یہ کسی کو سوال ہے اور یہ اس کو نتیجہ آپ کی پیش گوئی کا کوئی شخص سمجھتا ہے۔ جب تک کہ آپ ثابت یہ کر دیں کہ احمد بیگ کی وفات کی نسبت پیش گوئی اس کی وفات سے پہلے پبلک میں شائع ہو چکی تھی۔ اب آپ سے ان کے نکاح آسمانی اور آپ کی محبوبہ و مطلوبہ کے زوج ثانی کی وفات کی بابت سوال ہے، جواب تک پوری نہیں ہوئی۔

مرزا قادیانی: اس سے کہہ دو کہ خاموش بیٹھا ہماری تقریر سنے جاوے، اور کچھ گفتگو دخل در معقولات نہ کرے ورنہ محفل سے:

پا بدست دگرے دست بدست دگرے

نکلوا دیئے جاؤ گے۔

حواریین: آپ سنتے نہیں کہ حضور کیا فرماتے ہیں۔ خاموش۔ دم درکش، ورنہ ہم کو مجبوراً تعمیل ارشاد میں آپ سے برا نہ بننا پڑے۔

غیر: ہم کو کیا غرض؟ ہم نے ایک حق بات کہی تھی اگر یہاں سچ بولنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے، اور اس جرم میں گلے کٹتے ہیں، تو لیجیئے ہمارا اسلام۔

مرزا قادیانی: باقی رہا وہ حصہ جو احمد بیگ کے داماد کی وفات ہے یہ میعاد مقررہ میں پورا نہ ہوا بلکہ میعاد کے بعد پورا ہوگا۔ تو اس پر وہی لوگ اعتراض کرینگے جن کو خدا تعالی کی ان سنتوں اور قانون سے بے خبری ہے جو اس کی پاک کتاب میں پائے جاتے ہیں۔ ہم کئی بار لکھ چکے ہیں کہ جو تخویف اور انذار کی پیش گوئیاں جس قدر ہوتی ہیں، جن کے ذریعے سے ایک بیباک قوم کو سزا دینا منظور ہوتا ہے اور ان کی تاریخیں اور میعادیں تقدیر مبرم کی طرح نہیں ہوتیں بلکہ تقدیر معلق کی طرز سے ہوتی ہیں اگر وہ لوگ عذاب سے پہلے توبہ اور استغفار اور رجوع الی الحق سے کسی قدر اپنی شوخیوں اور چالاکیوں اور تکبروں کی اصلاح کریں تو وہ عذاب کسی ایسے وقت پر جا پڑتا ہے کہ جب وہ لوگ اپنی پہلی عادت کی طرف پھر رجوع کرلیں۔ یہی سنت اللہ ہے کہ قرآن اور دوسری انہی کی کتابوں سے ثابت ہوتی ہے..

اب بعد اس تمہید کے جاننا چاہیے کہ یہ پیش گوئی بھی بطور انذار اور تخویف کے تھی اور موت کا بطور عذاب کے وعدہ تھا...

پس خدا تعالی نے تمام ملحد گروہ کے حق میں مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ :

کذّبوا بآیاتنا وکانوا بھا یستھزؤن فسیکفیکھم اللّٰہ و یردّھا الیك لا تبدیل لکلمات اللّٰہ انّ ربّك فعّال لما یرید۔

یعنی ان لوگوں نے ہمارے نشانوں کی تکذیب کی اور ان سے ٹھٹھا کیا، سو خدا ان کی شر دور کرنے کو،

تیرے لئے کافی ہوگا۔اورانہیں یہ نشان دکھائیگا کہ احمد بیگ کی لڑکی ایک جگہ بیاہی جائے گی۔اور خدااس کو پھر تیری طرف واپس لائے گا۔یعنی وہ آخر تیرے نکاح میں آئے گی۔اور خدا سب روکیں درمیان سے اٹھادے گا،خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔تیرارب ایسا قادر ہے کہ جس کام کا وہ ارادہ کرے اس کام کو وہ اپنی منشاء کے موافق ضرور پورا کرتا ہے۔سو خدا کی طرف سے یہ اس قوم کے لئے نشان تھا۔ جو بے باکی اور نافرمانی اور ٹھٹھے میں حد سے زیادہ بڑھ گئے تھے۔فقرہ فسیکفیکھم اللّٰہ کی شرح دوسرے الہاموں سے یہ معلوم ہوئی کہ خدا احمد بیگ کو نکاح سے تین سال کے اندر بلکہ بہت قریب موت دے گا اوراس کے داماد کو اڑھائی سال کے اندر...

احمد بیگ نکاح سے چھ ماہ بعد فوت ہوگیا اوراس نے اس ڈرانے والے الہام کی کیفیت دیکھ لی جو اس کو سنایا گیا تھا۔اورایسے ہی اس کے بے دین اقارب کواس کے مرنے کا صدمہ کامل طور پر پہنچ گیا لیکن اس کا داماد جو اڑھائی سال کے اندر فوت نہ ہوا تو اس کی یہی وجہ تھی جو اس عبرت انگیز واقعہ کے بعد جو احمد بیگ اس کے خسر کی وفات تھی،ایک شدید خوف اور حزن اس کے دل پر وارد ہوگیا۔ وغیرہ...

چنانچہ اس کے بزرگوں کی طرف سے دو خط ہمیں بھی پہنچے۔جو ایک حکیم صاحب باشندہ لاہور کے ہاتھ کے لکھے ہوئے تھے جن میں انہوں نے اپنی توبہ اوراستغفار کا حال لکھا ہے۔سو ان تمام قرائن کو دیکھ کر ہمیں یقین ہوگیا تھا کہ تاریخ وفات سلطان محمد قائم نہیں رہ سکتی کیونکہ ایسی تاریخیں جو تخویف اورانذار کے نشانوں میں سے ہوتی ہیں ہمیشہ بطور تقدیر معلق کے ہوتی ہیں...جو خوف اور رجوع سے دوسرے وقت پر جاپڑتی ہیں۔جیسا کہ تمام قرآن اس پر شاہد ہے۔لیکن نفس اس پیشگوئی کا یعنی اس عورت کا اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ تقدیر مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں ٹل سکتی کیونکہ اس کے لئے الہام الٰہی میں یہ فقرہ موجود ہے کہ لا تبدیل لکلمات اللّٰہ یعنی میری یہ بات ہرگز نہیں ٹلے گی۔پس اگر ٹل جاوے تو خداتعالیٰ کا کلام باطل ہوتا ہے۔سو ان دنوں کے بعد جب خدا تعالیٰ ان لوگوں کے دلوں کو دیکھے گا کہ سخت ہوگئے ہیں،اورانہوں نے اس ڈھیل اور مہلت کا قدر نہ

کیا، جو چند روز تک ان کو دی گئی تھی تو وہ اپنے پاک کلام کی پیش گوئی پوری کرنے کے لئے متوجہ ہوگا اوراسی طرح کرے گا جیسا کہ اس نے فرمایا ہے کہ:

میں اس عورت کو اسکے نکاح کے بعد واپس لاؤنگا اور تجھے دونگا اور میری تقدیر کبھی نہیں بدلے گی اور میرے آگے کوئی بات انہونی نہیں اور میں سب روکوں کو اٹھا دونگا جو اس حکم کے نفاذ میں مانع ہوں۔

اب اس عظیم الشان پیش گوئی سے ظاہر ہے کہ وہ کیا کیا کرے گا اور کون کون سے قہری عذاب دکھلائے گا اور کس کس شخص کو روک کی طرح سمجھ کر اس دنیا سے اٹھائے گا وغیرہ وغیرہ۔...

اس کے بعد جو اس سے انکار کرے۔ان کو صلواتیں سنا کر ایک لمبی چوڑی تقریر فرمائی اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی، مولوی عبدالجبار صاحب، اور مولوی رشید احمد صاحب کو مقابلہ پر پکار کر ایک ڈانٹ بتلائی ہے۔

معتقدین وخوش آمدی: سبحان اللہ! صل علی کیا کیا نکات فرمائے ہیں جو دل کے اندھے اور ختم اللّٰہ علی قلوبھم کے مصداق ہیں، وہ کیا خاک سمجھیں گے؟

(نکاح آسمانی پر اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے ایک قادیانی نے لکھا ہے:

اسی قسم کے اعتراض نبی کریم ﷺ کی پاک ذات پر دریدہ دہن آریہ اور عیسائی بھی کیا کرتے ہیں...اس نکاح کے متعلق جب تک خود مسیح موعود اور موعودہ عورت زندہ ہیں کسی قسم کا اعتراض کرنا کھلی بے حیائی ہے۔الحکم قادیان ۲۸ فروری ۱۹۰۲ء ص ۱۳۔اور اب تو پیمانہ ہے نہ ساقی، اس لئے اعتراض کا جواب نہ دینا بے حیائی شمار ہوگا۔ بہاء)

(حکیم مظہر حسن کہتے ہیں) ہم اپنے ناظرین کو مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب کی مجلس وعظ کے کمرہ کی آج پھر سیر کراتے ہیں۔مولانا ممدوح معہ چند عمائد شہر اور متبحر علماء اور طلباء کے معمول کے موافق رونق افروز ہیں۔مرزا صاحب قادیانی کا مصنفہ ایک رسالہ انوار الاسلام روبرو پڑا ہے اور اس کے چند اوراق ہاتھ میں ہیں۔حاضرین کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

آنانکہ چشم بر گل تحقیق وا کنند
از ہر چہ فھم رنگ نگیرد حیا کنند

از سخنے کہ غیر خموشی علاج نیست
پر ہرزہ است تکیہ بچون و چرا کنند

قادیانی کی فرضی وخیالی زوجہ مرزا احمد بیگ مرحوم کی دختر نیک اختر کے شوہر ثانی (بخیال مرزا جی) مرزا سلطان محمد بیگ ساکن پٹی علاقہ قصور ضلع لاہور کی نسبت مرزا قادیانی نے یہ پیش گوئی کی تھی کہ جس تاریخ کو وہ قادیانی کی زوجہ مذکورہ اپنے نکاح میں لائے گا اس تاریخ سے اڑھائی برس کے عرصہ تک وہ فوت ہوجائے گا اور اسکے مرنے کے بعد پھر خدا تعالی اس زوجہ قادیانی کو قادیانی کی طرف واپس لائے گا اصل عبارت یہ ہے جو اس کے اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء سے نقل کی جاتی ہے

ایک پیش گوئی قبل از وقوع کا اشتہار

(سابقاً نقل ہو چکی۔ بہا)

(شیخ الاسلام مولانا بٹالویؒ فرماتے ہیں) از آنجا کہ پیش گوئی یا الہام صرف شیطانی القاء تھا اور اس وجہ سے قادیانی اس پیشگوئی کے مضمون اور وعدہ پر دل سے مطمئن نہ تھا اور خوب جانتا تھا کہ میں نے ایک شکار کیلئے جال پھیلایا ہے، جو ہاتھ پاؤں مارنے کے بغیر دام میں آنا نہایت مشکل ہے، لہذا اس نے اس وعدہ پر صبر وسکوت اختیار نہ کیا۔ بلکہ بیقرار ہو کر ناجائز وسائل وتدبیروں کے درپے ہوگیا۔ پس پہلے تو اس نے احمد بیگ کو ڈرانا اور پھسلانا شروع کیا۔ اور کئی خط متضمن ترغیب وترہیب کے ذریعہ سے اس کو دام میں لانا چاہا۔ اور جب وہ قابو میں نہ آیا تو پھر اس کی ہمشیرہ کو جو قادیانی کے بیٹے فضل احمد کی خوش دامن تھی، ڈرانا اور پھسلانا چاہا اور اس کے نام ایک خط رجسٹری شدہ متضمن ترغیب وترہیب روانہ کیا۔ وہ عورت بھی جوان مرد نکلی، تو پھر اس کے شوہر کے نام اسی مضمون کا خط لکھا۔ جب وہ صاحب بھی قابو نہ آئے تو قادیانی نے اپنی پرانی بیوی اور بچوں کو جو احمد بیگ کے صلاح کار تھے، گھورنا اور ڈرانا شروع کیا۔ عاجز اور ضعیف العمر بیوی کو طلاق دینے کا ڈر سنایا اور بچوں کو عاق اور لاوارث کردینے کا۔ اور ادھر فریق ثانی ناکح اور اسکے وارثوں کو دھمکانا اور ڈرانا شروع کیا۔ مرزا سلطان محمد بیگ کو یہ لکھا کہ تم اس تعلق کو قطع کردو، تمہارا نکاح دوسری جگہ کرادیا

جاوے گا۔تمہاری جوانی پر مجھے رحم آتا ہے تم اس ارادہ سے باز آؤ۔اور اسکے وارثوں کو متعدد خطوں کے ذریعہ ڈرایا اور دھمکایا۔مگر وہ لوگ بھی اپنے خیال پر قائم و مستحکم رہے۔ان کے نام کے خطوط کو اس مقام میں نقل کرنے کی ہم گنجائش نہیں دیکھتے اور بجائے اس کے قادیانی کے اعتراف واقرار تخویف (ڈرانے) وخطوط نویسی کو نقل کرنا کافی سمجھتے ہیں۔آپ اپنے اشتہار چار ہزار کے نوٹ صفحہ۴ میں فرماتے ہیں:۔

احمد بیگ کے داماد کا یہ قصور تھا کہ اس نے تخویف کا اشتہار دیکھ کر اس کی پرواہ نہ کی۔خط پر خط بھیجے گئے،ان سے کچھ نہ ڈرا۔پیغام بھیج کر سمجھایا،کسی نے اس طرف ذرا التفات نہ کی اور احمد بیگ سے ترک تعلق نہ چاہا۔بلکہ وہ سب گستاخی واستہزاء میں شریک ہوئے۔سو یہی قصور تھا کہ پیش گوئی کوسن کر پھر ناطہ کرنے پر راضی ہوئے ۔

مگر چونکہ وہ الہام محض کذب تھا (اگر اس میں صدق کا دخل ہوتا تو قادیانی اس کو سچ بنانے کیلئے بیوی کوطلاق دینے اور بیٹوں کو عاق کرنے اور بہو کو بیٹے سے طلاق دلوانے جیسے مکروہات کا مرتکب نہ ہوتا) لہذا اس کا کوئی ناجائز حیلہ کارگر نہ ہوا۔اورسات تاریخ اپریل۱۸۹۲ءکوقادیانی کی منکوحہ آسمانی کا نکاح ثانی مرزا سلطان محمد سے ہوگیا۔اس نکاح سے چار مہینے کے بعد مرزا احمد بیگ نے حسب مقتضائے قضاو قدر تقاضاء عمر رحلت کی تو قادیانی نے متعدد تحریرات میں دعوی کیا کہ اسکی موت میری پیش گوئی کا اثر ہے اور آئندہ سلطان محمد کیلئے بھی موت تیار ہے۔

(شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ بتاتے ہیں) ہر چند ہم نے مرزا قادیانی کی ان باتوں کا دندان شکن جواب دے دیا اور اس پر پچاسی سوالات جرح کر کے اس کو مجروح و نیم بسمل بلکہ مردہ کردیا۔ان سوالات میں ہم نے یہ ثابت کردیا کہ ایسی پیش گوئیاں نجومی وجفری،جوتشی بھی کیا کرتے ہیں جو بعض اوقات سچی نکلتی ہیں۔یہ پیش گوئی الہامی نہیں ہوسکتی۔جواب میں قادیانی سے بجز سکوت کچھ بن نہ پڑا۔مگر تھوڑے عرصہ بعد پھر سرک پڑا اور مرزا احمد بیگ کی موت کو اپنے الہام کا نتیجہ قرار دے کر اس سے مرزا سلطان محمد اور ان کے بہی خواہان اہل اسلام کو ڈرانے لگ گیا چنانچہ رسالہ شہادۃ

القرآن مطبوعہ ۱۸۹۳ء کے صفحہ نمبر ۸۰ میں اس نے کہا ہے۔

پھر ماسوا اس کے بعض اور عظیم الشان نشان اس عاجز کی طرف سے معرض امتحان میں ہیں ۔جیسا کہ منشی عبداللہ آتھم صاحب امرتسری کی نسبت پیشگوئی جس کی میعاد ۵ جون ۱۸۹۳ء سے پندرہ مہینے تک اور پنڈت لیکھرام پشاوری کی موت کی نسبت پیش گوئی جس کی میعاد ۱۸۹۳ء سے چھ سال تک ہے اور پھر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی موت کی نسبت پیشگوئی جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے جسکی میعاد آج کی تاریخ سے جو اکیس ستمبر ۱۸۹۳ء ہے قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئی ہے ۔یہ تمام امور جو انسانی طاقتوں سے بالکل بالاتر ہیں، ایک صادق یا کاذب کی شناخت کیلئے کافی ہیں کیونکہ احیا اور اماتت دونوں خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہیں اور جب تک کوئی شخص نہایت درجہ کا مقبول نہ ہو، خدا تعالیٰ اس کی خاطر سے اسکے دشمن کو اس کی دعا سے ہلاک نہیں کر سکتا۔ خصوصاً ایسے موقع پر کہ وہ شخص اپنے تئیں منجانب اللہ قرار دیوے اور اپنی اس کرامت کو اپنے صادق ہونے کی دلیل ٹھہراوے۔سو پیش گوئیاں کوئی معمولی بات نہیں جو انسان کے اختیار میں ہو، بلکہ محض اللہ جل شانہ کے اختیار میں ہیں۔سو اگر کوئی طالب حق ہے تو ان پیشگوئیوں کے وقتوں کا انتظار کرے۔یہ تینوں پیش گوئیاں ہندوستان اور پنجاب کی تینوں بڑی قوموں پر حاوی ہیں۔یعنی ایک مسلمانوں سے تعلق رکھتی ہے اور ایک ہندوؤں سے اور ایک عیسائیوں سے اور ان میں وہ پیشگوئی جو مسلمان کی قوم سے تعلق رکھتی ہے، بہت ہی عظیم الشان ہے کیونکہ اس کے اجزاء یہ ہیں:

۱۔مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو۔

۲۔ اور پھر داماد اس کا جو اس کی دختر کلاں کا شوہر ہے اڑھائی سال کے اندر فوت ہو۔

۳۔اور پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تا روز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو۔

۴۔اور پھر وہ دختر کلاں تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی کے فوت نہ ہو۔

۵۔اور پھر یہ کہ یہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو۔

۶۔اور پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو جائے۔

اور ظاہر ہے کہ یہ تمام واقعات انسان کے اختیار میں نہیں .

واز آنجا کہ خدا تعالی ہمیشہ جھوٹوں کا منہ کالا کرتا ہے گو ایک وقت تک ان پر حمرة الخجل (نادم کی سرخی) رہی ۔ لہذا اسات اپریل ۱۸۹۳ء سے اڑھائی سال کی مدت گذر گئے مرزا سلطان محمد زندہ صحیح وسالم خوش وخورم رہا۔ اور اس نکاح سے ان کو خدا تعالی نے ولد صالح بھی عطا کئے جس سے قادیانی کی دروغ گوئی اور ذلت اور رسوائی تمام دنیا پر ظاہر ہوئی اور اس کی پیش گوئی جھوٹی نکلی مگر اے حضرات قادیانی بڑا صاحب حیا وحوصلہ وہاضمہ ہے کہ وہ اس ذلت اور رسوائی کو شیر مادر کی طرح کر کے نوش فرما کر ہضم کر گیا۔ اور اس نوجوان کی عدم وفات پر اس نے ایسی راست بیانی کی جس نے تمام جہان کے بے شرموں اور جھوٹوں کو مات کر دیا۔ ۶۔ اکتوبر ۱۸۹۵ء کو اس نے عنوان ذیل کی ایک تحریر شائع کی:

مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری اور اس کے داماد سلطان محمد
کی نسبت جو پیش گوئی کی تھی اس کی حقیقت

اس تحریر میں چونکہ قادیانی نے حسب عادت قدیم تطویل بلا طائل کی ہے اور پورے آٹھ صفحہ میں بے ہودہ سرائی کی ہے لہذا ہم اس کی پوری عبارت کے نقل کرنے کی اس مقام میں گنجائش نہیں پاتے ۔ صرف اس کا خلاصہ مطلب ذیل میں نقل کرتے ہیں ۔ کہتے ہیں

۱۔ اس پیش گوئی کے دو حصے ہیں ۔ پہلا اور بڑا مرزا احمد بیگ کی وفات تھی ۔ دوسرا حصہ اس کے داماد مرزا سلطان محمد بیگ کی وفات ۔

۲۔ پہلا حصہ پورا ہو گیا۔ جس کا اقرار صاحب اشاعۃ السنہ نے بھی کیا ہے ۔ اور کہا ہے کہ اگر چہ پیشگوئی تو پوری ہوگئی مگر یہ الہام سے نہیں، بلکہ نجوم یا رمل وغیرہ سے کی گئی تھی

۳۔ دوسرا حصہ گو میعاد میں پورا نہیں ہوا مگر بعد میعاد پورا ہوگا ۔ میعاد میں پورا نہ ہونیکی وجہ یہ ہے کہ مرزا سلطان محمد بھی آتھم کی طرح ڈر گیا تھا ۔ بلکہ اس کے دل پر شدید خوف وحزن وارد ہوا تھا ۔ اس

لئے وعدہ عذاب موت کو خدا نے میعاد سے ٹلا دیا۔

۴۔ مرزا سلطان محمد بیگ کے ڈر جانے پر دو دلیلیں ہیں۔ ایک عقلی دوسری نقلی (روایتی)۔ عقلی یہ کہ جب ایک پیشگوئی میں دو شخصوں کے مرنے کی خبر دی جاوے، اور ان میں سے ایک شخص مطابق پیشگوئی فوت ہو جاوے تو اس سے دوسرے کا ڈر جانا لازمی امر ہے۔ بناء علیہ خبر پیشگوئی کے مطابق مرزا احمد بیگ کے مر جانے سے سلطان محمد بیگ ایسا ڈر گیا ہوگا کہ گویا وہ جیتا ہی مر گیا۔

نقلی (روایتی) دلیل یہ ہے کہ مرزا سلطان محمد بیگ کے بزرگوں کی طرف سے ہمیں دو خط پہنچے جو ایک حکیم صاحب باشندہ لاہور کے ہاتھ کے لکھے ہوئے تھے، جن میں انہوں نے اپنی توبہ و استغفار کا حال لکھا ہے۔

سوا ان تمام قرائن کو دیکھ کر ہمیں یقین ہو گیا تھا کہ تاریخ وفات سلطان محمد قائم نہیں رہ سکتی۔

۵۔ مرزا سلطان محمد بیگ کے ڈر جانے سے اس عذاب موت کا ٹل جانا تو اس پیش گوئی میں بطور شرط مذکور نہ تھا۔ مگر یہ ربانی کتابوں کی تعلیم سے ثابت و معلوم ہے کہ خدا تعالی موقت و موعود عذاب موت کو لوگوں کے ڈر جانے سے اپنے وقت سے ٹلا دیا کرتا ہے۔ اور یہ خدا تعالی کی قدیم سنت ہے۔ لہذا اگر کسی خبر و پیشگوئی میں اس کا ذکر بطور شرط نہ بھی ہو تو بھی خدا تعالی اس کا لحاظ کرتا ہے اور اس کا خلاف ہرگز نہیں کرتا۔

۶۔ اس سنت الٰہی سے مولوی عبد الجبار امرتسری، اور مولوی رشید احمد گنگوہی اور ابو سعید محمد حسین واقف ہیں۔ اگر وہ اس سے انکار کریں تو وہ تینوں یا ان میں سے کوئی ایک تاریخ مقرر کر کے جلسہ عام میں مجھ (قادیانی) سے اس بارہ میں نصوص صریحہ کتاب اللہ اور احادیث نبویہ اور کتب سابقہ سنیں اور صرف دو گھنٹے تک مجھے انکے بیان کرنے کی مہلت دیویں۔ پھر اگر ان کا یہ خیال ہوگا کہ یہ دعوی نصوص صریحہ سے ثابت نہیں اور جو دلائل بیان کئے گئے ہیں وہ باطل ہیں، تو ہم دوسو روپیہ انعام دیں گے اگر وہ قسم کھا کر کہہ دیں گے کہ وہ دلائل باطل ہیں اور خدا تعالی کی عادت نہیں ہے کہ وہ اپنے وعدوں اور میعادوں میں کسی کی توبہ یا خوف سے تاخیر ڈال دیتا ہے۔

(شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالویؒ فرماتے ہیں) یہ مرزا صاحب قادیانی کے آٹھ صفحہ کے پورے مطالب کا خلاصہ ہے اب ناظرین اس پر ہمارے ریمارکس (تشریحات) سنیں:

نمبر اول میں جو آپ نے فرمایا ہے کہ اس پیش گوئی کا بڑا حصہ مرزا احمد بیگ کی موت تھی یہ اس لئے فرمایا ہے کہ احمد بیگ مر چکا تھا، نہ مرتا تو یہی چھوٹا حصہ ہو جاتا۔

مگر قادیانی کے اصل الہام اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء صفحہ ۱۴۵، اور اشتہار ۲ مئی ۱۸۹۳ء اور اس کے خط ۴ مئی ۱۸۹۳ء اور اس کے مضمون صفحہ ۸۰ شہادت القرآن منقول صفحہ ۱۸۷ اشاعۃ السنہ جلد ۱۶ کے ملاحظہ سے ناظرین پر مخفی نہ ہوگا کہ بڑا حصہ اس کا اور اصل مقصود الہام منکوحہ آسمانی قادیانی کا اس کے پاس آنا ہے۔ موت مرزا احمد بیگ تو اس کا ایک چھوٹا حصہ اور ایک ذریعہ یا زینہ ہے۔ اس کو بڑا حصہ قرار دینا مرزا غلام احمد قادیانی کا جھوٹ ہے۔

☆ نمبر ۲ میں جو مرزا قادیانی نے کہا ہے کہ پہلے حصہ کے پورا ہونے کا صاحب اشاعۃ السنہ نے اعتراف کر لیا ہے، یہ بھی جھوٹ ہے۔ مرزا قادیانی سچا ہے تو بتا دے کہ اشاعۃ السنہ کا یہ اعتراف کس صفحہ میں مرقوم ہے۔ اشاعۃ السنہ صفحہ ۳۹ جلد ۱۵ نمبر ۲ میں تو اس کے وقوع سے لاعلمی ظاہر کی گئی ہے۔

☆ نمبر ۳ میں جو قادیانی نے مرزا سلطان احمد بیگ کا ڈر جانا بیان کیا ہے، یہ بھی محض کذب ہے۔ ہم نے ایک دوست (منشی محمد سعید راولپنڈی) کی معرفت مرزا سلطان محمد بیگ سے اس امر کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے جواب میں ڈر جانے سے انکار کیا یہ سوال و جواب بالفاظ ذیل ہوئے:

سوال: غلام احمد کے الہام سے آپ کے دل پر کیا اثر ہوا تھا؟ کیا آپ ڈر گئے تھے یا نہیں۔

جواب۔ مرزا صاحب کو میں جھوٹا اور دروغ گو جانتا ہوں اور میں مسلمان آدمی ہوں۔ خدا کا ہر وقت شکر گذار ہوں۔ سلطان محمد بیگ بقلم خود۔

ناظرین! کیا آپ جانتے ہیں کہ درصورت انکار خوف مرزا سلطان محمد بیگ سے قادیانی نے قسم کا مطالبہ بوعدہ انعام ایک ہزار لغایت چہار ہزار کیوں نہیں کیا، جیسا کہ آتھم سے کیا تھا؟ اس کی وجہ ہم سے سنیں۔ قادیانی کو خوب یقین تھا کہ سلطان محمد مسلمان، پھر نوجوان، پھر انگریزی خواں،

پھر پولیس والوں کا صحبتی اور متعلق ہے، وہ اپنے سچے انکار پر فوراً قسم کھا کر روپیہ وصول کرے گا۔ آتھم کی طرح بڈھا اور ضعیف القلب عیسائی نہیں کہ وہ سچی قسم سے بھی ڈر جائے گا۔

☆ نمبر۴ میں جو سلطان محمد کے ڈر جانے پر عقلی دلیل بیان کی ہے وہ محض دروغ ومغالطہ ہے۔ عقل مند انسان اگر کسی پیشگوئی کرنے والے کو جھوٹا جانتا ہے تو ایک بار نہیں ہزار بار اگر وہ کسی شخص کی موت کی نسبت پیش گوئی کرے، اور پھر وہ شخص فوت بھی ہو جاوے، تو وہ عقل مند اس موت کو پیش گوئی کا اثر نہیں سمجھتا اور نہ اس سے ڈرتا ہے۔ بناء علیہ، احمد بیگ کی موت سے سلطان محمد کا ڈر جانا لازمی اور ضروری نہیں ۔

اور جو نقلی (روایتی) دلیل بیان کی ہے۔ وہ ہرگز لائق اعتماد وقبول نہیں کیونکہ اس روایت کے راوی اور ان خطوں کے کاتب حکیم فضل الٰہی (متوطن کوٹ بھوانی داس ضلع گجرانوالہ، مقیم لاہور) سے خاکسار نے اپنے فرودگاہ لاہور میں بلا کر حال دریافت کیا تو انہوں نے چند اشخاص کے سامنے اقرار واظہار کیا کہ، ان خطوط کا کاتب میں ہی ہوں ، ۔ اوران کی یہ روایت قادیانی کی تائید وتصدیق میں درج ذیل تین وجہ سے لائق اعتماد نہیں۔

وجہ اول کہ ان خطوں میں بقول مرزا قادیانی وحسب بیان حکیم صاحب مرزا سلطان محمد بیگ کا کوئی اعتراف قصور وتوبہ درج نہیں۔ جو کچھ ہے ان کے بزرگوں کی طرف سے ہے۔ واز آنحالیکہ قصور نکاح ثانی زوجہ آسمانی مرزا قادیانی کا مرتکب اور اصل مباشر خود مرزا سلطان محمد بیگ ہیں، نہ ان کے بزرگ جو صرف معاون ومشیر ہیں۔ لہذا وہ اعتراف قصور وتوبہ اصل مباشر کے انکار واصرار کے مقابل کان لم یکن ونا قابل اعتبار ہے۔

وجہ دوم یہ کہ مرزا سلطان محمد نے اپنی اس تحریر میں جو ہمارے سوالات کے جوابات میں انہوں نے ارسال کی ہے، اس سے بھی انکار کیا ہے کہ ان کے کسی رشتہ دار نے کوئی خط متضمن توبہ واستغفار مرزا غلام احمد قادیانی کے نام بھیجا ہو۔ لہذا ان خطوں کا اعتراف قصور وتوبہ باوجودیکہ وہ غیر مباشر کا اعتراف ہے، اور غیر راقم کی قلم سے لکھا ہوا ہے، لائق اعتبار نہیں۔

وجہ سوم یہ کہ اس اعتراف توبہ کے ناقل وکاتب حکیم فضل الٰہی ہیں اور وہ قادیانی کے چھپے حواری اور ذو الــو جھیــن (دورخے) ہیں۔ مسلمانوں کی جماعت میں وہ جب آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ میں قادیانی کا حواری نہیں ہوں، اور جب قادیانی کے حواریوں اور مریدوں سے خلوت کرتے ہیں تو ان کے ہم صفیر و مددگار بن جاتے ہیں انکی اس دوسری حالت پر سردست تین دلائل پیش کیئے جاتے ہیں

پہلی دلیل یہ ہے کہ وہ ان کے خاص مذہبی جلسوں اور کمیٹیوں کے ممبر ہوتے ہیں اور ان کی بعض مذہبی مجلسیں انہی کے خاص اہتمام سے اور انہی کے خاص مکان پر ہوتی ہیں۔ اس کی تصدیق چاہو تو حافظ فضل احمد و مولا بخش کا اشتہار مباحثہ جو حکیم صاحب ہی کے مکان کے پتہ سے جاری کیا گیا ہے، ملاحظہ ہو۔

دوسری دلیل یہ کہ وہ وقتاً فوقتاً قادیانی کے عقائد کفریہ کی تائید وتصدیق کیلئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دو دفعہ خاکسار کے فرودگاہ پر آئے اور عقائد قادیانی کے حامی بنے۔ ایک دفعہ اس بات کا ثبوت لے کر آئے کہ جو قادیانی نے ملائکہ کو ارواح کواکب قرار دیا ہے، یہ کفر نہیں۔ دوسری دفعہ اس امر کا ثبوت آپ نے پیش کیا کہ جو قادیانی نے آیت ومبشــراً بـرســول یـأتی من بعدی اسمه احــمــد کو اپنے اوپر لگایا ہے، یہ کفر نہیں۔ جب ہم نے ان باتوں کا کفر ہونا ان کے سامنے ثابت کیا، تو باوجود یکہ عاجز ولاجواب ہو گئے مگر پھر بھی ان باتوں میں مرزا قادیانی کی تائید کرنے سے باز نہ آئے۔ اور اس لاجواب ہونے کے بعد شیخ محی الدین واعظ انجمن حمایت اسلام کے نام اس مضمون کا رقعہ لکھا کہ :

جو قادیانی نے اپنے آپ کو مرسل یزدانی لکھا ہے اس کا ثبوت قرآن وحدیث میں موجود ہے۔، اور اس کی تفصیل میں پورا مرزائی بن کر دکھا دیا۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ وہ قادیانی کے حواریوں اور اس کا مذہب پھیلانے والوں کو تبرعاً واحساناً بلا معاوضہ مالی مدد دیتے ہیں۔ تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ لاہور میں ایک شخص قطب الدین واعظ (ساکن موضع بدوملہی) قادیانی کی تائید میں برسر بازار وعظ کہتا پھرتا تھا، اس کو حکیم (فضل الٰہی) صاحب نے

علی رؤس الاشہاد دو روپیہ دیئے تا کہ اور لوگ بھی ان کی تقلید کریں اور اس کو مالی مدد دیں۔

ان وجوہات ثلاثہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حکیم صاحب، قادیانی کے حواری ہیں۔لہذا ان کی روایت و شہادت قادیانی کی تائید میں مقبول نہیں۔

☆ مرزا سلطان محمد کے خوف پر عقلی و نقلی دلیلیں بیان کر کے جو مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا ہے:

کہ ان تمام قرائن کو دیکھ کر ہمیں یقین ہو گیا تھا کہ تاریخ وفات سلطان محمد قائم نہیں رہ سکتی،

یہ بھی محض جھوٹ ہے اور بناء فاسد علی الفاسد ۔آپ کو یہ یقین یا کم سے کم ظن غالب یا ادنی درجہ کا وہم بھی اس کا گذرتا تو آپ ٦۔اکتوبر ١٨٩٤ء سے پہلے اس مضمون کا اشتہار جاری کرتے ۔آپ اشتہار جاری کرنے کے ایسے عادی ہیں کہ اپنی محبوبہ زوجہ کا حمل اور مبغوضہ زوجہ کی طلاق اور اولاد کو عاق کرنے کے اشتہار سے نہیں رک سکے۔پس اگر ان کو کچھ بھی اشارہ عالم بالا سے ہوتا، یا آپ کا ملہم (معلم الملکوت) آپ کو القاء کرتا یا واقعہ میں آپ کو کوئی خط بزرگان سلطان محمد کی طرف سے ملتا تو آپ ضرور اس کا اشتہار کر دیتے۔تاریخ وفات مرزا سلطان محمد گذر گئی اور اس کی صحت کے ساتھ زندگی آپ کی شرمندگی کا موجب ہوئی، تب آپ نے اپنے ایک چھپے حواری (حکیم فضل الٰہی) کی مدد سے یہ ڈھکوسلہ بنالیا۔

نمبر ۵ میں جو آپ نے ڈر جانے سے الٰہی وعدہ عذاب کے ٹل جانے کو سنت قدیم خداوندی قرار دیا ہے، یہ بھی محض کذب ہے جس کا کافی بیان اس جلد (اشاعۃ السنہ) میں ہو چکا ہے۔

٦۔ شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں کہ نمبر ٦ میں جو آپ نے ہم تینوں میں سے کسی ایک کی قسم اس بیان پر چاہی ہے، اس قسم کیلئے خاکسار جس تاریخ وجس مقام میں (بجز قادیان) آپ چاہیں، حاضر ہے۔مگر اس پر انعام دوسو روپیہ نہیں چاہتا، بلکہ بجائے دوسو روپیہ کے آپکے مسلمان ہو جانے اور عقائد جدیدہ کفریہ سے آپ کے تائب ہونے کا طالب ہے۔اور اگر آپ اس سے انکار کریں تو پھر کوئی اور انعام تجویز کیا جاوے گا جو از قسم مال نہ ہوگا۔اس کا اظہار آپ کے عقائد کفریہ سے تائب ہونے سے انکار کے بعد کیا جائے گا۔

قسم کے نادرست ہونے پر آپ مجھے کوئی ڈر سنانا چاہتے ہیں تو اس کی میعاد تین دن مقرر کریں۔ زیادہ میعاد مقرر کریں گے تو اس کو منظور نہ کیا جائے گا۔ اور کمی میعاد کا آپ کو اختیار بھی دیا گیا ہے چنانچہ کسی اور جگہ معروض ہو چکا ہے۔

شیخ الاسلام مولانا بٹالویؒ، مرزا صاحب کے خطاب میں فرماتے ہیں کہ اور اگر آپ درج بالا انعام و شرط سے میری قسم منظور نہ کریں تو بالمقابل قسم پیش کریں اور اس پر وہی دوسو روپیہ جو آپ نے تجویز کئے ہیں، انعام لیں۔ مگر میں آپ کے ان حواریوں کی جن کو میں آپ کی مانند دہریہ ولا مذہب جانتا ہوں، قسم ہرگز منظور نہ کرونگا (آپ اور وہ لوگ دوسو روپیہ تو کجا، دو روپیہ پر بھی قسم کھانے کو تیار ہو جائیں گے) بلکہ میں

اولاً محمد علی خان رئیس مالیر کوٹلہ کی قسم چاہتا ہوں۔ وہ انہی الفاظ سے، جو آپ مجھ سے کہلانا چاہتے ہیں، یہ کہیں اور اس پر قسم کھائیں کہ

میں (محمد علی) نے ان دلائل فریقین کو جو خدا کے موعود موقت عذاب کے ٹل جانے یا نہ ٹلنے کی بابت قادیانی کے اشتہارات اور اشاعۃ السنہ کے مضامین میں بیان ہوئے ہیں، غور و تعمق سے ملاحظہ کیا ہے۔ میرے ایمان وکانشنس conscience کی شہادت سے قادیانی کے دلائل غالب وراجح ہیں۔ اور اشاعۃ السنہ کے دلائل مرجوح ومغلوب ہیں۔

اور مجھے موازنہ دلائل سے یقین ہو گیا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے موقت وموعود عذاب موت کو لوگوں کے سچے مسلمان ہو جانے سے، بلکہ جھوٹے ایمان لانے سے، بلکہ کافر رہ کر کسی قدر ڈر جانے سے، ٹلا دیا کرتا ہے۔

اس بیان میں میں اپنے دلی اعتقاد و کانشنس کے خلاف کرتا ہوں تو خدا تعالیٰ مجھے ایسے دکھ و عذاب سے ہلاک کرے جو کسی جھوٹے پر نہ ہوا ہو۔

محمد علی خان بہ تسلیم کذب قادیانی اس قسم سے انکار کریں تو دوسرے درجہ پر حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار نہر اسی تفصیل سے قسم کھائیں۔

وہ بھی انکار کر جائیں تو بدرجہ سوم منشی عبدالحق اکاؤنٹنٹ لاہور قسم کھائیں۔
وہ بھی انکاری ہوں تو بدرجہ چہارم منشی الٰہی بخش اکاؤنٹنٹ قسم کھائیں۔
وہ بھی انکاری ہوں تو بدرجہ پنجم سید فتح علی شاہ ڈپٹی کلکٹر نہر قسم کھائیں۔

یہ لوگ چونکہ عربی و دینی علوم میں دخل نہیں رکھتے لہذا ان میں سے ہر ایک کو عربی عبارات کا مطلب سمجھنے کیلئے محمد احسن امروہی کو اپنے ساتھ شریک کرنا ضروری ہوگا۔ اوران کو بھی ان کے ساتھ قسم کھانی پڑے گی۔ اگر یہ لوگ قادیانی کے پچھلے اشتہارات کے دلائل پر مطمئن نہ ہوں اور انکو ہمارے دلائل و جواب کے مقابلہ میں کمزور سمجھیں تو وہ قادیانی سے درخواست کریں کہ وہ اپنے دعوی ،الٰہی وعدہ عذاب موت کے ٹل جانے پر، دیگر قوی دلائل جو وہ دو گھنٹہ میں بیان کرنا چاہتے ہیں، قلم بند کرا کر ہمارے پاس بھیج دیں اور ہم سے انکا جواب لیں۔ پھر جانبین کے دلائل کا موازنہ و مقابلہ کر کے اسکے دلائل کو غالب پاویں تو اسی تفصیل اور اسی ترتیب سے قسم کھائیں اور قادیانی کو وہی انعام دلوائیں۔

شیخ الاسلام مولانا محمد حسین بٹالوی، مرزائی اکابرین کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ اگر وہ دلائل وعدہ عذاب موت کے ٹل جانے کے علاوہ قادیانی سے جملہ الزامات مندرجہ مضامین اربعہ

۱۔ اشاعۃ السنہ کی کیفیت سالانہ اور ایک غنیم دشمن اسلام (قادیانی) پر اسکی فتح یابی کا شکرانہ
۲۔ لعنت اللہ علی الکاذبین مع تکملہ
۳۔ حرامزادہ سے متعلق ایک سوال اور اس کا جواب
۴۔ فرضی زوجہ قادیانی کے شوہر ثانی کی عدم وفات پر مرزا قادیانی کی راست بیانی،

کا پورا جواب لکھوائیں۔ اور پھر اس کا جواب ہم سے لکھوا کر ان میں موازنہ و مقابلہ کر کے مرزا غلام احمد قادیانی کی جانب کو غالب اور اشاعۃ السنہ کو مغلوب سمجھیں، تو اس پر بھی اسی ترتیب سے اور اسی تفصیل سے قسم کھائیں۔ اور اس کے صلہ میں دو ہزار روپئہ انعام قادیانی کو دلوائیں۔ اس دو ہزار روپئہ کی کفالت چاہیں تو ہمارا نیا مکان (دیوان خانہ) مکفول کرالیں، جیسا کہ جواب

براہین احمدیہ کے انعام میں اپنی زمین مکفول کراتے تھے ۔

یہ بات مرزا قادیانی نے نہ مانی اور جواب مضامین اربعہ مذکور کے لکھنے کی جرئت نہ کی اور اس کے موجودہ اشتہارات کے دلائل پر مطمئن نہ ہونے کے سبب ان لوگوں نے قسم نہ کھائی تو عام مسلمان جان لیں کہ، خوف سے موعود عذاب موت ٹل جانے، کے دعوی پر مرزا قادیانی اور اس کے اتباع مذکورین کو یقین وطمانیت نہیں ہے اور اس دعوی میں وہ ہٹ دھرمی کر رہے ہیں اور دیدہ دانستہ دھوکہ دے رہے ہیں۔

نمبر ۷ میں آپ نے منکوحہ آسمانی کی واپسی کی پھر پیش گوئی کی ہے لیکن اس کی کوئی میعاد نہیں بتائی لہذا یہ پیش گوئی آپ کے کسی دعوی الہام یا مسیحائی کی دلیل نہیں ہوسکتی۔ایسی پیشگوئی اگر کوئی آپ کی موجودہ منکوحہ کی نسبت کر دے کہ آپ کے مرنے کے بعد وہ اس کے نکاح میں آوے گی، تو اس سے آپ اس کو ملہم یا مسیح وغیرہ ہرگز نہیں کہیں گے۔لہذا مناسب ہے کہ اگر اس پیش گوئی سے آپ اپنا کوئی دعوی الہام یا مسیحائی وغیرہ ثابت کرنا چاہتے ہیں تو اس کی میعاد مقرر کریں ورنہ اس کو ابھی ڈھانکے رکھیں۔ (ماہنامہ اشاعۃ السنہ۔جلد ۱۶۔ص ۱۷۹۔۱۹۶) (چودھویں صدی کا مسیح)

منکوحہ آسمانی در راست بیانی برشکست قادیانی

۱۹۰۰ء لاہور میں پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور مرزا قادیانی کے نہ ہونے والے مباحثے کی قادیانی روایت کی تنقید میں مولانا امام الدین گجراتی نے عنوان بالا کے تحت ایک کتاب لکھی تھی، اس کتاب میں مولانا گجراتی لکھتے ہیں:

ہمارا ارادہ ہے کہ مرزا قادیانی کی تمام چھوٹی بڑی پیش گوئیوں پر ایک کتاب لکھیں مگر اس وقت ہم ان کی وہ تین عظیم الشان پیش گوئیاں درج کرتے ہیں جن پر ان کو فخر وناز اور ان کی نبوت کا دارومدار

ہے گو کہ نبوت کے ثبوت میں پیش گوئیاں کچھ چیز نہیں ہیں۔

پیش گوئی اول: مرزا قادیانی (شہادۃ القرآن۔ص۷۹۔۸۰ میں) لکھتے ہیں:

منشی عبداللہ آتھم کی نسبت پیشین گوئی یعنی موت جس کی میعاد مورخہ ۵ جون ۱۸۹۳ء سے شروع ہوتی ہے پندرہ مہینے تک اور پنڈت لیکھ رام پشاوری کی موت کی نسبت پیش گوئی جس کی میعاد ۱۸۹۳ء سے چھ سال ہے اور پھر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی موت کی نسبت پیش گوئی جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے جس کی میعاد آج کی تاریخ سے ۲۱ ستمبر ۱۸۹۳ تقریباً یارہ ماہ باقی رہ گئے ہیں تمام پیش گوئیاں جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہیں ایک صادق یا کاذب کی شناخت کے لئے کافی ہیں کیونکہ احیاء واماتت دونوں خدا تعالی کے اختیار میں ہیں اور جب تک کوئی شخص نہایت درجہ کا مقبول نہ ہو خدا تعالی اس کی خاطر سے اس کے دشمن کو اس کی دعا سے ہلاک نہیں کر سکتا خصوصاً ایسے موقعہ پر کہ وہ شخص اپنے تئیں منجانب اللہ قرار دیوے اور اپنی اس کرامت کو اپنے صادق ہونے کی دلیل ٹھہراوے سو پیش گوئیاں کوئی معمولی بات نہیں جو انسان کے اختیار میں ہو بلکہ محض اللہ جل شانہ کے اختیار میں ہیں سو اگر کوئی طالب حق ہے تو ان پیش گوئیوں کے وقتوں کا انتظار کرے۔........

دوسری پیشین گوئی ،اس شخص کے لئے جو مرزا احمد بیگ کی لڑکی سے عقد کرنے والا تھا کیونکہ مرزا قادیانی کا الہام زوجنــاکھــا اسی لڑکی کے حق میں تھا یعنی جو شخص اس لڑکی سے نکاح کرے گا تاریخ عقد سے اڑھائی سال کے اندر مر جاوے گا اوائل میں (دیگر پیشینگوئیوں کی طرح) اس پیشین گوئی کے پورا کرانے کے لئے بھی مرزا قادیانی نے حد سے زیادہ قلم وزبان کا زور لگایا اور جان توڑ کوششیں کیں کسی بزرگ نے جو مرزا قادیانی کے حالات وتصانیف سے کامل واف ہے ایک مفصل کتاب موسوم بہ کلمہ فضل رحمانی لکھی ہے اور اس میں ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی نے اس پیشین گوئی کو پورا کرانے میں ناخنوں تک کا زور لگایا اور آخر میں مرزا قادیانی کے قلم کے لکھے ہوئے خطوط اس میں درج کئے جو مذکورہ بالا لڑکی کے رشتہ داروں کے نام ہیں۔ وہ ہیں تو قابل دید مگر افسوس ہے کہ اس جگہ گنجائش نہیں۔

مرزا قادیانی کے الہام کے حساب سے ان نوجوان کی (فرضی) موت کے صرف چھ ماہ باقی رہے تھے کہ ایک بارات میں دوستوں کی مجبوری سے ہم کو گوجرانوالہ جانے کا اتفاق ہوا۔ ہمارے میزبانوں نے مہمانوں کی خاطر داری کے لئے جو احباب منتخب کئے تھے ان میں اڑھائی سال کے اندر فرضی موت سے مرنے والا نوجوان (مرزا سلطان بیگ) بھی موجود تھا اور بوساطت ایک دوست کے نوجوان مذکور سے راقم کی ملاقات ہوئی مجھے خیال تھا کہ وہ بے چارہ حیران و پریشان ہوگا کیونکہ قانون قدرت کا یہ عام قاعدہ ہے کہ کسی شخص کو جان جانے کا خوف دلایا جائے تو خواہ وہ کیسا ہی دلیر اور من چلا ہو مگر فکر اور حیرانی ضرور لاحق ہو جاتی ہے اور اپنی جان کی حفاظت کے لئے طرح طرح کے اندیشوں اور خدشوں میں سرگردان رہتا ہے ہزاروں مخلوق نے ایسے فکروں میں پڑ کر حفظ امن کی ضمانتیں اور مچلکے سرکاری عدالتوں میں کرائے ہیں مگر نہیں، وہ نوجوان کچھ متفکر نہ تھا بلکہ زیادہ ہشاش بشاش تھا اس سے حسب ذیل مکالمہ ہوا:

راقم: سلام علیک۔

نوجوان۔ وعلیکم السلام

راقم: مزاج شریف۔

نوجوان۔ الحمدللہ

راقم: مجھے آپ کے دیکھنے سے بہت خوشی ہوئی فرمایئے آپ ان دنوں حیران تو نہیں رہتے۔

نوجوان: کیوں جناب یہ کیسے، میں تو خدا کی عنایت سے اچھا ہوں۔

راقم: خدا تعالیٰ آپ کو حوادث دوران و آسیب اخوان الزمان سے محفوظ رکھے۔ میں نے جناب غلام احمد کی کتابوں میں ایک پیش گوئی پڑھی ہے جو غالباً آپ کے بارے میں ہے۔

نوجوان: ہوں! بھلا یہ بھی کوئی حیرانی کی بات ہے؟ کیا کوئی شخص کسی کے کہنے سننے سے مرجاتا ہے۔ جب تک اس کی قسمت میں جینا لکھا ہے

اگر در حیاتت نوشت است بہر
نہ مارت گزاید نہ شمشیر و زہر

راقم: مرزا قادیانی نے تو اپنے الہاموں میں پرلے درجہ کا زور دیا ہے کہ اگر اس لڑکی کے ساتھ نکاح کرنے والا تاریخ عقد نکاح سے اڑھائی برس کے اندر اندر مر نہ جاوے تو پھر میری کسی بات پر اعتبار نہ کرو اور مجھ سے زیادہ کذاب و مفتری کسی کو نہ جانو۔

نوجوان۔ سنو صاحب! اگر اس لڑکی سے عقد کرنے والا کوئی غیر قوم کا آدمی ہوتا تو کیا مجال تھی کہ عقد کے پاس بھی بھٹکتا۔ بلکہ مرزا قادیانی سے خائف ہو کر عقد کا نام بھی زبان پر نہ لاتا مگر ہم ٹھہرے ذات بھائی جو ایک دوسرے کی تہ سے بخوبی واقف ہیں۔ اور آپس کی حکمت عملیوں کا خوب اندازہ کرنے والے ہیں۔ مرزا قادیانی واقعی ایک اچھے منشی ہیں اور پولیٹکل معاملات میں ان کے ذہن خداداد کو اس حد تک رسائی ہے کہ بایدو شاید۔ مگر الہام کیا؟ مرزا قادیانی نے پہلے ہمارے بزرگ مرزا احمد بیگ کو خوب دھمکایا پھر اپنے بڑے بیٹے اور ان کی والدہ کو اس کام پر آمادہ کیا پھر چھوٹے بیٹے مرزا فضل احمد کے سسرال میں اپنی قلم کے لکھے ہوئے خطوط بھیجے کہ اگر اس لڑکی کے عقد میں میری مدد نہ کرو گے تو مرزا فضل احمد تمہاری لڑکی کو چھوڑ دے گا اور اس میں تمہاری جگ ہنسائی ہوگی اور اگر فضل احمد اس کو طلاق نہ دے گا تو میں اس کو فرزندی سے عاق کر دوں گا مگر ان دھمکیوں کی کسی نے ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں کی اور مرزا قادیانی کو ہر طرف سے ناکامی ہوئی۔

راقم: ہم نے سنا تھا کہ اس کے علاوہ اور بھی قسما قسمی کوششیں ہوئی تھیں۔

نوجوان: یہ سچ ہے میرے پاس مرزا قادیانی کے مریدوں کے جتھے بطور سفارت آئے اور کہا کہ تم نیک آدمی اور شریف زادے ہو اور مرزا غلام احمد قادیانی ایک ولی اللہ اور کامل فقیر ہیں اور فقیر کے لنگ میں ہاتھ ڈالنا خوب نہیں اس لڑکی کو علیحدہ کر دو اور ہم سے عہد لے لو کہ ہر طرح آپ کی مدد کریں گے اور کوئی اس سے عمدہ ناتہ آپ کے لئے تجویز کر دیں گے۔ ورنہ یقین ہے کہ آپ سا حسین نوجوان مسلمان بھائی مسیح موعود امام وقت کی بددعا سے مر جاوے گا۔

راقم: اس سفارت کا نتیجہ کیا ہوا؟

نوجوان۔ ہیچ! کیا کوئی بے موجب اور خلاف حکم خدا و رسول اپنی بیبیوں کو علیحدہ کر سکتا ہے؟ کون احمق ایسی دل فریب باتوں میں آتا ہے۔

اس پیش گوئی کی میعاد میں جب صرف ڈیڑھ ماہ یا اس بھی کم رہ گیا اور نوجوان معہ اپنی اہلیہ راولپنڈی میں مقیم تھا تو حکیم مولوی نورالدین کے ایک شاگرد نے جو مرزا قادیانی سے بیعت کر کے مشلک ہو گیا تھا ایک احدالعین حواری کو اس مضمون کا خط لکھا:

مجھے سخت اندیشہ ہے کہ مثل دیگر پیش گوئیوں کے یہ پیش گوئی بھی وقوع میں نہ آوے کیونکہ عقد کرنے والا نوجوان تو بھلا چنگا ہے۔ بال بھر بھی ہراس نہیں۔

تو حواری کیا جواب دیتا ہے کہ اے عزیز اس نوجوان نے رجوع بحق کر لیا ہے (کیا پہلے کافر تھا) اور بذریعہ خطوط اس لڑکے کے خویش و اقارب مرزا قادیانی کے حضور روتے اور گڑ گڑاتے ہیں (سفید جھوٹ) پس عجب نہیں کہ پیش گوئی کی میعاد بڑھ جائے۔ چونکہ آپ نے دریافت کیا ہے اس لئے یہ کانفی ڈنشل خط آپ کو لکھا گیا۔،

یہ خط جب راولپنڈی پہنچا تو مکتوب الیہ نے ان دشنام اور سخت الفاظ کی فہرست تیار کی جو نوجوان کی زبان سے مرزا قادیانی اور ان کی جماعت کے حق میں نکلی تھیں اور جن معتبر اشخاص کی حاضری میں یہ سخت کلمات ایک دردمند دل سے نکلے تھے ان کے نام بھی فہرست میں درج کئے اور واحدالعین کو جتایا کہ نوجوان کا تو یہ حال ہے اور آپ فرماتے ہیں اس کی طرف سے رجوع بحق کے خطوط آ رہے ہیں۔ رجوع بحق کس جانور کا نام ہے اور یہ اس کی کیسی نرالی فلاسفی ہے جو آپ نے چھانٹی ہے۔ آپ راولپنڈی تشریف لاویں اور جو کچھ میں نے اپنے خط میں لکھا ہے اس کی تصدیق کر لیں اس کا جواب حواری مذکور نے کچھ نہ دیا اور دے ہی کیا سکتا تھا اس مقام پر چند باتیں غور طلب ہیں:

۱۔ معافی اور رجوع بحق کا کیا ثبوت ہے؟ اگر ذرہ بھر بھی نوجوان یا اس کے رشتہ داروں کی طرف سے لب جنبانی ہوتی تو مرزا قادیانی جو رائی کو پہاڑ اور قطرہ کو سمندر بنا کر دکھانے والے ہیں کتابوں

پر کتابیں اور اشتہاروں پر اشتہارات لکھ مارتے مگر خاموش رہنا پڑا۔

۲۔بی بی متنازعہ کس کے پاس ہے اور کس کے بال بچے اس کے پاس ہیں؟ یقیناً نوجوان کے پاس اوراسی کی اولاد۔

۳۔الہام کی نسبت کیا خیال کیا جاوے جو زو جنا کھا کے مضمون کا مرزا قادیانی پر نازل ہوا تھا

۴۔اگر رجوع بحق ہو گیا تھا تو مرزا قادیانی کی موجودہ بی بی (نصرت) اپنی سوت کے لئے کیوں دعائیں مانگ رہی ہے۔(دیکھو سیرت المسیح موعود۔ص ۳۲)

کہا جاتا ہے کہ کیا مرزا قادیانی وفات پا گئے ہیں یا وہ عورت مرگئی ہے جس پر اب تک بھی امید کی جاتی ہے کہ مرزا قادیانی کے عقد میں آوے گی۔ یہ مرزا قادیانی کی جماعت کے اکثر ممبروں کے مقولے ہیں مگر بادنی تامل صاف ظاہر ہے کہ اڑھائی برس تو گذر چکے اور آئندہ کسی زمانہ میں مرزا قادیانی اس سے نکاح کر بھی لیں تو کیا فائدہ۔ جب کہ وہ بوڑھے ہوتے جاتے ہیں اور رجولیت املی کے پتوں پر ڈنڈ پیل رہی ہے (راست بیانی بر شکست قادیانی)

منکوحہ آسمانی در البیان

مولوی امام الدین سر سید احمد خان سے متاثر تھے اور مرزا قادیانی کے مخالف۔آپ نے البیان فی حقیقت مرزا غلام احمد و سید احمد خان، کے عنوان سے ایک کتاب جولائی ۱۹۰۶ء میں تصنیف فرمائی اور اس میں دیگر باتوں کے ساتھ مرزا صاحب کی منکوحہ آسمانی والی پیش گوئی کو بھی آڑے ہاتھوں لیا۔آپ لکھتے ہیں:

جن نشانات کو مرزا صاحب نے بطور تحدی مسلمانوں کے مقابلہ میں پیش کر کر منہ کی کھائی ہے ان میں سے بھی صرف ایک نشان کا جس پر آپ کی نبوۃ یا مسیحیت کا دارومدار تھا اعادہ کیا جاتا ہے۔

اس قاتل الہام یا خونی پیش گوئی کا مرزا صاحب اپنی کتاب شہادۃ القرآن صفحہ ۸۰۔۸۱ میں یوں ذکر فرماتے ہیں:

اور پھر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی موت کی نسبت پیشین گوئی جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے جس کی میعاد آج کی تاریخ سے ۲۱ ستمبر ۱۸۹۳ء سے گیارہ ماہ باقی ہیں (حضرت! اب تو گیارہ ماہ چھوڑ ۱۳ برس بھی گذر چکے جو انسان کی عمر کا ایک معقول حصہ ہے جس میں آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے اور مردوں سے باتیں کرنے لگتا ہے اور احمد بیگ ہوشیار پوری کا داماد بمعہ اپنی زوجہ اور بال بچوں کے زندہ موجود ہے) یہ پیشگوئیاں جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہیں (بے شک یہی باعث ہے کہ خدا نے ایک بھی پوری نہیں کی) ایک صادق یا کاذب کی شناخت کے لئے کافی ہیں (آپ ہی خدا کے لئے انصاف کریں) کیونکہ احیا و اماتت دونوں خدا تعالی کے اختیار میں ہیں (آمنا و صدقنا) اور جب تک کوئی شخص نہایت درجہ کا مقبول نہ ہو خدا تعالی اس کی خاطر سے اس کے دشمن کو ہلاک نہیں کر سکتا خصوصاً ایسے موقعہ پر کہ وہ شخص اپنے تئیں من جانب اللہ قرار دے (آپ کے اس مقولہ نے آپ کا من جانب اللہ نہ ہونا روز روشن کی طرح بتا دیا ہے) اور اپنی اس کرامت کو اپنے صادق ہونے کی دلیل گردانے۔ (سعدی کہتا ہے: دگر رہ چہ حاجت کہ گوید کست۔ ہمیں شرم ساری عقوبت بس است) سو پیش گوئیاں کوئی معمولی بات نہیں ہیں جو انسان کے اختیار میں ہوں (حق ہے) سو اگر کوئی طالب حق ہے تو ان پیش گوئیوں کے وقتوں کا انتظار کرے (بہت اچھا مگر ڈھائی برس تو کب کے گذر چکے)

پھر تھوڑی دور آگے چل کر (مرزا قادیانی) یوں ارشاد فرماتے ہیں:

مسلمانوں کے لئے میرے صادق اور کذب کا معیار فقط یہی پیش گوئی ہے اگر درست نہ آئے تو میرے گلے میں رسا ڈالا جائے۔ (گورنمنٹ انگلشیہ کے عہد معدلت مہد کے زیر سایہ رہ کر یہ بات کسی کے اختیار میں نہیں ہے) مجھے ذلیل اور خوار کیا جائے (کچھ حاجت نہیں) اور میری کسی بات کا بھی اعتبار نہ کیا جاوے (ہم آپ کے مقرر کردہ معیار سے آگے نہیں بڑھیں گے)

پھر مرزا صاحب.. اگست ۱۹۰۱ء کو جب ایک نج کے مقدمہ میں اس پیش گوئی کے آٹھ سال بعد عدالت گورداسپور میں طلب کئے گئے اور آپ پر سوالات جرح ہوئے تو ان کے جواب میں حسب ذیل لکھوایا:

احمد بیگ کی دختر کی نسبت جو پیش گوئی ہے وہ اشتہار میں درج ہے اور یہ ایک مشہور امر ہے وہ مرزا امام الدین کی ہمشیرہ زادی ہے جو خط بنام مرزا احمد بیگ کتاب فضل رحمانی میں ہے وہ میرا ہے اور سچ ہے وہ عورت میرے ساتھ بیاہی نہیں گئی مگر میرے ساتھ اس کا بیاہ ضرور ہوگا جیسا کہ پیش گوئی میں درج ہے (اخبار الحکم ۱۰۔ اگست ۱۹۰۱ء ص ۱۴)

مرزا صاحب نے مثل دیگر پیش گوئیوں کے اس پیش گوئی کے لئے بھی زیادہ قلم و زبان کا زور لگایا اور جان توڑ کوششیں کیں اور اس لڑکی کے ولیوں کو دردناک خطوط لکھے مگر بے سود اور لا حاصل اگرچہ وہ خطوط کتاب فضل رحمانی اور ضمیمہ شحنہ ہند میں شائع ہو چکے ہیں مگر ہم ناظرین کی سہولت کے لئے ان خطوط کو اس مقام پر نقل کرنا ضروری سمجھتے ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں:

مشفقی مکرمی اخویم مرزا احمد بیگ (سابقاً نقل ہو چکا۔ بہاء)

خاکسار غلام احمد۔ ۱۷ جولائی ۱۸۹۰ء بروز جمعہ

مشفقی مرزا علی شیر بیگ سلمہ اللہ تعالی۔ (سابقاً نقل ہو چکا۔ بہاء)

الراقم۔ خاکسار غلام احمد۔ لودیانہ اقبال گنج ۔۴ مئی ۱۸۹۰ء۔

مرزا صاحب بنام والدہ عزت بی بی (سابقاً نقل ہو چکا۔ بہاء)

راقم مرزا غلام احمد از لودیانہ ۴ مئی ۱۸۹۱ء

عزت بی بی بطرف والدہ (سابقاً نقل ہو چکا۔ بہاء)

اس حسین نوجوان کا نام غالباً سلطان محمود مرزا ہے جس کا اس لڑکی (محمدی) کے ساتھ عقد ہوا جب کہ مرزا جی کے الہام کے حساب سے اس نوجوان کی موت سے صرف چند ماہ باقی رہ گئے تھے تو ایک براتی کے طور پر دوستوں کی مجبوری سے ہم کو شہر گوجرانوالہ میں جانے کا اتفاق ہوا ہمارے میزبانوں نے مہمانوں کی خاطر داری کے لئے جو احباب منتخب کئے تھے ان میں وہ (اڑھائی سال کے اندر فرضی موت سے مرنے والا) نوجوان بھی موجود تھا، اور ایک دوست کی وساطت سے راقم کی نوجوان مذکور سے ملاقات ہوئی۔ مجھے خیال تھا کہ وہ بے چارہ حیران و پریشان ہوگا کیونکہ عام قاعدہ قانون

قدرت ہے کہ اگر کسی شخص کو اس کی جان جانے کا خوف دلایا جائے تو خواہ وہ کیسا ہی دلیر اور من چلا کیوں نہ ہو فکر اور حیرانی ضرور ہی اس کے لاحق ہو جاتے ہیں اور وہ اپنی جان کی حفاظت کے لئے طرح طرح کے اندیشوں اور خدشوں میں سرگردان رہتا ہے گو کہ اس کی جان جانے کی بابت سرسری طور پر یا کسی مصلحت سے ہی کیوں نہ کہا جاوے ہزارہا مخلوقات نے ایسے ہی فکروں میں پڑ کر حفظ امن کی ضمانتیں اور مچلکے سرکاری عدالتوں میں کرائے ہیں وغیرہ، مگر نہیں وہ نوجوان کچھ متفکر نہ پایا گیا بلکہ ہشاش بشاش اور تازہ بہ تازہ نو بہ نو تھا اور راقم نے اس سے حسب ذیل مکالمہ کیا

راقم: سلام علیک مرزا صاحب

نوجوان: وعلیکم السلام

راقم: مزاج شریف

نوجوان: الحمد للہ

راقم: خدا تعالی آپ کو خوش رکھے مجھے آپ کے دیکھنے کی کمال درجہ کی خوشی حاصل ہوئی۔ فرمائیے آپ حیران تو نہیں رہتے؟

نوجوان: کیوں جناب یہ کیسے، میں تو خدا کی عنایت اور فضل وکرم سے اچھا ہوں۔

راقم: خداوند تعالی آپ کو حوادث دوراں ہر آسیب اخوان الزمان سے محفوظ رکھے۔ میں نے جناب مرزا صاحب قادیانی کی کتابوں میں ایک پیش گوئی پڑھی ہے جو غالبًا آپ کے حق میں ہے۔

نوجوان: ... یہ بھی کوئی حیرانی کی بات ہےء؟ کیا کوئی شخص کسی کے کہنے سننے سے مر جاتا ہے؟ جب تک اس کی قسمت میں جینا لکھا ہے جیسا کہ سعدی فرماتے ہیں:

اگر در حیاتت نوشت است بہر۔ نہ مارت گزاید نہ شمشیر و زہر

راقم: مگر مرزا جی نے تو اپنے الہاموں میں پرلے درجے کا زور دیا ہے کہ اگر اس لڑکی کے ساتھ نکاح کرنے والا شخص تاریخ عقد سے اڑھائی برس کے اندر اندر مر نہ جاوے تو پھر میری کسی بات کا اعتبار نہ کرو اور مجھ سے زیادہ کذاب اور مفتری کسی کو نہ جانو۔ وغیرہ۔

نوجوان: سنو صاحب! اگر اس لڑکی کے ساتھ عقد کرنے والا کوئی غیر قوم کا آدمی ہوتا تو کیا مجال تھی کہ اس کام کے پاس تک بھی پھٹکتا بلکہ مرزاجی سے خائف ہو کر اس کام کا نام تک اپنی زبان پر نہ لاتا۔ مگر ہم ذات بھائی تو ایک دوسرے کی تہہ سے واقف ہیں اور ایک دوسرے کی حکمت عملیوں کا خوب اندازہ کرنے والے ہیں۔ مرزائے قادیانی واقعی ایک اچھے منشی ہیں اور پولیٹکل معاملات میں ان کا خداداد ذہن اس قدر رسائی رکھتا ہے کہ شائد و باید مگر الہام کیا؟ جناب مرزا صاحب نے پہلے ہمارے بزرگ وار مرزا احمد بیگ کو خوب دھمکایا اور پھر اپنے بڑے بیٹے اور ان کی والدہ کو اس کام پر آمادہ کیا۔ پر چھوٹے بیٹے مرزا فضل احمد کے سسرال میں خط لکھے کہ اگر اس لڑکی کے عقد والے معاملہ میں میری مدد نہ کرو گے تو مرزا فضل احمد تمہاری لڑکی کو طلاق دے دے گا اور اسمیں تمہاری جگ ہنسائی ہوئی۔ ورنہ میں فضل احمد مزکور کو اپنی فرزندیسے عاق کر دوں گا وغیرہ مگر ان دھمکیوں کی کسی نے ایک ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں کی اور مرزاجی کو ہر ایک طرف سے ناکامی ہوئی۔

راقم: ہم نے سنا تھا کہ اس کے علاوہ اور بھی قسما قسم کی کوششیں اس بارے میں ہوئی ہیں۔

نوجوان: یہ سب سچ ہے میرے پاس مرزاجی کی جماعت کے مریدان کے جتھے بطور سفارت آئے اور مجھ کو اس طرح پر کہا کہ تم ایک نیک آدمی اور شریف زادے ہو مرزا غلام احمد صاحب اولیاء اللہ اور کامل فقیر ہیں۔ اور فقیر کے لنگ میں ہاتھ ڈالنا خوب نہیں ہے۔ اس لڑکی کو اپنے سے علیحدہ کر دو اور ہم سے عہد لے لو کہ ہم ہر طرح سے آپ کی مدد کریں گے اور کوئی اور اس سے بھی عمدہ ناطہ آپ کے لئے تجویز کر دیں گے ورنہ یقین ہے کہ آپ سا حسین نوجوان مسلمان بھائی حضرت مرزاجی مسیح موعود اور امام وقت کی بد دعا سے مر جاوے۔

راقم: پھر اس سفارت کا نتیجہ کیا ہوا؟

نوجوان: ہیچ۔ کیا کوئی بے موجب اور برخلاف حکم خدا و رسول اپنی بی بیوں کو اپنے سے علیحدہ کر سکتا ہے۔ ایسا کون احمق ہے جو اس قسم کی دل فریب باتوں میں آجاوے؟ جزاک اللہ

ایک اور واقعہ بھی اس پیش گوئی کے متعلق قابل تحریر ہے۔ اس پیش گوئی کی میعاد کے پورا ہونے کو

جب کہ صرف ڈیڑھ ماہ یا اس سے بھی کم عرصہ باقی رہ گیا اور یہی نوجوان جس کا اوپر ذکر ہوا بمعہ اپنی اہلیہ راولپنڈی میں مقیم تھا، تو حکیم مولوی نورالدین صاحب کے ایک شاگرد نے جس کو جناب مسیح موعود کی بیعت کا شرف حاصل ہوکر پرانا اور مشکک ہو گیا تھا ایک واحد العین حواری کو اس مضمون کا خط لکھا کہ مجھے سخت اندیشہ لگ رہا ہے کہ مثل دیگر پیش گوئیوں کے یہ پیش گوئی بھی شاید معرض وقوع میں نہ آئے کیونکہ وہ نوجوان عقد کرنے والا تو بھلا چنگا ہے بلکہ اس کی مزاج پر ایک بال بھر بھی ملال دکھائی نہیں دیتا۔

تو حواری مذکور کیا جواب دیتے ہیں کہ اے عزیز اس نوجوان نے رجوع بحق کر لی ہے اور بذریعہ خطوط اس لڑکی کے خویش واقارب مرزا صاحب کے حضور میں روتے اور گڑگڑاتے ہیں (سفید جھوٹ) پس عجب نہیں ہے کہ پیش گوئی مذکور کیہ میعاد اور بھی بڑھ جائے چونکہ آپ نے دریافت کیا ہے یہ اس لئے کانفی ڈنشل خط آپ کو لکھا گیا ہے۔ فقط۔

یہ خط جب راولپنڈی پہنچا تو اس کے مکتوب الیہ نے ان دشنام اور سخت الفاظ کی ایک فہرست تیار کی جو اس نوجوان کی زبان سے بحق مرزا صاحب اور ان کی جماعت کے نکل رہی تھیں۔ اور جن معتبر اشخاص کی حاضری میں یہ سخت کلمات ایک دردمند دل سے نکلے تھے ان کے نام بھی فہرست مذکور میں درج کئے۔ اور پھر واحد العین مذکور کو جتایا کہ اس نوجوان کا تو یہ حال ہے اور آپ فرماتے ہیں کہ اس کی طرف سے رجوع بحق کے خطوط آرہے ہیں۔ رجوع بحق کس جانور کا نام ہے۔ اور یہ اس کی کیسی نرالی فلاسفی ہے جو آپ نے چھانٹی ہے آپ راولپنڈی میں تشریف لاویں اور جو کچھ میں نے اپنے خط میں لکھا ہے اس کی تصدیق کر لیں۔

اس کا جواب حواری موصوف نے کچھ نہیں دیا اور اگر سچ پوچھو تو اس کا جواب ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

اس مقام پر چند باتیں دریافت طلب ہیں:

ا۔ معافی اور رجوع بحق کا کیا ثبوت ہے؟ اگر ذرہ بھر بھی اس نوجوان یا اس کے رشتہ داروں کی طرف سے لب ہلائی جاتی تو جناب مرزا صاحب جو ایک کلوخ کو ایک پربت پہاڑ اور ایک قطرہ کو

سمندر بنا کر دکھانے والے ہیں کتابوں پر کتابیں اور اشتہاروں پر اشتہار نہ لکھ مارتے مگر خاموشی اختیار میں لانی پڑی۔

۲۔بی بی متناعہ کس کے پاس ہے؟ اور کس کے بچے اس کے پاس ہیں؟ یقینی طور پر اوسی نوجوان کے پاس اور اسی نوجوان کی اولاد۔

۳۔اوس الہام کی نسبت کیا خیال کیا جاوے جو زوجنا کھا کے مضمون کا مرزا جی پر نازل ہوا تھا کہا جاتا ہے کہ کیا مرزا جی وفات پا گئے ہیں یا وہ عورت مرگئی ہے۔جس پر اب تک بھی امید کی جاتی ہے کہ مرزا صاحب کے عقد میں آوے گی۔یہ مرزا جی کی پاک جماعت کے اکثر ممبران کے مقولے ہیں حالانکہ مرزا جی اپنی لاثانی کتاب موسوم بہ انجام آتھم میں صاف بتا چکے ہیں کہ نوجوان کی طرف سے رجوع بحق ہو چکا ہے (دیکھو اشتہار مرزا جی جو اخبار شحنہ ہند کے جواب میں مرزا جی نے تحریر کیا ہے) خیر ہمیں اس سے کیا مطلب؟ ہم تو اس بات کو دیکھنا چاہتے تھے کہ اڑھائی برس گذر چکے ہیں یا ابھی کچھ عرصہ باقی ہے۔ہم اسکا جواب لئے بنا صبر نہیں کریں گے :

ہاتھ توڑیں جائیں گے یا کھولیں گے نقاب

گورداسپور کی عدالت کے سامنے آپ نے اقرار کیا تھا کہ وہ (محمدی) میرے نکاح میں آوے گی مگر اب تو آپ کو دوسری دنیا سے پیغام آرہے ہیں۔اور بقول مولوی احمد حسن صاحب شوکت اڈیٹر شحنہ ہند، رجولیت املی کے پتوں پر ڈنڈ پیل رہی ہے، ادھر منارہ اور بہشتی قبرستان تیار ہو رہا ہے وغیرہ کیوں جناب مرزا صاحب! یہی نشانات ہین جن پر آپ کو ناز ہے اور یہی نشانات ہیں جن کے سواء فطرتی دین یا دین اللہ اس تیرھویں صدی میں آکر لعنتی ہو گیا ہے۔یہی نشانات ہیں جن پر آپ کے مشن کا انحصار ہے۔کیا اسی نشان کو ہم آپ کی طرف سے مسلمانوں کے سامنے پیش کریں اگر لامحالہ وہ عورت آپ کے ساتھ بیاہ کر لیتی تو اسلام کا کیا بن جاتا۔ہر زمانہ میں مسلمانوں کی لاکھوں شادیاں ہوتی ہیں اگر آپ کو ضعیف العمر سمجھ کر لڑکی کے ولیوں نے ناطہ دینے سے انکار کیا تو اس سے اسلام کا بگڑ گیا۔کیا زمانہ سلف کے منکرین کے سامنے انبیاء ایسے ہی نشانات بطور تحدی پیش کیا

کرتے تھے پس اگر رسالت ایسی ہوتی ہے جس طرح آپ کی ہے تو سلام ایسی رسالت پر۔

مرزا جی کے مرے اب اس پیش گوئی کو سچا بنانے کے لئے شائد یہ کوشش کریں کہ اس عورت کی اولاد سے مرزا صاحب کی اولاد کے ساتھ رشتہ جوڑیں مگر اس تاویل کو وہی لوگ تسلیم کریں گے جو فطرتی طور پر چغدیت کو اپنے ساتھ اس دنیا میں لائے ورنہ جسکے سر میں ایک ذرہ بھر بھی دماغ اور عقل ہے وہ پیش گوئی مذکورہ کے الفاظ کے زور پر غور کرے گا

مرزا صاحب کے اکثر مرید ہم کو سخت سست الفاظ سے یاد کریں گے اور بعض تو مغلظ گالیاں دیں گے جیسے اڈیٹر الحکم وغیرہ مگر ہم کو اس کی ایک ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں ہے خداوند تعالی خوب جانتا ہے کہ ہمیں مرزا صاحب کے ساتھ کوئی ذاتی عناد یا خانگی رنجش نہیں ہے بلکہ ہمارا صرف یہی مدعا ہے کہ وہ سب مسلمانوں (کواندھے نہ سمجھیں؟) بلکہ ایسے دلائل سے اپنی رسالت کو پیش کریں جس کے ساتھ ہی کوئی روشن دلیل بھی ہو فرض کرو کہ جس طرح آپ کہتے ہیں کہ (معاذ اللہ) قرآن مجید اب پرانی کتاب ہوگئی ہے اور اسلام میں کچھ جان باقی نہیں ہے تیرہ کروڑ مسلمان گمراہی پر ہیں وغیرہ مگر کیا آپ کی مذکورہ بالا ابلہ فریبیاں قابل تسلیم ہیں؟ ہرگز نہیں

کس نیاید بزیر سایہ بوم
در ہما از جہاں شود معدوم

دنیا کا ایک قاعدہ ہے کہ ایک دمڑی کی چیز خریدنی ہو تو اس کو ہزاروں دفعہ ٹھوک بجا کر دیکھتے ہیں پس کیا حال ہوگا سب سے پیاری چیز مذہب کا جس پر انسان کی دونوں جہان کی زندگی کا دارومدار ہے ۔کیا فطرت یا آزادی کو فروخت کر کے غلامی خریدی جاوے جو سراسر لعنت ہے۔فتدبر۔

(البیان فی حقیقت مرزا غلام احمد وسید احمد خان۔مؤلفہ مولوی امام الدین صاحب گجراتی۔۱۹۰۶ء روزگار پریس راولپنڈی)

منکوحہ آسمانی در افادۃ الافہام میں

حضرت مولانا انوار اللہ خان حیدر آبادی اپنی مشہور کتاب افادۃ الافہام میں لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد قادیانی کی ایک پیش گوئی یہ بھی ہے جس کو اشتہار میں شائع کیا تھا:

خدا تعالی قادر وحکیم مطلق نے مجھے فرمایا کہ مرزا احمد بیگ کی دختر کلاں کے لئے سلسلہ جنبانی کر و اور انکو کہہ دے کہ.. یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت ہے..اور اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا..اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خدا تعالی نے مقرر کر رکھا ہے..کہ اس لڑکی کو انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لائے گا۔

(مجموعہ اشتہارات قادیانی۔ج۱ص۱۵۷۔۱۵۸)

مرزا غلام احمد قادیانی نے اس نکاح کی بابت بڑا ہی زور لگایا اس سے بڑھ کر کیا ہو کہ خدا کی طرف سے پیام پہنچا دیا کہ اگر نکاح نہ کر دے گا تو چناں ہوگا اور چنیں ہوگا۔مگر اس بزرگ نے ایک نہ مانی۔اس کے بعد مرزا احمد بیگ کے نام خط لکھا:

مشفقی مکرمی اخویم مرزا احمد بیگ...آپ کے دل میں اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہے لیکن خداوند علیم جانتا ہے کہ اس عاجز کا دل بکلی صاف ہے....مسلمانوں کے ہر نزاع کا اخیری فیصلہ قسم پر ہوتا ہے جب ایک مسلمان خدا کی قسم کھا جاتا ہے تو دوسرا مسلمان اس کی نسبت فی الفور دل صاف کر لیتا ہے ۔سو مجھے خدا تعالی قادر مطلق کی قسم ہے کہ میں اس بات میں بالکل سچا ہوں کہ مجھے خدا تعالی کی طرف سے الہام ہوا تھا کہ آپ کی دختر کلاں کا رشتہ اسی عاجز سے ہوگا۔..اگر دوسری جگہ ہوگا تو خدا تعالی کی تنبیہیں وارد ہوں گی اور آخر اسی جگہ ہوگا۔کیونکہ آپ میرے عزیز اور پیارے تھے اسلئے میں نے عین خیر خواہی سے آپ کو جتلایا کہ دوسری جگہ اس رشتہ کا کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا۔میں نہایت ظالم طبع ہوتا جو آپ پر ظاہر نہ کرتا۔میں اب بھی عاجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں ملتمس ہوں

کہ اس رشتہ سے آپ انحراف نہ فرمائیں ...اور شائد آپ کو معلوم ہوگا یا نہیں کہ یہ پیشگوئی اس عاجز کی ہزار ہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا کہ جو اس پیشگوئی پر اطلاع رکھتا ہے.. ہزاروں پادری شرارت سے نہیں بلکہ حماقت سے منتظر ہیں کہ یہ پیش گوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلہ بھاری ہو.. میں نے لاہور میں جا کر معلوم کیا کہ ہزاروں مسلمان مساجد میں نماز کے بعد اس پیش گوئی کے ظہور کیلئے بصدق دل دعا کرتے ہیں۔..آپ اپنے ہاتھ سے اس پیش گوئی کے پورا ہونے کیلئے معاون بنیں تا کہ خدا تعالی کی برکتیں آپ پر نازل ہوں.. اب آپ کے دل میں وہ بات ڈالے جس کا اس نے آسمان پر سے مجھے الہام کیا ہے۔

خاکسار غلام احمد۔ ۱۷ جولائی ۱۸۹۰ء بروز جمعہ

مرزا غلام احمد قادیانی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ خدا نے آسمان پر ان کو کہہ دیا ہے کہ نکاح تمہارے ہی ساتھ ہوگا اور اس لڑکی کے حصول کے لئے سلسلہ جنبانی کرو۔ معلوم نہیں باوجود اس کے کیوں اتنی عاجزی اور خوش آمد کر رہے ہیں اور پادریوں کا کیوں خوف لگا ہوا ہے کہ ان کا پلہ بھاری ہو جائے گا ۔اب ان کی پریشانی کا حال اور سنیئے۔ اپنے سمدھی مرزا علی شیر بیگ کے نام یہ خط لکھا:

آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے بارے میں ان لوگوں کے ساتھ کس قدر میری عداوت ہو رہی ہے اب میں نے سنا ہے کہ عید کے دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور آپ کے گھر کے لوگ اس مشورہ میں ساتھ ہیں۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں۔..عیسائیوں کو ہنسانا چاہتے ہیں، ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور اللہ ورسول کے دین کی کچھ پرواہ نہیں رکھتے۔ اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں نے پختہ ارادہ کرلیا ہے کہ اس کو خوار کیا جائے ذلیل کیا جائے روسیاہ کیا جائے۔ یہ اپنی طرف سے ایک تلوار چلانے لگے ہیں..اگر آپکے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھتا کیا میں چوہڑا یا چمار تھا جو مجھ کو لڑکی دینا عار یا ننگ تھی۔..میں نے خط لکھے کہ پورانہ (پرانا) رشتہ مت توڑو۔ خدا تعالی سے خوف کرو، کسی نے جواب نہ دیا۔ بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش

میں آ کر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے صرف عزت بی بی نام کیلئے فضل احمد کے گھر میں ہے۔ بے شک وہ طلاق دے دیوے، ہم راضی ہیں۔ اور ہم نہیں جانتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے۔ ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہیں کرینگے۔ کہیں یہ شخص مرتا بھی نہیں ..آپ کو بھی لکھتا ہوں کہ آپ اس وقت کو سنبھال لیں اور احمد بیگ کو پورے زور سے خط لکھیں کہ باز آ جائیں اور اپنے گھر کے لوگوں کو تاکید کریں کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روک دیوے۔ ورنہ مجھے خدا کی قسم ہے کہ اب ہمیشہ کے لئے یہ تمام رشتہ ناطے توڑ دونگا۔ اگر فضل احمد میرا فرزند اور وارث بننا چاہتا ہے تو اسی حالت میں آپ کی لڑکی کو گھر میں رکھے گا۔ ۔ ..راقم خاکسار غلام احمد از لودہیانہ اقبال گنج ۔۴ مئی ۱۸۹۱ء

البتہ مرزا غلام احمد قادیانی کی اس بے کسی کی حالت میں ان کے سمدھی کو ضروری تھا کہ ان کی عاجزی پر رحم کھا کر ان کو سنبھال لیتے مگر معلوم نہیں کہ انہوں قصداً سختی اختیار کی، یا یہ سمجھ لیا تھا کہ جب خدا نے خبر دی ہے کہ مرزا قادیانی کا نکاح اس لڑکی کے ساتھ ہوگا، تو مداخلت کی ضرورت ہی کیا ہے، ضرور ہو کر رہے گا۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی اس اظہار بے کسی اور عاجزی کے ساتھ اگر اتنا فرما دیتے کہ الہام کا ذکر برائے نام صرف دھمکی کے لئے تھا اب میں اس سے توبہ کرتا ہوں تو ضرور مرزا قادیانی کے صدق کا اثر ان کے دل پر پڑتا اور رحم آ جاتا اور تعجب نہیں کہ طرف ثانی بھی اس خیال سے کہ ایک بڑا شخص توبہ کر رہا ہے اگر خدا کے واسطے نہیں تو اپنی تعلیٰ ہی کے واسطے ضرور قبول کر لیتے بہر حال مرزا قادیانی کا مقصود تو حاصل ہو جاتا۔

مرزا قادیانی لڑکی کے قرابت داروں کی شکایت کرتے ہیں کہ وہ خدا اور رسول کے دین کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو انہوں نے صرف خدا اور رسول ہی کی رضا مندی اور دین کے واسطے یہ کام کیا۔ بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے ناحق کہہ دیا کہ مجھے اللہ نے فرمایا کہ تمہارے نکاح میں وہ لڑکی آئے گی، تم سلسلہ جنبانی کرو۔ اس فقرے نے ان کو اس طرف توجہ دلائی کہ گورنمنٹ یا حکام کو جب کوئی بات منظور ہوتی ہے تو اس کے آثار ہی کچھ اور ہوتے ہیں کہ وہ کام

بغیر پورا ہوئے رہ نہیں سکتا۔ چہ جائے کہ خالق عالم چاہے اور کسی کے دل پر اس کا کچھ اثر نہ ہو اور اثر ہو تو ایسا کہ وہ کام کبھی نہ بننے پائے۔ اگر خدا تعالی کو مرزا غلام احمد قادیانی کا (محمدی سے) نکاح منظور ہوتا تو گھر بیٹھے مخالفین آ کر اپنی طرف سے پیام کرتے۔ دوسروں پر اثر ہونا تو درکنار خود مرزا قادیانی کے دل پر اس الہام کا کوئی اثر نہیں۔عیسائی ہندو اور دشمنوں کی طرف سے ان کو اپنی ذلت و خواری اور روسیاہی کا کچھ ایسا تصور جما ہے کہ الہام تو کیا، خدا بھی یاد نہیں آتا۔قسمیں کھا کھا کر ایک ایک سے لجاجت اور عاجزی کر رہے ہیں کہ اس وقت کو سنبھال لو۔اب ارباب دانش اپنے وجدان سے کام لیں کہ مرزا قادیانی جو لکھتے ہیں کہ خدا تعالی بے پردہ ہو کر اس صفائی سے ایسے مکالمے کرتا ہے کہ دوسروں پر حجت قائم ہو سکے۔کیا یہ بات صحیح ہو سکتی ہے کہ اگر اسی طرح ان کو الہام ہوا کرتے ہیں اور خود خدا سے سننے پر بھی ان کو اس قدر تردد رہا کرتا ہے، تو پھر قرآن پر ان کو کیا ایمان اور تصدیق ہوگی؟ کیونکہ وہ تو صرف خبر ہے، کچھ خدا سے انہوں نے سنا ہی نہیں۔اور اگر سنتے بھی تو کیا ہوتا، وہی تردد رہتا جو اس الہام میں ہے۔غرض ان قرائن سے ان لوگوں نے یہ خیال کیا کہ یہ الہام خدا تعالی پر تہمت ہے، اور خدا پر تہمت کرنے والے کی تائید اور جھوٹے نبی کی مدد باعث عذاب الہی ہے۔اس لئے انہوں نے صرف دین داری کے لحاظ سے بغض للهی پر عمل کیا۔ورنہ دنیاداری کے لحاظ سے اس سے بہتر کوئی پیام نہ تھا، کیونکہ لاکھوں روپئے کی جائداد اور آمدنی کس کو نصیب ہو سکتی ہے۔ان لوگوں پر ہزار آفرین ہے کہ اپنے خیال کے مطابق انہوں نے دنیا کے لحاظ سے دین کو برباد نہیں کیا۔اس موقع میں ان کے دین کی شکایت بالکل بے موقع ہے۔

مرزا قادیانی نے سمدھی کی تحریر پر کفایت نہ کر کے سمدھن صاحبہ کے نام بھی یہ خط لکھا:

والدہ عزت بی بی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ چند روز تک (محمدی) مرزا احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور میں خدا تعالی کی قسم کھا چکا ہوں کہ اس نکاح سے سارے رشتہ ناطے توڑ دونگا اور کوئی تعلق نہیں رہے گا اسلئے نصیحت کی راہ سے لکھتا ہوں کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ کو سمجھا کر

یہ ارادہ موقوف کراؤ۔...اور اگر ایسا نہیں ہوگا تو آج میں نے مولوی نورد ین اور فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو فضل احمد، عزت بی بی کے لئے طلاقنامہ لکھ کر بھیج دے۔ اور اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھنے میں عذر کرے تو اسکو عاق کیا جائے اور اپنے بعد اس کو وارث نہ سمجھا جائے۔ اور ایک پیسہ وراثت کا اس کو نہ ملے.. طلاق نامہ.. کا مضمون ہوگا کہ اگر مرزا احمد بیگ، محمدی کے غیر کے ساتھ نکاح کرنے سے باز نہ آوے تو پھر اسی روز سے جو محمدی کا کسی اور سے نکاح ہو جائے عزت بی بی کو تین طلاق ہیں...اور اگر فضل احمد نے نہ مانا تو میں فی الفوراس کو عاق کر دونگا ۔اور پھر وہ میری وراثت سے ایک دانہ نہیں پا سکتا.. مجھے قسم ہے اللہ تعالی کی کہ میں ایسا ہی کرونگا۔ اور خدا میرے ساتھ ہے۔جس دن نکاح ہوگا، اس دن عزت بی بی کا نکاح باقی نہیں رہیگا۔

راقم مرزا غلام احمد از لودیانہ ۴ مئی ۱۸۹۱ء

بیچاری سمدھن صاحبہ کی مصیبت کا حال بیان سے خارج ہے۔ اگر مرزا قادیانی کی سفارش کرتی ہیں تو غضب الہی کا خوف ہے جس کا حال ابھی معلوم ہوا۔ اور اگر نہیں کرتیں تو بیٹی بیوہ ہوئی جاتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ عورتوں پر لڑکیوں کے بے شوہر ہونے کا کس قدر غم ہوتا ہے۔ مگر سبحان اللہ کیسی ایمان دار باخدا اور مستقل مزاج بی بی ہیں کہ خوف الہی کے مقابلے میں اپنی لڑکی کی بیوگی کا کچھ بھی خیال نہیں کیا، اور صاف کہہ دیا کہ بے شک فضل احمد (ہماری بیٹی کو) طلاق دے دے، ہم راضی ہیں۔

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے مرزا احمد بیگ کے خط میں لکھا ہے کہ رشتہ مت توڑو خدا سے خوف کرو، حالانکہ مرزا قادیانی کے ساتھ ان کا کوئی ایسا رشتہ نہ تھا۔ چنانچہ مرزا قادیانی کی اس تحریر سے مستفاد ہے، کیا میں چوہڑا چمار تھا جو مجھ کو لڑکی دینا عار تھا، اگر کوئی قرابت ہوتی تو یہ مقام اس کی تصریح کا تھا کہ، باوجود یہ کہ میں تمہارا بھانجا بھتیجا ہوں، پھر کیوں دریغ کیا جاتا ہے۔ اور کوئی رشتہ نہ ہونے کی تصریح خود اسی خط میں موجود ہے کہ مرزا احمد بیگ کی ہمشیرہ نے صاف کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے، ہم نہیں جانتے کہ یہ شخص (قادیانی) کیا بلا ہے۔ یہ شخص مرتا بھی نہیں۔ غرض کہ ایک فرضی رشتے (مولانا انوار اللہ خان مناسب معلومات نہ ہونے کے باعث ہوشیار پوری

بیگوں سے مرزا صاحب قادیانی کی رشتہ داری کو فرضی قرار دے رہے ہیں۔ قارئین اس کی تصحیح کر لیں۔ فریقین کے درمیان قریبی رشتہ داری تھی، جس کی وضاحت ہماری اس کتاب میں جا بجا ہوئی ہے۔ مختصراً یہ کہ محمدی، مرزا غلام احمد کی چچازاد بہن کی بیٹی تھی، بہاء) کو توڑنے پر تو فرماتے ہیں کہ خدا سے خوف کرو اور اپنے فرزند کو صاف فرماتے ہیں کہ اپنی زوجہ کو طلاق مغلظہ دے دو۔ حالانکہ نفس طلاق کا ابغض الاشیاء ہونا احادیث سے ثابت ہے۔ اس پر طلاق مغلظہ بدعی جس کی قباحت احادیث صحاح میں مذکور ہے۔

حیرت ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے اتنا بھی خیال نہ فرمایا کہ اس بیچاری بہو کا کیا قصور تھا۔ اگر باوجود باپ کی موجودگی کے پھوپھی کو ولایت ہوتی، تو یہ کہنے کی گنجائش تھی کہ اقتداری کام میں قصور کیا گیا۔ مگر جب بھی ماں کے قصور کی سزا بیٹی کو دینا اور خوش دامن کا غصہ داماد پر نکال کر اس کو محروم الارث کر دینا نہ شرعاً جائز ہے نہ عقلاً۔ اللہ فرماتا ہے ولا تزر وازرۃ وزر اخری (زمر:۷)

مرزا غلام احمد قادیانی نے اس فرضی قرابت کو توڑنے پر تو خوف الٰہی یاد دلایا، اور خود کتنے واقعی رشتے توڑ رہے ہیں؛ زوجیت، مصاہرت، ابنیت، اور نام کو بھی خوف الٰہی نہیں۔ حالانکہ نسبی رشتہ کسی طرح ٹوٹ نہیں سکتا۔ کیا زبان سے کہہ دینے سے ابنیت باطل ہو جائے گی۔ اگر ایسا ہی زبان سے کہہ دینا مفید ہوتا تو متبنّیٰ کو حصہ دلایا جاتا حالانکہ حق تعالیٰ صاف فرماتا ہے:

و ما جعل ادعیاء کم ابناء کم ذلك قولكم بافواهكم

عصائے موسیٰ صفحہ ۲۳۱۔۲۳۲ میں (منشی الٰہی بخش لاہوری نے) لکھا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی اہلیہ ثانیہ کی خاطر شرعی وارثوں کو محروم الارث کرنے کے لئے جائداد کو اس کے پاس رہن کر دیا..اور ایسا ہی پہلی اولاد پسروں کو بلا دلیل شرعی عاق کر دیا۔ بی بی کی خاطر اور نفسانی خواہش سے قرآن کی مخالفت کرنا خدا پرستی سے کس قدر دور ہے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ للرّجال نصیب ممّا ترك الوالدان (نساء:۷) یعنی ماں باپ کے ترکے میں لڑکوں کا ایک حصہ ہے،

اور مرزا غلام احمد قادیانی فرماتے ہیں میرا لڑکا میراث سے ایک پیسہ اور ایک دانہ نہیں پا سکتا۔ اس پیرانہ سری میں مرزا جی کو یہ کیونکر گوارا ہوا کہ اگر اپنی دلہن نہ آئے تو اپنا لڑکا بھی ہر قسم کے عیش و

عشرت سے ہمیشہ کیلئے محروم کر دیا جائے۔ بی بی سے دائمی مفارقت ہو۔ ماں باپ اور اولاد میں تفرقہ عظیم پڑے۔ کھانے کو ایک دانہ نہ ملے، خانہ بربادی ہو۔ کیا اولیاء اللہ قوائے شہوانیہ اور غضبانیہ کے ایسے مطیع ہوا کرتے ہیں۔ پھر اپنی بہو کی طرف سے ان کی والدہ کو خط لکھوایا :

اگر تم اپنے بھائی، میرے ماموں کو، سمجھاؤ تو سمجھا سکتی ہو۔ اگر نہیں تو پھر طلاق ہوگی اور ہزار طرح کی رسوائی ہوگی۔

اس خط پر مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ نوٹ رقم فرمایا: اگر نکاح رک نہیں سکتا، پھر بلا توقف (فضل احمد کی بیوی) عزت بی بی کے لئے کوئی قادیان سے آدمی بھیج دو تا کہ اس کو لے جائے۔

غرض کہ اس معاملے میں ضرورت سے زیادہ تدبیریں کی گئیں۔ احتمال مطلب براری پر خود مرزا غلام احمد نے متعدد خطوط لکھے، اوروں سے لکھوائے، خوش آمدیں کیں، مسجدوں میں دعائیں کرائیں، خدا کی طرف سے اپنا ذاتی سنا ہوا پیام پہنچایا کہ اس لڑکی کا نکاح اپنے ہی سے ہوگا، اور اگر نہ ہوگا تو خاندان تباہ ہو جائے گا۔ اور یہاں تک عاجزی کی کہ اگر یہ نکاح نہ ہو، تو میں ذلیل ہوں گا۔ میرا منہ کالا ہوگا۔ عیسائی ہنسیں گے۔ ہندو خوش ہوں گے۔ اور یہ بھی دھمکی دی کہ اللہ ورسول کے دین کی ذلت ہوگی، وغیر ذالک۔ مگر کوئی تدبیر مفید نہ ہوئی، اور آخر اس لڑکی کا نکاح مرزا سلطان محمد بیگ کے ساتھ ہو ہی گیا جس کو تیرہ چودہ سال کا عرصہ ہوتا ہے اور وہ اب تک صحیح وسالم موجود ہے۔ چنانچہ الہامات مرزا صفحہ ۵۷۔۵۸ میں مولانا ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ہے کہ:

وہ (یعنی مرزا سلطان محمد) مرزا غلام احمد قادیانی کے سینے پر مونگ دلتا ہوا زندہ ہے اور اسی طرح اپنی مخالفت پر جما ہوا ہے، ذات شریف پر تبرہ اور صلوتیں سناتا ہے۔

اس کاروائی میں مریدوں پر عجیب مصیبت ہوگی۔ پیر کی نسبت تو یہ خیال کر ہی نہیں سکتے کہ بشارت الہی اور سلسلہ جنبانی کی خبر خدا تعالی طرف سے جھوٹ دی تھی۔ مرزا غلام احمد قادیانی تو اس جھوٹ سے بری ہو گئے مگر اس کے ساتھ ہی خدا تعالی کی طرف ذہن منتقل ہوا ہوگا کہ اس کے کیا معنی کہ بشارت بھی دی گئی، اور طرف ثانی پر حکم بھی بھیج دیا، اور اعلان شائع کرنے کی اجازت بھی ہوگئی،

جس سے تمام عیسائی ہندو مسلمان ہمہ تن گوش ہو گئے کہ اب مبارک باد کے نعرے قادیان میں بلند ہوتے ہیں۔ مگر وہاں کیا تھا، صدائے برنخواست کا مضمون صادق آ گیا اور طرفہ یہ کہ صرف سعی سے بڑے بڑے کام نکل آتے ہیں، یہاں سعی بلیغ سے بھی کچھ کام نہ نکلا، اور وہ بشارت اور حکم بے کار گیا۔ عجیب گومگو کی بات ہے۔ خدا تعالیٰ اگر بشارت اور حکم نہ دیتا تو مرزا غلام احمد قادیانی کو اتنی پریشانی اٹھانی نہ پڑتی، اور نہ اس قدر رسوائی ہوتی۔ اعلیٰ درجہ کے مرید تو آخر کچھ بات بنا ہی لیتے ہونگے مگر ضعیف الایمان لوگوں کی تو مٹی خراب ہوگئی۔ معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ کے اخبار میں کیسی کیسی بدگمانیوں کا موقع ان کو مل گیا ہوگا اور قرآن سے ایمان کس طرح ہٹ گیا ہوگا۔

مرزا غلام احمد قادیانی فرماتے ہیں:

مرزا سلطان محمد الہامی مدت (روز نکاح سے اڑھائی سال) میں اس وجہ سے نہیں مرا کہ اور پیش گوئی کے بعض الہامات جو پہلے سے شائع ہو چکے تھے ان میں یہ شرط تھی کہ توبہ اور خوف کے وقت موت میں تاخیر ڈال دی جائے گی۔۔اور اس واقعے میں بھی ایسا ہی ہوا کہ خوف اور توبہ اور نماز اور روزہ میں عورتیں لگ گئیں، اور مارے ڈر کے کلیجے کانپ اٹھے۔ پس ضرور تھا کہ اس درجے کے خوف کے وقت خدا اپنی شرط کے موافق عمل کرتا۔ سو وہ لوگ احمق کاذب ظالم ہیں جو کہتے ہیں کہ داماد کی نسبت پیش گوئی پوری نہیں ہوئی، بلکہ وہ بدیہی طور پر حالت موجودہ کے موافق پوری ہوگئی اور دوسرے پہلو کا انتظار ہے۔ (سراج منیر۔ ص ۳۳ حاشیہ)

مرزا سلطان محمد بیگ کی موت کے انتظار میں بجائے ڈھائی سال، چودہ پندرہ سال تو گذر گئے۔ اب اگر انتظار ہے تو صرف موت کا ہے جیسے مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنی موت کا بھی انتظار ہو گا۔ مگر اس میں پیش گوئی کے کسی پہلو کو دخل نہیں ہے، یہاں کلام اس میں ہے کہ بدیہی طور پر یہ پیش گوئی پوری کیوں کر ہوگئی۔ اس پیش گوئی میں تو مرزا غلام احمد قادیانی نے شرط نہیں لگائی تھی کہ سلطان محمد بیگ توبہ کریں گے تو میعادی موت ٹل جائے گی۔ البتہ عبداللہ آتھم کی موت میں یہ شرط تھی۔ مگر یہ دونوں واقعے مستقل اور علیحدہ ہیں جن میں کوئی تعلق نہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی فرماتے ہیں جو پہلے الہامات میں شائع ہو چکا ہے وہی کافی ہے یعنی ڈپٹی عبداللہ آتھم والی شرط یہاں بھی معتبر ہے۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو پیش گوئی کسی کی موت پر مرزا قادیانی کرتے ہیں اگر وہ مدت مقررہ پر نہ مرے،تو یہ سمجھا جائے کہ اس نے توبہ کر لی ہے۔یہی وجہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ایسی پیش گوئیوں پر جرأت کیا کرتے ہیں۔سنا جاتا تھا کہ کسی نجومی نے اعلان دیا تھا کہ میں اپنی زوجہ کی تائید سے جو پیش گوئی کرتا ہوں،وہ کبھی جھوٹ نہیں نکلتی۔اس کا سرّ (بھید) یہ تھا کہ مرد جو کہتا،اس کے خلاف عورت کہتی۔مثلاً اگر مرد کہتا کہ آج پانی برسے گا،تو عورت کہتی نہیں برسے گا۔غرض ایک کا قول ضرور صحیح نکلتا مرزا قادیانی نے ایسی تدبیر نکالی کہ کسی دوسرے کی تائید کی بھی ضرورت نہ رہی۔مدت کتنی گذر جائے کہہ دیا جائیگا کہ توبہ کی وجہ سے وہ مدت ٹل گئی ۔..ان کی جرأت اور ڈھٹائی لطف کے قابل ہے کہ جس پیشگوئی کی نسبت خود فرماتے ہیں:

کہ دس لاکھ آدمی سے زیادہ ہوگا جو اس پیش گوئی پر اطلاع رکھتا ہے اور ہزاروں پادری منتظر ہیں کہ یہ پیش گوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلہ بھاری ہو۔ہزارہا مسلمان مساجد میں نماز کے بعد بصدق دل دعا کرتے ہیں۔،

ایسی عظیم الشان پیش گوئی کی مدت معینہ گذر جانے کے بعد فرماتے ہیں کہ وہ بدیہی طور پر پوری ہوگئی اسلئے کہ آتھم کے جیسا انہوں نے بھی توبہ کر لی۔اس لئے نہ مرے۔دس لاکھ آدمیوں کے مقابلے میں ایسی بات کہنی معمولی غیرت وحیا والے کا کام نہیں۔کاش مرزا غلام احمد قادیانی الہام کے وقت ملہم سے پوچھ لیتے کہ حضرت اگر ڈپٹی عبداللہ آتھم والے الہام کے بعد جیسی رسوائی ہوئی اور بجائے اس کے تصدیق کرنے والوں میں ترقی ہو،بہت سے مرید مرتد ہوگئے،اگر اس پیش گوئی میں بھی وہی بات ہے تو میں اس الہام سے معافی چاہتا ہوں۔کسی میرے دشمن پر یہ الہام فرمایا جائے تاکہ اس کی رسوائی دیکھ کر میں خوش ہوں۔

یہاں یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ ڈھائی سال کی مدت پیش گوئی میں کس لحاظ سے رکھی گئی۔اگر واقع میں ان کی عمر اتنی ہی باقی تھی جس کو کشف سے مرزا صاحب قادیانی نے معلوم کیا تھا،تو یقیناً

کشف کی غلطی ثابت ہوگئی اور توبہ اس میں کچھ مفید نہیں۔اس لئے کہ حق تعالی فرماتا ہے:

اذا جاء اجلهم لا يستا خرون ساعةً وّ لا يستقد مون (اعراف:۳۴)۔

اور اگر مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی طرف سے مقرر کی تھی تا کہ معلوم ہو کہ لوگوں کی موت و حیات میں ان کو دخل ہے،تو ڈھائی سال کی کیا ضرورت تھی۔ کہہ دیتے کہ ادھر نکاح ہوا اور ادھر دولہا مر گیا۔اور اگر خدا نے خبر دی تھی تو ان کے خدا کی بے علمی ثابت ہوتی ہے۔ جب معجزہ اپنے نبی کا دکھانا منظور تھا تو مفصل خبر دیتا کہ اگر وہ توبہ نہ کرے تو ڈھائی سال میں مریگا،اور کرلے تو دس سال یا بیس سال میں ۔افسوس ہے مرزا غلام احمد قادیانی اپنے ساتھ اپنے خدا کو بھی بدنام کررہے ہیں۔

خاص طور پر غور کرنے کا یہاں یہ مقام ہے کہ مرزا قادیانی نے جو کھلے الفاظ میں کہہ دیا ہے کہ

ہمیں خدا کی قسم ہے کہ میں اس بات میں سچا ہوں کہ خدا نے مجھ سے فرمایا کہ مرزا احمد بیگ کی دختر سے میرا نکاح ہوگا اور اگر دوسرے کے ساتھ نکاح ہو تو ڈھائی سال تک شوہر اور تین سال تک اس کا والد فوت ہوجائے گا۔

پھر نہ مرزا غلام احمد قادیانی سے اس لڑکی (محمدی بنت مرزا احمد بیگ) کا نکاح ہوا، نہ اس مدت معینہ میں (سلطان محمد۔ بہاء) کا انتقال ہوا۔اب اس سے کیا سمجھا جائے ۔کیا فی الحقیقت خدا نے ان کو یہ خبریں دی ہوں گی ،یا وہ مرزا قادیانی کی تراشی ہوئی ہیں۔جب ہم خدا تعالی کی شان پر اور مرزا قادیانی کی کاروائیوں پر نظر ڈالتے ہیں تو بمقابلہ اس کے کہ خدا تعالی پر جھوٹ اور بے علمی اور عجز کا الزام لگایا جائے ،مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی جانب صرف جھوٹ کا الزام لگانے میں کوئی حرج نہیں دیکھتے،خصوصاً اس وجہ سے کہ انہوں نے عقلی معجزات کی ایک نئی مد قائم کی ہے۔

اس سے یہ امر بھی مبرہن ہوگیا کہ مرزا صاحب قادیانی نے عقلی معجزات میں جھوٹ سے بھی مدد لی ہے۔اور صرف جھوٹ ہی ہوتی تو مضائقہ نہ تھا،غضب یہ ہے کہ جھوٹ کو قسم سے موکد بھی کرتے ہیں جس سے سیدھے سادھے مسلمان دھوکہ کھا کر یقین کرلیں کہ وہ خبر بالکل صحیح ہے۔

جب تک مدت مذکورہ منقضی نہیں ہوئی تھی ہر شخص کا خیال تھا کہ جب ایسے معزز شخص جو ظاہراً

مقدس بھی ہیں قسم کھا کر کہتے ہیں کہ خدا نے وہ مدت ٹھہرائی ہے، تو ممکن بلکہ ضرور ہے کہ ایسا ہی ہوگا اور کسی کو مجال نہ تھی کہ چون و چرا کرے کیونکہ خدا کے معاملے میں کون دخل دے سکتا ہے۔ یہاں تک کہ ہندو، پادری وغیرہ ساکت بلکہ اس فکر میں تھے کہ یہ پیش گوئی پوری ہو جائے تو اس کا کیا جواب ہوگا۔ غرض ہزاروں آدمی تین سال سخت فکر میں حیران و پریشان رہے اور مرزا قادیانی اس مدت میں خوش تھے کہ تین برس تک تو عیسویت بغیر کھٹکے چل جائیگی۔ اس کے بعد اگر زندگی باقی رہے تو کوئی بات بنالی جائے گی اور بے وقوفوں کو دھوکہ دینا کون سی بڑی بات ہے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا کہ مدت گذرتے ہی فرما دیا کہ بھائیو! ان لوگوں نے توبہ کر لی ہے اسلئے بچ گئے۔ خوش اعتقادوں نے یہ سن کر پھر دھوکہ کھائے اور کسی نے اس کو نہ سمجھا۔ ورنہ دریافت کر لیتے کہ حضرت! خدا نے آپ کے ذریعہ سے حکم بھیجا تھا کہ اگر وہ آپ کے ساتھ نکاح نہ کر دیں تو تین سال میں ان کو سزائے موت ہوگی۔ اورانھوں نے تین سال تک خدا کے حکم کو نہ مانا۔ یہاں تک کہ مدت بھی گذر گئی اور اس کے بعد بھی اسی نافرمانی میں اڑے ہوئے ہیں کہ مرزا قادیانی کے خدا کی بات تو ہرگز نہ مانیں گے۔ پھر انھوں نے توبہ ہی کیا کی۔ اگر توبہ کرتے تو نکاح سابق کو فسخ کر کے اپنے کئے پر نادم و پشیمان ہوتے اور آپ کے ساتھ (محمدی کا) نکاح کر دیتے۔

جس طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے اس موقع میں قسم کھائی، حضرت عیسیٰؑ کی موت کے باب میں بھی لکھا ہے کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے یہ کہہ دیا ہے کہ عیسیٰؑ مر گئے۔

اس قسم کے معاملات میں مرزا قادیانی کی قسموں کا حال پورے طور پر نہ کھلتا تھا، مگر خدا تعالیٰ کی قدرت سے ایک معاملہ ایسا درپیش ہو گیا کہ بہ مجبوری ان کو ایسے امر میں قسم کھانے کی ضرورت ہوئی جس سے تمام قسموں کی حقیقت کھل جائے۔ سوچا تو یہ تھا کہ یہ قسم کچھ کام کر جائے گی اور لوگ اس کا اعتبار کر کے نکاح کر دیں گے مگر معاملہ ہی دگرگوں ہو گیا کہ وہی قسم وبال جان ہوگئی اور کل قسموں کا حال اس نے کھول دیا۔

ہر دین میں قسم ایک بھاری چیز سمجھی جاتی ہے کہ کوئی جاہل بھی جھوٹی قسم کھانے پر جرأت نہیں کرتا

اوراس کو گناہ کبیرہ سمجھتا ہے اور ہمارے دین میں تو اس پر سخت وعیدیں وارد ہیں۔مگر مرزا غلام احمد قادیانی نے ان کی کچھ پرواہ نہ کی۔اب اہل انصاف سمجھ سکتے ہیں کہ جب مرزا قادیانی کی قسموں کا یہ حال ہوتو ان کے تمام دعووں کا کیا حال ہوگا۔

عن عمرا ن بن حصین قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من حلف علی یمین مصبورۃ کا ذ باً فلیتبوأ بو جھہ مقعدہ من النار۔ (ابو داؤد باب التغلیظ فی الیمین الفاجرۃ) یعنی نبی ﷺ نے فرمایا جوجھوٹی قسم کھائے تو چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔

باوجود یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی نبوت کا دعوی کرتے ہیں مگر قوائے نفسانیہ کی اصلاح ان کی ب تک نہ ہوئی۔دیکھئے اپنے نکاح کے واسطے کتنے لوگوں سے قطع رحمی انہوں نے کی،حالانکہ اس باب میں یہ حدیثیں وارد ہیں:

عن ابی ھر یرہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ الرحم سجنۃ من الرحمن فقال اللّٰہ من وصلك و صلتہ و من قطعك قطعتہ۔ متفق علیہ کذا فی المشکوۃ۔ و عن جبیر ابن مطعم قال قال رسو ل اللہ لا ید خل الجنۃ قا طع ر حم ۔(متفق علیہ ۔کذا فی المشکوۃ با ب البر و الصلۃ)

یعنی جوشخص قطع رحمی کرے وہ جنت میں داخل نہ ہوگا اور خدا سے تعلقات اس کے قطع ہوجائیں گے اس سے ظاہر ہے کہ اگر مرزا قادیانی کو کوئی تعلق حق تعالی سے تھا بھی تو اس کاروائی سے منقطع ہوگیا اور یہ حدیث بآواز بلند کہہ رہی ہے کہ نبوت تو کیا ان کی ولایت بھی نہیں بلکہ وہ جنت سے روک دیئے گئے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے غصے سے اپنی اولاد کو جو محروم الارث کردیا،اس میں سراسر خداتعالی کے کلام کی مخالفت کی۔خداتعالی فرماتا ہے:

یو صیکم اللّٰہ فی اولاد کم، للذّ کر مثل حظّ الانثیین (نساء:۱۱)

للرّجال نصیب مّمّا تر ك الوا لدان (نساء:۷)

دیکھئے حق تعالی اولاد کا حصہ مقرر کرکے بلفظ وصیت ارشاد فرماتا ہے کہ ہر حصے دار کا حصہ دیا کرو۔مگر

مرزا غلام احمد قادیانی نے شاید یہ سمجھا کہ یوصیکم اللّٰہ کا خطاب مسلمانوں کی طرف ہے، اور خود مسلمان تو ہیں ہی نہیں، اس لئے خطاب سے خارج ہیں، کیونکہ نبوت کی طرف ترقی کر گئے ہیں۔ مگر یہ خیال ایک جہت سے صحیح نہیں، اس لئے کہ جب ہمارے نبی ﷺ کے امتی ہونے کا دعوی ہے، تو اس خطاب میں بھی شریک ہونا چاہیے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی سمدھن کے بھائی صاحب نے حدیث شریف البغض للّٰہ پر عمل کر کے مرزا قادیانی کو لڑکی نہیں دی، حالانکہ شرعاً ان کو اس کی ضرورت تھی اس کا مواخذہ مرزا صاحب قادیانی نے اپنی بہو بیٹے سمدھن اور سمدھی سے ایسے طور پر کیا کہ ان کی عمر بھر کیلئے کافی ہے اور خدا کے ارشاد و لا تزر وازرۃ وزر اخری (زمر:۷) کی کچھ پرواہ نہ کی۔ اب اہل انصاف غور کریں کی کلام الٰہی کی انکے نزدیک کچھ بھی وقعت ہے؟

جب مقتدائے قوم نے یہ طریقہ اختیار کیا تو امتیوں کا کیا حال ہو۔ ان کے استدلال کے لئے کافی ہے کہ ہمارے نبی (مرزا صاحب) غصے کی وجہ سے قرآن کو چھوڑ دیا کرتے ہیں۔ اب یہ کون پوچھتا ہے کہ مرزا قادیانی کا غصہ بجا تھا، یا بیجا، جس کی وجہ سے قرآن چھوڑ دیا گیا۔ اور ظاہر تو بے جا ہی معلوم ہوتا ہے کہ اپنے نکاح کی وجہ سے فرزند محروم الارث کر دیئے گئے جس سے بڑی دلیل ان کی امت کہ یہ مل گئی کہ بے جابات پر بھی غصہ آ جائے تو قرآن ترک دینا اور نیز قوائے شہوانیہ کے غلبے سے مرتکب گناہ کبیرہ یعنی قطع رحمی وغیرہ ہونا ایک مسنون طریقہ ہے جس پر انکے نبی (مرزا قادیانی) کا عمل ہے۔ جب قرآن کریم کا یہ حال ہو کہ غلبہ قوائے شہوانیہ وغضبانیہ سے متروک العمل ہو جائے تو حدیث کو کون پوچھے۔ اس کی تو پہلے ہی سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے توہین کر دی ہے۔ اب دیکھئے اس الہام سے کتنے امور مستفاد ہیں: جھوٹ، خدا پر افتراء، قطع رحمی، ظلم کو قسم کے ساتھ موکد کرنا، جھوٹی قسم کھانا، الہام بنالینا، بے گناہ سے مواخذہ، طلاق بدعی کا حکم، وارث کو محروم الارث کر دیا، وغیرہ۔

جب ایک پیش گوئی میں اتنی کاروائیاں ہوں تو سمجھ سکتے ہیں کہ کل کا کیا حال ہوگا، اور اپنی غرض کے لئے خدا کی طرف سے جھوٹا پیغام پہنچانے میں تو ان کا رسول اللہ ہونا کس قدر بدیہی البطلان ہے۔

(افادۃ الافہام مصنفہ مولانا انوار اللہ خان حیدر آبادی)

منکوحہ آسمانی در معیار المسیح

حافظ محمد ضیاء الدین سجادہ نشین سیال شریف نے درج بالا عنوان کے تحت ایک کتاب ردقادیانیت میں تحریر فرمائی جس میں آپ نے مرزا غلام احمد کی آسمانی منکوحہ والی پیشگوئی پر بھی بحث فرمائی۔آپ لکھتے ہیں:

اس حدیث میں حضرت ﷺ نے عیسی بن مریم کہا ہے، نہ کہ مثیل اس کا اور اترنے کے معنی بلندی سے اترنا، نہ کہ زمین میں میں سے پیدا ہونا اور جو کہ فرمایا اس کی تعریف میں حاکم عادل ہوگا، آپ فرمایئے کہ مرزا جی نے کون سا حکم اور کون سا عدل کیا ہے وہ تو ساری عمر انگریزوں کے محکوم رہے۔ اب ان کے عدل کا حال سنئیے ۔ہم وہ خطوط نقل کرتے ہیں جو انہوں نے اپنے رشتہ داروں کے پاس بھیجے تھے ان کے دیکھنے سے مرزا صاحب کا پورا روشن ہو جائے گا چنانچہ مرزا جی کا پہلا خط یہ ہے:

مشفقی مکرمی اخویم مرزا احمد بیگ (سابقاً نقل ہو چکا۔بہاء)

والسلام خاکسار غلام احمد۔۱۷ جولائی ۱۸۹۰ء بروز جمعہ

مشفقی مرزا علی شیر بیگ صاحب (سابقاً نقل ہو چکا۔بہاء)

راقم خاکسار غلام احمد از لودہیانہ اقبال گنج۔ ۴ مئی ۱۸۹۱ء

مرزا صاحب بنام والدہ عزت بی بی (سابقاً نقل ہو چکا۔بہاء)

راقم مرزا غلام احمد از لودیانہ ۴ مئی ۱۸۹۱ء

عزت بی بی بطرف والدہ (سابقاً نقل ہو چکا۔بہاء)

پس خان صاحب آپ کو بخوبی عدل مرزا صاحب کا ان خطوط سے معلوم ہو گیا ہوگا۔پس میں بھی کچھ جتا دیتا ہوں اگر چہ ہندی کے چندے کی کچھ ضرورت نہ تھی مگر مکتوب الیہ میرا چنداں لائق نہیں۔سنئیے صاحب اگر کچھ قصور تھا تو مرزا احمد بیگ کا تھا اس کی بہن کا کچھ بھی قصور نہ تھا۔اچھا

بالفرض مانا کہ اس نے بھائی کو بھائی نہ سمجھا یا اس کی بیٹی کا کیا قصور کہ وہ بے چاری مطلقہ ہوکر اپنے حصہ زوج سے شرعاً محروم کی جائے اور فضل احمد بے چارے پر یہ سزا کہ اس بے گناہ کو اگر طلاق نہ دے تو اس کو عاق کیا جائے اور ایک دانہ اور ایک پیسہ بھی مرزا صاحب کی وراثت سے اس کو نہ ملے (یہی تو دجال کی نشانیوں میں لکھا جا چکا ہے کہ جو اس کی نہ مانے گا تو اس کے ہاتھ میں ایک فلوس تک نہ رہے گا)۔ ایسا شہوت پرست نہ کہیں دیکھا نہ سنا۔ خصوصاً نبی آخر الزمان کہلانے والا بایں صفت موصوف نہیں ہوسکتا (نعوذ باللہ من ذلك) اور دیکھئے صاحب رشتہ ناطہ توڑنے والے کو قرآن شریف اور احادیث میں کن لفظوں سے پکارا گیا ہے اور کن گروہ میں شامل کیا گیا ہے اور کیا سزا اس پر ہے:

فهل عسيتم ان تو ليتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحا مكم ۔اولئك الذين لعنهم الله فا صمهم و اعمى ابصار هم ۔ افلا يتد برو ن القرآن ام على قلو ب اقفا لها ۔ ان الذين ارتدوا على اد با رهم بعد ما تبين لهم الهدى الشيطان مو لى لهم و املى لهم ۔

ترجمہ: پس کیا ہوتم نزدیک اس بات کے کہ اگر والی ہوتم حکم کے یہ کہ فساد کرو بیچ زمین کے اور توڑو قرابتیں اپنی۔ یہ لوگ جنہیں لعنت کی ہے ان کو اللہ نے پس بہرا کر دیا ان کو اور اندھا کر دیا آنکھوں ان کی کو کیا پس نہیں فکر کرتے بیچ قرآن کے کیا او پر دلوں کے قفل ہیں ان کے تحقیق جو لوگ پھر گئے او پر پیٹھوں اپنی کے پیچھے اس کے کہ ظاہر ہوا واسطے ان کے ہدایت شیطان نے زینت دلائی ہے واسطے ان کے اور ڈھیل دلائی دی ہے واسطے ان کے۔

اس آیت سے آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ خدا تعالی نے بڑی لعنت کی ہے ایسے کام کرنے والوں کو اور مفسد قرار دیا ہے۔ یہ آیت جو نقل کی گئی ہے سپارہ ۲۶ سورۃ محمد کے تیسرے رکوع میں ہے۔ اور دوسری ایک اور آیت:

ان الله يامر بالعدل و الاحسان و ايتاء ذى القربى و ينهى عن الفحشاء و

المنکر و البغی یعظکم لعلکم تذ کرون ۔

تحقیق اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے ساتھ عدل کے اور احسان کے اور دینی قرابت والوں کے اور منع کرتا ہے بے حیائی سے اور نا معقول سے اور سرکشی سے نصیحت کرتا ہے تم کو تا کہ تم نصیحت پکڑو۔

یہ خدا کا فرمان صاف صاف ہے کہ عدل کرو اور احسان کرو اور صلہ رحمی کرو اور برے کاموں سے بچو جب قطع رحمی کی بنا ایک شہور پرستی پر مبنی ہو تو کیسی فضیحت ہے اگر آپ فرماویں کہ مرزا صاحب کی درخواست شہوت رانی کے لئے نہیں تھی وہ خدا کا حکم تھا اور خدا نے ان کا نکاح آسمان پر کیا تھا اس لئے مرزا صاحب تبلیغ احکام الٰہی کرتے تھے تو اس حکم خدا کے پورے نہ ہونے سے سب باتیں درہم برہم ہو گئیں اور اس سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کو الہام ربانی نہیں ہوا، بلکہ شیطانی ہوا۔ اور الہام شیطانی کے بارہ میں خدا نے خود قرآن شریف میں فرمایا ہے چنانچہ یہ آیت:

ھل انبئکم علی من تنزل الشیا طین ۔ تنزل علی کل افاك ا ثیم ۔ یلقون السمع و اکثرھم کا ذبو ن ۔

ترجمہ: کیا بتلاؤں میں تم کو اوپر کس کے اترے ہیں شیطان اترتے ہیں اور ہر جھوٹ باندھنے والے گنہگار کے رکھتے شیطان کان اپنے اور اکثر ان کے جھوٹے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو الہام مرزا صاحب کو ہوا تھا جھوٹا نکلا۔ ایسی اور بہت سی آیات ہیں کہ صلہ رحمی کو محمود اور قطع رحمی کو مردود قرار دیتی ہیں اور کئی حدیثیں بھی لکھتا ہوں۔

قال رسول اللہ ﷺ ما من ذنب ا خری ان یجعل اللہ لصاحبہ العقوبۃ فی الد نیا مع ما یؤخرہ فی الارض من ابغی و قطعت الرحم ۔ رواہ الترمذی و ابو دا ؤد ۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہیں کوئی گناہ لائق تر اس بات کے کہ جلدی کرے اللہ تعالیٰ صاحب گناہ کو عذاب دنیا میں باوجود ذخیرہ کرنے اس کے بیچ آخرت کے نکل جانے سے اطاعت امام سے اور کاٹنے ناطے کے سے۔

وعن عبد الله بن ابی اوفی قال سمعت رسول الله ﷺ یقول لا تنزل الرحمة علی قوم فیهم قاطع رحم ۔ رواه البهیقی فی شعب الایمان ۔

ترجمہ: اور روایت ہے عبداللہ بن ابی اوفی سے کہ کہا سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے نہیں اترتی رحمت اس قوم پر کہ اس میں کاٹنے والا ہوتا ہے ناطے کا۔

ایسی اور بہت سی احادیث ہیں جن کے معنی یہی ہیں۔ آپ کو اس تحریر سے عدل مرزا کا بخوبی معلوم ہو گیا ہو گا۔ ایسا عدل جو قرآن اور حدیث کے مخالف ہو اس کو ظلم کہا جاتا ہے نہ کہ عدل پھر اسی حدیث ابوہریرہ میں جو نزول عیسی میں لکھی گئی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ عیسی بن مریم صلیب کو توڑیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے یعنی سوائے ایمان کے اور کوئی وجہ سبب امان کا نہ ہو گا۔ پس فرمایئے کہ آپ کے مرزا نے کتنے عیسائی مسلمان کئے اور کتنے غیر مذاہب والوں کو اسلام پر لائے۔

دوسری حدیث نزول عیسی میں یہ ہے:

عن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله ﷺ ینزل عیسی بن مریم الی ارض فیتزوج و یولد و یمکث خمس و اربعون سنة ثم یموت فیدفن ... قبری فاقوم انا و عیسی ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر و عمر ۔ رواه ابن جوزی فی کتاب الوفاء ۔

ترجمہ۔ روائت ہے عبداللہ بن عمر سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اتریں گے عیسی بیٹے مریم کے طرف زمین کے پس نکاح کریں گے اور پیدا کی جائے گی اولاد ان کے لئے اور ٹھہریں گے زمین میں پینتالیس (۴۵) برس پھر وصال فرمائیں گے عیسی پس دفن کئے جائیں نزدیک میرے پس اٹھوں گا میں اور عیسی ابن مریم ایک مقبرہ میں درمیان حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے۔

پس اس حدیث کی رو سے بھی سندھی بیگ، عیسی بن مریم نہیں بن سکتا۔ حضرت ﷺ نے اس حدیث میں عیسی بن مریم کہا ہے جو آسمان سے زمین پر اتریں گے اور پینتالیس برس زمین پر رہیں گے اگر ان مرزا صاحب کا جب سے یہ پیدا ہوئے ہیں زمانہ نزول تصور کیا جائے تو اسّی (۸۰)

نوے(۹۰) برس کے مابین ہوگا اور اگر ان کے دعوی میعاد مقرر کیا جائے تو ۴۵ سال سے بہت کم، یہ دونوں صورتیں مخالف پڑتی ہیں۔ اور آنحضرت ﷺ نے اسی حدیث میں فرمایا ہے کہ جب وہ اتریں گے تو نکاح کریں گے۔ آپ فرمایئے کہ آپ کے عیسی بعد دعوی نبوت کتنے نکاح کرنے پر آمادہ ہوئے مگر کامیاب نہ ہوئے، اور اسی حدیث میں ہے کہ وہ مر کر میرے مقبرہ میں دفن ہوں گے۔ اور اس کے رفع شک کے لئے فرمایا کہ ہم اٹھیں گے بھی ایک مقبرہ سے مزید براں یہ فرمایا حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر کے درمیان سے، حالانکہ مرزا صاحب قادیان میں مدفون ہیں۔ اگر ان سب احادیث اور آیات کے تاویلاً کچھ اور معنی لئے جائیں جو اصل کے مخالف ہوں تو خلاف جمیع امت مرحومہ کا آتا ہے کیونکہ نہ کسی اصحاب نے یہ معنی تاویلی ملحوظ رکھے ہیں اور نہ اجماع امت کا اس پر ہے (مرزا صاحب اس آیت کی رو سے جہنمی قرار دیئے جاتے ہیں و من یشا قق الرسو ل من بعد ما تبین لہ الھدی و یتبع غیر سبیل المو منین نو لہ ماتو لی و نصلہ جھنم و ساء ت مصیرا ۔ترجمہ: اور جو کوئی برخلاف کرے رسول کے پیچھے اس کے کہ ظاہر ہوئے واسطے اس کے ہدایت اور پیروی کے مخالف راہ مسلمانوں کے متوجہ کریں گے ہم اسکو جدھر متوجہ ہوا اور داخل کریں گے ہم اس کو دوزخ میں اور بری ہے جگہ پھر جانے کی۔ بہاء)
(معیار المسیح)

☆☆☆

و صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و صحبہ اجمعین

فقیر بارگاہ صمدی ۔محمد بہاءالدین۔۲۸ دسمبر ۲۰۱۲ء